تیرا عاشق میں دیوانہ ہوں آوارہ

تحریر: مہوش علی

مردہ قدموں سے چلی وہ گھر کے پیچھے سے آتی اندر دہلیز پر قدم رکھا۔۔ اسکا گلا سوکھ کر اس میں کانٹے چبھنے لگے تھے۔۔ آنکھیں برسنے کو بے تاب تھی۔۔

وہ دہلیز پر کھڑی تھی۔۔ سامنے ہال میں سب موجود تھے۔۔ جنہیں دیکھ کر اسکا دل خون کے آنسوں رونے لگا اسنے سوچا تھا۔۔

وہ چپ چاپ اپنے کمرے میں جا کر بہت روئے گی۔۔ پر ایسا نہیں ہو سکا۔۔۔

اب دوسرا اذیت بھرا لمحہ جس کے بارے میں سوچ کر اسے اندر ہی اندر بہت تکلیف ہونے لگی۔۔

اتنی تکلیف نا ہوتی اگر سامنے شہریار نا بیٹھا ہوتا۔۔

پری بیٹا تم یہاں کیوں کھڑی ہو۔۔ آئو اندر شیری تو کب سے بیٹھا ہے اور تم ہو کہ یہی کھڑی ہو آجائو تھک گئی ہو گی۔ باہر دھوپ بھی کتنی ہے آجائو شاباش۔۔عالیہ بیگم نے اسے دہلیز پر ہی کھڑا دیکھا تو پیار سے بولی۔۔

عالیہ بیگم کے کہنے پر سب کی نظریں دروازے کی جانب گئی جہاں وہ رونے جیسی شکل بنائے اندر کو آرہی تھی۔۔

اااا۔۔۔اسلام۔۔۔مشکل ہی مشکل تھی اسکے لیے۔۔سرخ لب پھڑ پھڑانے لگے۔
۔بڑی بڑی آنکھوں میں پانی تیرنے لگا۔۔وہ ابھی رودیتی جب سب نے اسکے سلام کا
جواب دیا سوائے شیری کے جس کے لبوپر زہریلی مسکراہٹ تھی جسنے سترہ سال کی پریا
کو رونے پر مجبور کر دیا۔۔

جائو بیٹا دونوں فریش ہو جائو تب تک میں تم دونوں کے لیے کھانا لگاتی ہوں۔۔

عائمہ بیگم نے دونوں سے کہا۔۔نوشین جائو تم پری کے لیے ٹھنڈا پانی لے کر جائو اسے
کمرے میں۔نوشین جو ساتھ بیٹھی تھی اٹھ کر پانی لینے چلی گئ۔۔

باقی سب نے تو نہیں پر نوشین نے اسکا آنسوں زمین پر گرتے دیکھا تھا۔۔اور پھر اسنے
شیری کے طرف دیکھا جو غصے سے پری کو ہی دیکھ رہا تھا۔

ہاں۔۔۔اسکے سلام کرنے تک دو دن تو یہی گذر جاتے شکر ہے مکمل کرنے سے پہلے جواب مل گیا۔۔شیری اس پر طنز کرتا قہر بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

اور وہ معصوم اسکے زہریلے الفاظ اور نظروں پر تڑپتی اپنے اندر اتارتی اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

یہ کیا بدتمیزی تھی شہریار یہ کیسے بات کر رہے ہو تم پری کے ساتھ۔۔تمہیں شرم نہیں آتی کسی معصوم کا دل دکھاتے ہوئے۔۔

اگر بھائی صاحب یا تمہارے پاپا نے تمہارے الفاظ سن لیے تو وہ تمہارے ساتھ کیا کریں گے میں خود سوچ بھی نہیں سکتی۔۔

اور اس معصوم کو کیوں تکلیف دے رہے ہو۔اسے تو پتا بھی نہیں ہے بڑوں کے فیصلے کی۔

یہ تو اپنے باپ کے ظلم سے بچنے کے لیے ہے یہاں۔ ذرا شرم کرو کزن ہے تمہاری نوشین اور دراب کی طرح اس لیے عزت اور نرمی سے پیش آئو۔ عائمہ بیگم نے اسے اچھا خاصا جھڑ کا اور آخر میں کچھ شرم بھی ڈلائی۔۔ جو شیری کو آنے سے رہی۔

عالیہ بیگم تو صرف دکھ بھری نظر اس پر ڈال کر چلی گئی۔ مشال اور حوریہ اپنے کمرے میں تھی۔ اگر یہاں اپنے بھائی کہ منہ سے اپنی ڈول کے بارے میں اسے باتیں سنتی تو اچھا خاصا ناراض ہو جاتی۔ جو شیری سے برداشت نا ہوتی۔۔۔

سب قصور اس میں میں کا ہے۔۔ آتے ہی میری زندگی برباد کرنے لگی ہے۔ سب کو صرف وہی دیکھ رہی ہے کوئی یہ نہیں دیکھ رہا کہ اس میں میں کرتی بکری کو میرے گلے میں باندہ کر میری زندگی برباد ہو جائے گی۔۔۔ وہ غصے سے دھاڑنے کے انداز میں کہتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

وہ بیڈ پر منہ کے بل پڑی سسک رہی تھی۔ آج اسے انتہائی سے زیادہ اپنی ماں کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ جس کی ممتا صرف دیکھنے کے علاوہ کبھی محسوس نا کی تھی۔

پر یہاں پر عالیہ بیگم اور عائمہ بیگم سے محسوس ہوئی۔ تھی۔ حماد صاحب اور احمد صاحب کی دل کا ٹکڑا تھی۔ دراب بھی اسے اپنی چھوٹی بہن سمجھتا تھا اور گڑیا کہتا تھا۔

نوشین مشال اور حوریہ بھی اسے بہت زیادہ محبت دے رہی تھی۔ صرف اپنے اس ظالم کزن کے علاوہ سب پیار محبت دے رہے تھے۔

پر شہریار آتے جاتے اس پر طنز کرتا اسے اپنی قہر برساتی نظروں سے دیکھتا اسکے بولنے پر اسکا مذاق بناتا۔ جس پر وہ معصوم سی پری بلکل ٹوٹ جاتی تھی۔ کبھی تو اسکے ڈر سے باہر ہی نہیں نکلتی تھی۔

اسے پہلے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اسکا سلوک پر صبح جب بڑے پاپا نے شیری کو پریا کو گھمانے کے لیے کہا تھا۔ تو وہ کچھ نا بولا چپ چاپ ہاں کر دی۔ پری بہت ڈر گئی اسنے نا کرنا چاہا پر سب نے کہا جانے کو اور شیری بھی راضی تھا تو وہ اپنے ڈر کو اندر چھپاتی چپ ہو گئی۔

پھر سب چلے گئے آفس اور اسے کچھ دیر کے بعد تیار ہونے کو کہا گیا وہ ریڈی ہوتی نا چاہتے ہوئے بھی اسکے ساتھ آئی۔ حور اور مشال نے بھی ساتھ آنے کو کہا پر شیری نے انہیں منا کر دیا اور وہ دونوں منہ بنا کر رہ گئی۔

وہ گاڑی کی طرف جا رہی تھی جب شیری نے اسے روکا۔۔

رکو۔ کہاں جا رہی ہو۔۔ پری گھبراتے ہوئے مڑی اور شیری کو دیکھنے لگی۔ یہاں آئو۔ اسنے واپس بلایا اور اسکی کلائی سے پکڑ کر گھر کے پیچھے سرونٹ کواٹر میں لے آیا۔۔ اور اسکی ایک بھی سنے بغیر بولا۔

تم تب تک یہاں رہو گی جب تک میری گاڑی کی آواز نا سنو۔ اور ہاں اس سے پہلے باہر آئی تو وہ حشر کروں گا کہ جو یہ میں میں کرتی ہو اسکے بھی لائق نہیں رہو گی۔ پری مسلسل روتی نفی کر رہی پر شیری نے اسکی ایک نا سنی۔۔ وہ جانے لگا تو وہ بھی پیچھے آئی۔

مم۔۔۔ مج۔ ھے ڈر لگ رہا ہے مممیں۔۔ وہ روتی اپنی اٹکتی زبان سے بولتی اس سے التجا کرنے لگی پر اسنے نہیں سنی۔ اور بیچ میں ہی دھاڑا۔

بکواس بند کرو۔ اسے دھکا دیا جس سے وہ سیدہ چارپائی پر گری وہ اس پر جھکا۔۔

یہی مرو تمہاری اتنی اوقات نہیں کہ شہریار ملک کے ساتھ گھومو۔ اور ایک بات اگر تمنے نکاح سے بڑے پاپا کو منا نہیں کیا تو وہ حال کروں گا کہ خود کو پہچان نہیں پاؤ گی۔۔ اور ایک بات اپنے لیے ایک بکرا ڈھونڈو کوئی انسان نہیں۔ کیونکہ انسان تو تمہیں جھیلنے سے رہے۔۔ وہ اسے اپنے لفظوں کی تیروں سے لہولہان کرتا چلا گیا۔۔۔

بب۔۔۔ بڑے پاپا ن۔۔ نہیں کریں گے اایسا ممیرے ساتھ۔۔۔

اسنے روتے ہوئے خود سے کہا اور حماد صاحب سے بات کرنے کا سوچا۔۔۔ پھر سارہ دن وہیں پڑی رہی کبھی ڈرتی کبھی روتی۔۔ پھر پیاس نے بھی برا حال کر دیا۔۔۔ کئی گھنٹوں بعد اسکی گاڑی کی واپس آواز آئی تو وہ گرتی پڑتی کواٹر سے نکل کر آئی۔۔

وہ ابھی بیڈ پر پڑی تھی جب اچانک دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا۔۔ پری جلدی سے سرخ چہرا اور سوجی آنکھیں صاف کر کے اٹھی۔۔۔ تو دیکھا وہی تھا۔۔ اسکی سانسیں اٹک گئی۔۔

وہ کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔

اب کیوں آئے ہو۔۔اور کون سی سزا باقی ہے۔۔اتنی ذلالت اتنا تڑپانے کے بعد بھی کیوں آئے ہو۔۔۔دفعہ ہو جائو نکل جائو مجھے تمہاری شکل سے بھی نفرت ہے۔۔یہ سب اسنے اپنے دل میں چیخ چیخ کر کہا منہ سے تو کہہ نہیں سکتی تھی۔۔۔اور اتنی ہمت بھی نہیں تھی اس ظالم کے سامنے بولنے کی۔۔

دیکھ لی میری نفرت بکری۔۔شیری نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا جو بلکل نڈھال سی ہو گئی تھی۔۔۔اسکی بڑی سوجی آنکھوں میں دیکھ کر تمسخرے سے ہنس کر کہا۔۔۔

چھچھ۔۔چھوڑو مجھے۔۔پری نے نفرت سے خود کو آزاد کروانے کی کمزور سی کوشش کی۔۔۔

چھپچھ۔۔ چھوڑو کو چھوڑو یہ بتائو منا کرو گی بڑے پاپا کو آج ہی یا ایسی اور ایک ڈوز کی ضرورت ہے۔۔۔ شیری نے بھی اسکے انداز میں کہہ کر اپنے مطلب کی بات پر آیا۔۔۔ اسکا اشارہ اس پور دن قید کی طرف تھا۔۔

اپنے مذاق بنانے پر پری کا ایک کرب بڑھا آنسوں زمین پر گرا۔۔

ممم۔۔ میں سسب بڑے پپاپا کو بتائوں گی۔۔۔ اسنے ہچکیاں بھرتے ہوئے کہا۔۔ جس پر شیری کا دماغ گھوما۔۔

کیا کہا۔۔۔ تم تم میرے خلاف پاپا کو بتائو گی۔۔ وہ دھاڑا۔۔۔

جس پر پری اچھل پڑی۔۔۔ پھر دل میں سوچا ابھی نہیں تو کبھی نہیں۔۔۔

ہاں۔۔۔ بتاؤں گی۔۔ ککہ ااا آپ مارتے ہہیں۔۔۔ اسنے اٹکتے روتے خود کو چھڑواتے ہمت سے کہہ۔۔۔ شیری کی پکڑ اتنی سخت تھی کہ اسے لگا اسکا بازو ٹوٹ جائے گا۔۔ آہہہ۔۔۔

وہ کہرائی۔۔جب ایک زوردار تھپڑ اسکا دماغ سن کر گیا۔۔

چٹاخ۔۔۔۔کی آواز پورے گھر میں گونجی اور اس کے ساتھ کانچ کے گلاس کی۔۔۔

بھائی۔۔۔نوشین چیخی۔۔ہال میں بیٹھے حماد. صاحب احمد صاحب اور دراب جو ابھی آئے تھے۔۔۔سب اوپر بھاگے جہاں سے نوشین کی چیخ اور تھپڑ کی آواز آئی۔۔۔

نوشین بھاگ کر زمین پر پڑی پری کو سنبھالا۔۔جو بے ہوش ہو گئی تھی۔۔

حماد صاحب احمد صاحب دراب جب اندر آئے تو اندر کا منظر دیکھ کر گھبرا گئے۔۔۔

کیا ہوا پری میری جان۔۔حماد صاحب تڑپ کر پری کو اٹھا کر بیڈ پر ڈالا۔۔۔اور نوشین سے پوچھا۔۔۔جو رو رہی تھی۔۔

بتائو نوشین کیا ہوا ہے پری کے ساتھ۔۔۔ دراب نے ایک غصے بھری نظر خاموش کھڑے شیری پر ڈالی پھر تیز آواز میں نوشین سے پوچھا۔۔۔

عالیہ۔ بیگم عائمہ بیگم وہ دونوں بھی بیڈ پر بے ہوش پڑی پری کی طرف لپکی۔۔ ڈاکٹر کو فون کر دیا گیا تھا۔۔۔

حور اور مشال بھی وہاں پہنچ گئی تھی۔۔ وہاں پری کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئی۔۔۔

بھیا۔۔ وہ شیری بھیا نے مارا پری کو۔۔ نوشین کے بتانے پر پورے کمرے میں سناٹا چھا گیا۔۔ سب نے بے یقینی سے شیری کو دیکھا۔۔۔

عائمہ بیگم تو حیران رہ گئی اپنے بیٹے پر کہ اپنی ضد میں اتنا گر جائے گا اسنے تو کبھی سوچا نہیں تھا۔۔۔

کیا یہ سچ ہے شہریار۔۔ اچانک خاموش کمرے میں احمد صاحب کی چنگارتی آواز گونجی۔۔

وہ کچھ نا بولا تو احمد صاحب نے اسکے گریبان سے پکڑ کر جھٹکا دیا۔۔میں کچھ پوچھ رہا ہوں نوشین ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔۔

ہاں ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔۔مارا ہے مینے اسے کیونکہ میں اس سے نکاح نہیں کرنا چاہتا اور اگر آپ لوگوں نے زبردستی کی تو اس سے بھی زیادہ برا حشر کروں گا اسکا۔۔۔وہ بھی غصے سے چیخا اور جو منہ میں آیا بولتا چلا گیا۔۔

چٹاخ۔۔۔۔کئی زوردار تھپڑ اسکے منہ پر پڑے۔۔۔جس سے اسکا سفید چہرا سرخ ہو گیا۔۔حماد صاحب اور دراب کا بھی چہرا غصے سے لال ہو گیا۔۔۔سب اپنے منہ پر ہاتھ رکھ رونے لگے۔۔۔حور تو۔کانپنے لگی تھی جب ساتھ کھڑی مشال نے اسے سہارہ دیا۔۔وہ بہت حساس تھی۔۔

آپی بھیا کیسے کر سکتے ہیں ایسا۔۔۔حور مشال کے گلے سے لگتے روتے کہا۔۔

جائو مشی بہن کو لیکے جائو۔۔عائمہ بیگم نے اسکی حالت دیکھ کر کہا۔۔۔اور مشال ایک افسوس بھری نظر شیری پر ڈالکر حور کو لیکر کمرے سے چلی گئی۔۔۔

میں بھی دیکھتا ہوں اب کیسے روکتے ہو تم اس نکاح کو ہونے سے۔۔اور یہ نکاح ہو گا ابھی اور اسی وقت ہو گا۔۔۔۔دراب نکاح کی تیاری کرو۔۔۔۔احمد صاحب نے اپنا فیصلا سنایا جو شیری کا برتائو دیکھنے کے بعد کسی کو منظور نہیں تھا۔۔۔

نہیں احمد اب ایسا نہیں ہو گا۔۔حماد صاحب نے انکار کرنا چاہا پر احمد صاحب نے بھی کہہ دیا نہیں بھائی نکاح ہو گا اور ابھی ہو گا وہ بھی اسکے ساتھ اگر اسے نامنظور ہے تو ابھی کے ابھی جا سکتا ہے اس گھر سے ہمیشہ اپنا رشتا ختم کر کے۔۔احمد صاحب نے تو شہریار کے سر پر دھماکے کر دئے تھے۔۔

میں ایسا نہیں کرونگا نا ہی میں نکاح کرونگا۔۔وہ اپنی سرخ آنکھوں میں آگ کا شالا لیے دھاڑہ۔۔۔

تمھیں ایسا کرنا پڑیگا نہیں تو باہر کا گیٹ کھلا ہے۔۔۔احمد صاحب نے بھی ضد پکڑ لی۔۔۔شیری نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا۔۔اسکے اندر جیسے سب کچھ ٹوٹ گیا۔۔۔ایک وار ہوا سینے پر۔۔۔غصے کی زیادتی کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہہ نکلا۔۔۔پھر اسنے ایک شولا برساتی نظر بے ہوش پری کے وجود پر ڈالی۔۔۔

تو پھر مجھ سے بھی کسی اچھائی کی امید نا رکھنا۔۔۔زہر کر دونگا اسکا جینا۔۔۔وہ ایک زوردار لات ٹیبل کو مار کر ایک عزم سے کہتا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

مرحوم ایاز ملک کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔۔۔بڑا بیٹا حماد دوسرا احمد اور دونوں سے چھوٹی نرگس۔۔دونوں بھائیوں کی لاڈلی بہن۔۔۔

دونوں بھائی ساتھ عالیشان ملک ولا میں رہتے تھے۔۔ اور ساتھ ہی بزنس کرتے تھے۔۔۔

حماد صاحب اور انکی بیگم عالیہ تھی۔۔ انکا ایک بیٹا دراب تھا نرم طبعیت اور سب کا خیال رکھنے والا۔۔ جو اپنی اسٹیڈیز مکمل ہونے کے بعد حماد صاحب اور احمد صاحب کے ساتھ بزنس میں ہاتھ بٹا رہا تھا۔۔

اسکے بعد نوشین تھی۔

دراب کی ہی طبعیت جیسی نرم دل۔۔ وہ بھی اپنی اسٹیڈیز مکمل کرنے کے بعد گھر میں عالیہ بیگم اور عائمہ بیگم کے ساتھ کچن کا ہلکا پھلکہ کام کر لیتی تھی۔۔۔

اسکی منگنی اپنے ماموں کے بڑے بیٹے حسن سے ہو گئی تھی۔ اور دراب کی مشال سے بچپن میں۔ جو بڑوں کے علاوہ صرف دراب کو پتا تھی۔

احد صاحب اور انکی بیگم عائمہ تھی۔ انکا ایک بیٹا تھا شہریار اور دو بیٹیا مشال اور حوریہ۔۔۔

شہریار نے اپنی سٹڈیز تو مکمل کرلی تھی پر اسکا کہنا وہ ابھی بچہ ہے اس لیے اسکی اتج ابھی کھانے پینے گھومنے پھیرنے کی۔

اس لیے اسے ابھی بزنس نا کہا جائے۔وہ بچپن سے ہی ضدی ذرا سی بات پر غصہ کرنے اور اپنی کرنے والو میں سے تھا۔

مشال نے بھی اپنی سٹڈیز کمپلیٹ کرلی تھی۔وہ طبیت کی ہنس ہنسانے والو میں سے تھی۔

حوریہ ابھی تھرڈ ییئر میں تھی۔وہ بہت حساس لڑکی تھی اسے صرف ایک ہی انسان سے چڑ تھی وہ تھا سفیان۔عالیہ اور عائم بیگم کے بھائی فراز کا چھوٹا بیٹا جو اسکے ساتھ یونی میں پڑھتا تھا۔بہت آوارہ ٹائپ تھا حوریہ کے مطابق۔۔۔

♥♥♥♥♥

نرگس کی شادی اپنے کزن الطاف سے ہوئی تھی۔شادی کے بعد وہ اسے لے کر ڈبئ چلا گیا۔۔۔شادی کے کچھ سال تو ٹھیک تھا۔۔

پر اسکے بعد نرگس کو اولاد نا ہونے کی وجہ سے اسے بانجھپن کا طعنے دینے لگا اور اس پر ہاتھ بھی اٹھانے لگا۔ جس سے وہ وقت کے ساتھ بہت کمزور ہونے لگی پر اپنے بھائیوں کو ہوا بھی لگنے نہیں دی۔ ہر ظلم کو سہنے لگی خود اور اللہ کی ذات پر صبر کرنے لگی۔ اور اس پاک ذات نے اسے اپنی رحمت سے نوازا۔۔ اور اسکے یہاں بیٹی ہوئی پری جیسی۔۔ اور اسکا نام بھی نرگس نے پریار کھا۔۔ اور اپنے جان کے ٹکرے کو الطاف صاحب کے حوالے کر کے ہمیشہ کے لیے آنکھیں موند گئی۔۔۔

نرگس کے جانے سے دونوں بھائیوں پر تو جیسے قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔۔۔ پر انہیں دوسرا جھٹکا تب لگا جب الطاف اسکے چالیسوے کے دن دوسری شادی کرلی تھی۔۔

لوگوں کے تھو تھو کرنے پر بہانہ یہ بنایا کہ میئنے پریا کے لیے دوسری شادی کی ہے اسے ماں کی ضرورت ہے۔۔۔ پر یہ سب ایک بہانہ تھا بہانہ ہی رہا۔۔۔

حماد صاحب نے کہا کہ پریا ہمیں دے دو ہم اپنی بہن کی آخری نشانی کو کسی دوسرے کے حوالے نہیں کریں گے۔۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ الطاف صاحب بگڑ گئے۔۔ اسنے بھی کہا کہ یہ میرا خون ہے تمہاری بہن مر گئی ہے۔۔۔ اور ان سے کوئی رشتہ نا رکھتے انہیں اپنے گھر سے نکال دیا۔۔۔

وقت گذرتا رہا وہ اپنی زندگی میں اسے کھو گیا کہ اسے یہ بھی یاد نا تھا کہ اسکی کوئی بیٹی بھی جو اسکا انتظار کرتی ہے روز کی طرح۔۔۔

الطاف صاحب نے پریا کو گورنس کے حوالے کر دیا تھا۔۔ پہلے تو وہ بات کیا بھی لیتے پر جب اسے پریا کے اٹک کر بولنے کا پتا لگا تو یہ تھوڑا وقت بھی اپنی بیوی اور بیٹے کو دینے لگے۔۔

وقت گذرنے کے ساتھ وہ بڑی ہوتی گئی۔۔ ماں کے نا سلیکے نا سوارنے کی وجہ سے وہ لڑکوں کے کپڑے پہنے لگی۔۔۔ اور کوئی دوپٹہ تو اسنے جانا ہی نہیں تھا۔۔ ایک وہ بہت

حسین تھی۔۔اوپر سے کم عمر اس لیے اسکی سوتیلی ماں کا بھائی فواد کی اس پر نیت خراب ہو گئی۔۔

وہ بڑی عمر کا امیر آدمی تھا۔۔اور بہت چالاک۔۔اسنے بنا وقت لیے اپنی بہن سے بات کی جب وہ نا مانی کہ پریا کی عمر بہت کم ہے اور الطاف صاجب کبھی نہیں مانے گے۔۔

اس پر فواد بہت مایوس ہوا اور اسنے اپنا دماغ کا استعمال کیا اسنے رفیہ جو الطاف صاحب کی دوسری بیوی تھی اسکے پراپرٹی کے خلاف کان بھرے۔۔۔کہا کہ پریا بڑی ہے تمہارے بیٹے سے اگر تم نے اسکی شادی وقت پر نا کی تو پراپرٹی میں اسکا ذیادہ حصہ ہو گا اور اسے تو اسکے بولنے کے عیب سے لیگا بھی کوئی نہیں اس لیے مجھ سے کروالو بچ جائو گی۔۔۔

یہ بات رفیہ کو دل سے لگی اور اسنے الطاف صاحب سے بات کی۔۔

وہ اسکی بات پر بگڑ گئے تو رفیہ بھی کم نہیں تھی اسنے کہہ کون کرے گا آپکی "میں میں" کرنے والی صاحبزادی سے شادی جسے نا پہنے کا سلیکا نا اوڑھنے کا یہ تو شکر کرو میرے بھائی

کا بڑا دل ہے جو راضی ہوا آپکی بیٹی پر ورنہ ایسی لڑکیاں تو ساری عمر بیٹھ بیٹھ کر مر جاتی ہیں۔۔۔ یہ شکر کرو میرے بھائی کا جو تمہاری لڑکی کو اپنی عزت بنانا چاہتا ہے۔۔۔

اور یہ باتیں الطاف صاحب کے دل کو لگی تو انہونے ہاں کر دی۔۔ فواد تو ایسا خوش ہو گیا جیسے اسے جنگ جیت لی ہو۔۔

کچھ ہی دنوں میں انکا نکاح رکھا گیا۔۔ پریا کی گورنس کو یہ بات پتا چل گئی تھی۔۔ وہ اتنی معصوم پر اتنا ظلم ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی اسلیے اسنے چھپ کر حماد صاحب کو سب بتا دیا۔۔ حماد صاحب کا پریا کی موبائل میں نمبر تھا وہ سب سے بات کرتی تھی پر ملنے کبھی نہیں گئی۔۔۔ اسنے اپنوں کا احساس اور اپنو کا پیار کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔۔۔

پھر حماد صاحب اور احمد صاحب نے ملکر الطاف کے یہاں گئے اس سے کہاں پرانی باتوں کو بھولا کر گلے لگتے ہیں۔۔ الطاف صاحب بھی اوپری دل سے مسکرا کر ان سے ملا پھر حماد صاحب پریا کو کچھ دن ملک والا لے آئے۔۔۔ رفیہ بیگم اور فواد تو بگڑ گئے پر الطاف صاحب نے کہا صرف کچھ دن وہ بیٹی میری ہے اس پر میرا فیصلا چلے گا۔۔ اسکے وہاں آنے کے فوراً ہم نکاح کر دیں گے۔۔۔

حماد صاحب اور احمد صاحب اسے ملک والے لے آئے سب نے اپنی معصوم کزن پر بہت پیار آیا اور سب اسے بہت محبت دینے لگے۔۔ صرف شیری کے علاوہ۔۔۔ شیری کو اسکا پہناوا اور بولنا دونوں زہر لگتے تھے۔۔۔ یہاں آکر عالیہ بیگم اور عائمہ بیگم نے اسے آہستہ آہستہ پہنے اوڑھنے کا مطلب سمجھایا اور وہ زیادہ کچھ نہیں صرف گلے میں دوپٹہ اور جینز پر گھٹنو تک آتی شرٹ پہنتی تھی۔۔۔

حماد صاحب اور احمد صاحب نے اسے فواد سے بچانے کے لیے شیری سے نکاح کروانا چاہتے تھے پر شیری کو یہ قطعی منظور نہیں۔۔۔

پھر شہریار کے کیے گئے سلوک کے بعد حماد صاحب نے ایک فیصلا کیا۔۔ اسے یقین دلایا کہ یہ نکاح صرف ایک سال کا ہوگا اور ایک سال کے بعد میں خود تمہیں طلاق ڈلائوں گا

۔۔

ابھی بچی کی زندگی کو بچانا بہت ضروری ہے۔۔ تمہیں کوئی اس بات کا احساس بھی نہیں ڈلائے گا کہ تمہارا نکاح ہوا ہے۔۔ صرف الطاف اور فواد کو دفعہ کرنے کے بعد۔۔۔

اس پر شیری بھی کچھ سمجھا اور دونوں کا نکاح کروا دیا گیا۔۔۔ پریا کے رونے التجا کرنے پر عالیہ بیگم اور عائمہ بیگم نے اسے رفیہ اور فواد کی چالاکیوں کے بارے میں سمجھایا۔۔

جب یہ سب الطاف اور فواد کو پتا لگا تو وہ دونوں بگڑ کر آگ بگالہ ہو گئے۔ کافی بڑا جھگڑا ہوا دونوں نے اپنے اپنے پاورز کا استعمال کیا۔ پر وہ حماد صاحب والوں سے جیت نا سکے اور پھر کچھ اندر سے بھی الطاف صاحب کو یہ سب کرنے سے باز رکھا۔۔

پر فواد کو یہ سب قطعی منظور نا تھا اسنے طے کر لیا تھا کہ پریا کو تو وہ حاصل کر کے ہی رہے گا۔۔ آج نہیں تو کل۔۔۔

تم اٹھ رہی ہو کہ نہیں۔۔ حور کب سے اسکے سر پے کھڑی اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی اور پری اس سب سے بے پروہ چادر میں گھسڑی پڑی تھی۔۔ اس کوئی فرق نہیں تھا کہ کوئی اپنا گلا ہی کیوں نہ پھاڑ لے۔۔۔ اسے اپنی نیند سب سے عزیز تھی۔۔

پری سب ناشتے پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ اب تو اٹھ جاؤ یار مجھے یونی کے لیے دیر ہو جائے گی۔۔

ہوں۔۔ اسکی اتنی بڑی التجا پر ہاتھ سے صرف اسے جانے کا کہا گیا۔۔۔

دھڑام سے مشال دروازہ کھول کر اندر آئی۔۔ حوریار بھائی آ گئے۔۔ مشی کی خوشی سے چہکتی ہوئی آواز پری کے کان میں پڑی۔۔۔

کیاااا۔۔۔ حور سے پہلے پری چیخی۔۔ ککون ببھائی۔۔ چادر سے نکلتی بیڈ سے اترتی مشال کے پاس آئی۔۔۔ اور ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔۔ تو مشال نے بہت آرام سے اسے بتایا۔۔۔

دراب بھائی ناشتے کی ٹیبل پر آ گئے ہیں اور اپنی گڑیا کو بلا رہے ہیں۔۔۔ کہنے کے ساتھ ہی دونوں کے بلند قہقہے لگے پری کی حالت پر۔۔ جو رونے جیسی تھی۔۔۔

اپیی۔۔۔۔ وہ اپنے ہاتھوں کے پنجے بنا کر پیچھے بھاگی۔۔۔

آجائو فریش ہو کر کالج بھی جانا ہے۔۔۔ مشی کامیابی سے کہتی حور کے ساتھ اسکے کمرے سے بھاگی۔۔۔

پیچھے وہ انکو کوستی صبح صبح اس ظالم کے نام پر۔۔ اور یہ سب مذاق ہونے پر شکر ادا کرتی فریش ہونے باتھروم میں چلی گئی۔۔۔ اسے دنیا میں سب سے زیادہ نفرت شیری سے تھی۔۔ شہریار نکاح کے بعد امریکہ چلا گیا تھا۔۔ جسے ابھی صرف تین مہینے ہوئے تھے۔۔۔ کسی اور کو خوشی تھی یا نہیں پر پریا کو بہت خوشی تھی شیری کے جانے سے اب یہاں وہ سب کی لاڈلی اور چھوٹی گڑیا تھی خاص کر کے دراب کی۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

کیا اٹھی پری۔۔۔ نوشین نے دونوں کو بیٹھتے دیکھ کر پوچھا۔۔ہاں اٹھ گئی۔۔ مشال نے مسکرا کر کہا۔۔ اور ناشتا کرنے لگی۔۔ وہ مگن سی ناشتہ کر رہی تھی جب اسے اپنے اوپر نظروں کی تپش محسوس ہوئی۔۔۔ اسنے ایسے ہی نظریں اٹھائی۔۔ تو دھک سے رہ گئی۔۔۔ کیونکہ نظروں کی تپش کسی اور کی نہیں دراب کی تھی۔۔ وہ اسکے سامنے بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا اپنی گہری آنکھوں میں نئے رنگ سما کر۔۔۔ مشی نے ہڑبڑا کر سب کو دیکھا۔۔ تو سب ناشتا کرنے مگن تھے۔۔ پھر ذرا کی ذرا اپنی گھنی پلکوں کا جالر اٹھا کر دیکھا تو گھبرا کر سر جھکا گئی۔۔۔ اس پر دراب کے خوبصورت چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔۔۔

حور۔۔۔ یہ بھائی کو کیا ہو گیا ہے ذرا دیکھو تو۔۔ اسنے حور کو کہنی مار کر آہستہ کہا۔۔

آہہ۔۔ کیا ہے آپی کسے دیکھوں۔۔۔ حور کو جو کہنی لگی کہرا اٹھی۔۔ اور پھر تیز آواز میں بولی۔۔۔ جس پر انکی طرف سب متوجہ ہو گئے۔۔ مشی نے جلدی سے اپنے شرم اور گھبراہٹ سے سرخ چہرے کے ساتھ حور کو دیکھا۔۔ اور آنکھیں نکالی۔۔۔ مطلب تھا تمہیں تو بعد میں دیکھتی ہوں۔۔۔

کیا ہوا بیٹا۔۔ احمد صاحب نے پوچھا۔۔۔

کہاں پھنس گئی اللہ جی۔۔۔رونی سی صورت بنا کر دراب کو دیکھا جو مزے سے مسکراہٹ دبائے۔۔ کبھی اسے دیکھتا تو کبھی احمد صاحب کو۔۔۔

نہیں کچھ نہیں پاپا وہ۔۔وہ یہاں وہاں دیکھا تو پری آ رہی تھی۔۔۔ پھر مسکرا کر بولی ۔۔۔پاپا وہ پری کا کہہ رہی تھی دیکھو آ گئی۔۔۔اسکے کہنے پر احمد صاحب مسکرا پڑے اور ہاں میں سر ہلا کر کھانے لگے۔۔دراب کا تو دل کر رہا تھا قہقہے لگائے اسکی چالا کی پر۔۔۔۔

حور اور پری یونی پہنچی۔۔پری تو اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف چلی گئی تھی۔اب حور جا رہی تھی جب سامنے سے کوئی آ گیا اگر وہ اپنے قدم نہیں روکتی تو زبردست ٹکراؤ ہو جاتا۔۔۔مقابل کو تو کچھ نا ہوتا البتہ حور ٹوٹ پھوٹ جاتی۔۔

کون ہے یہ اندھا۔۔ اسنے اپنا چشمہ درست کرتے اوپر دیکھا تو سامنے ہی سفیان بھرپور انداز میں مسکرا رہا تھا۔۔

کیا ہے سیفی بھائی دیکھ کر نہیں چل سکتے۔۔ ابھی میں مر جاتی تو۔۔ اسکی بات پر سفیان کا قہقہہ لگا۔۔

ہاہاہاہا۔۔ مر جاتی ایسے ہی۔۔۔ پھر تھوڑا جھک کر بولا۔۔ اب تو بہت کچھ ہے آگے چُنی مُنہ بھی۔۔۔ گھمبیر آواز میں کہتا اسے پیچھے سڑکنے پر مجبور کر گیا۔۔

یہ کیا بکواس ہے کون ہے یہ چُنی مُنہ ؟۔۔۔ غصے سے کہتی وہ اسے گھورنے لگی۔۔۔

لڑکی آہستہ بولو کیوں ہماری فیوچر فیملی کو بدنام کر رہی ہو۔۔ سیفی بالو میں ہاتھ پھرتا آس پاس دیکھ کر پھر اس سے بولا۔۔۔ پر جسے سمجھانا تھا اسکے پلے خاک نا پڑا۔۔۔

اللہ کا شکر ہے میری سویٹ فیملی ہے۔۔ اور ہماری فیملی میں کوئی ایسا فیوچر میں چُنی مُنہ نہیں ہے۔۔۔ وہ منہ بنا کر کر بولی اور جانے لگی۔۔

میں میری بات کر رہا ہوں۔۔۔ وہ کہتا اسکا پھر سے راستا روک گیا۔۔۔

اور ایک بات۔۔ شرارت آنکھوں میں سما کر اسکے سامنے آیا۔۔۔ آج سے تم روز میرے لیے ہر نماز کے بعد یہ دعا کرو گی کہ۔۔ یا اللہ سفیان کی چشمش کو تھوڑی عقل اتا کر دے۔۔ اسنے دونوں دعا کے لیے اٹھا کر کے اسے سمجھایا۔۔۔ جس پر حور کا دماغ چلا۔۔ پھر کونسی چشمش پھنسائی ہے اس آوارہ نے۔۔ مطلب اسنے عقل میں پی ایچ ڈی کرلی۔۔۔ اور ہاں مین پوائنٹ "بھائی" نہیں بولنا۔۔۔

پہلی بات میں کیوں مانگو دعا خود مانگا کرو۔۔ اور دوسری بات میں یہ سب ماموں کو بتائو نگی آپکا آوارہ بیٹا یہاں پڑھنے نہیں مجھ سے کسی روبی شوبی چشمش کشمش کی دعا کروانے آتا ہے۔۔۔ تیسری بات اگر مانگی بھی تو اتنی بد اخلاق نہیں ہوں میں کہ اتنی پاک جگہ پر بیٹھ کر آپکو بھائی نا بولوں۔۔۔ سمجھے اب ہٹو مجھے کلاس کے لیے دیر ہو رہی ہے۔۔

اسے چار سو چالیس وولٹ کا جھٹکا دے کر جانے لگی۔۔۔ اسے پتا تھا وہ بیوقوف ہے پر اتنی یہ آج اسے اندازہ ہوا تھا۔۔۔

تو مطلب نہیں مانگو گی۔۔وہ پھر سے سامنے آکر تیکھے لہجے میں پوچھا۔۔تو اسنے بھی اسی انداز میں بولا۔۔۔

نہیں ملطلب نہیں۔۔۔

تو ٹھیک ہے میں بھی آج پھپھو کو بتاؤ نگا۔۔کہ آپکی یہ لاڈلی مجھے یونی میں آوارہ لوفر بولتی ہے اور تو اور جب میں اس سے کوئی بات کرتا ہوں تو جواب دیکر بد تمیزی کرتی ہے۔۔۔سیفی بھی کسی سے کم نہیں تھا۔۔

مینے کب لوفر آوارہ بولا۔۔۔وہ گھبرا کر چشمہ درست کرتی بولی۔۔۔

اچھا تو ریورس میں جاؤ سب پتا چل جائے گا۔۔۔اسکی بات پر وہ روہانسی ہو گئی۔۔

سیفی بھائی کوئی بہن کے ساتھ ایسا کرتا ہے۔۔۔

پھر گستاخی۔۔۔وہ بھڑک کر بولا۔۔جس پر وہ اچھل پڑی۔۔۔اور ہڑبڑا کر بولی۔۔۔

کک۔۔کونسی۔۔۔

نا میں تمہارا بھائی ہوں نا تم میری بہن۔۔۔ سمجھی اور اب کبھی بھائی بولی تو یہ سب نافرمانیاں ملک خاندان کے کان میں ہو نگی۔۔ اسکے درس پر حور نے زور شور سے سر فرمانبداری سے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ اب جاؤ۔۔۔ کیونکہ سفیان اب خود کو کنٹرول نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ قہقہے لگانے سے۔۔۔

وہ اللہ کا شکر کرتی بچتی جلدی سے جانے لگی۔۔ پر دل میں اسے جتنی بھی گالیاں آ رہی تھی ان سے نواز رہی تھی۔۔

رکو۔۔۔ پیچھے سے پھر روکا گیا۔۔۔ وہ جھنجھلا گئی۔۔ اور چہرے پر منصوعی مسکراہٹ سجا کر مڑی۔۔۔

ہائے قربان جاؤں اپنی چشمش پر۔۔۔ وہ جھنجھلاہٹ اور مسکراہٹ کے ساتھ بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔۔۔ سیفی نے دل میں کہا۔۔۔ اسے اپنی یہ بیوقوف اور کیوٹ سی کزن بہت پسند تھی۔ بچپن سے ہی اور کب یہ پسند گی محبت میں بدلی اسے خود پتا نہیں لگا۔۔۔ اب یہ توطے تھا بنے گی تو یہ سفیان کی ہی دلہن۔۔۔

دعا ضرور مانگنا۔۔۔ سیفی نے پھر سے روب سے کہا۔۔۔

حور کا تو دل کر رہا تھا پتھروں سے اسکا سر پھاڑ دے۔۔۔ پر مجبور۔۔۔

جی بھ بھا۔۔ میرا مطلب سفیان۔۔۔ جلدی سے کہتی دور لگا دی کہیں پھر سے سر نا کھانے لگ جائے۔۔۔۔

اور پیچھے سیفی کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا۔۔ مطلب حد تھی بیو قوفی کی۔۔۔

❤❤❤❤❤

دراب آج آفس نہیں گیا تھا اسے سر میں بہت درد تھا۔۔ دن کے گیارہ بج رہے تھے وہ اپنے بیڈ پر آنکھیں موندیں پڑا تھا۔۔ جب دروازہ ناک ہوا۔۔۔

آجاؤ۔۔ بھاری گھمبیر آواز میں اجازت ملنے پر مشال اپنے دھڑکتے دل کو سنبھال کر عالیہ بیگم کی دی گئی سر درد کی دوائی اور پانی کا گلاس ٹرے میں لے کر اندر آئی۔۔۔ کمرے میں

مدہم خوابناک روشنی اور دراب کے ہوش اڑا دینے والی پرفیوم کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔مشال کے ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔۔

وہ آہستہ سا چلتی اندر آئی اور بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر ٹرے رکھی۔۔۔

دد۔۔دراب بھائی۔۔بڑی ممانے دوائی بیجی ہے۔۔اور کہا ہے کھا لینا۔۔۔وہ بنا دیکھے بولتی جانے لگی۔۔ابھی ایک قدم ہی لیا تھا جب پورا کمرا روشن ہوا۔۔اور ساتھ ہی دراب کی آواز آئی۔۔۔

رکو مشال۔۔۔مشال کی تو جیسے جان ہی نکل گئی۔۔

پر پھر بولی۔۔میں کیوں ڈر رہی ہوں۔یہ تو اپنے والا دراب بھائی ہے۔۔ہونہہ مشی تم بھی کبھی چھکے سے بھی دور کی سوچنے لگتی ہو۔۔وہ بڑبڑاتی پلٹی تو سیدھا دراب کے چوڑے سینے سے لگی۔۔حقیقت میں ہی اسکے چھکے چھوٹ گئے۔۔اسے لگا جیسا دیوار سے ٹکرائی ہو۔۔۔

کچھ دیر تو اسے کچھ سمجھ نا آیا۔۔۔پر جب اسکے نتھنوں سے دراب کی دلفریب پرفیوم کی خوشبو ٹکرائی تو وہ جلدی سے خود کو سنبھالتی دور ہونے لگی۔۔پر دراب جو اسکے گداز وجود کو اپنے بانہوں میں سما کر اس میں کھویا ہوا تھا۔۔۔اسکے رد عمل کے لیے تیار نا تھا۔۔مشال اسکے لمس پر گھبراتی اپنے شرم سے سرخ چہرے کے ساتھ خود کو چھڑوانے کے لیے اسکی بانہوں میں مچلنے لگی۔۔۔دنوں کے دل باآواز بلند دھڑک رہے تھے۔۔۔ چھوڑیں۔۔اسکی گھٹی سی آواز دراب کو مدہوشی سے ہوش کے عالم میں لائی۔۔۔وہ اسے حصار سے آزاد کرتا دور ہوا۔۔۔

مشال اس سے دور ہوتی کمرے سے جانے لگی جب پیچھے سے اسنے پھر ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔اور جھٹکے سے کھینچ کر اپنے مقابلے کیا۔۔۔وہ اپنا سانس روک گئی۔۔۔چہرہ تو پہلے ہی گھبراہٹ اور شرم سے لال ٹماٹر تھا۔۔۔

کیا کر رہے ہیں دراب بھائی جانے دیں۔۔۔وہ اپنا ہاتھ مڑورتی چھڑوانے لگی۔۔۔پر دراب لگتا تھا آج اسکی جان لیکر ہی چھوڑے گا۔۔۔

گھبرا کیوں رہی ہو۔۔۔وہ اپنی جذبے لٹاتی نظروں سے اسے دیکھ پوچھنے لگا۔۔۔

مم۔۔میں کہاں گھبرا رہی ہوں۔۔۔مشال نے خود میں حوصلا پیدا کرتے بولی۔۔۔البتہ انداز ایسا تھا ابھی رو دیگی۔۔۔

اچھا تو یہ پسینا کیوں آرہا ہے۔۔دراب تو جیسے اسکی حالت پے مزے لے رہا تھا۔۔اسکی پیشانی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔۔۔جو پسینے سے نم تھی۔۔۔

وہ۔۔وہ سر میں د۔۔درد ہے اس لیے۔۔جو منہ میں آیا بولتی شکر کا سانس لینے لگی۔۔۔جس پر دراب کا قہقہہ لگا۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔یہ کون سا سر درد ہے۔۔۔جس میں پسینا بھی آتا ہے۔۔۔اس پر مشال شرمندگی سے پانی ہوگئی۔۔بولی تو صرف اتنا۔۔۔

آپ کو کیا ہو گیا ہے درا۔۔۔اسکا جملا مکمل ہونے سے پہلے اسے خود کے قریب کر کے کان میں بولا۔۔۔

عشق ہو گیا ہے۔۔۔وہ بھی مشال احمد سے۔۔عاشق بن گیا ہوں تیرا۔۔وہ دھیرے سے اسکے کانوں میں اظہارِ عشق کرتا اسے ساکت کر گیا۔۔۔

مشال نے اپنی ساکت نظریں اسکی جذبو کی آنچ دیتی نظروں میں گاڑھی۔۔۔اور ایک جھٹکے سے دور ہوتی کمرے سے ہی بھاگتی چلی گئی۔۔۔

اور پیچھے دراب کے قہقہے تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔کہاں گیا سر کا درد شرد۔۔۔مشال تمنے تو میری دنیا ہی بدل دی ہے۔۔۔۔۔دلکشی سے کہتا مسلسل بجتے موبائل کو اٹھایا تو حماد صاحب کی کال تھی۔۔نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دبا کر کال پک کی۔۔

حماد صاحب نے معزرت کے ساتھ اسے امپورٹنٹ میٹنگ کے لیے بلایا تھا۔۔انہیں پتا تھا دراب کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

کوئی بات نہیں پاپا میں ٹھیک ہوں۔۔۔دوائی کھانے کے بعد۔۔اس پر پھر سے مسکرا پڑا۔۔۔

♥♥♥♥♥

چھٹی کا ٹائم تھا آدھے سے زیادہ یونی خالی ہو چکی تھی۔۔

حور اور پری دونوں ہی دراب کے انتظار میں کھڑی تھی۔۔پہلے اسے شیری پک اینڈ ڈراپ کرتا تھا۔۔پر وہ اب یہاں نہیں تھا تو دراب نے یہ ڈیوٹی لے لی تھی۔۔۔وہ کبھی اتنا لیٹ نہیں ہوا پر آج پتا نہیں کیوں ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔۔

پری مزے سے آتی جاتی گاڑیوں کو گھور رہی تھی جیسے انکا گناہ ہو انہیں یہاں کھڑا کرنے میں۔۔۔

تم کیا آنکھیں پھاڑ پھاڑ لوگوں کو دیکھ رہی ہو۔۔۔اسنے چڑ کر پری سے پوچھا۔۔

وہ۔۔میں جب ڈ۔۔ڈبئی میں تھی تو رمشا۔۔للفٹ ایسے مانگتی تھی۔۔تت۔۔تو مینے سوچا یہاں دھوپ سے بچنے کے لیے۔۔ممیں بھی کوشش کرلوں۔۔اسکی بات پر حور کی

آنکھیں پھٹ گئی۔۔ پھر جو ہنسی کا پھوارے نکلے منہ سے۔۔۔ انہیں روکنا مشکل ہو گیا۔۔ پری تو اس پاگل کو دیکھ رہی تھی ہو کیا گیا ہے اسے۔۔۔

ااس میں ہہ۔۔ ہنسنے کی کیا بات ہے۔۔۔ پری نے منہ بنا کر پوچھا۔۔۔ جس پر حور بمشکل ہنسی روک کر کہا۔۔

بیوقوف ہاتھ سے لفٹ مانگتے ہیں آنکھوں سے نہیں۔۔۔ پھر سے ہنسنے لگی۔۔۔

مم۔۔ میں بھی وہی ککر رہی ہوں۔۔ آآآنکھیں اس لیے پھاڑ کے دد۔۔ دیکھ رہی ہوں کہ کون ش۔۔ شریف انسان ہے۔۔ او۔۔ اور کون بد تمیز۔۔۔ اسکی بات پر حور کی ہنسی ایکدم گھٹی۔۔۔

ہیں۔۔ لڑکی کیسے۔۔۔ حیران ہو کے پوچھا۔۔۔

و۔۔ وہ اپنی کلاکاری ہے۔۔۔ وہ فخر سے کالر جھار کر واپس یہاں۔ وہاں دیکھنے لگی۔۔۔

اور حور کی آنکھوں کو اندر سفیان کی گاڑی نے کیا۔۔۔

آجاؤ دونوں دراب بھائی کسی میٹنگ میں گئے ہیں۔۔۔اس لیے مجھے تم دونوں کو پک کرنے کا کہا ہے۔۔۔

حور نے تو اسے دیکھ کر ناک منہ چڑھایا۔۔۔البتہ پری مزید دھوپ میں پگلنے سے بچ کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔ جس پر سیفی مسکرا دیا۔۔۔

عقلمند ہو سویٹ سسٹر۔۔۔سفیان کے کہنے پر پری معصومیت سے مسکرا دی اور حور کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔

مجھے بہن کہنے سے موت پڑتی ہے اور اسے کیوں کہہ رہے ہو یہ گستاخی نہیں ہے۔۔وہ غصے سے کہتی بیکسیٹ پر پری کے ساتھ بیٹھ رہی تھی جب سفیان بولا۔۔

او میڈ موں میں ڈرائیور نہیں ہوں آگے آئو ایک۔۔۔وہ کہہ تو دونوں سے رہا تھا۔۔۔پر دیکھ حور کو رہا تھا۔۔۔

ہاں جائو حور آگے بیٹھو ایسے اچھا نہیں لگتا۔۔۔حور کبھی پری کو دیکھتی تو کبھی سیفی کو۔۔۔میں کیوں تم بھی تو جا سکتی ہو سویٹ سسٹر۔۔وہ سسٹر کے لفظ کو چبا کر بولی۔۔۔سفیان اسکا سارا غصہ سمجھ کر ہنس دیا۔۔اور پھر حور آگے آکر بیٹھی تو وہ اسے دیکھتا گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔۔۔

آئسکریم کون کھائے گا۔۔۔۔اسنے دونوں سے پوچھا۔۔

بب۔۔بھائی میں۔۔۔پری نے نا دیکھنے والا پسینا صاف کرتے کہا۔۔۔جس پر سیفی کھل کر مسکرایا۔۔۔

اور تم۔۔اسنے حور کو دیکھ کر پوچھا۔۔

نہیں۔۔۔وہ جواب دیکر باہر دیکھنے لگی۔۔۔سیفی کو اسکی نارضگی بہت بھلی لگی۔۔۔اگر ایسے کروگی تو ابھی جا کر سب سے بات کروں گا۔۔ذومعنی لہجے میں کہتا حور کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کر گیا۔۔۔

مطلب۔۔ کون سی بات۔۔۔ حور نے گھبراتے پوچھا۔۔

تیری میری۔۔۔

حور کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔ اب وہ اتنی بھی نا سمجھ نہیں تھی جتنا وہ اسے سمجھ رہا تھا۔۔۔

بھئی گانا ہے تیری میری، میری تیری پریم کہانی۔۔۔ گانے کے ساتھ قہقہہ گونجا۔۔ پری اور سفیان کا۔۔۔

پھر اسے غصے میں دیکھ کر تھوڑا جھک کر بولا۔۔۔ تمہیں بہن نہیں بول سکتا پاگل کیونکہ اس دل میں رہتی ہو۔۔ اور تمہاری جگہ بہن والی نہیں جانم والی ہے۔۔۔ ایک آنکھ دبا کر بولتا دونوں کے لیے آئسکریم لینے چلا گیا۔۔۔۔۔

حور کو وہیں اپنے لفظوں سے ساکت کر گیا۔۔۔ پھر جب وہ آئسکریم لیکر آیا پری کو دی جب حور کی طرف بڑھائی تو اسنے اس سے لیکر باہر غصے سے پھینکی۔۔

جس پر پری اور سیفی نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

یہ کیا حرکت تھی حور۔۔۔سفیان نے خفگی سے اس سے پوچھا۔۔۔اسے حوریہ کی یہ حرکت ذرا بھی پسند نا آئی۔۔۔

ہمیں گھر چھوڑ دو سفیان بھائی۔۔۔حور بھی اسکی خفگی کی پروہ کیے بغیر روکھے لہجے میں بولی اور باہر دیکھنے لگی۔۔

اور پھر سفیان بھی کچھ بولے بغیر گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔پری تو ان دونوں سمجھنے میں لگی ہوئی تھی۔۔

گھر آ کر وہ بغیر کسی کی طرف دیکھے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

اسے سیفی سے یہ امید نہیں تھی۔وہ اسے بھائی سمجھتی تھی اور وہ اسکے بارے میں کیا سوچ رہا تھا۔۔

پھر اسے صبح کی چشمش کی باتیں بھی ابھی سمجھ آرہی تھی مطلب وہ اسے تھا۔۔غصے سے بیگ صوفے پر پھینکا۔۔دھڑام سے بیڈ پر گری۔

اسکی ہمت کیسے ہوئی مجھے جانم کہنے کی۔ سمجھتا کیا ہے خود کو اگر میںنے دراب یا شیری بھائی کو بتادیا تو ایسا حال کرتے آئندہ منہ کھولتے بھی میرے سامنے ہزار بار سوچے۔۔

سفیان بیٹا تم کب آئے۔۔عائمہ بیگم اسے لائونج میں صوفے پر پریشان بیٹھتے دیکھ کر پوچھا۔۔

کیا ہوا سب ٹھیک ہے۔۔بھائی صاحب کیسے ہیں۔وہ بھی دوسرے صوفے پر بیٹھتی اسکی پریشان صورت دیکھ کر پوچھا۔۔

ہاں سب ٹھیک ہیں پاپا بھی۔میں دراب بھائی کے کہنے پر پری اور حور کو یونی سے لے آیا ہوں۔۔۔

اچھا۔۔۔اور پھر یہاں وہاں کی باتیں کرنے لگی پر سفیان کا سارا دھیان حور کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔

پھپھو میں ابھی آیا ذرا حور کو اسکی موبائل دینی ہے گاڑی میں بھول گئی تھی۔سفیان سے مزید برداشت نہیں ہوا تو اٹھا عائمہ بیگم کے ہاں کہنے پر وہ جلدی سے سیڑھیاں طے کرتا اسکے کمرے کی جانب لپکا۔۔۔۔

پری فریش ہو کر ابھی بیٹھی ہی تھی جب اسکا موبائل بجا۔۔اسنے اٹھا کر دیکھا تو کوئی انجان نمبر تھا۔۔دیکھ واپس رکھ دیا۔۔۔خود ہے سمجھ جائے گا غلط نمبر ہے۔۔

پر دوسری طرف جو کوئی بھی تھا مسلسل کال کر رہا تھا۔

پری نے غصے میں آکر کال پک کی اور غسے سے بولی۔۔۔

کک۔۔کون ہے سس۔ سمجھ نہیں آرہا کوئی کال نااٹھائے تو بندہ خ۔خود ہی سمجھ جائے

غ۔غلط نمبر ڈائیل کیا ہے۔پر نہیں۔۔۔اسکی معصوم غصے بھری آواز پر شہریار کا قہقہہ

لگا۔۔

بہت خوب بکری۔۔بڑے پر نکال لیے ہیں۔۔یا میرے جانے سے اتنی ہمت آگئی

ہے۔۔ہاہاہا

پری تو خوف سے نیلی پڑ گئی تھی۔۔۔

کلک۔۔۔کون۔۔۔لفظ کپکپاتے لبوں سے ادا ہوئے۔۔۔

میں تمہارہ سال کا شوھر شہریار ملک۔۔۔اور کون ہو سکتا ہے۔۔۔سوئیٹ

ہارٹ۔۔۔اسکے بدلے لفظ پری کے معصوم دماغ میں چیونٹیوں کی طرح چبھنے لگے۔۔۔

یی۔یہ کیا کہہ رہے ہو۔۔اسنے ڈرتے ڈرتے کہا۔۔

بس شروع تمہاری میں میں۔۔۔ اسنے طنزیہ لہجے میں کہا۔ جس پر پری کے آنسوں لڑیوں کی صورت میں بہنے لگے۔۔ خیر چھوڑو اور سنو آرہا ہوں۔۔یار کیا کروں نیند ہی نہیں آتی رات کو۔۔ اس لیے سوچا کیوں نا یہاں آکر تھوڑا ٹائم پاس ہی کیا جائے دونوں کا۔۔ کیا کہتی ہو تو پھر کب آئوں۔۔۔ شیطانیت سے کہتا پری کا سکون برباد کر گیا۔۔۔

بکواس بند کرو مم۔ مر جائو وہیں۔ کرب سے چیختی پوری قوت سے موبائل دیوار پر دے مارا۔۔۔ اور زمین پر بیٹھتی پھوٹ پھوٹ کر روتی چلی گئی۔۔۔

اور دوسری طرف شہریار کا غصے سے برا حال تھا۔۔۔ اب تو آنا ہی پڑے گا بکری۔۔۔

♥♥♥♥♥

مشال سے تو اپنے دل کی دھڑکنے ہی نہیں سنبھالی جارہی تھی۔۔ ہر کام اس سے الٹا ہو رہا تھا۔۔۔

چہرے پر ایک پیاری سی مسکان بھی تھی اور ڈر بھی لگ رہا تھا اسے دراب سے۔۔ کتنا عجیب ہو گیا تھا۔۔ بار بار کان میں اسکے الفاظ گونج رہے تھے۔۔

سفیان تیز تیز چلتا حور کے کمرے تک آیا۔۔ اور پھر آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل۔۔ حور جو آدھی بیڈ اور آدھی زمین پر تھی۔۔ دروازہ کھلنے پر جلدی سے اٹھی اور دیکھا تو سفیان تھا۔۔ اسنے اسے دیکھ کر غصے سے منہ پھیر لیا۔۔

آئسکریم کیوں نہیں کھائی تھی حور؟؟۔۔۔ وہ چلتا اسکے سامنے آیا۔۔ اور اسکے غصے والے چہرے کو اپنے نظروں میں رکھ کر پوچھا۔۔۔

آپنے مجھے دی اب میں کھائوں یا پھینکوں اس سے آپکو کیا۔۔ اور آپ میرے کمرے میں کیوں آئے ہیں۔۔ اسنے سفیان کی نظروں سے چڑتے کہا۔۔

پہلے تو تم ایسی نہیں تھی حور اب کیوں ایسے بے روکھی سے بات کر رہی ہو۔۔ اسنے حور کا ہاتھ پکڑ کر نرمی سے پوچھا۔۔۔

کیونکہ پہلے آپکا دماغ اتنا گندہ نہیں تھا۔۔ پہلے آپکی نیت بھی صاف تھی۔۔ اور چھوڑو میرا ہاتھ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے کی۔۔۔ میں ابھی سب کو بتادوں گی آپنے مجھے جانم کہا۔۔ حور نے اپنی جان چھڑوانے کے لیے اسے دھمکی دی۔۔

دماغ اور نیت کی تو تم بات نا کرو یہ دونوں تو بچپن سے ہی تم پر لٹو ہیں۔۔ انکے بس میں ہوتا تو ابھی تک پتا نہیں کیا سے کیا ہو جاتا۔۔ یہ تو میرا معصوم دل ہے جو انہیں کنٹرول میں کیا ہوا ہے۔۔۔

اور رہی بات ہاتھ پکڑنے اور ہمت کی۔۔۔ جہاں تم ہاتھ کی بات کر رہی ہو تو سنو (اسنے ایک جھٹکے سے اسکی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کر خود کے قریب کیا) تم پوری کی پوری میری ہو، تمہیں بنایا ہے میرے لیے گیا ہے۔۔۔ تمہاری سانسیں تمہارے سرخ ہونٹ اسکے لبوں پر انگوٹھا پھیرتے ہوئے۔۔۔ بول رہا تھا اور حور کی سانسیں اسکی انتہائی قربت سے اکھڑ رہی۔۔ کب اسنے سفیان کا یہ روپ دیکھا تھا۔۔۔ ایسا روپ تو اسنے آج پہلی دفعہ

دیکھا تھا۔۔اور تمہارے پورے وجود پر صرف سفیان ملک کا حق ہے وہ بھی بہت جلد سب کی رضامندی سے حاصل کرلوں گا یہ حق۔۔۔

اور ہمت تو وہ تم دیکھ لو۔۔۔کہنے کے ساتھ ہی اسنے اپنے دہکتے لب حور کی گردن پر رکھ دئے۔۔۔جس سے اسکے پورے وجود میں کرنٹ پھیل گیا۔۔سانسیں تو پہلے ہی اکھڑ رہی تھی اب تو جیسے بند ہو گئ تھی۔۔۔چشمے کے پیچھے خوبصورت آنکھوں سے سفید موتی گالوں پر بہنے لگے۔۔۔پورا وجود سفیان کی قید میں ٹھر ٹھر کانپ رہا تھا۔۔۔

اسے سفیان سے گھن آرہی تھی۔۔۔

ایک جھٹکے سے خود کو چھڑواتی ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے پے دے مارا۔۔۔

چٹاخ۔۔۔کی آواز کے ساتھ وہ ہوش کی دنیا میں آیا۔۔اور بے یقینی سے حور کو دیکھا جو ٹھر ٹھر کانپتی رو رہی تھی۔۔پر چہرے پر دنیا جہاں کی نفرت اور غصہ لیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی گھٹیا انسان میرے ساتھ ایسا کرنے کی۔۔اور کون سے حق کی بات کر رہے ہو کیا ہم شادی شدہ ہیں یا تم میرے شوھر ہو۔۔میں تمہاری بیوی ہوں۔۔۔

یا تمنے مجھے بھی دوسری لڑکیوں کی طرح سمجھا ہے جسے جب چاہو اپنے ہوس کا شکار بنالو۔۔۔کیا سمجھا ہے تمنے مجھے کیا ایک طوائف ہوں میں۔۔۔کب سے تمہارا گھٹیا پن چپ چاپ دیکھ رہی ہوں تم تو سر پر ہی چڑھنے لگے۔۔۔وہ چیختی اسکا گریبان پکڑ کر غصے سے جھنجھوڑ رہی تھی۔۔

سفیان کی آنکھوں سے مانو جیسے خون ٹپک رہا تھا اسکی باتوں پر۔۔۔کیا وہ سچ میں اسے ایک گھٹیا لوفر آوارہ سمجھتی تھی۔۔۔کیا اسکی نظر میں وہ ایک ہوس پرست تھا۔۔۔اسکی بچپن کی محبت کو وہ ہوس کہہ رہی تھی۔۔۔یہ اوقات تھی یہ امیج تھی اسکی نظر میں میری۔۔۔

اچانک سفیان نے غصے میں سختی سے اسکے بازوں سے پکڑا۔۔حق دیکھنا ہے نا تمہیں تو دیکھائوں گا حق بہت جلد دیکھ لینا حق۔۔۔اور جو تم میری محبت کو ہوس یا گھٹیا پن سمجھ

رہی ہو وہ بھی دیکھائوں گا تمہیں کہ حقیقت میں ہوس اور گھٹیا پن کسے کہتے ہیں۔۔ ابھی تم میرے ذرا سا چھونے پر ہی خود کو طوائف سمجھ رہی ہو خود کو ایسی بیہودہ گالیاں دے رہی ہو تو بعد میں دیکھتا ہوں کیا کرتی ہو۔۔۔ یہ تو شکر تھا سب لائونج میں تھے ورنہ دونوں کی گفتگو سن کر پتا نہیں کیا کرتے۔۔۔

سفیان ایک آخری نظر اس پر ڈالتا افسوس اور جنون سے کہتا اسے بیڈ پر پھینکتا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

اور پیچھے کتنی دیر حور کو تو کچھ سمجھ نا آیا۔ کیا ہوا کیا کہہ کر گیا۔۔۔ صرف خالی پن سے روتی چلی گئی۔۔۔ سیفی بھائی ایسا کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ۔۔۔ وہ ایسے کیوں ہو گئے ہیں۔۔۔ وہ بیڈ پر اوندھی پڑی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔

پھر سارا دن پری وہ دونوں کمرے میں بند رہی۔۔۔پری کو شیری کا ڈر تھا اور حور سفیان کا دکھ بچپن سے وہ اس پر کسی کی سخت نظر برداشت نہیں کرتا تھا۔۔اسکا بہت خیال رکھتا تھا۔۔اگر وہ کوئی غلطی کر دیتی تو اسے بچانے کے لیے وہ اسکی غلطی اپنے سر لے لیتا۔۔۔اور آج وہ خود اسے تکلیف دے رہا تھا۔۔۔

گھر میں سب پریشان تھے کہ اچانک دونوں کو ہو کیا گیا ہے۔۔پری کا تو سمجھ رہے تھے کہ شاید شہریار کے واپس آنے کی خبر اسے پتا لگ گئی ہو گی۔۔۔پر حور کو کیا ہوا ہے۔۔۔کسی کو سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔وہ تیز بخار میں تپ رہی تھی۔۔۔بار بار پوچھنے پر بھی اسنے کچھ نا بتایا تو سب چپ ہو گئے تھے۔۔۔سب نے سوچا شاید کسی چیز سے ڈر گئی ہو گی۔۔۔وہ تھی ہی ایسی چھوٹی بات پر ڈرنے والی۔۔۔

عالیہ بیگم نے پری کو سمجھا دیا تھا کہ شیری اپنے کیے پر بہت شرمندہ ہے اسنے جو کچھ کیا اسکے لیے معافی چاہتا ہے پری سے۔۔۔یہ سب شیری نے حماد صاحب سے معافی مانگتے ہوئے کہا۔۔۔اور پری کو دکھ دینے کی بھی معافی مانگی۔۔۔احمد صاحب بہت خوش تھے

کہ انکے غصیلے بیٹے کو کچھ عقل تو آئی۔۔۔اب خوشی سے سب اسکی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔

اور دوسری طرف نوشین کی شادی باتیں چل رہی تھی۔۔

اور حماد صاحب نے نوشین کی شادی کے ساتھ دراب کے لیے بھی ایک فیصلا لیا تھا۔۔۔جواب صرف سب سے شیئر کرنا تھا۔۔۔

❤❤❤❤❤

پاپا۔۔۔سفیان فراز صاحب کے کمرے میں داخل ہوتے انہیں پکارہ۔۔جہاں فراز صاحب اور حسن بیٹھے بزنس کے بابت باتیں کر رہے تھے سفیان کی پکار پر دونوں اسکی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

مل گیا لاڈ صاحب کو اپنے باپ کے لیے وقت۔۔۔ حسن نے اسے ہاتھ سے پکڑ اپنے ساتھ بٹھایا۔۔۔ اور فراز صاحب نے اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھ کر ٹوکا جس پر وہ بغیر شرمندہ ہوئے اپنی بات پر آیا۔۔۔

پاپا مجھے کچھ کہنا ہے۔۔۔

کیوں مجھ سے کچھ نہیں کہنا۔۔۔ حسن نے اسکے سرخ چہرے کو دیکھ کر پوچھا اسے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

دونوں سے کہنا ہے۔۔۔ اسنے اپنے ہاتھ کو گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ اسکے آواز میں عجیب سا خالی پن تھا جو دونوں کو اسکی طرف متوجہ ہونا پڑا۔۔۔

فیاض فراز عالیہ اور عائمہ چار و بھائی بہن تھے۔۔ فیاض امریکہ میں رہتا تھا اپنے ایک بیٹے کمیل اور بیگم نسرین کے ساتھ۔۔

فراز کے دو بیٹے تھے بڑا احسن چھوٹا سفیان۔۔اور انکی بیگم فاطمہ جب سفیان تین سال کا تھا تب ہی اس دنیا سے چل بسی تھی۔۔تب سے فراز نے دونوں کو اپنے جان سے لگا کر پالا تھا۔۔ سیفی تھوڑا کبھی کبھی ضدی ہو جاتا تھا پر دل کا بہت اچھا تھا۔۔۔

ہاں بتائو میں سن رہا ہوں۔۔۔

پاپا میں حور سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور آپ دونوں میرے رشتے کی بات کریں وہاں۔۔۔ اسکے دھماکے پر کچھ دیر تو دونوں ہی دیکھتے رہے اسے پھر دونوں کے ایک ساتھ قہقہہ لگا۔۔۔

اب بڑے ہو جائو سیفی 21 سال کے ہو گئے ہو۔۔۔اور اب حور بھی تین سال کی بچی نہیں انیس سال کی ہے۔۔۔ حسن نے ہنستے ہوئے اس سے کہا۔۔۔

بھائی میں سیریس ہوں مجھے حور سے شادی کرنی ہے بس۔۔اب دونوں کو سیریس ہونا پڑا سفیان کے بگڑے موڈ کو دیکھ کر۔۔۔

پر سفیان ایسا کیسے ہو سکتا ہے ابھی تو اسکی اسٹیڈی کمپلیٹ نہیں ہوئی۔۔ اور ابھی حسن کی شادی کی بات چل رہی ہے ایسا ابھی ناممکن ہے۔۔۔ احمد صاحب ہی ایسا نہیں ہونے دینگے کیونکہ ابھی انکی بڑی بیٹی مشال بیٹھی ہے۔۔

اسکے انکار پر سفیان نے اپنی سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھا۔۔

کیا ہوا ہے سیفی سب ٹھیک ہے۔۔۔ حسن نے اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔۔ جس کا اسنے کوئی جواب نہیں دیا۔۔

کیا بھائی صرف نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ اسنے امید سے حسن کو دیکھا کچھ بھی ہو جاتا یہ تو طے تھا حور کو اپنے نام تو دینا تھا اسے اپنا حق تو دیکھانا تھا اسے۔۔۔

بات سمجھنے کی کوشش کرو سفیان۔۔۔ فراز صاحب نے ابکی بار کچھ سخت لہجے میں کہا۔۔۔

ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔۔ کچھ سوچ کر کہتا وہ بنا دونوں کی طرف دیکھے جس طرح آیا تھا اسی طرح سپاٹ چہرہ لیے چلا گیا۔۔۔

اسے کیا ہو گیا ہے۔۔اچانک کیسے شادی کا بھوت سر پر سوار ہو گیا ہے۔۔فراز صاحب نے حسن کی طرف دیکھ کر کہا۔۔

آپ پریشان نا ہو میں دیکھتا ہوں۔۔وہ انہیں دلاسہ دیتے ہوئے سفیان کے کمرے میں آیا پھر اس سے کافی پوچھنے کے بعد بھی کچھ نا بتایا۔۔پر اسے یقین تھا کچھ غلط نہیں کرے گا۔۔۔

پر حسن یہ نہیں جانتا تھا. اس بار بات دل اور حور کی جس پر یقین کرنا بے وقوفی تھی۔۔۔

کافی دن گذر گئے تھے۔۔۔سفیان یونی نہیں آ رہا تھا۔۔حور شاید دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی اسے۔۔

پری کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔جہاں شیری موبائل پر اس سے کیسی باتیں کی تھی جس تو اسے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ سدھر گیا ہے۔۔پر دوسری طرف وہ سب سے اپنی کی گئ

زیادتی کی معافی مانگ رہا تھا۔۔وہ تو بلکل الجھ گئ تھی شیری کی چالاکی میں۔۔پر یہ شکر تھا وہ ابھی آ نہیں رہا تھا کیونکہ کمیل اسکا کزن بھی ساتھ آ رہا تھا اور اسے ابھی کچھ کام تھا اس لیے کسی بھی وقت آسکتے تھے۔۔

❤❤❤❤❤

مشال تم ذرہ دراب بھائی کو چائے دیکر آئو میں سب کے لیے لیکر جا رہی ہوں۔۔نوشین اسے کچن میں آتا دیکھ بولی۔۔

میں کیوں آپ پری یا حور کو بولو۔۔۔اسنے تو سنتے ہی جھٹ سے انکار کر دیا۔۔۔

وہ ایسی تھی نہیں پر پتا نہیں کیوں اسے آج کل دراب کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔۔۔جیسے اس دن کمرے میں۔۔اسکے بارے میں سوچتے ہی سرخ ہو گئ۔۔جیسے اسے گھور گھور کر

دیکھتا۔۔۔افففف۔۔۔اور وہ اسکے لفظ جو مسلسل اسکے کانوں گونج کر اسکی نیندیں اڑا دیں تھیں۔۔۔۔اس وجہ سے وہ اس سے گھبرا رہی تھی۔۔۔

بکواس بند کرو اور لیکر جائو کام چور کہیں کی۔۔نوشین اسے جھڑکتی ٹرے اٹھا کر باہر لان میں چلی گئی جہاں سب بیٹھے تھے۔۔۔پیچھے مشی منہ بنا کر رہ گئی۔۔میں نہیں جارہی خود ہی حور یا پری دے کر آئے گی۔۔۔جا کر کہتی ہوں انسے۔۔۔وہ خود سے کہتی جیسے ہی مڑی تو سامنے ہی جس سے بھاگ رہی تھی وہ موجود تھا۔۔۔

کیوں نہیں تم لیکر آرہی تھی۔۔وہ مصنوعی غصے سے کہتا تھوڑا آگے آیا۔۔تو مشال خود بے خود پیچھے ہٹی تو کائونٹر سے جا لگی۔۔۔

دراب نے آگے بڑھ کر کائونٹر کے دونوں طرف ہاتھ کر اسے بلکل قید کر لیا اپنے حصار میں۔۔۔بتائو۔۔۔اسنے پھر سے اسکے کان میں پوچھا۔۔

مشال اسکی اتنے قریب ہونے پر سانس روک گئی۔۔۔پھر گھبراہٹ میں ہمیشہ کی طرح جو منہ میں آیا بول گئی۔۔۔

وہ دد۔۔ دراب بب۔۔ بھائی پیر میں تھوڑی موچ آگئی تھی اس لیے۔۔۔ اسکے بہانے پر دراب اپنی مسکراہٹ کو روکنے لگا۔۔۔

مشال نے ڈرتے گھبراتے آنکھیں اوپر کر کے اسے دیکھا۔۔۔ تو وہ اسے ہی دیکھ رہا اپنے جذبوں سے چور آنکھوں سے۔۔۔ اسنے فوراً نظریں جھکالی۔۔۔

کوئی آجائے گا۔۔۔ دراب بھ۔۔ اسکا ابھی فقرہ منہ میں ہی تھا۔۔ جب دراب نے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

شش۔۔۔ پھر اسکا چہرہ اوپر کر کے بولا۔۔۔

مشال کیا تم میری ہمسفر بنو گی۔۔۔ اسکی بات پر مشال کی آنکھیں پھٹ گئی۔۔ شرم سے چہرہ سرخ ہو گیا۔۔۔ اسے ڈر تھا کہ کوئی آنہ جائے۔۔۔

دراب تو جیسے اسے پاگل لگ رہا تھا۔۔ پرپوز کر رہا تھا۔۔ کس جگہ پر کچن میں۔۔۔ اگر کسی اور کی بات ہوتی تو وہ ہنس ہنس کے پاگل ہو جاتی۔۔ اور پتا نہیں کتنا مذاق اڑاتی اسکا۔۔۔ پر یہاں تو اسکا ہی مذاق بنا ہوا تھا۔۔۔ اسے دراب کی بیوقوفی پر رونا آرہا تھا۔۔۔

دراب بھی شاید کچھ سمجھ گیا تھا۔۔۔ اپنی بیوقوف حرکت پر شرمندہ سا مسکراتا پیچھے ہٹا۔۔۔

اور بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنی مسکراہٹ دبا کر یہاں وہاں دیکھنے لگا۔۔۔

مشال کے چہرے پر بھی نا دکھنے والی مسکان تھی۔۔۔

کیا کروں یار تمہیں دیکھنے کے بعد دل پر کنٹرول ہی نہیں رہتا۔۔۔ یہ سب اس دل کی بیوقوفی ہے میرا کوئی ارادہ نہیں تھا تمہیں کچن میں پرپوز کرنے کا۔۔۔ خیر میں تمہارہ انتظار کروں گا۔۔۔ کمرے میں۔۔۔ وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتا چلا گیا۔۔۔ مشال پر ایک اور بم گرا کر۔۔۔۔

یہ کیا کہہ رہا ہے پاگل تو نہیں ہے میں کیوں جاؤں روم میں۔۔۔پہلے ہی کہہ رہا ہے تمہیں دیکھنے کے بعد کنٹرول نہیں رہتا۔۔پھر پتا نہیں۔۔۔توبہ توبہ مشی کیا سوچ رہی ہو۔۔۔پہلے اسکا نقل اتارتی پھر۔۔اپنی سوچ پر توبہ کرنے لگی۔۔۔

❤❤❤❤❤

فراز صاحب اب حسن اور نوشین کی شادی کرنا چاہتے تھے اس لیے آج وہ ملک ولا میں شادی کی تاریخ لینے آئے تھے۔۔۔

انہوں نے تو کچھ دن پہلے ہی بتادیا تھا۔۔اب سب کی رضامندی سے شادی کی تاریخ کے بابت سب لائونج میں بیٹھے بات کر رہے تھے۔۔۔۔

پھر ایک مہینے کے بعد کی تاریخ رکھی گئی۔۔۔حماد صاحب نے دوسرہ بھی فیصلا سب کو بتا دیا تھا کہ نوشین سے دراب بڑا ہے اس لیے اسکے ساتھ ہم دراب کی بھی شادی کر رہے

ہیں۔۔اب اتنے اچھے فیصلے پر کس کو اختلاف ہو سکتا تھا۔۔پھر سب خوشی سے راضی ہو گئے۔۔اب مشال اور نوشین کی شادی ساتھ میں تھی۔۔۔

نوشین کو تو پتا تھا اسکے شادی کے دن قریب ہیں پر مشال پر اچانک ایک کے بعد ایک حادثوں سے بکھلائی ہوئی تھی۔۔

اس سے عائمہ بیگم نے ساتھ بیٹھ کر محبت سے اسکی رائے پوچھی۔۔اور اسے سمجھایا بھی۔۔۔وہ دل سے تو دراب کے لیے راضی تھی۔۔اپنے رب کی بہت شکر گذار تھی کہ جس مخلص شخص کے لیے دل نے دھڑکنا سیکھا۔۔اب تا عمر اسکے لیے ہی دھڑکے گا۔۔۔پھر اسنے شرما کر ہاں کر دی۔۔۔عائمہ بیگم خوشی ہو گئی۔۔۔

حماد صاحب نے دراب سے پہلے ہی اسکی رائے لے لی تھی۔۔اور دراب کو مشال کے علاوہ چاہیئے ہی کیا تھا۔۔۔

گھر میں سب کے چہرے پر خوشی کی ایک مسکراہٹ تھی اور حور اور پری کی خوشی کا کوئی ٹھیکانہ ہی نہیں تھا۔۔

دونوں اپنی اپنی پریشانی بھول کر خوشی میں مگن تھیں۔۔

وقت کم تھا اس لیے سب تیاریوں میں مگن تھے۔۔۔

دراب کے بلانے پر مشال نہیں گئی تھی اسکے کمرے میں۔۔۔ اور اس بات پر دراب کو غصہ نہیں مزید پیار آیا مشال پر۔۔۔ وہ بہت خوش تھا۔۔۔ مشال جیسی جیون ساتھی ملنے والی تھی۔۔۔ جیسے محبت سے پہلے اپنی عزت کی فکر تھی رشتے کی فکر تھی۔۔ اسکا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ سچ میں کچھ غلط کرتا اسکے ساتھ۔۔۔ وہ تو صرف اسے اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔۔۔ جو جذبات میں آکر اسنے کچن میں ہی اقرار کر دیا اور مشال کے سامنے خود کو بیوقوف ثابت کر دیا وہی غلطی درست کرنا چاہتا تھا۔۔۔ پر اب اسنے شادی کی فرسٹ نائیٹ کو ہی اظہار کے لیے چنا تھا۔۔۔ اب اسے اس کا بے صبری سے انتظار تھا۔۔۔ کہ کب مشال مکمل اسکے دسترس میں آئے گی۔۔۔ اور اس سب کے بعد دراب کو چاہیے کیا تھا۔۔۔

حور سفیان کے چہرے سے نا کوئی غصہ محسوس کر رہی تھی نا کوئی شرمندگی۔۔۔وہ بغیر تاثرات چہرا لیے آتا اور سب سے ہنسی مذاق ملنے کے بعد واپس چلا جاتا۔۔۔اسنے سوچا کہ وہ اس سے کہہ رہا تھا حور تم پہلے تو ایسی نہیں تھی۔۔۔پر اب خود کو نہیں دیکھتا پہلے غلطی کرنے پر سوری کرتا تھا اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا تھا پر اب ایسا کچھ نہیں تھا۔۔۔وہ بلکل بدل گیا تھا۔۔۔اسے سفیان کے بدلنے پر بہت رونا آرہا تھا۔۔۔کچھ بھی تھا۔۔وہ اسے لوفر آوارہ کہتی تھی پر وہ اسے اپنے بچپن کا دوست مانتی تھی۔۔ کبھی کبھی اسکی حرکتوں سے چڑ جاتی تھی اسکے ذومعنی الفاظوں سے چڑتی تھی جو اسے بلکل سمجھ نہیں آتے تھے پر اب وہ بلکل سمجھ گئی تھی۔۔۔اسے سفیان کی جو حرکتیں تھی ان سب سے جیسے نفرت ہونے لگی تھی۔۔۔۔

اور اب وہ بھی سب کچھ بھلانے کی کوشش کرتے شادی کی خوشی میں مگن تھی۔۔۔۔

وہ بھی ظاہر اسے کر رہی تھی جیسے اسے اب سفیان سے نفرت ہے اسکے آنے اور جانے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔

اور یہی سب سفیان کو اپنے فیصلے کو مزید مضبوط بنا رہا تھا۔۔۔ اسنے سوچ لیا تھا اسے اب کیا کرنا ہے۔۔۔ اسکے لیے اسنے مکمل تیاری کرلی تھی۔۔۔ اب صرف اچھے موقعے کا انتظار تھا۔۔۔ اور اسے پتا تھا اسے بہت جلدی ملنے والا ہے۔۔۔ یہ موقعہ۔۔۔

❤❤❤❤❤

شام کا ٹائم تھا۔۔۔ سب گھر پر تھے۔ حماد صاحب احمد صاحب اور دراب تین روم میں بیٹھے بزنس کی باتیں کر رہے تھے۔۔۔

عالیہ بیگم اور عائمہ بیگم مل کر شادی کے بابت ڈسکس کر رہی تھی۔۔۔ انہیں بہت تیاری کرنی تھی۔۔۔ لائونج میں صوفے پر بیٹھی تھیں۔۔۔ مشال تو اب دراب کے سامنے نہیں آرہی تھی۔۔۔ ایک ہی گھر میں وہ اس سے چھپی چھپی پھر رہی تھی۔۔۔ جو کافی مشکل تھا۔۔۔ ابھی بھی وہ اپنے کمرے میں تھی۔۔۔

نوشین پری اور حور کے لیے کچھ چٹپٹا کھانے کو بنا رہی تھی۔۔ان کی فرمائش پر۔۔۔عائمہ بیگم کے بہت بے عزتی کرنے کے بعد بھی وہ دونوں ڈھیٹ کی ڈھیٹ تھی۔۔ دونوں کا کہنا تھا پھر کہاں ایسے دن ملیں گے کچھ دنوں کی دلہن کے ہاتھ سے کھانا بنانے کے۔۔۔۔

اور اب وہ بیچاری کچن میں تھی اور یہ دونوں عالیہ بیگم اور عائمہ بیگم کی کبھی باتیں سنتی تو کبھی خود میں کھسر پھسر کرتی۔۔۔۔

پری آدھی صوفے پر تھی اور آدھی زمین پر۔۔۔اور حور دونوں پائوں اوپر کر کے بیٹھی تھی۔۔۔ دونوں ایسی پوزیشن میں تھی جب پری کے کان میں ایک جانی پہچانی اور ایک انجان آواز کان میں پڑی۔۔۔۔ جو جانی پہچانی تھی اس پر اسکا سانس رک گیا تھوڑی دیر پہلے کی خوشی ہوا ہو گئی اور جھلملاتے چہرا سفید پڑ گیا۔۔

السلام علیکم۔۔۔ دو مردانہ آوازیں لائونج میں گونجیں۔۔۔ جس پر سب کا چہرا کھل اٹھا

۔۔۔

شہریار بھائی اور کمیل بھائی۔۔۔ آ گئے۔۔۔ سب سے پہلے حور چیخی۔۔۔

اور وہ دونوں مسکراتے ہوئے اندر آئے۔۔۔ پری جلدی سے اٹھ کر بیٹھی۔ اور اپنا بلیک دوپٹا اپنے اوپر اوڑھ لیا۔۔۔

وہ دونوں بھرپور انداز میں مسکراتے ہوئے سب سے ملنے لگے۔۔۔

کمیل سب سے مل کر جب پری کے سامنے آیا تو اسے دیکھا وہ بلیک دوپٹے اوڑھے کوئی گڑیا ہی لگ رہی تھی۔۔۔۔

who is this pretty doll.

اسنے مسکرا کر سب پوچھا۔۔ اسکے پوچھنے پر سب مسکرا دئے۔۔ سوائے شیری کے۔۔۔۔

میری سسٹر ہے۔۔ حور نے اسے گلے سے لگاتے جواب دیا۔۔۔ pretty doll یہ

کمیل اسے اپنی گہری نظروں سے دیکھ کر سلام کرتا اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔

پری ہڑبڑا گئی۔۔۔اسنے ہاتھ کے بجائے اٹکتے سلام کر ڈلا۔۔۔جس پر کمیل کے ساتھ سب مسکرا دیے۔۔۔اور یہ سب شیری کو ایک آنکھ نا بھا رہا تھا۔۔۔۔۔

آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔۔۔اسنے پری کو دیکھ کہا جس پر وہ زبردستی مسکرائی۔۔

شیری سب سے ملا سوائے پری کے مشال حور اور نوشین کے سر پر پیار کیا۔۔۔اور انہیں کو خوش رہنے کی دعا دی۔۔۔بڑے سب کمیل سے باتوں میں لگ گے دراب بھی شہریار سے ملا اسے خوشی تھی کہ وہ اب پری سے دور رہے گا۔۔۔ویسے بھی وہ اسے پیارا ابھی بہت تھا۔۔اس سے چھوٹا تھا مگر ایسا فیل ہوتا جیسے بڑا ہو۔۔۔

کسی نے شیری کو پری سے ملنے کے لیے نہیں کہا کیونکہ وہ جانتے تھے شیری تو سدھر گیا تھا پر پری کے چہرے سے ڈر صاف نظر آرہا تھا۔۔

شیری سب بڑوں سے مل کر چہرے پر ایک نرم مسکراہٹ لیے پری کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔جس پر پری حور کی طرف کھسکنے لگی۔۔وہ بلکل اسکے ساتھ چپکی بیٹھی تھی۔۔

تم نہیں ملے اس سے شیر۔۔۔ کمیل نے شیری سے کہا وہ اسے شیر ہی کہتا تھا۔۔۔ اسنے پری کی طرف اشارہ کرتے کہا۔۔۔۔ جس پر پری پہلے ہی شیری کے ساتھ بیٹھنے پر مر رہی تھی۔۔۔ کمیل کی بات پر اسکا سر خود بے خود نفی میں ہلا۔۔وہ رونے جیسی ہوگئی۔۔۔ اسکے کانوں میں شیری کے کچھ دن پہلے والے الفاظ گونجنے لگے۔۔۔

پری جائو سب کے لیے ملازم کو جوس لانے کا کہو۔۔۔ نوشین اسکی حالت دیکھ کر اسے یہاں سے نکالنا ہی صحیح سمجھا۔ جس پر کمیل نے اشارے سے پوچھا تو شیری نے مسکرا کر کہا۔۔۔

کچھ نہیں یار بہت احساس ہے اور پتا نہیں کیوں مجھ سے ڈرتی رہتی ہے۔۔۔ میں تو آج تک اسکے ڈر کو سمجھ نا سکا۔۔۔ خیر چھوڑو تم انجوائے کرو میں فریش ہو کے آتا ہوں۔۔۔ وہ اس سے کہتا۔۔۔ پھر سب سے تھکن کا بولتا لائونج سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

پری ملازمہ کو ٹھنڈہ لائونج میں لانے کا بول کر خود جلدی سے اپنے کمرے میں آئی۔۔ شیری کے آنے سے اسکے اندر بے سکونی پھیل گئی تھی۔۔۔ اور وہ اب خود کو جیسے اکیلا محسوس کر رہی تھی۔۔ اسے اب سمجھ میں آیا تھا کہ شیری نے سب سے معافی کیوں مانگی ہے وہ اب سب کی نظروں میں صاف خود کو دیکھانا چاہتا تھا۔۔ اور اکیلے میں۔۔۔۔

نن۔۔ نہیں مممجھے چھپنا ہہ۔۔ ہو گا اس سے۔۔ پھ۔۔ پھر وہ مممجھے نہیں مم۔۔ مارے گا۔۔ وہ کسی پاگل کی طرح خود سے کہنے لگی۔۔۔ اور اپنے چھپنے کی جگہ ڈھونڈنے لگی۔۔۔ اسکے انداز سے ہی لگ رہا تھا کہ وہ کوئی پاگل ہے۔۔

پپ۔۔ پلیز اااللہ مجھے بچالو۔۔۔وہ اوپر دیکھ کر دعامانگنے لگی۔۔ دروازے کی طرف اسکی پشت تھی وہ اپنی دعااور ڈر میں کھوئی ہوئی تھی۔۔اس لیے وہ کسی کا اندر آنااور دروازہ بند کرنامحسوس ناکر سکی۔۔

جب اچانک کسی نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا۔۔اور اسے چیخنے چلانے کاموقعہ دئے بغیر منہ پر اپنابھاری ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

اسکی تو ایسی حالت ہوگئی تھی جیسے موت کافرشتہ دیکھ لیاہو۔۔۔

کیسے رہے وائفی میرے بغیر تمہارے اداس مہینے۔۔۔مجھے یقین ہے بہت مس کیاہو گا مجھے۔۔ہے نا۔۔وہ اسکے کندھے پر اپناسر رکھ کر بہت پیار سے بولا۔۔پری کامنہ ویسے ہی بند کیاہوا تھا۔۔کمر پر ایک ہاتھ کی پکڑ اتنی سخت تھی کہ پری کولگاابھی اسکی ساری پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔۔۔خوف درد سے اسکی آنکھوں میں آنسوں بہنے لگے۔۔۔وہ اس ظالم کے مضبوط حصار میں کسی زخمی ہرنی کی طرح پھرپھرارہی تھی۔۔۔

افففف میں بھی کتنا بیوقوف ہوں منہ پر ہاتھ ہے میرا پھر تم بتاؤ گی کیسے مجھے۔۔۔۔ کہ کتنا مس کیا۔۔۔ وہ خود پر ہنستا کہنے لگا۔۔۔ پری کو وہ دنیا کا سب سے زیادہ حیوان شخص لگا۔۔۔

پر ہاتھ ایک شرط پر ہٹے گا اگر تم چلائی نہیں۔۔۔۔ شیری اسکے کان میں پوچھنے لگا۔۔۔ پری کا دم گھٹنے لگا تھا وہ تھی ہی ایک معصوم نازک سی۔۔۔ وہ خود سے اسکا ہاتھ ہٹا رہی تھی۔۔۔ جب اسنے اسکے پیٹ پر انگلیوں کی پکڑ مضبوط کی جس پر وہ تڑپ اٹھی۔۔۔۔ بتاؤ چلاؤ گی تو نہیں بکری۔۔۔۔ وہ اسے دھمکانے والے انداز میں پوچھنے لگا۔۔۔۔

جس پر پری نے بچنے اور سانس لینے کے لیے جلدی سے نا میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔

گڈ گرل مجھے تم سے یہی امید تھی۔۔۔۔ کہنے کے ساتھ ہی اسنے اپنا ہاتھ ہٹایا اور وہی ہاتھ اسکے گرد باندھ لیا۔۔۔ پھر اپنے لب اسکی گردن پر مس کیے۔۔۔۔ پری جو بلکل مرنے جیسی ہو گئی تھی لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔۔۔ شیری کی اس حرکت پر اسکے منہ سے ایک مدہم سی چیخ نکلی۔۔۔۔

اوہ۔۔۔میری بکری یہ تو چیٹنگ ہے تمنے کہا چلائو گی نہیں۔۔۔شیری نے اسکا رخ اپنی طرف کرتے بچوں کی شکایت کی۔۔پری خوف سے کپکپاتی رو رہی تھی۔۔۔

پیپ۔۔۔پلیز مم۔مجھے جانے دو۔۔ممینے کک۔۔کیا کیا ہے۔۔۔وہ اسکے سامنے التجا کرنے لگی۔۔۔پر شیری کی نظر اسکے پھڑکتے نازک سرخ ہونٹوں پر تھی۔۔۔اسکی آنکھوں میں خمار پھیل گیا۔۔۔اسکا ہاتھ اسکے سرخ ہونٹوں کو چھونے کے لیے بڑھا پر پری نے اسکا ارادہ سمجھ کر اسکے چھونے سے پہلے ہی اپنے ہونٹ بھینچ لیے۔۔۔

اسکی حرکت پر شیری نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔آنکھوں میں جیسے نشہ تاری تھا۔۔پری کو ڈر لگنے لگا۔۔اسکی رنگت زرد پڑ گئی اسے لگا وہ اب اسے مارے گا۔۔۔

کیا کیا ہے تمنے؟؟۔۔۔وہ اسکا سوال جیسے اس سے پوچھنے لگا۔۔۔

پہلے تو کچھ نہیں پر اب لگتا ہے بہت کچھ کر جائو گی۔۔۔اور اس سب میں میرا کوئی قصور نہیں کیونکہ مینے پہلے ہی کہا تھا انکار کر دو۔۔۔پر تمنے میری سنی کہاں۔۔۔وہ اسکی گردن

پر انگلی پھیر تا اسے بتا رہا تھا۔۔۔اور پری کبھی گردن جھٹکتی تو کبھی خود کو آزاد کروانے لگتی۔۔۔دونوں ایسے لگ رہے تھے جیسے ایک ظالم دیو کی قید میں معصوم پری۔۔۔

دد۔۔دیکھو صرف ااایک سال پھر میں خخ۔۔خود طلاق دے دونگی۔۔۔آآآپکو۔۔۔۔وہ معصوم بچوں کی طرح اسے سمجھانے لگی۔۔۔طلاق کا مطلب تو وہ نہیں جانتی تھی پر سب کے منہ سے سننے سے بولی۔۔جس پر شیری نے ایک قہقہہ لگایا۔۔۔

کیا وائفی شوہر اتنے مہینے بعد آیا ہے اور تم ایسی باتیں کر رہی ہو۔۔تمھیں پتا نہیں کتنی ایکٹینگ کرنی پڑی ہے سب کو یقین ڈلانے کی شیری ایک اچھا بچا بن گیا ہے اور اپنی بکری کو اب نہیں مارے گا۔۔۔

اففف جانم پوچھو مت۔۔۔بہت کچھ کرنا پڑتا ہے سب کو اپنی طرف کرنے میں۔۔۔اور اب تو سب کچھ ہے میرے پاس سب کا یقین ایک معصوم بکری جس کے ساتھ میں اپنا ٹائم پاس کر دیا کروں گا۔۔۔اور دونوں ساتھ مل کر کچھ رومانٹک ٹائم بھی گزاریں گے۔۔۔وہ اسے اپنا گھٹیا پلان بتانے لگا۔۔پری کی آنکھیں پھٹ گئی۔۔۔اسے وہ بلکل ایک نفسیاتی انسان لگ رہا تھا۔۔۔

ممم۔میں سب کو بب۔۔بتادونگی آپکی اصلیت۔۔۔وہ اپنے آنسو صاف کرتی اسے دھمکانے لگی۔۔۔ایک معصوم امید کے ساتھ کہ سدھر جائے اور اسے سکون سے جینے دے۔۔۔

اسکی بات پر شیری کے چہرے پر غصا پھیلنے لگا۔۔۔جسے دیکھ پری کا سانس رک گیا وہ اپنے بچنے کی دعا کرنے لگی۔۔۔اور سختی سے آنکھیں میچلیں۔۔اسے پتا تھا وہ اب اسے مارے گا۔۔پچھلی دفعہ بھی ایسے ہی کیا تھا۔۔۔

پری کی اس معصوم حرکت پر شیری مسکرادیا پر اسکی مسکراہٹ میں بھی کمینگی تھی۔۔۔

اسنے ایک ہاتھ اسکی کمر سے آہستہ سے نکالا۔۔۔پری اور تیزی سے رونے لگی۔۔۔ کوئی بھی اسے اس ظالم سے بچانے والے نہیں تھا۔۔۔شیری کی مسکراہٹ اور بھی گہری ہوئی وہ لمحہ لمحہ اسکی کپکپاہٹ میں اضافہ کر رہا تھا۔۔۔

شیری نے اپنا ہاتھ اسکی گردن پر لپیٹ کر اسکا سر اونچا کیا..پری کو کچھ بھی سمجھنے کا موقعہ دئے بغیر اس پر جھکا اور اسکے ہونٹوں کو قید کر لیا۔۔۔۔

پری کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اسکے ساتھ کیا کر رہا ہے۔۔۔۔وہ مسلسل روتی اسکے سینے پر مکوں کا وار کرتی۔۔اپنے آپ کو آزاد کروانے میں لگی ہوئی تھی۔۔۔۔اسکا سانس بند ہونے لگا تھا۔۔۔

جب اچانک شیری نے اسے اپنے قید سے آزاد کرواکے پیچھے بیڈ پر دھکا دیا۔۔۔پری بیڈ پر پڑی لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔جب شیری اس پر جھکا۔۔۔۔ جس پر پری سانس لیتی منہ موڑ گئی۔۔۔

تمھیں پتا نہیں مجھے دھمکیوں سے کافی چڑ ہے یہ وہ واحد لفظ ہے جس پر میرا پارہ ہائے ہو جاتا ہے۔۔۔اور تم بیوقوف بکری بار بار یہ غلطی کرتی ہو۔۔۔پر اب مینے بھی تمھارا علاج ڈھونڈ لیا ہے۔۔۔ جیسے جیسے تم ایسی حرکتیں کرو گی ویسے ہی تمھاری ایسی سزائوں میں اضافہ ہوتا جائے گا۔۔۔۔

اور۔۔اسکے چہرے کو انگلی کی مدد سے اپنے طرف کرتے اسکی سرخ سوجی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔۔۔دماغ پر زیادہ زور نا دو کہ مینے یہ کیا کیا ہے یہ کونسی سزا تھی۔۔۔یہ سزا اسکی ہے جب میں صرف تمھارے لبوں کو چھونا چاہتا تھا۔۔پر تمنے انہیں مجھ سے چھپانے کی کوشش کی۔۔۔تو میری معصوم چھوٹی بکری چھپنا یا مجھ سے بھاگنا سب فضول ہے۔۔۔کیونکہ شہریار آیا ہی اپنی بکری کے لیے ہے۔۔۔

اب میں چلتا ہوں بہت تھک گیا ہوں اس لیے زیادہ ٹائم نہیں گذار سکے ایک ساتھ پر تم اپنے چھوٹے دل کو اور چھوٹا نا کرو۔۔کیونکہ پھر جلدی ملیں گے۔۔وہ کہتا جانے لگا۔۔۔

پھر کچھ سوچ کر مڑا۔۔۔پری ویسی ہی پڑی رو رہی تھی۔۔۔

شیری نے اس پر ایک نظر ڈال کر کہا۔۔۔تم خوبصورت اتنی ہو کہ کسی کو بھی دیوانہ بنا سکتی ہو پر میرا دل پتا نہیں کیوں تمہیں تڑپانے کو چاہتا ہے۔۔۔اور اس بلیک سوٹ میں تو قیامت لگ رہی ہو۔۔۔

وہ اسکے مسلسل بہتے آنسوں صاف کرتا ایک آنکھ دباتا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

اور پری خود کو سنبھالتی اٹھی اور لڑکھراتے قدموں سے چلتی دروازہ بند کیا ڈر تھا پھر آنا جائے۔۔۔پھر باتھروم میں جا کر خود کو بند کر دیا۔۔۔دروازے کے ساتھ چپکی بیٹھی سر گھٹنوں میں دئے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔اسکا سر درد سے جیسے پھٹ رہا تھا۔۔۔

ممم۔۔مما پلیز م۔۔۔مجھے اپنے پاس بب۔۔بلالیں۔۔۔مجھے یہاں نہیں

رہنا۔۔۔مم۔۔میرا کوئی۔۔۔نہیں ہے پلیز مما۔۔مجھے اا۔۔اپنے پاس بلالیں۔۔۔پاپا

بھی نن۔۔ نہیں پیار کرتا اسے صرف اپنے بیٹے سے پیار ہے۔۔۔۔۔یہاں

شش۔۔ شیری مجھے مار دیگا۔۔۔ پلیز مما۔۔۔وہ ہچکیاں بھرتے گڑگڑا رہی تھی۔۔۔

❤❤❤❤❤

حور کب سے دروازہ ناک کر رہی تھی۔۔۔ پر پری کوئی جواب نہیں دے رہی تھی۔۔۔

پری یار دروازہ کھولو میں ٹھک گئی ہوں۔۔۔

پری جو کب سے حور کو دروازے پر دستک دیتے سن رہی تھی وہ چاہتی تھی کہ وہ چلی جائے پر جب کافی دیر تک نا کھولنے پر بھی وہ نہیں گئی تو اٹھ کر شیشے میں اپنا چہرا دیکھنے لگی۔۔۔ جو آنسوں میں بھیگا لال ٹماٹر تھا۔۔ اور آنکھیں سوجی ہوئی تھی۔۔ اسکی نظریں چہرے سے سرکتی ہونٹوں پر آئی۔۔۔ جو سرخ انگارہ تھے۔۔۔ اسکی آنکھوں میں کچھ دیر پہلے شیری کی حرکت گھوم گئی۔۔۔ جس پر اسنے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھلیا۔۔۔

پھر پانی بھر بھر کر چہرے اور ہونٹوں کو مسلنے لگی۔۔۔اسکے اندر عجیب سی گھبراہٹ تھی۔۔۔تولیے سے چہرہ صاف کرتی باتھروم سے باہر نکلی۔۔۔اور آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔۔۔

کہاں مر گئی تھی کب سے دستک دے رہی ہوں کیوں نہیں کھول رہی تھی تمہیں پتا نہیں ہاتھ بھی دکھ گئے ہیں دستک دیتے۔۔۔وہ مصنوعی غصے سے کہتی اندر آئی اور اسکی طرف جیسے نظریں اٹھائی تو بولتے منہ کو بریک لگا۔۔۔

پری تم روئی ہو۔۔کیا ہوا ہے۔۔سب ٹھیک ہے کیا بھائی کے آنے سے ڈر گئی ہو۔۔حور اسکے کندھو سے پکڑ کر پوچھنے لگی پر پری نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔اسکی آنکھوں میں آنسوں بھر آئے تھے۔۔

کک۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ وہ گھٹی آواز میں کہتی جانے لگی جب حور نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔ پری سچ بتائو کیا ہوا ہے۔۔۔ تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو مجھے پتا ہے تم روئی ہو۔۔ پر کیوں یہ تم بتائو۔۔۔ حور اسکا چہرا ہاتھوں کے پیالوں لے کر پوچھنے لگی۔۔

حح۔۔ حور کیا میں تت۔۔ تمہارے ساتھ رہ سکتی ہوں۔۔ مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔۔ وہ اسکے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر معصومیت سے اجازت لینے لگی۔۔ وہ ایسی لگ رہی تھی جیسے کوئی ڈرا ہوا بچا۔۔۔۔

کیوں نہیں مجھے بہت خوشی ہوگی میں پہلے بھی یہی چاہتی تھی۔۔۔ میں ابھی ملازمہ سے کہہ کر تمہارہ سامان اپنے روم میں شفٹ کرواتی ہوں۔۔۔ وہ اسے پیار سے اپنے ساتھ لگاتی بولی۔۔۔ اسکے پیار پر پری بھی مدہم سا مسکرا دی۔۔۔ پر اندر سے وہ ذرا ذرا تھی۔۔۔

اگر تم بھائی کے ڈر سے روئی ہو تو اب تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ کیونکہ بھائی نے کہہ ہے اب وہ تمہیں تکلیف نہیں دے گا۔۔۔ وہ تم سے بھی معافی مانگے گا جس سے تمہارے ڈر ختم ہو۔۔۔۔

حور کے بتانے پر اسکے دل میں شدت سے خوائش نکلی کہ یا اللہ میں بھی کبھی شیری کو ایسے ہی تڑپاؤں۔۔۔ اسے ایسے ہی تکلیف دوں۔۔۔۔ جیسے آج وہ تڑپ رہی ہے۔۔۔

کمینہ اللہ دیکھے اسے۔۔۔۔ پھر دل میں ہی گالیاں دیتی رہی۔۔۔ اپنے آپ کو بہلانے کے لیے۔۔۔۔

♥♥♥♥♥

وہ بیڈ پر پڑا کروٹیں بدل بدل کر تھک گیا تھا۔۔۔ آنکھوں میں نیند نے جیسے قسم کھالی تھی کہ نہیں آنا ہے۔۔ جیسے آنکھیں بند کرتا۔۔ جھیل جیسی گرے خوبصورت آنکھیں۔ آنسوں سے بھیگا چہرہ، سرخ گلاب کی پنکھڑیوں جیسے پھڑپھڑاتے ہونٹ چھنک سے آجاتا۔۔۔

لگتا ہے یہ مجھے آج سونے نہیں دے گی۔۔۔

کیاہو گیاشیری تمہیں... تم کیوں اس بکری کے بارے میں سوچ رہے ہو۔۔ کہیں زیادہ تو سر پر سوار نہیں کرلیا۔۔ وہ جھنجھلا کر اٹھااور ایک سگریٹ سلگا کر ہونٹوں میں ڈبایا... پھر اٹھ کر ٹیرس پر آگیا۔۔

رات کا ٹائم تھاسب سو گئے تھے۔۔۔ باہر صرف چاند کی چاندنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔۔ یہ کیا کر دیا ہے آتے ہی مینے اگر ایسانا کر تا اسے نا دیکھتا تو شاید سکون کی نیند تو ہوتی۔۔۔ وہ خود سے کہتا سگریٹ کا ایک کش لیتا چاند کو گھورنے لگا۔۔۔ یہ اسکی 24 سالا زندگی میں پہلی رات تھی۔۔ جس میں وہ ایسے بے سکون تھا۔۔

اسے پتا چلا تھا پری کا حور کے کمرے میں شفٹ ہونا۔۔ اگر وہ اپنے کمرے میں ہوتی تو ابھی اسکی نیندیں غائب کر دیتا یا شاید اب کچھ نا کر پاتا۔۔۔ جانے کیا ہو رہا تھا اسے جسے سمجھنے سے وہ کاثر تھا۔۔

اس کے پتھر دل میں پتا نہیں کیوں ایک افسوس کی لہر اٹھی تھی۔۔

کچھ اچھا بھی نہیں لگا تھا اسے پری کے ساتھ کل کی حرکت کرتے ہوئے۔۔۔ پر وہ کیا کرتا پتا نہیں کیوں جب اسکے بولتے ہوئے لبوں کو دیکھا تو وہ بے خود سا ہو گیا۔۔ اسے تو اسکے بولنے سے چڑ تھی۔۔۔ اسے غصہ آتا تھا جب وہ میں میں کرتی تھی۔۔۔ پر آج پتا نہیں کیوں اسکے بولنے پر اسکے نازک سے سرخ ہونٹوں کی پھڑپھڑاہٹ دیکھ کر اندر تک ہلچل مچ گئی تھی۔۔ اسے نہیں پتا تھا کہ کوئی بولتے ہوئے بھی اتنا حسین لگ سکتا ہے۔۔۔

حسن میں وہ کم عمر کی حسین لڑکی تھی۔۔ اسکی معصومیت ہی کافی تھی کسی کی بھی دل کی دنیا بدلنے میں۔۔۔ پر شیری کو اسکے حسن نے متاثر نہیں کیا تھا۔۔ کرتا بھی کیسے اسے تو ہر وقت صرف اسکے میں میں ہی دکھتی تھی۔۔

پر آج شاید کہیں پتھر میں درار پڑ گئی تھی۔۔ جسے وہ ابھی محسوس نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

وہ خود بھی ایک خوبصورت لڑکا تھا۔۔ یونی میں کئی لڑکیاں مرتی تھی اس پر۔۔۔ پر اسکے قریب آنے کی اجازت صرف کچھ خوبصورت اور بولڈ لڑکیوں کو تھی۔۔ جن کے ساتھ وہ اپنا ٹائم پاس کر لیا کرتا تھا۔۔ اور جن کو چھوڑنے کے بعد پیچھے نہیں پڑتی تھی۔۔۔ ایسا

نہیں تھا کہ وہ ایک آوارہ غلط قسم کا انسان تھا۔۔۔وہ جیسا بھی تھا پر اپنی حدود کو جانتا تھا ۔۔۔

پتا نہیں کیا بنے گا اس بکری کا۔۔یا میں ہاروں یا وہ جیتے، پر شہریار نے کبھی ہارنا سیکھا نہیں ہے۔۔۔پیکٹ کا آخری سگریٹ ختم کر کے۔۔واپس روم میں جا کر زبردستی سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔جو کافی مشکل تھی۔۔۔

❤❤❤❤❤

صبح پری اور حور یونی کے لیے تیار ہوتی ناشتے کی ٹیبل پر آئی۔۔کمیل فراز صاحب کی طرف چلا گیا تھا۔۔باقی سب موجود تھے۔۔ٹیبل پر سوائے شیری کے جو ابھی تک سویا ہوا تھا۔۔

یہ لڑکا امریکہ سے پیدل چل کر آیا ہے کیا۔۔ جس کی نیندیں ختم نہیں ہو رہی۔۔ کل کا کمرے میں گھسا ہے ابھی تک سو رہا ہے۔۔ یہ نہیں کہ اٹھ کر سب کے ساتھ ناشتہ کرے۔۔ احمد صاحب عائمہ بیگم سے بولے جو خود پریشان تھی۔۔ انہیں کافی فکر رہتی تھی شیری کی۔۔ بلکل بگڑا ہوا لڑکا لگتا تھا۔ نا کسی کی سننا نا کسی کی ماننا۔۔ صرف خود کا ہی سوچتا۔۔ اور اپنی کرتا۔۔

رات کو دیر سے سویا تھا۔ تو ابھی تک سو رہا ہے۔ عائمہ بیگم نے پری کو ناشتہ دیتے اسے بتانے لگی۔۔

کونسا رات کو خزانہ ڈھونڈ رہا تھا جو دیر سے سویا۔۔ احمد صاحب کو شیری کی لاپروائی کچھ کام نا کرنے والی عادت کافی ناپسند تھی جس کی بھڑاس وہ موقعہ ملتے ہی نکال لیا کرتا تھا۔۔۔

رہنے دو احمد جوان بچا ہے۔۔۔ یہی تو عمر ہوتی ہے کھانے پینے اور زندگی گزارنے کی۔۔۔ ہر بار کی طرح حماد یا در اب اسے کچھ نا کچھ بول کر چپ کروا دیتے تھے۔۔۔

آپ دیکھ رہے ہیں بھائی دو بہنوں کی شادی ہے گھر میں پر اس لاڈ صاحب کو ذرا فکر نہیں پہلے گھومنے امریکہ چلا گیا اور اب آیا ہے تو کمرے میں اپنی برسوں کی نیندیں پوری کر رہا تھا۔۔ کچھ اپنے مستقبل کی ہے کہ نہیں۔۔ آگے اپنے اولاد کو بھی یہی کچھ سیکھائے گا۔۔۔

آپ فکر نا کریں میں سمجھاتا ہوں اسے۔۔۔ حماد صاحب نے انہیں تسلی دی اور سب خاموشی سے ناشتہ کرنے لگے۔۔۔

پری بچاری تو صرف شیری کے نام پر ہی پسینا ہوتی پہلو بدل کر رہ گئی۔۔

میں باہر ویٹ کر رہا ہوں تم دونوں آجانا۔۔۔ دراب ایک خاموش نظر مشال پر ڈال کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔۔ اور کچھ دیر میں آفس بیگ اٹھا کر باہر نکلا۔۔۔

پری اور حور بھی اسکے پیچھے بھاگی۔۔۔ آہستہ آہستہ سب اٹھ کر چلے گئے۔۔۔

کیسی چل رہی پڑھائی دونوں کی۔۔۔ دراب کار اسٹارٹ کرتا دونوں سے پوچھنے لگا۔۔۔

بہت اچھی۔۔ حور نے جواب دیا۔۔۔ دراب کی نظر پری پر گئی جو خاموش کہیں کھوئی ہوئی تھی۔۔

گڑیا۔۔۔ دراب کے پکارنے پر وہ اپنے خیالوں میں سے نکل کر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔ جج۔۔جی بھائی۔۔۔

کیا ہوا سب ٹھیک ہے گڑیا۔۔۔ اسکی آواز میں کافی محبت تھی جیسے ایک بھائی کو اپنی بہن کے لیے ہوتی ہے۔۔ پری کے چہرے پر اداسی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ اس عمر میں لڑکیاں ہنسی خوشی موج مستی سے زندگی گذارتی تھی۔۔ اور پری اس عمر میں بن ماں باپ کے اداسی اور ویرانی والی زندگی بسر کر رہی تھی۔۔۔ کیا اپنوں کے دکھ کم تھے جو شیری کو بھی اللہ نے اسکی قسمت میں لکھ دیا تھا۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں بھائی سب ٹھیک ہے۔۔۔۔ اسنے اپنے چہرے پر سفید چھوٹے ہاتھ پھیر کر اسے یقین ڈلایا۔۔۔ اسکی اس معصوم ادا دراب کو بہت پیاری لگی۔۔ اسنے اسکے سر پر بوسہ دیا۔۔

سدا خوش رہو میری معصوم گڑیا۔۔۔ اور شیری سے ڈرنے کی ضرورت نہیں وہ تمہیں اب تکلیف نہیں دے گا۔۔۔ اسکی بات پر ہری زخمی سا مسکرا کر ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔

بھائی آپ مجھ سے تو پیار ہی نہیں کرتے۔۔۔ پیچھے سے حور نے منہ بنا کر خفا سا کہا۔۔

ہاں تو مم۔۔ میرا بھائی ہے تت۔ تو مجھے ہی پیار کرے گا۔۔ پری نے مسکرا کر حور کو انگوٹھا دیکھایا۔۔۔

او ہیلو میڈم میرا بھی بھائی ہے صرف تمہارے ایک کا نہیں۔۔۔ حور نے مصنوعی غصے میں کہا۔۔۔ جس پر پری کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔ اور اسکی کھلکھلاہٹ پر دونوں محبت سے مسکرا دیے۔۔۔

پھر ایسے ہی باتوں میں دراب نے انہیں یونی ڈراپ کیا اور خود آفس کے لیے چلا گیا۔۔۔

کیا کر رہے ہو شہریار کب سدھرو گے کیوں اس عمر میں اپنے باپ کو تکلیف دے رہے ہو۔۔۔بارہ بج رہے تھے۔۔۔اور وہ ابھی اٹھ کر ناشتہ کرنے کو آیا تھا۔۔۔

کیا کر دیا مینے اب۔۔جوس گلاس میں ڈالتا عائمہ بیگم کو دیکھ حیریت سے پوچھا۔۔۔

تم اب بزنس کیوں نہیں سنبھالتے اپنے باپ کے ساتھ کب تک ان کے پیسوں پر پلتے رہو گے۔۔۔کچھ سیکھو دراب سے وہ بھی سب کا لاڈلا ہے پر مجال ہے کہ کبھی کوئی نافرمانی یا ایسے لاپروہ کی طرح رہا ہو۔۔ٹائم پر اٹھتا ہے سب کے ساتھ ناشتا کرتا ہے۔۔اور ہر کام میں دونوں کے ساتھ ہوتا ہے۔۔۔ایک تم ہو اٹھتے بیٹھتے اپنے باپ سے کچھ نا کچھ سنواتے رہتے ہو مجھے۔۔۔۔عائمہ بیگم کے سمجھانے پر وہ چیئر سے ٹیک لگا پوری دل جمی سے انکی بات سن رہا تھا۔۔۔

آپکا مطلب ہے میں سب کے ساتھ بیٹھ کر کھایا کروں۔۔۔اسنے ساری باتیں چھوڑ کر ایک ہی بات پکڑی جس میں اسکا پسندیدہ شغل شامل تھا۔۔۔

ہاں اگر تمہیں یہی سمجھ آیا ہے تو یہی سمجھو۔۔۔مطلب دوسری باتیں اسنے سنی ہی نہیں۔۔۔۔

تو آپکی پری صاحبہ وہ تو ابھی تک مجھ سے ڈرتی ہے آس پاس بھی ہوتا ہوں تو ایسے کرتی ہے جسے مجھے نہیں بھوت کو دیکھ لیا ہو۔۔اور اگر ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤں گا تو وہ کیسے رہے گی یہاں۔۔۔کھانا کھانا بھی چھوڑ دیگی۔۔۔اگر ابھی بھی نہیں سمجھی تو رات کو ڈنر پے دیکھ لینا۔۔۔آپکو اور پاپا کو سمجھ آجائیگی کہ میں ساتھ کیوں نہیں بیٹھتا۔۔۔۔اور رہی دراب بھائی جیسا بننے کی تو اگر میں بھی اسکے جیسا بنا تو یہ دنیاوی کہانی کیسے چلے گی۔۔۔وہ انہیں کہتا اٹھ کر چلا گیا پیچھے عائمہ بیگم دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔

چھٹی کا ٹام تھا۔۔پری کلاس سے نکلتی حور کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف آئی۔۔پہلے حور اسکے لینے آتی تھی پر آج پتا نہیں کیوں نہیں آئی۔۔۔

وہ چلتی ہوئی کلاس میں داخل ہوئی تو حور اور کچھ لڑکیاں ابھی بھی بورڈ سے لیکچر نوٹ کر رہی تھی۔۔

حور نے پری کو سامنے کھڑا دیکھا تو مسکرا دی۔۔۔شرمندگی سے۔۔۔

یار وہ پروفیسر نے کچھ غلط فہمی سے کلاس سے آئوٹ کر دیا تھا تو ہم سب کے ساتھ نہیں لیکچر نوٹ کر سکے تو میں ابھی کر رہی ہوں۔۔۔

حور اسکی گھورتی نظروں کا مطلب سمجھ کر وضاحت دینے لگی۔۔۔

دد۔۔دراب بھائی ویٹ کک۔۔کر رہے ہونگے حور۔۔۔وہ اسے احساس ڈلانے لگی۔۔حور کے چہرے پر پریشانی پھیلی۔۔۔پھر کچھ سوچ کر بولی۔۔۔

اچھا تم ایسا کرو دراب بھائی کو کہو دو منٹ میں، میں آئی۔۔۔ تم جا کر کہو ورنہ وہ پریشان ہو جائیں گے۔۔۔ حور کے کہنے پر پری سر ہلاتی چلی گئی اور حور پھر جلدی جلدی لکھنے میں لگ گئی۔۔۔

پری جیسے یونی سے باہر آئی اور پھر دراب کی تلاش میں نظریں پھیرنے لگی۔۔۔ دراب تو نہیں پر جو کھڑا تھا اسے دیکھ پری کے پسینے چھوٹ گئے۔۔۔

اسکی چھوٹی سرخ ہتھیلیاں شیری کو دیکھ کر جو کار کے ساتھ ٹیک لگا کر انکے انتظار میں کھڑا تھا۔ پوری پسینے میں بھیگ گئی۔۔۔ وہ گھبرا کر جیسے جانے کے لیے پلٹی جب شہریار کی نظر بھی اس پر پڑ گئی۔۔۔

رکو پری واپس آئو۔۔۔ اسکے لہجے میں حکم تھا۔ ایک روب تھا جو پری کو رکنے پر مجبور کر گیا۔۔۔ پری کا دل بلند آواز میں دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔

وہ۔۔ وہ حور کو لینے جانا ہے۔۔ وہ رونے جیسی شکل بنا کر دور سے ہی ہاتھ کے اشارے سے حور کو لانے کا بولنے لگی۔۔۔

واپس آئو۔۔۔شیری نے اسے ہاتھ کے اشارے سے بلانے لگا۔۔

پری کبھی یونی کے گیٹ کو دیکھتی کبھی شہریار کو۔۔۔وہ اکیلی اسکے پاس نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔اسکے لبوں پر حور کے آنے کی دعا جاری ہوئی۔۔۔۔

تم اسے نہیں مانو گی۔۔۔وہ کہتا اسکی طرف جانے لگا۔۔۔اسنے دراب کو فون کر کے بتایا تھا کہ وہ اپنے دوست کے یہاں گیا ہے اور واپسی پر حور اور پری کو لیکر آئے گا۔۔۔

دراب نے کہا۔۔۔شہریار پری ڈر جائے گی تم رہنے دو میں خود انہیں لینے جائو نگا۔۔۔یہ سن کر شیری کو غصہ تو آیا پر۔۔۔پھر بس اتنا کہا۔۔۔بھائی میں اسکا ڈر ہی دور کرنا چاہتا ہوں۔۔۔اسے سمجھانا چاہتا ہوں میں پہلے جیسا نہیں رہا۔۔۔مینے پہلے جو کیا اسکی معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔۔۔کہنے کے ساتھ بغیر دراب کی سنے کال کاٹ دی۔۔۔اور اب وہ پری کے سر پر کھڑا تھا۔۔۔۔

کہا تھا نا واپس آئو۔۔۔وہ غصے سے بولا۔۔

ممم۔۔میں حور کک۔۔کو لینے جانا ہے و۔۔وہ ابھی نہیں آئی۔۔۔وہ اپنی گھنی پلکیں چھپکاتی ہونٹوں کو کاٹتی گیٹ کو دیکھ کر بولنے لگی۔۔۔وہ شیری کو نہیں دیکھ رہی تھی۔۔اسے عجیب لگ رہی تھی اسکی چھبتی ہوئی نظریں۔۔۔۔

تم چلو وہ آجائے گی۔۔۔وہ اسے کلائی سے پکڑ کر کار کی طرف لے جانے لگا۔۔۔

ننن۔۔نہیں ہینے رح۔۔حور کے ساتھ آنا ہے۔۔۔۔وہ گھبراتی التجا کرنے لگی۔۔۔پر شیری نے اسکی ایک بھی سنے بغیر اسکے فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور خود دوسری طرف آ گیا۔۔۔

اور موبائل نکال کر سفیان کے نمبر پر کال کی۔۔۔

یار سیفی تم حور کو گھر ڈراپ کر دو پری آج نہیں آئی ہے اور دراب بھائی بھی بزی ہیں ۔۔۔۔وہ ابھی یونی میں ہے تو تم بھی وہیں ہو تو اسے گھر چھوڑ جانا۔۔۔۔میں ابھی کافی دور ہوں۔۔۔۔اسکے کہنے پر سفیان نے اسے کہا کہ وہ اسے ڈراپ کر دیگا۔۔۔شہریار کو

سفیان پر بھائیوں جیسا یقین تھا۔۔۔وہ بچپن سے ساتھ تھے۔۔۔۔اسکی نیچر بھی اچھے لڑکوں کی طرح تھی۔۔۔اس لیے اسنے بے فکر ہو کر سفیان کو کہا تھا۔۔اگر سفیان کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو وہ ہرگز ایسا نا کرتا پر یہ سفیان تھا۔۔۔جسے حور کا سب سے زیادہ خیال رہتا تھا۔۔۔۔

پھر اسنے حور کو کال کی۔۔۔اور اس سے کہا کہ پری کی طبعیت تھوڑی خراب ہو گئی میں اسے لیکر گھر جا رہا ہوں۔۔تم فکر نا کرو میںنے سفیان کو فون کر دیا ہے وہ تمہیں گھر چھوڑ دے گا۔۔وہ ابھی یونی میں ہی ہے تم فارغ ہو کر اسکے پاس جانا یا یہی پر ویٹ کرنا وہ تمہیں گھر چھوڑ دیگا۔۔۔حور تو پری کی طبعیت خراب کا سنتے ہی پریشان ہو گئی اور جلدی سے بولی ہاں بھائی آپ پری کو گھر لے جائیں میں سیفی بھائی کے ساتھ آجائو نگی۔۔۔۔۔

بات ختم کرتے شیری نے پری کے منہ سے ہاتھ اٹھایا جو چلانے اور بھاگنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

پری نے شہریار کے منہ سے اپنے لیے کالج نا آنے پھر حور سے طبعیت خراب کی بات سنی تو اسکی آنکھیں پھٹ گئی۔۔۔ اسکی ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی لہر اٹھی۔۔ حلق خشک ہو گیا تھا وہ حور سے کچھ کہنا اور بھگانا چاہتی تھی جب شہریار کا مضبوط ہاتھ اسکا منہ بند کر گیا۔۔۔ وہ پری کی سب کوششیں ناکام کر گیا۔۔۔ جس پر پری نے اسکے ہاتھ پر اپنے دانتوں کو گاڑھ دیا تب بھی اسکا ہاتھ نا ہلا البتہ وہ پری کی اس حرکت پر مسکرا دیا۔۔۔ پری کو غصہ آگیا اسنے اپنے ناخون اور دانتوں سے اسکا ہاتھ کی پشت اور ہتھیلی زخمی کر دی اسکے چھوٹے چھوٹے ناخون کی نشانوں سے خون کی ننھی بوندیں ٹپکنے لگی تھی۔۔۔ آگے ہتھیلی اسکے دانت گاڑھنے سے سرخ انگارہ ہو گئی تھی۔۔۔ جس پر شیری صرف ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔۔۔

شیری کے ہاتھ ہٹانے پر پری لمبے سانس لینے لگی۔۔۔ اور شیری اپنے ہاتھ پر پھونک مارنے لگا جو جلس رہے تھے پر پتا نہیں کیوں اسے یہ جلن بھی میٹھی لگی۔۔۔۔۔

پھر ٹشو اٹھا کر ہاتھ سے خون صاف کیا۔۔۔

پری اپنی کیے پر آنکھوں میں خوف اور سہمی ہرنی کی طرح اسے دیکھ رہی تھی کہ اب پتا نہیں اسکا کیا ہو گا۔۔۔ پر

جھٹکا اسے تب لگا جب شیری نے ایک نظر اسکی کانپتی حالت پر ڈالی اور پھر مسکرا کر آنکھ دباتا اسکے ہتھیلی پر موجود اسکے دانتوں کے نشانوں پر اپنے ہونٹ رکھ دئے۔۔۔۔

یہ دیکھ کر پری کا سانس ہی رک گیا۔۔۔ اسکا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔۔۔ وہ نظریں جھکا گئی۔۔۔ شیری اسکے معصوم چہرے کے رنگ دیکھ کر بے خود سارہ گیا۔۔۔ پھر خود کو سنبھال کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔۔۔

پپ۔۔ پلیز مجھے رح۔۔ حور کے ساتھ جانا ہے۔۔۔ آ آپ مجھے چھوڑ دیں۔۔۔ پری اس سے التجا کرنے لگی۔۔۔

چھوڑنے کا تو اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پری جان، ایسا پاگل کر دیا ہے کہ رات کو نیند نہیں آئی۔۔۔اور تو اور صبح آنکھ کھلتے ہی سب سے پہلے یہی خیال آیا کہ تم تو ابھی گھر پر نہیں ہو گی۔۔۔تو مجھ سے رہا نہیں گیا اور آ گیا تمہارا چہرا دیکھنے۔۔۔۔وہ گاڑی ڈرائیو کرتے اسے اپنی حالت بتانے لگا۔۔۔پری کے لیے تو یہ ہزار وولٹ کا جھٹکا تھا جلاد کے منہ سے ایسی بات سنکر۔۔۔وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔دوسری احساس اسے یہ بھی ہوا تھا کہ اسنے پری کو اتنی دیر میں بات کرنے کے دوران ایک بار بھی بکری یا کوئی اسکے بولنے پر طنز نہیں کیا تھا۔۔۔بلکہ اسکے بولنے پر وہ خاموش نظروں سے اسکے ہلتے لبوں کو دیکھتا۔۔۔۔

جس پر پری بکھلا کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیتی۔۔۔۔

♥♥♥♥♥

گگ۔۔ گاڑی روکیں نہیں تو میں۔۔۔ میں۔۔ پری زور سے چیخی۔۔ وہ اسے پتا نہیں کون سے انجان راستوں پر لیکے جا رہا تھا۔۔ سنسان راستا تھا۔۔۔ جیسے دیکھ کر پری کی سانسیں اٹکنے لگی تھی حلق میں۔۔۔ اسنے کہہ تو دیا تھا پر آگے اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا بولے۔۔۔

اسکے چیخنے پر شہریار نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی۔۔۔ اور باہر نکل کر پری کی طرف آیا اور اسے بھی باہر نکالا۔۔۔

کیا ہے؟؟ کیوں رکوائی گاڑی۔۔۔ وہ اسے کار سے لگا کر پوچھنے لگا۔۔۔

مجھے ووو۔۔ واپس جانے ہے۔۔۔ ی۔۔ یہاں ڈر لگ رہا ہے پلیزززز۔۔۔ وہ دائیں بائیں سنسان راستے کو دیکھ کر اس سے بولی۔۔۔ جس پر شیری کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔۔۔ پھر اسکی خوفزدہ بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔۔۔

کس سے؟ مجھ سے یا جگہ سے؟؟۔۔۔۔

دد۔۔دونوں سے۔۔۔اب چھوڑ دو۔۔۔۔پری جواب دیتی اپنی چھوٹی سرخ ہتھیلیوں سے اسے خود سے دور کرنے لگی۔۔۔

ایک شرط پر چھوڑوں گا۔۔بلکہ نہیں صحیح سلامت گھر پہنچائونگا۔۔۔

کک۔۔کیسی شرط۔۔۔پری پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

مجھے ہگ کر کے میری سوئی ہوئی دھڑکنوں کو جگائو تو میں تمہیں چھوڑ دونگا اگر نہیں ایسا کیا تو میں تمہیں ہگ کروں گا جس میں تمہیں بہت تکلیف ہو گی۔۔۔آگے تمہاری مرضی۔۔۔وہ اس معصوم کے سر پر بم پھوڑ کر کندھے اچکا گیا۔۔۔

اسکی شرط پر پری سر سے پائوں تک سرخ ہو گئی۔۔۔اور بکھلا کر بولی۔۔۔

نن۔۔نہیں میں۔۔میں ایسا نہیں کرونگی۔۔۔آپ پی۔۔یہ کسی اور سے کروائیں۔۔۔اسکی بات پر شیری کا سنسان راستے پر جاندار قہقہہ لگا۔۔۔

اسے صرف تم ہی دھڑکا سکتی ہو۔۔اگر کسی اور میں اتنی طاقت ہوتی تو آج میں اکیلا نا ہوتا۔۔۔اسکا ذو معنی لہجہ پری کے سر سے اوپر گذر گیا۔۔۔وہ تو اپنے بچائو کے لیے راستہ تلاش کر رہی تھی۔۔۔

اور اسے مل بھی گیا تھا۔۔۔

سامنے سے آتی کار جیسے ہی قریب ہوئی پری نے چلانا شروع کر دیا۔۔

بب۔۔بچائو۔۔۔پلیز میری مدد کرو مجھے بچائو پلیز۔۔۔اسکے چلانے پر شیری گڑبڑا گیا۔۔اور سامنے دیکھا تو انکے قریب ہی ایک کار رکی تھی۔۔اور پری کی چیخوں پر کار میں سے تین لڑکے نکل کر انکی طرف ہی آرہے تھے۔۔۔

شیری نے پہلے پری کو دیکھا جو اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔وہ اپنی چھوٹی سی محنت پر خوش ہو رہی تھی۔۔۔شیری پہلی بار اسکی مسکراہٹ دیکھی تھی۔۔۔وہ بہت پیاری لگی

اسے مسکراتے۔۔۔۔شیری بھی مسکرا دیا۔۔جس پر پری کی مسکراہٹ غائب ہو گی۔۔۔اسنے پھر رونے جیسی شکل بنا کر لڑکوں کو دیکھا۔۔۔

پپ۔۔پلیز یہ مجھے زبردستی یہاں لل۔۔لائیں ہیں مجھے بچالو۔۔۔

شہریار تو اسکی ہمت پر ہی دھنگ رہ گیا تھا۔۔اسے نہیں پتا تھا کہ یہ اتنی بیوقوف ہو سکتی ہے کہ اسے لڑکوں سے پٹوا کر خود کہاں جاتی۔۔۔

ابے چھوڑ لڑکی کو۔۔۔اس میں سے ایک لڑکا آگے بڑھ شیری کو پری سے الگ کرنے لگا۔۔۔

سیدھے طریقے سے یہاں سے نو دو گیارہ ہو جائو۔۔۔یہ میرا اور میری بیوی کا مسئلہ ہے۔۔۔اسنے اس لڑکے کا ہاتھ جھٹکتے روب سے بولا۔۔۔

اسکی بات پر تینوں کے قہقہے لگے۔۔۔سالے بیوقوف سمجھتا ہے۔۔اس سترہ سال کی لڑکی کو بیوی بول رہا ہے۔۔۔دوسرہ لڑکا پری پر گہری نظر ڈالتا شیری سے بولا۔۔۔شہریار کا تو میٹر ہی شارٹ ہو گیا اسکی پری پر نظروں اور سالے بولنے پر۔۔۔

وہ غصے سے پری کو پیچھے کرتا انکی طرف آیا۔۔۔اور بیچ میں کھڑے اس لڑکے کے منہ پر اپنی پوری طاقت سے مکہ جڑ دیا۔۔وہ لڑکا کہرا کر پیچھے گرا۔۔۔اس لڑکے کے ناک سے خون کے پھوارے نکلے۔۔۔جس پر اسکے دوسرے دوساتھی

شیری پر جھپٹے۔۔۔کبھی وہ شیری کو مارتے تو کبھی شیری انہیں مارتا۔۔۔اس ساری صرتحال دیکھ کر

پری تو بلند آواز میں رونے لگی تھی۔۔۔اسے نہیں پتا تھا ایسا ہو جائے گا۔۔شیری کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔۔اور ان لڑکوں کی بھی اچھی خاصی حالت خراب کر دی تھی۔۔۔

حور اپنے رجسٹر کو بیگ میں ڈالتی چشمہ ٹھیک کرتی اٹھی۔۔۔اور جیسے ہی سامنے دیکھا سفیان کھڑا تھا۔۔۔وہ تھوڑی گھبرا تو گئی تھی پر ظاہر نہیں کر رہی تھی۔۔۔گھبرا اس لیے گئی تھی کیونکہ کلاس میں کوئی نہیں تھا۔۔۔اور سفیان اندر آگیا تھا۔۔۔وہ منہ موڑ کر اسکی سائیڈ سے نکلنے لگی۔۔۔اسے سفیان کی یہ حرکت ذرا بھی پسند نہیں آئی تھی۔۔۔

سفیان نے ایک جھٹکے سے اسے بازو سے پکڑ کر دیوار سے لگا یا۔۔۔

کس بات پر اکڑ دیکھا رہی ہو۔۔۔کیا کر دیا ہے مینے جو ایسا کر رہی ہو۔۔۔اتنا ہی برا کر دیا ہے مینے تمہارے ساتھ جو دیکھنا بھی گوارہ نہیں ہے۔۔۔وہ غصے سے بولا اسے حور کا ایسا رویہ اسے تکلیف دے رہا تھا۔۔۔

سفیان یہ کیا کر رہے چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔حور اپنے بازوں سے اسکے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتی اس سے بولی۔۔۔

حور تمہارا یہ رویہ مجھے بہت کچھ کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔۔۔ابھی بھی وقت ہے سمجھ جائو میرے پیار کو ورنہ ایسا نا ہو بعد میں۔۔۔۔اسکے لفظ ابھی منہ میں ہی تھے جب حور بیچ میں ہی چیخی۔۔۔

کیا کر دو گے ہاں۔۔۔دھمکی دے رہو۔۔۔کرو کیا کرنا چاہتے ہو۔۔۔کرو جو بھی چاہتے ہو آئو۔۔۔۔وہ پہلے ہی پری کی طبعیت اچانک خراب ہونے کی وجہ سے پریشان تھی۔ ۔اوپر سے سفیان کی باتیں۔۔۔۔اسنے اسکے ہاتھ بازوں سے ہٹا کر اپنے کندھوں پر رکھے۔۔۔۔

سفیان تو دھنگ رہ گیا تھا اسکو بدگمانیوں کے بلندیوں پر دیکھ کر۔۔۔۔اسکی آنکھیں سرخ ہو گئی تھی۔۔۔ایسے جیسے خون ٹپک رہا ہو اس میں سے۔۔۔

پھر کچھ بھی بولے بغیر اسے بازو سے پکڑ کر باہر کی طرف نکلا۔۔۔۔حور کے سر سے چادر اتر کر کندھوں پر آگئی تھی۔۔۔

چشمے کے پیچھے موٹی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔سفیان کی پکڑ اتنی مضبوط تھی کہ اسے لگا اسکا بازو ٹوٹ جائے گا۔۔۔

پوری یونی خالی تھی اگر انہیں اسٹوڈنٹس ایسے دیکھتے تو پتا نہیں کتنی باتیں اٹھتی دونوں کے اوپر۔۔۔۔

سفیان نے اسے اپنی کار میں دھکیلا اور خود دوسری طرف آ کے بیٹھ گیا۔۔۔

حور اپنے بازو کو پکڑ کر رونے میں مصروف ہو گئی۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

مشال کا موبائل بجا تو اسنے ناول جو وہ آدھا پڑھ چکی تھی آدھا اسنے آج ختم کرنا کو سوچ کر پڑھ رہی تھی۔۔۔اس کو بند کر کے موبائل اٹھایا دیکھا تو دراب کی کال تھی۔۔۔

وہ گھبرا گئی کہ اسے کیوں فون کر رہا ہے۔۔۔پہلے اسنے سوچا نہیں اٹھائی گی۔۔۔پر کچھ ضروری بات بھی ہو سکتی ہے۔۔۔۔یہ سوچ آتے ہی اسنے اوکے کر کے دھڑکے دل کو سنبھالتی موبائل کان سے لگایا۔۔۔۔پھر سلام کیا۔۔۔۔

اسکے سلام پر کچھ دیر تو خاموشی رہی پھر دراب کی گھمبیر آواز میں سلام کا جواب آیا۔۔۔

کیسی ہو؟؟؟ دراب نے پوچھا کافی دن ہو گئے تھے اس سے بات کیے جب سے شادی کی تاریخ رکھی گئی تھی وہ اس سے چھپتی پھر رہی تھی۔۔۔

ہیں کیا طبعیت پوچھنے کے لیے کال کی ہے۔۔۔۔مشال کو سمجھ نا آیا دن کا ایک بج رہا تھا اور وہ اس سے طبعیت کا پوچھ رہا تھا۔۔۔روز کھانے کی ٹیبل پر دیکھتا تو تھا۔۔۔۔

اسکے بے ساختہ پوچھنے پر دراب کا قہقہہ لگا۔۔۔

اچھا بات بڑھانے کے لیے تو پہلے ایسا بولنا پڑتا ہے۔۔۔فون تو کافی کچھ کہنے کے لیے کیا ہے۔۔۔پر پہلے تمہاری خیریت بہت ضروری ہے میرے مستقبل کے لیے۔۔۔وہ مسکراتا معنی خیزی سے کہنے لگا۔۔۔مشال پہلے تو اپنی بات پر شرمندہ ہو گئی پھر اسکی دوسری بات سن کر بلش کر گئی۔۔۔

کچھ دیر دونوں کے بیچ خاموشی بولنے لگی۔۔۔مشال کبھی ناخونوں کو دیکھتی کبھی ہاتھوں کی پشت کو۔۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا بولے۔۔۔۔دوسری طرف دراب کا بھی یہی حال تھا اسے بھی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کیا بولے۔۔۔

مشال۔۔۔دراب نے اسے سرگوشی کے انداز میں پکارا۔۔۔جس پر مشال کا دل دھڑکنے لگا۔۔۔اسکے ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔۔۔۔

جج۔۔جی۔۔۔

مشی کیا تم اس نئے بندھنے والے بندھن سے خوش ہو۔۔۔آئی مین کیا تم میرا ساتھ قبول ہے۔۔۔یا تم پر زبر۔۔۔اسکا جملہ منہ تھا جب مشال جلدی بولی۔۔۔

نہیں میں خوش ہوں۔۔۔مجھے قبول ہے۔۔۔۔پھر ایکدم اپنی غلطی کا احساس ہوا تو سر پر ہاتھ مارتی زبان دانتوں میں دبا گئی۔۔۔جب تک دراب کا قہقہہ اٹھا۔۔۔

کیا ہے آپنے پوچھا تو مینے بتایا اس ہنسنے والی کیا بات ہے۔۔۔وہ اپنی جھینپ مٹانے کے لیے اسے جھڑکنے لگی۔۔۔

لڑکی ابھی سے غصہ مجھ معصوم پر۔۔۔۔؟؟

اسکی بات پر مشال نے منہ بنایا۔۔۔ہونہہ۔۔۔معصوم۔۔۔۔اگر اتنے معصوم ہوتے تو شادی نہیں کرتے۔۔۔۔

شادی تو کرنی ہے پھر چاہے معصوم ہوں یا نہیں۔۔۔۔شادی کے معاملے میں پاگل بھی ٹھیک ہو جاتے ہیں میں تو پھر بھی اللہ کا شکر ہے ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔دراب بھی لگتا تھا مشال کو تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔۔۔۔۔

اور میں کتنا معصوم ہوں یہ میں تمہیں شادی کی رات بتائونگا۔۔۔۔۔پھر ہو سکے تمہیں میری معصومیت پر شک نا ہو۔۔۔۔اسکی ذو معنی لہجے پر مشال سرخ ٹماٹر

ہو گئی۔۔۔۔ایک بار پھر دونوں کے بیچ خاموشی چھائی رہی۔۔۔۔نامشال کچھ بولی نا درراب مشال کی سانسوں کو سننے کے سوا کچھ بولا۔۔۔۔۔

اچھا سنو میں رفیق ملازم کو بیج رہا ہوں تم اسے میرے کمرے میں ٹیبل پر رکھی بلیک فائل دے دینا۔۔۔۔حماد صاحب کے فائل مانگنے پر درراب کو یاد آیا وہ تو گھر پر ہی رہ گئی۔۔ پھر مشال سے بات کر رہا تھا تو کچھ نا بولنے کی وجہ سے بول پڑا۔۔۔۔۔۔

پر درراب آپ کسی اور کو کہیں مما لوگ کیا سمجھیں گی۔۔۔۔۔اسے شرم آرہی تھی گھر میں سب موجود ہونے کے بعد اس سے کہنے پر۔۔۔۔۔کچھ نہیں سمجھیں گی تم لادو۔۔ویسے بھی آگے سب تمہیں ہی کرنا ہے۔۔۔۔مشال نے بنا کچھ کہہ کال بند کر دی اسے بہت شرم آرہی تھی کیسے وہ درراب کے ساتھ ایک کمرے میں رہے گی۔۔۔۔وہ انہیں سوچوں بیٹھ گئی ملازم کے آنے تک۔۔۔۔۔وہ پہلے روم میں نہیں جانا چاہتی تھی

۔۔۔۔۔۔

۔

شیری کے ناک منہ سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔اسے کافی چوٹیں آئی تھی پر ان تینوں لڑکوں کو بھی اسنے صحیح سلامت نہیں چھوڑا تھا۔۔۔۔وہ لڑکے آخر میں مزید لہولہان ہونے سے پہلے کار سمیت بھاگ گئے۔۔۔۔۔

اب شیری زمین پر بیٹھا آستینوں سے اپنے منہ ناک سے نکلتا خون صاف کر تا اٹھا۔۔

پری جو انہیں کب سے روتی الجھتے دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ تینوں لڑکے شیری کو زیادہ تو نہیں پر کافی زخم دے گئے تھے۔۔۔۔اپنی بیوقوفی پر ماتم کرتی پیچھے کو ہونے لگی۔۔۔اسکی ٹانگیں اسپرنگ کی طرح چل رہی تھی شیری کے ڈر سے۔۔۔

شہریار اٹھا اور پری کی طرف مڑا۔۔۔اسکی آنکھیں سرخ تھی جیسے لہو نکل رہا ہو۔ ۔۔اسکے ماتھے پر بھی کوئی بھاری چیز مارنے کی وجہ سے خون منہ پر ٹپک رہا تھا۔۔پری روتی کبھی اسکی آنکھوں میں دیکھتی کبھی سر سے نکلتے خون کو۔۔۔اور پیچھے کو ہونے لگی

۔۔۔۔

دے۔۔ دد۔۔ دیکھو میںنے کچھ نن۔۔ نہیں کیا،یی۔۔ یہ سب ان۔۔۔ ان لڑکوں نے کیا ہے۔۔۔ آ آپ انکو ماریں مم۔۔ مجھے نہیں پپ۔۔ پلیز۔۔۔ وہ اس سے دور ہوتی ہچکیوں کے درمیان میں بولی۔۔۔

یہاں آئو۔۔۔ ایکدم شیری دھاڑا۔۔ جس پر پری کی ڈری ہوئی چیخ سنسان راستے پر گونجی۔۔۔ آہہہ۔۔۔ وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھتی مزید چیخیں دبانے لگی اپنے حلق میں

۔۔۔

اسکی۔ حالت دیکھ کر شیری کو پتا نہیں کیا ہوا کہ وہ ایکدم نرم پڑ گیا۔۔۔۔

یہاں آئو پری مجھے پٹی کر و یار۔۔ دیکھو کتنا خون بہہ رہا ہے۔۔۔ وہ ہاتھ سے اسے ٹپکتے خون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔

شیری کو خود کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اسے ڈرتا ہوا کیوں نا دیکھ سکا۔۔۔ وہ تو واپس آیا ہی اسے تڑپانے کے لیے تھا جس کی وجہ سے اسکے باپ نے زندگی میں پہلی دفعہ اس پر

ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔ جس پر وہ اتنے دن تڑپا تھا۔۔ اور غصے میں امریکہ چلا گیا تھا۔۔۔ اسکا ارادہ ہمیشہ کے لیے وہیں رہنے کا تھا۔۔۔ وہ صرف اپنی ماں کو دکھ نہیں دینا چاہتا تھا اسلیے گھر پر وہ کچھ مہینے گھومنے کا بولکر گیا۔۔۔۔

دو مہینے گذارنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ جس نے یہ سب کیا وہ تو خوشی سے جی رہی تھی۔۔۔ سب کا پیار سمیٹتی تو وہ کیوں ایسے جی رہا تھا۔۔۔ پھر کچھ سوچنے کے بعد اسنے دماغ سے کام لیا اور پری کو تڑپانے کا طے کیا۔۔۔ وہ اس پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تھا کیونکہ اس سے وہ اپنوں سے کافی دور ہو جاتا۔۔۔ بلکہ اسنے پری کو نکاح کے ذریعے ہی تڑپانے کو سوچا وہ کافی چھوٹی تھی اور ایسے رشتے سے انجان۔۔۔

اسکے بعد اسنے حماد صاحب اور احمد صاحب سے معافی مانگی۔۔۔ انہیں یقین دہانی کرائی کہ وہ سچ میں بدل گیا ہے اور اپنے کئے پر شرمندہ ہے۔۔۔ سب نے یقین بھی کر لیا۔۔۔

پر اسے کیا پتا تھا یہاں آنے پر اسکے دل نے ہی اسے تڑپانا شروع کر دینا تھا۔۔۔۔ پری کی سادگی معصومیت انجانا پن اسے لے ڈوبا۔۔۔ آج تک اسکا جس لڑکی سے پالا پڑا تھا وہ کافی بولڈ ہوتی تھیں۔۔۔ انکے پاس جانے سے اسے کچھ نہیں ہوتا تھا۔۔ نا کوئی ہلچل مچتی تھی دل میں۔۔۔ پر پری نے وہ سب کر دیا جس کا کبھی اسنے سوچا نہیں تھا ۔۔۔ اسکے سوئے سارے احساسات کو جگہ دیا۔۔

شیری نے اسے نہیں بلکہ اسنے شیری کو تڑپانا شروع کر دیا تھا۔۔ یہ اسکے لیے سزا تھی اللہ پاک کی ذات کی طرف کی معصوم کو اذیت دینی کی اسکا مذاق بنانے کی۔۔ یا نکاح جیسے پاک رشتے میں بندھنے کا نتیجہ۔۔۔

اسکی نرم لہجے پر پری نے بے یقینی سے اسکی طرف دیکھا۔۔اسے یقین نہیں ہو رہا تھا یہ خواب ہے یا حقیقت۔۔۔وہ اسی کشمکش میں تھی کہ شیری نے اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا جس پر وہ ایک چیخ کے ساتھ اسکے سینے سے لگی۔۔۔

آہہہہ۔۔۔۔

کچھ دیر آنکھیں بند کرتی آنسوں بہاتی اسکے سینے سے چپک کر کھڑی رہی۔۔۔وہ الگ نہیں ہونا چاہتی تھی،اسکی پھٹی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ کر کھڑی رہی۔۔۔جس پر شیری کا دل زور شور سے دھڑک اٹھا۔۔۔وہ شیری کی حالت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے بچائوں کے لیے اسکے ساتھ چمٹتی کھڑی تھی۔۔۔کیونکہ وہ سمجھتی تھی الگ ہوئی تو وہ اسے مارے گا۔۔۔

شیری نے اسکے کانپتے وجود کو گرد اپنا حصار باندھ لیا۔۔۔کچھ دیر تو اسکی کپکپاہٹ اور دھڑکنوں کو اپنے اندر سماتا رہا اسے اتنی تکلیف اتنے درد کے باوجود بہت سکون مل رہا تھا اسکے نازک وجود سے۔۔۔جب اسے کچھ چکر آنے لگے تو پری کو دیکھا۔۔پری کو بھی جب احساس ہوا کہ وہ اسے اتنی دیر میں نہیں مارا۔۔۔ تو ڈرتے ہوئے الگ ہونے لگی پر

شیری نے اسکی کوشش کو ناکام کر کے اسکی کمر سے پکڑ کر کار کے اوپر بٹھایا۔۔۔ پری کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھا اور نیچے اترنے لگی جس پر شہریار کچھ سخت آواز میں بولا۔۔۔

بیٹھی رہو۔۔۔ وہ اس سے بول کر کار کی اندر جانے لگا۔۔۔ پری کی تو سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔۔ اسے لگا وہ اسے اوپر بٹھا کر کار ڈرائیو کرے گا۔۔۔ خوف سے وہ نیلی پڑ گئی ۔۔۔ اور پھر سے رونے لگی۔۔۔۔ بریک اسے تب لگی جب شیری کار کے اندر سے فرسٹ ایڈ باکس لے آیا اور اسے پاس رکھا۔۔۔۔

پری اپنا رونا بھول کر آنکھیں پھاڑ اسے دیکھنے لگی۔۔۔ مطلب اتنی خراب ہوتی حالت میں ڈاکٹر کے پاس نہیں جا رہا تھا۔۔۔ وہ اپنے دماغ سے صرف یہ ہی سوچ سکی بغیر یہ سوچے کہ گاڑی ڈرائیو کیسے کرتا۔۔۔

کار کے اوپر شیری نے اسے اس لیے بٹھیا تھا کہ شہریار کے چھ فٹ سے نکلتے قد کے سامنے وہ تو صرف اسکے سینے تک ہی آتی تھی۔۔۔ کہاں کہ اسکے سر پر پٹی کرنا۔۔۔

چلو اب یہ سب صاف کرو۔۔۔ اتنا پٹوایا ہے تو۔۔۔ محنت بھی کرو۔۔۔ وہ اسکے گھٹنو پر اپنے دونوں بازوں رکھ کر اسکی طرف ہوا۔۔۔

پری تو اسے خون میں رنگے اور اپنے اوپر اسکے بازوں کو ہی دیکھ کر بدحواس ہو گئی۔۔۔

مم۔۔۔ میں کیسے۔۔۔ مطلب بہت ہے خخ۔۔ خون مجھ سے نن۔۔ نہیں ہو گا۔۔۔ وہ نظریں جھکائے کہتی اپنے سرخ لب کاٹنے لگی۔۔۔

شیری کی نظر اسکے گھبراتے سرخ چہرے سے ہوتی ہونٹوں پر آئی۔۔۔ تو چلو تم ڈرائیو کر کے مجھے ہاسپٹل لیکے چلو۔۔۔ نظریں اسکے ہونٹوں پر ہی تھی۔۔۔

مم۔۔ مجھے ڈ۔ ڈرائیو نہیں آتی۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ مسلتی کہنے لگی۔۔۔

تو پھر جلدی کرو ورنہ میں اور تم ساری رات اسی گاڑی میں گذارینگے۔۔۔ وہ اسکے لبوں پر اپنا انگوٹھا پھیرتا بولا۔۔۔ پری تو اسکی بات پر ہی پسینہ ہوتی جلدی میں ہڑبڑاتی روئی سے اسکا خون صاف کرنے لگی۔۔۔ اسنے جیسے تیسے چہرے کو صاف کر دیا تھا اور سر پر الٹی سلٹی پٹی باندھ لی۔۔۔ اب صرف ناک اور ہونٹوں تھے۔۔۔

یہ کون صاف کرے گا؟؟۔۔۔اسنے ہونٹوں کی طرف اشارہ کرتے روب سے بولا۔۔۔

مم۔۔میں۔۔پری اسکے روب سے بکھلائی بولی۔۔۔

تو کرو۔۔۔۔وہ مسکراہٹ دباتا بولا۔۔۔۔پھر جب پری نے اسکے ناک سے خون صاف کرتی کانپتے ہاتھوں سے ہونٹوں کی طرف آئی۔۔۔خوفزدہ نظریں جیسے اٹھائی تو شیری کی آنکھوں سے ٹکرائی پری نے سٹپٹا کر نظریں جھکالی۔۔۔۔اور روئی سے اسکے ہونٹوں کو صاف کرنے لگی جب شیری نے اسکی انگلی ہلکی سی دانتوں میں دبائی۔۔۔۔پری چیختی ہاتھ کھینچ لیا۔۔۔جس پر شیری انجان ہوکر پوچھا۔۔۔۔

کیا ہوا رک کیوں گئی؟؟۔۔۔۔

آآ۔۔آپنے۔۔۔اسنے اسکی حرکت کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

کیا مینے جانم۔۔۔۔اسنے جذبے سے چوڑ لہجے میں پوچھا جو پری کی بولتی بند کروایا گیا

۔۔۔۔

اب کچھ نہیں کرتا کرو۔۔۔وہ اسکو خوفزدہ دیکھ کر بولا۔۔۔

جس پر پریا نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

اوکے۔۔۔وہ کندھے اچکا کر بولتا اس سے دور ہوا پھر اپنی پھٹی شرٹ اتار کر اس سے اپنے ہونٹ صاف کرتے پھینکی۔۔۔

اب اسکے وجود پر بلو پینٹ اور بلیک بنیان تھی۔۔۔۔پری اپنی غیر ہوتی حالت کے ساتھ اسکی کاروائی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔وہ اتنی ڈری ہوئی تھی کہ بغیر شرم کے سفید پڑتے چہرے سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

شہریار نے اسکے پاس سے فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر واپس کار میں رکھا اور پھر اسکی طرف بڑھا۔۔۔اسکے کچھ بھی کرنے سے پہلے اپنے بازوں میں اٹھایا۔۔۔جس پر پری نے روتے چیختے اسکے سینے پر مکوں کی برسات کر دی۔۔۔اور اسکے بانہوں میں ہی اچھل اچھل کر خود کو اتارنے لگی۔۔۔

چھ۔۔۔ چھوڑو مم۔۔ مجھے کمینے انسان۔۔۔ مم۔۔ میں بڑے پاپا بتاؤ نگی۔۔ شیری کے بانہوں میں اٹھانے پر اسکے اندر عجیب خوف گھبراہٹ پیدا ہوا جسے وہ خود بھی سمجھنے سے کاثر تھی۔۔۔

شیری اسکے ڈر کو سمجھتے ہوئے بولا۔۔۔ کیا کر رہی ہو گھر نہیں چلنا کیا پہلے ہی کافی دیر ہو گئی ہے تمہاری وجہ سے۔۔۔ پھر اسے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا کر خود دوسری طرف آ گیا۔۔۔

سفیان نے پورچ میں کار روکی۔۔۔ تو حور آنکھیں صاف کرتی باہر کو نکلنے لگی جب سفیان نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔

اور اسکے کان میں بولا۔۔۔۔

تیار رہنا کل۔۔۔ حور اسکا مطلب تو نہیں سمجھ سکی پر اسکی دوسری حرکت پر سر تا پا سلگ اٹھی۔۔۔

سفیان نے اسکی پیشانی سے اپنے ہونٹ ہٹا کر کار اسٹارٹ کی۔۔۔ حور اسے کوستی جلدی سے باہر نکلی۔۔۔۔

کچھ بھی ہو جاتا چاہے میرے جوتے بھی پڑ جاتے پر یہ کمینہ نہیں سدھرنے والا۔۔۔

♥♥♥♥♥

شہریار کی گاڑی جیسے پورچ میں رکی پری بھاگنے کے انداز میں سے نکلنے کو تھی جب اسکے بالوں سے شیری نے پکڑ لیا۔۔۔ وہ کہرا کر وہیں جم گئی۔۔۔

چھوڑو مم۔۔ میرے بال۔۔۔ وہ بغیر پلٹے ہاتھوں سے اپنے بال چھڑوانے لگی۔۔۔

ایسے ہی ڈارلنگ۔۔ مجھے اتنی تکلیف دی اسکا کیا۔۔۔ وہ اسکا رخ اپنی طرف کرتے بولا ۔۔۔ اسکی بات پر پری کی جان منہ کو آگئی، آنکھوں میں پھر سے خوف کے سائے

لہرانے لگے۔۔۔ وہ تو اسے انسانوں کے روپ میں دیکھ کر اللہ کا شکر کرتی آئی تھی۔۔ پر اسے کیا پتا تھا وہ صرف کچھ دیر کا تھا۔۔

مم۔۔ مینے کہاں دی وہ۔۔ وہ تو خود آگئی۔۔۔ وہ معصومیت سے رونی جیسے شکل بنا کر بولی ۔۔ پھر اپنا حلق تر کرنے لگی۔۔۔ جھوٹ جو بولا تھا۔۔۔۔ اسکی بات پر شیری کی آنکھیں سکیڑی۔۔۔

جتنا معصوم سمجھنے لگا تھا اتنی ہو تو نہیں۔۔۔ مطلب منہ پر ہی جھوٹ۔۔۔ ڈارلنگ۔۔۔۔ پر شاید تم بھول گئی مینے کہا تھا جیسے غلطیاں کروگی انکی سزا بھی ملے گی۔۔۔ تاکہ تم آگے کچھ سیکھو بغیر غلطیوں کے۔۔۔ اسکے جبڑے سے پکر کر اسکا منہ اپنے چہرے کے قریب کیا۔۔۔

اسکی پکڑ اتنی سخت نہیں پر نرم بھی نہیں تھی کہ پری خود چھڑوا سکے۔۔۔

اسکے منہ کو قریب آتے دیکھ کر پری بدحواس ہو کر شیری کے چہرے کو خود سے دور کرنے لگی۔۔۔

یہ۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ مم۔۔ میں چیخ دونگی۔۔۔ چھ۔۔ چھوڑیں۔۔ وہ اسکے منہ پر ہاتھ رکھتی التجا اور دھمکاتے بولی۔۔

اوکے چیخو۔۔۔ اسے اجازت دینے کے ساتھ۔۔ اسکے بالوں کو چھوڑ کر اسکے ہاتھ پکڑ لیے اور کوئی بھی موقعہ دئے بغیر اس پر جھکا اور اسکے ہونٹوں کو قید کر کے اپنے لبوں سے الجھا دیا۔۔۔ پری کے آنسوں شیری کے چہرے کو بھگونے لگے۔۔۔

وہ پوری طرح اسکے قید میں تھی۔۔۔ خود کو اس ظالم سے بچا بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔

اسکا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔ شیری نے اسے آہستہ سے الگ کیا۔۔۔ پھر اسکی سہمی ہرنی جیسی آنکھوں میں دیکھ کر اسکے بالوں کو کان سے پیچھے کر کے سرگوشی سے معصومیت کی انتہائی سے بولا۔۔۔ آئندہ خیال رکھنا جانم میں بہت کمزور دل کا ہوں بار بار ایسے ستم برداشت نہیں کر سکتا۔ ٹوٹ پھوٹ بھی سکتا ہوں۔۔۔ پھر اسکی سانسیں بھرتی حالت کی

پرواکیے بغیر اپنے ہونٹوں سے اسکے بہتے آنسوں صاف کرنے لگا۔۔۔پری کا پور پور کانپ رہا تھا آنکھیں سختی سے میچ لیں۔۔۔وہ لرزتی ہچکیاں بھرتی شیری کے چھوڑنے پر منہ پر ہاتھ رکھتی کار سے نکلتی اندر کو بھاگی۔۔۔

یہ تو شکر تھا کوئی اسے نہیں دیکھا نا کسی نے اس کی حالت کو نہیں دیکھا، وہ بھاگنے کے انداز میں چلتی اپنے کمرے میں آئی۔۔۔

حور کے کمرے میں نہیں گئی کیونکہ اسکے اوپر بھی شیری کے خون کے نشان تھے اگر حور یا کوئی بھی دیکھ لیتا تو اس سے بہت سوال کرتے تو وہ کیا جواب دیتی کہ اسنے پٹوایا ہے شیری کو۔۔۔

کمرا اندر سے لاک کرتی بیڈ پر گر گئی۔۔۔اور خوب سارا رونے لگی۔۔وہ اپنے آپ پر ابھی بھی شیری کی گرفت اور لمس محسوس کرتی۔۔۔ مزید رونے پر مجبور ہو رہی تھی

۔۔۔

اسکے بھاگنے پر شیری مسکراتا مر رمیں اسکی کی گئی پٹی پر ہاتھ پھیرتا اپنے ہونٹ کو دانتوں میں دبا گیا۔۔۔

❤❤❤❤❤

وہ کار سے نکلا تو رفیق ملازم اندر کو دیکھتا کمینگی سے مسکرا رہا تھا۔۔۔ اسکے ہاتھ میں فائل تھی جس سے شیری سمجھ گیا دراب کے کام سے آیا ہو گا یہاں، پر یہ مسکرا کیوں رہا ہے ۔۔۔

وہ آگے آیا اور اندر کو دیکھا تو پری روتی سیڑھیاں چڑھتی اوپر کو جا رہی تھی۔۔۔ شیری کے چہرا غصے سے سرخ ہو گیا۔۔۔

کیا چیز ہے ایکدم کمسن کلی پر ایسی چیزیں ہمارے نصیب میں کہاں، ہائے کاش مل جاتی میری تو عید ہو جاتی۔۔۔ پتا نہیں کون ہے بجلی۔۔۔۔ اس ملازم نے پری پر بے ہودہ تبصرا کیے اپنے نصیب کو رونے لگا۔۔۔ شہریار کا تو دماغ ہی جیسے سن ہو گیا پری کے خلاف

ایسے بے ہودہ لفظ سنکر۔۔۔اسکے اندر جیسے آگ جلنے لگی تھی۔۔۔۔آنکھوں میں سرخی پھیل گئی۔۔۔

کاکا۔۔۔اسنے دھاڑنے کے انداز میں گھر کے دوسرے ملازم کو پکارا۔۔۔۔جس پر رفیق اچھل کر مڑا تو شہریار کو خونخوار نظروں سے خود کو گھورتا پایا۔۔۔اسکا چہرا فق ہو گیا آنکھوں میں خوف کے سائے لہرانے لگے۔۔۔۔سب شہریار کے غصے سے واقف تھے۔۔۔۔کہ وہ کتنا غصیلا تھا غلطی کرنے پر وہ کسی کو بخش نہیں کرتا تھا۔۔۔۔

جج۔۔جی چھوٹے صاحب۔۔۔۔اکبر بڑی عمر کا ملازم تھا گھر میں سب اسے کاکا کہتے تھے۔۔۔۔شیری کی دھاڑ پر گھبراتا دورتا وہاں پہنچا۔۔۔

جی چھوٹے صاحب۔۔۔وہ پھر بولا۔۔۔۔

یہ فائل لو دراب تک پہنچائیو،خود جائیو یا کسی سے بجوائیو۔۔۔اگر رفیق کا پوچھے تو کہنا اسکا اکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور وہ ہاسپٹل میں نازک حالت میں پڑا ہے۔۔۔۔یہ فائل اسکے پاس

سے ملی ہے۔۔۔ کہنے کے ساتھ فائل اسے دیتے رفیق ملازم کو گلے سے پکڑے گاڑی میں ڈالا اور اسکے کچھ بھی کرنے پہلے کار اسٹارٹ کرتا ملک ولا سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

اکبر ملازم ہکا بکا رہ گیا۔۔۔ رفیق تو ٹھیک تھا۔۔۔ پھر یہ چھوٹے صاحب کیا کہہ رہا تھا۔۔۔ وہ خود سے الجھ کر بولا۔۔۔ پھر کندھے اچکا کر اسکے حکم کی تعمیل کرنے کو چلا گیا۔۔۔ ویسے بھی اسکا کیا، کون اسکے مسئلے میں ٹانگ اڑائے۔۔۔

❤❤❤❤❤

مشی آپی پری کہاں ہے۔۔۔ حور جو کب سے پری کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔ مشال کے کمرے آئی اور اس سے پوچھنے لگی۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں ہے۔۔ میں گئی تھی کھانا دینے پر دروازہ نہیں کھولا میرے پوچھنے پر بھی نہیں بتایا کیا ہوا ہے کمرے میں کیوں بند ہے صرف اتنا بولی، سونا ہے مجھے ڈسٹرب نا کرے کوئی۔۔۔

مما کو بتایا تو انہوں نے کہا تھک گئی ہو گی بچی ہے جب بھوک لگی گی تو خود آ کے کھا لے گی تم لوگ اسے پریشان نا کرو،،، تو میں واپس آ گئی۔۔۔شاید ابھی بھی کمرے میں ہو گی اپنے ۔۔۔مشال کے بتانے پر حور ٹھیک ہے بول کر پری کے کمرے کی طرف آئی۔۔

پری بیڈ پر آنسوں بہاتی وہیں سو گئی تھی حور کے دروازا ناک کرنے پر بھی نا اٹھی۔۔۔ حور بھی پھر اسکی نیند کا خیال کرتی واپس اپنے کمرے میں چلی آئی پر ابھی بھی پریشان تھی کیوں کہ شیری نے اسے کہا تھا اسکی طبعیت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔

دوسرا وہ سفیان کی وجہ سے بھی پریشان تھی۔۔۔پتا نہیں کس بات پر اسے تیار رہنے کا کہہ کر گیا تھا کرنا کیا چاہتا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔پر یہ بات تھی کہ اب اسے دیکھ کر راستا ہی بدلنا تھا۔۔۔

ہاں رحیم سب انتظام ہو گیا کل کے لیے، دیکھو ایک بھی کمی نہیں رہنی چاہیے پورا روم سرخ پھولوں سے سجا دینا۔۔۔سفیان ڈریسنگ آئینے کے سامنے کھڑے موبائل کان سے لگائے رحیم کو ہدایت کرتا دلکشی سے مسکرانے لگا۔۔۔

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا پھر وہ بولا۔۔۔سب کو سمجھا دینا کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے اگر کچھ بھی گڑبڑ ہوئی تو اپنی سلامتی کی دعا کرنا۔۔۔۔

اوکے ٹھیک ہے میں پھر میسج کر دونگا کل۔۔۔تم لوگ تیار رہنا۔۔۔

کہنے کے ساتھ کال کاٹ کر موبائل بیڈ پر پھینکی اور خود سیٹی بجاتا روم سے باہر نکلا۔۔۔۔
بس انتظار نہیں ہو رہا اب تو میری چشمش۔۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔۔۔

دد۔۔۔ دیکھو سر آپکو غلط فہمی ہو گئی مم۔۔ میں صرف دراب سر کے کہنے پر فائل لینے آیا تھا۔۔۔ مینے کچھ نہیں کیا۔۔ جو آپ میرے ساتھ ایسا کرنے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ رفیق گھبراتا اپنی صفائی دینے لگا۔۔ اور بار بار کار کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا جو لاک تھے۔۔۔ اس پر شیری نے بنا کچھ بولے کار کی سپیڈ تیز کر دی۔۔ اسکے چہرے پر خطرناک حد تک سنجیدگی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ جب اس سے کچھ نا ہوا تو وہ اپنے اصلیت میں آیا۔۔۔

اگر مجھے کچھ ہوا تو میں تمہارے خاندان کی جریں ختم کروادونگا، جانتے نہیں ہو مجھے میرے بڑے بڑے لوگوں سے تعلقات ہیں اگر چاہوں تو دو منٹ میں اس کلی کو اپنے قدموں میں پائوں۔۔۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔۔۔ اسکی بکواس پر شہریار نے جھٹکے سے گاڑی روکی اور ایک زوردار پنچ اسکے منہ پر مارا جس پر وہ کہرا کر دور ہوا۔۔۔

پھر منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخہ۔۔۔ کمینے میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔۔

چلو نکلو اگر خود کو بچانا چاہتے ہو تو بھاگو۔۔ کار کا دروازہ کھول کر شیری سرد آواز میں اس سے بولا۔۔۔

رفیق تو موقعے کی تلاش میں تھا ہڑبڑا کر کار سے نکلا اور تیز تیز بھاگنا شروع کر دیا۔۔۔

اس پر نظریں گاڑھے کار سٹارٹ کر دی۔۔۔۔ پھر اسکے پیچھے بھگانے لگا۔۔۔۔

رفیق جیسے مڑ کر دیکھا تو کار اسکے پیچھے ہی تھی۔۔۔ پھر اسکے کان میں شہریار کے الفاظ گونجے "اسکا بڑا اکسیڈنٹ"

الفاظوں کے ساتھ وہ تیز تیز گاڑیوں کے بیچ بھاگنے لگا۔۔۔ پسینے میں پورا بھیگ گیا تھا سورج کی تپش موت کا خطرا دونوں نے ملکر اسکے آنکھوں کے آگے اندھیرا کر دیا اور سامنے سے آتی کار سے ٹکراتا خون میں لتھڑا دور جا گرا۔۔۔ تھوڑی دیر میں اسکے گرد لوگوں کا مجمع ہو گیا۔۔ اور کوئی اسے لیکر ہاسپٹل لیجانے لگا۔۔۔۔ یہ سب دیکھ کر شیری بھرپور انداز میں مسکراتا واپس کو ہو لیا۔۔۔

آیا بڑا دھمکی دینے والا۔۔۔۔ ہاہاہا ہاہاہا۔۔۔

دروازے پر مسلسل دستک کی آواز پر پری کسمسائی۔۔ پھر ایک دم آنکھیں کھولی۔۔۔بیڈ پر اوندھی پڑی تھی۔۔ جلدی سے سیدھی ہوئی اور آنکھیں مسل کر اٹھی۔۔۔۔ پھر چلکر دروازہ کھولا تو نوشین تھی۔۔۔

کیا ہوا گڑیا طبعیت ٹھیک ہے تمہاری۔۔۔ اسنے اسکا ماتھا چھو کر پوچھا۔۔۔

جج۔۔جی ٹھیک ہوں وہ۔۔وہ آنکھ لگ گئی۔۔۔ پری نے جیسے انگڑائی لینے کے لیے ہاتھ اٹھائے تو سامنے سیڑھیوں سے اوپر آتے شیری کو دیکھ کر ایک دم پیچھے ہوئی دروازہ بند کرنے کو تھی جب نوشیں بولی۔۔۔

سنو گڑیا ڈنر تیار ہے سب ویٹ کر رہے ہیں آجائو لنچ بھی نہیں کیا تمنے۔۔۔اب آجائو ورنہ پاپا آرہے ہیں تمہیں لینے۔۔۔ پری نے اسکی بات مکمل کرنے کے ساتھ اوکے کہتی دروازہ شیری کے ڈر سے اسکے منہ پر بند کیا۔۔۔ جس پر نوشین گھبرا کر ایکدم پیچھے ہوئی

۔۔۔

اسے کیا ہوا۔۔۔وہ دروازے کو دیکھ کر بولی۔۔۔

کسے ؟؟ پیچھے سے شیری نے سن لیا تو اس سے پوچھا۔۔۔

یہی پریا کو دروازہ منہ پر ہی بند کر دیا۔۔ اسنے حیریت سے بند دروازے کو دیکھ کر شیری سے بولی۔۔۔ جس پر شیری مسکرا دیا۔۔۔

کچھ نہیں جن دیکھ لیا ہو گا۔۔ نوشین کے سر پر ہاتھ پھیرتا دروازے کو دیکھ کر شرارت سے بولا۔۔ اور پری کی حرکت سمجھ کر قہقہہ لگاتا اپنے کمرے کی طرف چلدیا۔۔۔

❤❤❤❤❤

وہ پہلے تو باہر نہیں جانا چاہتی تھی پر پھر بھوک سے مجبور ہو کر فریش ہوتی باہر نکلی۔۔۔

پری جب کھانے کی ٹیبل پر آئی تو سب موجود تھے سوائے شیری کے۔۔۔ رب کا شکر ادا کرتی وہ دوسری چیئرز چھوڑ کر حور کے ساتھ بیچ والی چیئرز پر بیٹھ گئی۔۔ طبعیت کیسی ہے تمہاری پری ؟؟۔۔۔ حور نے اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔۔۔

ٹھیک ہے اب۔۔۔ کہنے کے ساتھ کھانا نکال کر کھانے لگی۔۔۔ وہ جلدی جلدی کھا رہی تھی اسے ڈر تھا کہیں شیری نا آجائے وہ اتنی مگن ہوگئی تھی تیز تیز کھانے میں کہ اسے پتا ہی نہیں لگا کہ کب حور اٹھی اور کب شہریار آہستہ سے اسکے ساتھ والی چیئر پہ بیٹھ گیا۔۔۔ پتا تو اسے تب لگا جب اسکے گود میں رکھے اپنے ہاتھ پر کسی کی گرفت محسوس ہوئی۔۔۔ اسنے گھبرا کر جیسے ہی سر اٹھایا تو حور کی جگہ پر شیری کو دیکھ کر اسکا سانس رک گیا۔۔۔ پھر سب کی موجودگی کی وجہ سے تھوڑی ہمت کر کے۔۔۔۔ غصے سے اپنے ہاتھ کو آزاد کروانے کی کوشش کی تو اسکی پکڑ اور سخت ہوگئی۔۔۔ جس پر اسکے منہ سے کہرانے کی آواز نکلی۔۔۔

آہہہہ۔۔۔۔ وہ تڑپ کر رہ گئی۔۔۔ شیری بغیر اسکے درد کی پرواہ کیے ایسے کھانا کھا رہا تھا جیسے اسنے کچھ سنا ہی نا ہو۔۔۔ حماد صاحب اور سب کو لگا شاید وہ شیری سے ڈر گئی ہے اس لیے دراب بولا۔۔ آجائو گڑیا یہاں بیٹھو۔۔۔ اسنے اپنے پاس والی چیئر کی طرف اشارا کیا۔۔۔

شہریار نے ایسی نظروں سے عائمہ بیگم کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو دیکھا ابھی بھی آپ کہہ رہی تھی سب کے ساتھ کھانا کھائیو۔۔ پھر نیچے سر کیئے اپنی چالا کی پر مسکرا دیا۔۔

دراب کے کہنے پر پری ایسا کرتی بھی جب شیری کی سرگوشی نما آواز اسکے کان میں پڑی

۔۔۔۔

"اگر یہاں سے اٹھی تو کل جو کیا تھا اس سے بھی برا حال کروں گا" شیری کی دھمکی پر وہ سر سے پیر تک کانپ گئی اور پھر جلدی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

دراب نے پہلے شیری کو دیکھا جو خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا پھر پری کو جو کبھی ٹیبل پر رکھے کانٹے کو دیکھتی کبھی نیچے اور پھر سے اپنے ہونٹ کاٹنے لگتی ۔۔۔۔ وہ کچھ نا سمجھتے ہوئے دونوں دیکھا پھر اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔

پھر کس سے مار پیٹ کی ہے جو خود کو پٹیوں میں جکڑ کر آئے ہو۔۔۔احمد صاحب کی نظر جب اسکی طرف اٹھی تو اسکے سر پر بندھی پٹی کی طرف گئی جس پر غصے سے شیری سے پوچھا۔۔۔

یہ بات سن کر پری نے ڈر سے اپنی ہاتھ کی انگلیوں سے الجھتی شیری کی انگلیوں پر اپنی پکڑ مضبوط کرلی۔۔جس پر شیری سمجھ گیا تھا کہ ڈر رہی کہیں وہ اسکے بارے میں نا بتادے ۔۔۔پر بیوقوف یہ نہیں سوچ رہی تھی کہ جب سب کو پتا لگتا کہ شیری اسے کہیں لیکر جارہا تھا تو حماد صاحب اور احمد صاحب شیری کا کیا حال کرتے۔۔۔خیر اتنا تو دماغ پری میں نہیں کہ وہ اسے استعمال کرسکے۔۔۔

شہریار نے اپنی مسکراہٹ روکے احمد صاحب سے سنجیدہ ہو کر بولا۔۔۔

فارم ہاؤس گیا تھا، وہاں سیڑھیوں سے گر گیا۔۔۔اس نے سب کو بھی یہی بتایا تھا۔۔۔

تو یہ منہ ناک پر کیسے چوٹ آئی۔۔۔۔احمد صاحب کو شک تھا کہیں پہلے کی طرح کسی سے غصے میں جھگڑا تو نہیں کرکے آیا۔۔۔

اسکے پوچھنے پر شیری نے پھر سے اپنی مسکراہٹ روکی ۔۔۔سب کھانے کے دوران کبھی شیری تو کبھی احمد صاحب کو دیکھتے عائمہ بیگم تو پہلو بدل کر رہ جاتی اس سر پھرے بیٹے کے جوابوں پر۔۔۔

مجھ پر شک کرنے کے علاوہ کبھی باتوں اور حادثوں پر بھی دماغ دیا کریں ابا صاحب۔۔اور میں گرنے سے پہلے منہ پر ہاتھ رکھ کر نہیں گرا تھا کہ میرا حسین چہرا خراب نا ہو جائے ۔۔۔اسکی بات پر سب نے بڑوں کی موجودگی کی وجہ سے اپنے قہقہے کو دبایا۔۔۔

حماد صاحب کے چہرے پر بھی مسکراہٹ چھا گئی۔۔۔احمد صاحب تو اسکی بات پر تھوڑا غصہ اور تھوڑا شرمندہ ہو گئے۔۔۔

ایسی بکواس کرنے میں ماہر ہو تو ذرا اپنی ذمیداریوں کی طرف بھی دھیان دیا کرو ۔۔۔وہ بھی اپنے سر لیا کرو ان پٹیوں کے علاوہ۔۔۔احمد صاحب اچھا خاصا غصہ ہو گئے۔۔۔

تو دے دیں میری ذمیداری دیکھئے گا کیسے سنبھالتا ہوں۔۔۔اسکی بات کا مطلب سمجھ تو سب گئے تھے پر پھر سوچا شاید ایسا نا ہو۔۔۔

کیوں جانم ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔۔۔اسنے سرگوشی میں پری کے قریب کی۔۔اسکا کہنا تھا کہ پری نے اپنے گود میں پڑے کانٹے جو اسنے آہستہ سے گرایا تھا سب کی نظروں سے بچا کر۔۔۔۔

وہ شیری کے ہاتھ پر پوری طاقت سے گاڑھ دیا۔۔۔۔شیری نے ایکدم اپنا ہاتھ کھینچا ۔۔۔جس کی پشت سے خون نکل رہا تھا۔۔۔۔

اسکے اندر تک درد کی لہر اٹھی اور سختی سے ہونٹ بھینچ لیے۔۔۔۔چہرا سرخ ہو گیا تھا۔۔

ایک قہر برساتی نظر پری پر ڈالی جو اسے بغیر دیکھے سب سے شب بخیر بولتی سیڑھیاں طے کرتی طرف اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔۔

وہ تو اسکی اچانک بڑھتی ہمت پے دھنگ رہ گیا تھا۔۔ اپنے ہاتھ میں اٹھتی درد کی ٹیسوں کو اپنے اندر اتارتا۔۔ ایکدم اٹھا اور غصے سے ڈائننگ روم سے نکلتا کار میں بیٹھ کر گھر سے چلا گیا۔۔۔

پیچھے سب کی پکاروں کی پرواہ کیے بغیر۔۔۔

یہ لڑکا کبھی نہیں سدھرے گا۔۔ اسکی اچانک جھٹکوں والی طبعیت پتا نہیں کہاں لیکر جائے گی اسے۔۔ باپ ہونے کی وجہ سے اسکے آواز میں بہت فکر مندی تھی۔۔۔ پریشان رہتے تھے اسکی بے پروہ طبعیت اور غصے سے۔۔۔ احمد صاحب کہتے اٹھ کر چلے گئے۔۔۔ سب نے ناسمجھی سے شہریار کی پشت کو دیکھا کہ ہو کیا گیا اسے اچانک۔۔۔

کار میں بیٹھا وہ ایک کے بعد ایک سگریٹ ختم کر رہا تھا پر غصہ تھا کہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔

سارے موڈ کا ستیاناس کر دیا چھپکلی نے۔۔۔ پتا نہیں کیا دماغ میں چلا رہی ہے۔۔۔ خود سے کہتا اپنے ہاتھ کو دیکھا جہاں اسکے ناخون اور کانٹے کے گہرے نشان تھے۔۔۔ پھر خاموشی سے سگریٹ پیتے راستے پر آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھتا رہا۔۔۔

لگتا ہے میرے بلڈ بہانے کا دن منایا تھا آج جانم نے۔۔۔ سگریٹ کا ایک گہرا کش لیکر زخموں کو دیکھ کر بولا۔۔۔ غصہ آہستہ آہستہ گیا تو اسکی حرکت پر ہنسی آنے لگی۔۔۔ ڈرپوک کہیں کی۔۔۔ پھر گہرا سانس لے کر خود سے بڑبڑانے لگا۔۔۔

ہائے میری پری پتا نہیں کہاں اڑا کر لیجائو گی مجھے۔۔۔ ایک تو اتنی نازک ہو چھوتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے کہیں ٹوٹ نا جائو (توبہ 😂)۔۔۔ پتا نہیں میری بڑھتیں شدتیں کیسے برداشت کرو گی۔۔۔ دوسری نا سمجھ۔۔۔

بس بیٹا شہریار تیرا تو رب مالک ہے۔۔۔۔ سیکھاتے رہنا جب تک عقل آجائے۔۔۔۔

بیڈ پر پڑی اپنے کیے پر بے سکونی سے کروٹیں بدلتی رہی۔۔۔پتا نہیں کیا انجام کرے گا ۔۔۔یہی فکر اسکو کھائے جا رہی تھی۔۔۔ہمت تو اسنے دیکھالی تھی اب پتا نہیں شیری اسکے ساتھ کیا کرے گا۔۔۔

پر اب تک ملنے والی غلطیوں کی جیسی سزائیں تھی اس سے اسکا گلا خشک ہو رہا تھا۔۔۔بار بار اے سی میں بھی آنے والے پسینے کو اپنے چھوٹے سے ہاتھوں سے صاف کرتی ہونٹوں کو کاٹنے لگتی۔۔۔وہ خود بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ کیسے اسنے جلاد پر اچانک حملا کر دیا ۔۔۔کیسے اور اسکے ہاتھ بھی نہیں کانپے۔۔۔پر یہ اتنی ہمت بھی سب کی موجودگی کی وجہ سے آئی تھی۔۔۔اور اب اکیلے میں شیری کی سزا سے کانپ رہی تھی۔۔۔

اچانک دماغ میں خیال آیا تو کروٹ بدل کر حور کی طرف ہوئی۔۔۔

حح۔۔۔حور؟؟؟اسنے آہستہ سے پکارہ۔۔۔۔

حور جسے عجیب سی بے سکونی کی وجہ سے نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔پری کی پکار پر اسکی طرف منہ کیا۔۔۔

ہوں بولو۔۔۔۔پیار سے اسکا گال تھپتھپا کر بولی۔۔۔جس سے اس میں تھوڑی اور ہمت بڑھی۔۔۔۔

پری حور کے کافی کلوز تھی۔۔۔سب اس سے پیار محبت سے بات کرتے تھے پر حور کے میٹھے انداز میں بات ہی کچھ اور تھی۔۔۔اور حور اسکا اتنا خیال رکھتی جیسے اپنی چھوٹی بہن کا۔۔۔۔

حح۔۔۔حور کیا مم۔میں ایک بات پوچھوں؟؟۔۔۔۔۔۔اسنے اپنے سرخ لبوں پر زبان پھیر کر اجازت لی۔۔۔۔

ہاں پوچھو اجازت کیوں لیرہی ہو۔۔۔۔۔۔

حور اگر۔۔۔ تت۔۔ تم کوئی۔۔۔ غغ۔۔ غلطی کرو اور اسکے بدلے سس۔۔۔ سزا کی طط۔۔ طور پر کوئی تت۔۔ تمہاری سانسیں (انگلی سے اسکے منہ کی طرف اشارہ کر کے سمجھایا) بب۔۔۔ بند کر دے تو کیسے بچنا چچ۔۔۔ چاہیئے۔۔۔

اسنے کہہ کر جواب کے لیے حور کو دیکھا۔۔۔ جسکی آنکھیں اسکی بات پر پھٹ گئی تھی۔۔۔ اور مثال کا رخ اپنی طرف ہونے پر چہرا سرخ ہو گیا تھا۔۔۔ وہ ایکدم غصے سے اٹھی۔۔۔

یہ کیا بکواس کر رہی ہو کسنے تمہارے دماغ میں یہ گندی بات ڈالی ہے؟؟ حور نے غصے سے پوچھا۔۔ جس پر پری بھی ایکدم اٹھ بیٹھی اور خوف سے پھیلی آنکھوں سے حور کو دیکھنے لگی۔۔۔

پری بتاؤ کس نے ایسی بات پوچھنے کو کہا ہے۔۔۔ اگر تم یہ بات کسی اور سے پوچھ لیتی تو تمہیں پتا نہیں کتنی انسلٹ ہوتی تمہاری۔۔ یہ تو شکر ہے یہ بکواس مجھ سے کرلی۔۔ پری

تو آنکھیں پھاڑ حور کو غصہ کرتے دیکھ رہی تھی۔۔۔اگر اتنی گندی حرکت تھی تو شیری اسکے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔۔۔ مطلب وہ اتنا گھٹیا شخص ہے۔۔پری کو اچانک پہلے سے بھی زیادہ شیری سے نفرت محسوس ہونے لگی۔۔۔وہ خالی آنکھوں سے حور کو دیکھتی کروٹ بدل کر لیٹ گئی اور سختی سے آنکھیں میچ لی۔۔۔۔دل کر رہا تھا اگر شہریار سامنے ہوتا تو وہ اسکے ٹکروں میں تقسیم کر دیتی۔۔۔۔ اتنی نفرت تھی اسے شیری سے۔۔۔۔۔

پری تم نہیں بتا رہی۔۔۔۔ حور نے بازو سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی طرف کر کے پوچھا ۔۔۔۔ جس کے چہرے پر سختی چھائی ہوئی تھی۔۔ حور کو لگا شاید وہ اس سے ناراض ہو گئی ہے۔۔۔۔۔

پری یار سوری مجھے ایسے غصے میں نہیں پوچھنا چاہیئے تھا پر جو بھی تمہیں یہ سب بتایا سیکھا رہی ہے پلیز اس سے دور رہو۔۔ تم ابھی بہت چھوٹی ہو یہ باتیں تمہارے دماغ کے لیے ٹھیک نہیں۔۔ اگر بڑی مما یا مما کو پتا لگا تمہاری ایسی باتوں کا تو وہ بہت ناراض ہوں گی ۔۔۔۔ حور نے پیار سے اسکا چہرا اپنے ہاتھوں میں لیکر سمجھایا۔۔ جس پر پری نے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔۔ پھر بولی۔۔۔

تو ایسے انسان کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے۔۔۔۔۔

حور نے پہلے اسے دیکھا پھر بولی۔۔۔۔جوتے مارنے چاہیئے ایسی گندی سوچ والے کو۔۔۔۔۔

پھر کافی دیر حور اسے ایسی لڑکیوں سے دور رہنے کے بارے میں سمجھاتی رہی۔۔۔۔ حور نے سمجھا شاید اسکے کالج کی لڑکیوں میں سے کسی نے ایسی باتیں کی ہونگی پری کے ساتھ۔۔۔۔۔

حور تو سوگئی۔۔۔پر پری سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ میں شیری کو جوتے کیسے ماروں۔۔۔۔۔وہ ایسا کرنے پر شاید جان سے ماردے۔۔۔

حور اور پری نے یونی سے چھٹیاں لے لی تھی۔۔۔۔ کیونکہ شادی کو کچھ ہی دن رہ گئے تھے۔۔۔۔۔

عالیہ بیگم اور آئمہ بیگم کو کچھ شاپنگ کرنی تھی۔۔۔۔ باقی سب تو انہوں نے کر لی تھی بس اب کچھ ہلکی پھلکی رہ گئی تھی۔۔۔۔ حور کو صبح ہی اپنی فرینڈ صبا کی کال آئی تھی۔۔۔ کچھ ضروری کام تھا اسے۔۔۔ حور نے کہہ تھا تم آجائو پر اسنے کہا میری مما کی طبعیت ٹھیک نہیں اس لیے پلیز آجائو۔۔۔۔ حور کی وہ بیسٹ فرینڈ تھی اس لیے اسنے ہاں کر دی۔۔۔۔

اس نے پری کو کہا ساتھ چلنے کا پر اسنے منا کر دیا تو وہ عالیہ بیگم اور عائمہ بیگم کے ساتھ چلی گئی۔۔۔۔

بیگم صاحبہ یہ آگے بہت چھوٹی گلی ہے اس لیے گاڑی اندر نہیں جا سکتی۔۔ ڈرائیور نے انہیں سامنے گلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔۔۔

تو حور انسے بولی۔۔۔ میں چلی جائوں گی۔۔ گلی میں داخل ہوتے ہی سامنے صبا کا گھر ہے۔۔۔ عالیہ بیگم نے اسے کہا کہ وہ اسے چھوڑ دیں گی تو حور نے منا کر دیا اور خود کار سے نکلتی اندر گلی میں داخل ہو گئی۔۔۔۔

صبا ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔ اور حور کو وہ اپنی اچھی نیچر کی وجہ سے بہت پسند تھی دونوں کی دوستی یونی کے فرسٹ دے سے ہوئی تھی۔۔۔۔ صبا کی فیملی میں صرف اسکی بیمار ماں تھی۔۔۔ باپ کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔۔۔

عالیہ بیگم اور عائمہ بیگم کچھ دیر کے بعد چلی گئی۔۔۔ کیونکہ حور نے کہہ تھا وہ خود کال کر دے گی۔۔۔

وہ ابھی جا ہی رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی حور گھبرا کر جیسے مڑی تو سامنے دو عورتوں اور ایک آدمی کو دیکھا عورتوں نے عبایا پہنا ہوا تھا تو وہ انکا چہرا نہیں دیکھ سکی۔۔۔۔

آدمی بھی انجان تھا۔۔۔اسکے رکنے پر وہ بھی رک گئے۔۔۔گلی میں سوائے ان چاروں کے اور کوئی نہیں تھا۔۔۔۔حور کو ڈر لگنے لگا۔۔وہ ان پر ایک نظر ڈال کر سائیڈ ہوتی جیسے مڑی تو پیچھے سے ان میں سے کسی نے اسکے منہ پر رومال رکھ دیا۔۔۔۔حور نے چلانے اور بھاگنے کے لیے کافی ہاتھ پیر مارے پر۔۔۔۔کچھ نا ہو سکا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہوش و حواس سے بیگانا ہو گئی۔۔۔۔۔

♥♥♥♥♥

حور کو جب ہوش آیا۔۔تو خود کو ایک انجان کمرے میں بیڈ پڑ پایا۔۔۔۔اسے صرف کچھ دیر کے لیے ہی بے ہوش کیا گیا تھا۔۔۔وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور اپنے اوپر پڑی چادر کو ہٹا کر اپنا چشمہ ڈھونڈنے لگی جو سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔۔۔۔اسے اٹھا کر پہنا اور بیڈ سے

اتر کر بند دروازے کی طرف بھاگی۔۔۔ڈر خوف سے اسکا برا حال تھا۔۔اسی وجہ سے اسے اپنے علاوہ کسی کی موجودگی کا احساس نا ہوا۔۔۔میں کہاں ہوں۔۔۔یہاں مجھے کون لایا ہے پلیز شیری بھائی دراب بھیا پلیز مجھے بچالیں۔۔....

حور کو جب ہوش آیا۔۔تو خود کو ایک انجان کمرے میں بیڈ پڑ پایا۔۔۔اسے صرف کچھ دیر کے لیے ہی بے ہوش کیا گیا تھا۔۔۔وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور اپنے اوپر پڑی چادر کو ہٹا کر اپنا چشمہ ڈھونڈنے لگی جو سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔۔۔اسے اٹھا کر پہنا اور بیڈ سے اتر کر بند دروازے کی طرف بھاگی۔۔۔ڈر خوف سے اسکا برا حال تھا۔۔اسی وجہ سے اسے اپنے علاوہ کسی کی موجودگی کا احساس نا ہوا۔۔۔میں کہاں ہوں۔۔۔یہاں مجھے کون لایا ہے پلیز شیری بھائی دراب بھیا پلیز مجھے بچالیں۔۔۔

وہ چیختی بند دروازے کو پیٹنے لگی۔۔۔کون میرے ساتھ ایسا کر سکتا ہے۔۔۔پلیز مجھے کوئی بچائو۔۔۔۔

اسکی ٹانگیں کانپنے لگی تھی اس سوچ سے کہ کہیں اسے کسی نے کڈنیپ تو نہیں کرلیا ۔۔۔۔۔یا کسی غلط لوگوں کے ہاتھ تو نہیں آگئی۔۔۔۔

یہ سب سوچ کر وہ مزید زور سے چیخ کر دروازہ پیٹنے لگی۔۔۔کوئی ہے پلیز میری مدد کرو۔۔۔۔مجھے یہاں پر کس نے بند کر دیا ہے پلیز مجھے بچالیں۔۔۔۔۔

پاپا میری مدد کریں۔۔۔۔۔وہ دروازے پر سر ٹکا کر اسے پر اپنے نازک ہو تھوں کے مکے مارنے لگی اور سسکتی احمد صاحب کو پکارنے لگی۔۔۔۔۔چیخ پکار سے اسکا گلا سوکھ گیا تھا ۔۔۔آنکھیں میں جیسے کسی نے مرچیں ڈال دیں ہوں۔۔۔رونے سے ایسے جلنے لگی تھی۔۔۔۔ڈر خوف تھا کہ اسے مارنے کے در پر تھا۔۔۔۔۔۔

وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھا اسکی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔اسکے اندر میں یہ چل رہا تھا کہ مجھے بھی اتنی ہی تکلیف ہوئی تھی حور جب تمنے میری محبت میرے پیار کو ہوس کا نام دیا تھا۔۔۔۔بار بار اسکی بے عزتی کی تھی۔۔۔۔۔

اس سے منہ موڑ لیا تھا۔۔۔۔آج تمہاری باری ہے تڑپنے کی۔۔۔۔۔

حور کو اچانک باہر کچھ قدموں کی آواز سنائی دی۔۔۔ جس سے اسکے اندر ایک خوشی کی لہر اٹھی۔۔۔۔وہ ابھی تک یہ سوچ رہی تھی کہ شاید کسی نے غلطی سے اسے یہاں رکھا ہو کوئی اور سمجھ کر۔۔۔۔۔

پلیز کوئی میری ہیلپ کرو میں یہاں بند ہوں۔۔۔۔۔وہ دروازے کو پھر سے پیٹتے چیخ کر کہنے لگی۔۔۔۔

کیسے کریں گے مدد جب انکا صاحب خود اندر ہو۔۔۔۔۔

اچانک پیچھے سے جانی پہچانی آواز آئی۔۔۔وہ ڈر سے اچھل کر مڑی تو ساکت رہ گئی سامنے موجود شخص کو دیکھ اسکا چہرا سفید پڑ گیا جیسے کسی نے سارا خون نچوڑ لیا ہو۔۔۔۔

سفیان۔۔۔۔۔اسکے منہ سے ہلکی سی بڑبڑاہٹ نکلی۔۔۔۔اسے لگا وہ گر جائے گی اسے چکر آنے لگے۔۔۔دماغ جیسے سن ہو گیا جب یہ سوچ پیدا ہوئی۔۔۔۔کہ سفیان نے

کڈنیپ کیا ہے اسے۔۔۔ اسکے اپنے کزن نے ایسی گھٹیا حرکت کی ہے۔۔۔ کتنا یقین کرتے تھے سب اس پر۔۔۔۔ وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔۔ اسکے اندر کی دنیا جیسے تباہ ہو گئی تھی۔۔۔۔ کیا اتنا گر گیا ہے۔۔۔۔

او میرے خدا یہ کیسا امتحان ہے۔۔۔ گھر میں تو کسی کو پتا بھی نہیں ہو گا کہ وہ کہاں ہے کس ظالم کے پاس ہے جو اس سے محبت کا بھی کہہ ریا ہے اور اجاڑ بھی خود رہا ہے اپنی محبت کو۔۔۔۔ کون بچائے گا پلیز اللہ رحم کرو۔۔۔ کرب بھرے آنسوں زمین کو بھگونے لگے۔۔۔۔ پھر غصے کی ایک شدید لہر اسکے دماغ میں اٹھی۔۔۔۔۔

حور نے ایک جھٹکے سے اسکا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑتی ہوئی غصے سے چیخی۔۔۔۔

آپکی ہمت کیسے ہوئی مجھے کڈنیپ کرنے کی۔۔۔ سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔۔۔ مسٹر سفیان ۔۔۔ میرے بھائی تمہیں جان سے مار دیں گے۔۔۔۔۔ اسکے چیخنے یا جھنجھورنے پر بھی سفیان کو کوئی فرق نہیں پڑا۔۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔ حور نے دیکھا کہ اس پر کوئی فرق نہیں ہو رہا تھا اسکے چیخنے کا تو وہ دھمکی دینے لگی۔۔۔۔۔

مجھے جانے دو سیفی ورنہ میں اپنی جان دے دونگی۔۔۔روتے اسکے سینے پر مکے مارتے بولی۔۔۔۔

جس پر سفیان کا قہقہہ لگا۔۔۔ہاہاہاہا

ویل مل لیں گے ہونے والے سالوں سے بھی۔۔۔پر اب تم جان دینے کا چھوڑ و دل دینے کا سوچو۔۔وہ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اسکے آنسوں صاف کرتا اسکی حالت کی پروہ کیے بغیر بے رحمی سے بولنے لگا۔۔۔

اور اب جلد سے تیار ہو جائو کیوں کہ کچھ ہی دیر میں مولوی صاحب آنے والے ہیں ۔۔تمہیں ہمیشہ کے لیے اس آوارہ کا بنانے۔۔اور یار کوئی نخرا نہیں دیکھنا میرا ابھی کوئی موڈ نہیں تمہیں منتیں کرنے کا۔۔۔۔وہ اسے بیزاری سے بول رہا تھا جیسے کوئی عام بات ہو۔۔۔۔جیسے سارے احساسات مار کر پتھر کا بن بیٹھا تھا۔۔۔

یہ بھی نہیں سوچ رہا تھا وہ کون ہے اسکی کیا لگتی ہے۔۔۔۔

حور کے تو جیسے ساتوں آسمان سر پر آ گرے تھے۔۔۔ نکاح کا لفظ سن کر۔۔۔ آنکھیں پتھرا گئی تھی۔۔۔۔ ایکدم نیچے بیٹھتی ہاتھ جوڑ کر سسکتی اسے منتیں کرنے لگی۔۔۔ اسکا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔ ہاتھوں میں بھی کپکپاہٹ واضح تھی۔۔۔

تم کیوں کر رہے ہو سفیان میرے ساتھ ایسا، مینے کیا بگاڑا ہے تمہارا پلیز مجھے جانے دو میں کسی کو نہیں بتائوں گی پلیز پلیز سیفی۔۔۔۔۔

اگر ایسا کرو گے تو میں سچ میں اپنی جان دے دو نگی۔۔۔ پلیز مان جائو۔۔۔ تم تو کہہ رہے تھے مجھ سے پیار کرتے ہو تو پھر ایسا کیوں کر رہے ہو۔۔۔۔

اسکے لفظ سفیان کے اندر جیسے خنجر سے وار کرنے لگے۔۔۔ آنکھوں میں سرخی پھیل گئی۔۔۔

وہ بھی گھٹنو کے بل اسکے سامنے بیٹھا اور اسکے جڑے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں لے کر ایکدم اسے کھینچا جس سے وہ کھینچتی اسکے گلے سے لگی۔۔۔

ایسے نہیں کرتے میری جان۔۔۔میں تمہیں اپنے لیے اللہ کا دیا تحفہ سمجھتا ہوں۔۔۔ تمہیں تڑپتا کیسے دیکھ سکتا ہوں... تم میرے روح میں بستی ہو حور میں کبھی تمہارے ساتھ ایسا نا کرتا اگر۔۔۔۔وہ رکا پھر ایک گہرا سانس بھر کر بولا۔۔۔

اگر تم میری محبت میری چاہت کو ہوس نا کہتی۔۔۔میری بچپن کے عشق کو غلط مطلب میں نا لیتی۔۔۔

تمہیں یاد ہے نا کہ جب بھی بچپن میں، میں مما کے لیے روتا تھا یا اداس ہو کر کہیں بیٹھ جاتا تھا تو تم آکر مجھے ہنساتی تھی مجھے کہتی تھی۔۔۔۔ سیفی۔۔۔میں مما پاپا شیری بھائی سب تمہارے ہیں۔۔۔تم اداس نا ہویا کرو مجھے اچھے نہیں لگتے۔۔۔پھر بھی میں خاموش ہوتا تو تم مجھے ہنسانے کے لیے اپنی عجیب عجیب شکلیں بناتی۔۔۔جس پر میں ہنس دیتا تھا۔۔۔وہ بتاتے خود بھی ہنسنے لگا۔۔۔حور اپنے کانپتے وجود سمیت اسکے گلے سے لگی آنسوں بہا رہی تھی۔۔۔وہ یہ سب کیسے بھول کستی تھی۔۔۔وہ ہی تو تھا جب کوئی اسے چشمش کہتا تو اسے مار مار کر برا حال کر دیتا۔۔۔

اور حور خوش ہو جاتی کے آئندہ وہ اسے چشمش نہیں بولے گا۔۔۔ پر اسے دکھ تب ہوتا جب فراز صاحب لوگوں کی شکایت پر سفیان کو ڈانٹتے اور وہ خاموشی سے سر جھکائے سب سن لیتا تھا۔۔۔۔۔ یہ سب سوچتے وہ اور بھی تیز رونے لگی۔۔۔۔ اور اس سے الگ ہو کر سفیان کو دیکھنے لگی۔۔۔۔ سفیان بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

تو پھر تم اب ایسا کیوں کر رہے ہو۔۔۔ مت کرو ایسا سیفی۔۔۔۔ میں ٹوٹ جائوں گی ۔۔۔۔۔ اسکی التجا پر

سفیان کا دل تو کر رہا تھا اسے گلے سے لگائے خود میں بھینچ لے اور اپنے سارے کیے کی گڑ گڑا کر معافی مانگے۔۔۔۔ پر دماغ میں اسے کھونے کی سوچ جو حور کے ٹھکرانے کے بعد آئی تھی اس سے وہ گھبرا گیا تھا۔۔۔۔ اور اب وہ کسی بھی قیمت میں حور کو اپنا بنانا چاہتا تھا۔۔۔ اور اب وہ اٹل ہو گیا تھا اپنے فیصلے پر۔۔۔۔۔۔

حور تم تیار ہو رہی ہو یا میں کچھ کروں۔۔۔۔ اور یقیناً میں جو کروں گا وہ تمہیں بلکل بھی پسند نہیں آئے گا۔۔۔ اس لیے اٹھو شاباش۔۔۔۔ جتنی دیر کرو گی اتنا ہی میں اپنے دوسرے فیصلے پر عمل کرنے پر دیر نہیں کروں گا۔۔۔۔ کچھ دیر والی نرمی بے رحمی میں بدل گئی تھی۔۔۔

حور بھی ایکدم اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ اور اسے دھکا دے کر غصے سے اپنی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔۔ اگر ایسا ہے تو تم بھی سن لو میں ہر گز بھی نہیں کروں گی نکاح سمجھے۔۔۔۔ مر کر بھی نہیں۔۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں نفرت سے دیکھ کر غصے سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔۔۔۔

تو ٹھیک ہے۔۔۔ ویسے مجھے کوئی پروبلم نہیں ایسے یا ویسے تم رہو گی تو میری۔۔۔۔ وہ کہتا آہستہ آہستہ اسکی طرف بڑھنے لگا۔۔۔ حور جو پہلے دروازے سے لگی کھڑی تھی سفیان کی آنکھوں اور لفظوں کا مطلب سمجھ کر بد حواس ہو کر دروازے سے چپک گئی۔۔۔۔

مم۔۔۔میرے قریب مت آئو سیفی۔۔۔۔میں تم۔۔۔ تمہیں۔۔۔اسکے لفظ ابھی منہ میں ہی تھے جب سفیان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر خود کے قریب کرلیا۔۔۔۔اور دوسرے ہاتھ میں موجود کی سے دروازہ کھول کر اسے اپنے بازوں میں اٹھاتا باہر نکلا۔۔۔۔۔

حور نے جب اسے خود کو اٹھاتے دیکھا تو گھبرا کر چیخنے لگی۔۔۔۔ چھوڑ مجھے۔۔۔۔سفیان پلیز جانے دو۔۔۔۔

پر سفیان اسکی چیخوں اور مکوں کی پروہ کیے بغیر اسے وہاں سے لیکر دوسرے کمرے میں آیا۔۔۔اور نیچے اتار کر واپس دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔۔

یہ۔۔۔یہ کہاں لیکر آئے ہو مجھے۔۔۔۔۔وہ خوف سے نیلی پڑتی اندھیرے میں سفیان سے کہنے لگی۔۔۔۔اسے لگ رہا تھا جس وہ گلابوں کے ڈھیر میں آ کھڑی ہو۔۔۔اسکے

پائوں میں بھی گلاب کی پتیاں محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔اور پھولوں کی خوشبو اتنی تھی کہ اسکا دماغ سن کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ اندھیرے میں یہاں وہاں دیکھ رہی تھی جب پورا کمرا روشن ہوا۔۔۔۔حور نے اچانک روشن ہونے سے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔۔۔

پھر آہستہ سے ہٹایا تو وہاں کا ماحول دیکھ کر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پھیل گئی۔۔۔اسکا دل خوف سے دھک دھک کرنے لگا۔۔۔پورا وجود پسینے سے بھیگ گیا۔۔۔جب اسنے پھولوں سے سجائے کمرے کو دیکھا۔۔۔۔آنکھیں تھی کے پھٹنے کے قریب تھی۔۔۔کانپ ایسے رہی تھی۔۔۔جیسے بغیر پانی کے تڑپتی مچھلی۔۔۔

فرش پر بچھے قالیں پورا پھولوں سے سجا تھا۔۔۔سفید جہازی سائیز بیڈ پر ہارٹ میں سرخ لکھا تھا۔۔اور چاروں طرف سرخ اور سفید پھولوں کی لڑیاں ”Hoor پھولوں سے" لٹک رہی تھی۔۔۔

کمرے میں پھیلی روشنی دونوں کی تنہائی، گلاب کی خوشبو سے اور پھولوں سے سجا اس پلوں کو اور ہی فسوں بخش رہا تھا۔۔۔

حور ڈر سے کانپتی اپنے دل پر ہاتھ رکھتی سسکتی پیچھے کو ہو رہی تھی کہ سفیان نے اسے پیچھے سے کندھوں سے پکڑ لیا۔۔۔ اور اسکے کان میں مسکراتی آواز میں بولو۔۔۔

میری جان مجھے پتا تھا تم ایسے ہینڈل ہونے والی نہیں اس لیے تمہارے ہونے والے شوھر مسٹر سفیان ملک نے پہلے ہی پوری تیاری کر لی تھی۔۔۔ اب یہ سب اکسپٹ کرو یا بیسٹ اوپشن نکاح کر لو۔۔۔ جس میں تم اس سب سے بچ جائو گی اور میری بن جائو گی ہمیشہ کے لیے "مسز سفیان ملک""۔۔۔ آگے تم چھوٹی بچی نہیں جو میں تمہیں تفصیل سے سمجھائوں۔۔۔۔ اسکے کان میں سرگوشی سے بولتا چل کر بیڈ پر گر گیا۔۔۔۔ اور اسے ہچکیاں بھرتے دیکھ کر بولا۔۔۔۔

صرف تین منٹس ہیں تمہارے پاس یا سیدھا نکاح کے لیے تیار ہو جائو۔۔۔۔ اگر نہیں تو چلی آئو یہاں۔۔۔۔۔ اسنے بیڈ کی طرف اشارہ کرتے کہا۔۔۔۔

حور کو اب ایک فیصلا کرنا تھا۔۔۔ یا اپنے آپکو اپنی نظروں میں گراتی یا اپنے ماں باپ بھائی کی عزت کو بچاتی۔۔۔۔ پر دونوں فیصلوں میں نقصان اسکا ہی تھا۔۔۔

✶✶✶✶✶

شیری گھر میں نہیں تھا وہ رات سے جیسے گیا تھا ابھی تک باہر تھا۔۔۔ دراب کے فون کرکے پوچھنے پر اسنے بتایا کہ وہ اپنے فرینڈز کے یہاں ہے شام تک آجائے گا۔۔۔۔

پورے گھر اور لان کی سجاوٹ شروع ہو گئی تھی۔۔۔

کافی ملازم گھر کی اور لان کی سجاوٹ میں مصروف تھے۔۔۔

کمیل بھی یہاں موجود تھا وہ لائونج میں دراب کے ساتھ بیٹھا باتیں کم اور پری کو زیادہ دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ بھی دراب سے نظریں بچا کر۔۔۔۔۔

پری حور کے جانے کے بعد اکیلی بیٹھ کر بور ہو گئی تھی۔۔۔۔حور کو کافی ٹائم ہو گیا تھا وہ ابھی نہیں آئی تھی۔۔۔۔عالیہ اور عائمہ بیگم بھی ویسے ابھی نہیں آئیں تھیں۔۔۔۔۔مشال اور نوشین سے باتیں کرنے میں وہ ابھی جھجھکتی تھی۔۔۔

تھک ہار کر باہر ہال میں آئی تو دراب بیٹھا تھا پھر وہ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔۔اور پھر دونوں باتیں کرنے لگے۔۔۔ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ کمیل آ گیا۔۔۔۔پھر دراب اور وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے اور پری موبائل میں گیم کھیلنے۔۔۔۔۔۔

وہ کبھی جیتنے پر خوش ہو جاتی تو کبھی ہارنے پر مایوس اور یہی معصوم تاثرات کمیل کے دل کو دھڑکا رہے تھے۔۔۔۔۔

دراب کو آفس سے کال آئی تو وہ انسے Excuse کرتا چلا گیا۔۔۔۔

جس پر کمیل نے ایک شکر بھری نظر اوپر دیکھا اور گلا کھنکھار کر پری کو اپنی موجودگی کا احساس دلانے لگا۔۔۔ جس پر پری نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر اپنی گیم میں گھم ہو گئی۔۔۔۔

ہاں تو مس اینجل کیسی ہیں؟؟۔۔۔ کمیل نے اسکے معصوم چہرے کو اپنے نظروں میں لیے پوچھا۔۔۔

پری نے حیریت سے نظریں اٹھائی اور بے یقینی سے پوچھا۔۔۔ کہاں ہے اینجل؟؟

اسکے یہاں وہاں دیکھنے پر کمیل کا قہقہہ لگا۔۔۔ جس پر پری نے حیریت سے اسے دیکھا۔۔۔

ااس میں ہنسنے وو۔۔والی کیا بات ہوئی۔۔۔ آپنے کہا اینجل تت۔۔ تو دیکھائیں۔۔۔ پری نے اپنی چھوٹی سی ناک سکیڑ کر منہ بنایا۔۔۔ کمیل اپنا ہنسنہ بھول کر اسکی معصوم سی ادا میں ہی کھو گیا۔۔۔

میں آپکے بارے میں ہوں مس اینجل۔۔۔ پھر خود کے دل و دماغ کو کنٹرول کرتے ۔۔۔ اسکے خوبصورت چہرے کو اپنی نظروں میں لیے۔۔۔۔ نرم لہجے میں بولا۔۔۔

کمیل کے اینجل کہنے پر وہ کھکھلا کر ہنسی۔۔۔۔ درد بھری۔۔۔

مم۔۔۔ میں اینجل ہوں۔۔۔۔ اسنے انگلی سے اپنے طرف اشارہ کیا۔۔ آنکھوں کے کونے میں آنسوں آ گئے۔۔۔۔ یہ ہنسی اور آنسوں والا منظر کمیل کے زندگی میں سہانے بھار کی طرح لگا۔۔ اسنے دنیا کی حسین لڑکیاں دیکھی تھی پر پری کے معصوم حسین چہرے کے آگے کچھ بھی نا لگی۔۔۔ اسکی کھکھلاہٹ کی آواز دل کے تار کو چھیڑ رہی تھی۔۔۔ پر پتا نہیں کیوں اسکی ہنسی میں کرب سا محسوس ہوا۔۔۔۔

مم۔۔ میں اینجل نہیں ایک بب۔۔ بکری ہوں جسے انسان جھیلنے سے رہے۔۔۔۔ وہ شیری کے لفظ خود سے بڑبڑاتی کمیل کو الجھن میں چھوڑتی اپنے آنسوں چھپاتی آہستہ سے اٹھ کر چلی گئی۔۔۔۔

یار میںنے ایسا کیا کہہ دیا۔۔۔وہ الجھتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اوپر جاتی پری کی پشت کو دیکھنے لگا۔۔۔جس کی پشت پر پونی میں جکڑے کالے کمر تک آتے لمبے بال لہرا رہے تھے آدھے سکارف میں تھے۔۔۔۔

بہت معصوم ہو۔۔۔۔شاید اینجل ہو اس لیے۔۔۔۔کمیل کے چہرے پر ایک بار پھر بھرپور مسکراہٹ نے بسیرہ کیا۔۔۔۔

سوری یار ویٹ کرنے کے لیے۔۔۔۔دراب صوفے پر بیٹھ کر معذرت کرنے لگا۔۔۔ جس پر کمیل دل میں بولا۔۔۔۔معذرت کرنے کی ضرورت نہیں مجھے خوشی ہوئی تم گئے۔۔۔اور چہرے پر مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔

کون سے خیالوں میں گھم ہو۔۔۔ اکیلے ہی مسکرا رہے ہو۔۔۔ بھائی ہمیں بھی کچھ بتائو تا کہ ہم بھی ہنس سکے تیری بد قسمتی پر۔۔۔۔ رضا کے کہنے پر وہاں موجود سب کے قہقہے لگے۔۔۔۔

وہ سب کب سے شہریار کو دیکھ رہے تھے، جو سگریٹ کے گہرے کش لیتا اپنی سوچ میں مسکرا رہا تھا۔۔۔

انکے قہقھوں پر وہ پری کے خیالوں سے باہر آیا۔۔۔۔ اور مسکراتی آنکھوں اور چہرے پر مصنوعی سنجیدگی سے انہیں دیکھا۔۔۔

وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اس وقت اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔۔۔

باتیں کرتے کرتے شیری کی سوچ کا رخ کب پری کے سنگ چلنے لگا اسے کچھ خبر بھی نا ہوئی۔۔۔ ہوش تو اسے تب آیا جب اسکے دوستوں کے قہقھوں کا طوفان اٹھا۔۔۔

شیر بتا دے کس ہرنی کو پھنسایا ہے جس کے خیالوں میں ڈوبا ہوئا ہے۔۔۔ فہد نے آنکھ دبا کر پوچھا۔۔۔ جس پر پھر سے سب ہنسنے لگے یہ تو پکی بات تھی کہ انکا شیر کہیں کسی کے خوابوں میں الجھ گیا ہے۔۔۔

کچھ ایسا ویسا نہیں ہے۔۔۔ اپنی بکواس کو بند کرو سب۔۔۔ شیری نے مصنوعی غصے سے جھڑکنے لگا۔۔۔

اچھا ایسا نہیں تو اٹھا اپنی خیالوں والی چڑیل کی قسم۔۔۔ رضا کو یقین نہیں ہوا تو قسم اٹھانے کو بولو جس پر سب نے زور شور سے ساتھ دیا۔۔۔ کیوں کہ آج سے پہلے کبھی شیری انکی موجودگی کو نظر انداز نہیں کیا تھا۔۔۔۔

تمہارہ دماغ خراب ہو گیا ہے جو چڑیل بول رہے ہو۔۔۔ کہنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ کیا کہہ گیا ہے ان کمینوں کے سامنے۔۔۔ وہ بولنا تو یہ چاہتا تھا" ایسی بکواس کر رہے

ہو" پر دل میں جو اسکی پری کو چڑیل بولنا ناگوار گزرا تھا وہ منہ پر بھی آ گیا۔۔۔۔۔۔ سب اس پر ہنسنے لگے۔۔۔۔

میں تیرے ساتھ ہوں شیر۔۔۔ سمیر نے بلند آواز میں ہاتھ اٹھا کر کہا۔۔۔

ہاں! کیوں نہیں ہو گے ساتھ، خود جو آج کل محبت کی کشتی میں تیر رہے ہو۔۔۔۔۔ فہد نے اس پر چوٹ کی۔۔۔۔ جس پر وہ سر کھجاتا رہ گیا۔۔۔۔

ہاں بھائی بتا کون ہے ہماری بھابھی جس نے شیر عشق میں مبتلا کر دیا۔۔ رضا کی سئ ابھی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ پھر سب کے زور شور کرنے پر صرف اتنا بولا۔۔۔۔

بس یہی سمجھ لو جس کے لیے میں دیوانہ ہوں وہ اس شیر کے آہستہ آہستہ رگوں میں بسنے لگی ہے۔۔۔۔ بس دل ہر وقت اسے دیکھنے کو مچلنے لگا ہے، میرے بس میں ہوتا تو اسے خود میں سما لیتا۔۔۔۔۔

بس کیا بتائوں پاگل کر دیا ہے جانم نے۔۔۔۔۔۔سب کو انظر انداز کرتا اپنے جزباتوں میں بولتا دونوں ہاتھ پھیلا کر دھڑام سے بیڈ پر گر گیا۔۔۔اور مسکراتا آنکھیں بند کر گیا۔۔۔۔۔۔

ایسے چھپالوں تمہیں کہ میرے علاوہ کوئی تمہیں دیکھ بھی نا سکے۔۔۔اور جو دیکھنے کی کوشش کرے اسے دنیا ہی دیکھنے نا دوں۔۔۔۔۔جنون کی انتہائی سے بولتا وہ کوئی دیوانہ ہی لگ رہا تھا۔۔۔۔اسکے لفظوں میں موجود جنون کی شدتیں سب کو ساکت کر گئی۔۔۔کسی کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہ انکا شہریار ہے۔۔۔جو لڑکیوں کو صرف ٹائم پاس سمجھتا تھا۔۔۔۔جسے اپنی ضد اور غصے کے علاوہ کوئی دیکھتا بھی نہیں تھا۔۔۔وہ تو سمجھے تھے کہ کوئی ایسے ہی ہو گی بات پر یہاں شیری کے لفظوں کی جنونیت انہیں حیریت میں دوبنے پر مجبور کر گئی۔۔۔۔

♥♥♥♥♥

سفیان اسکے جواب کے انتظار میں بیٹھا تھا جب اسکے موبائل پر دوست کی کال آنے لگی جو مولوی اور کچھ گواہوں کے ساتھ اسکے منتظر تھے۔۔۔۔

ہاں بول آصف۔۔۔۔ بس پانچ منٹس میں جواب دیتا ہوں۔۔۔۔ موبائل رکھتا حور کو دیکھا جو التجا بھری نظروں سے کانپتی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ سفیان نے نظریں چرا لیں۔۔۔۔۔ حور ٹائم کم ہے یا جواب دو یا۔۔۔۔۔ وہ چل کر اسکے سامنے آیا اور کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھ کر پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

ایسا نا کرو سیفی۔۔۔۔ حور نے التجائی انداز میں امید سے اسے دیکھ کر آخری کوشش کرنی چاہی۔۔۔ جس پر سفیان اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا یا۔۔۔۔ تو اسکے منہ سے چیخ نکل گئی۔۔۔۔ آہہہ۔۔۔۔

اگر تمہیں نکاح کے بغیر میرے ساتھ رہنا ہے تو صاف کہہ دو۔۔۔۔ وہ اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتا بولا۔۔۔۔ اور آہستہ سے اسکے کندھے سے چادر کو ہٹانے لگا۔۔۔۔ حور کے بدن میں جیسے کرنٹ پھیل گیا۔۔۔ اس پر بدحواس ہوتی اپنی چادر کو سختی سے پکرتی آنکھیں میچی جلدی سے بولی۔۔۔۔ مم۔۔۔ میں تیار ہوں نکاح کے لیے پر پلیز ایسا نا

کریں۔۔۔۔سفیان کی گرفت جیسے ڈھیلی ہوئی وہ اسے دھکا دیتی دور ہوئی اور اپنی سینے میں اٹکتی سانس پر لمبے سانس لیتی انہیں درست کرنے لگی۔۔۔۔۔

یہ ہوئی نا میری حور والی بات۔۔۔۔اسکے مان جانے پر سفیان کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ پھیلی۔۔۔۔پھر اسکے چشمے کو درست کرتے پیار سے بولا۔۔۔

اب جائو یہ جو حال بنایا ہے درست کرو اور ایک بات۔۔۔اسکا ہاتھ پکڑ کر بولا۔۔۔۔یہ نکاح تمہاری مرضی سے ہو رہا ہے۔۔۔بعد میں مجھ سے شکایت نہیں کرنا کہ زبردستی کی ہے۔۔۔۔اور اگر تمہیں زبردستی لگتی ہے تو آگے تمہاری مرضی۔۔۔نا بھی کر سکتی ہو۔۔۔۔حور اسکے ذو معنی لہجے کو سمجھ کر جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

میں کر رہی ہوں۔۔۔۔مم۔۔۔میں نکاح کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔اور جھٹکتے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔۔۔۔۔

پھر کچھ ہی دیر میں گواہوں کی موجودگی میں حور احمد سے زبردستی حور سفیان بن گئی۔۔۔۔

وہ ہچکیاں لیتی سسکتی صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔وہ کیسے بھی کر کے یہاں سے جانا چاہتی تھی۔۔۔اسکا دم گھٹ رہا تھا یہاں۔۔۔آنکھیں سرخ ہو گئی تھی۔۔۔وہ خود کو گناہگار سمجھ رہی تھی۔۔اپنے ماں باپ بھائیوں کا۔۔۔۔کاش کہ میں پیدا ہی نا ہوتی یا بچپن میں ہی مر جاتی تو یہ ناسور

جیسے پل نا دیکھنے پڑتے۔۔۔پلیز مما پاپا بھائی مجھے معاف کر دینا میں مجبور تھی۔۔۔اپنے کے بیس میں چھپے درندوں کو نا جان پائی۔۔۔وہ روتی خود سے کہتی چہرا ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔۔

سفیان بہت خوش تھا۔۔۔اسکی خوشی کا کوئی ٹھیکانا نہیں تھا آج۔۔۔فائنلی جسکے خواب ہمیشہ دیکھے اسے پا لیا تھا اب صرف ایک سال کی بات تھی پھر سب کی رضا سے حور اسکی ہو جاتی۔۔۔پر جو اسکے اندر ڈر تھا وہ کہیں دور جا سویا تھا اب اسے تسلی تھی حور اسکی ہے اور ہمیشہ اسکی ہی رہے گا۔۔۔۔اسکے نام کی بن کر۔۔۔۔۔وہ مانتا تھا کہ اسنے غلط کیا

ہے پر اسکے سوا کوئی دوسرا راستا بھی نہیں تھا۔۔۔ حور سے بات کرتا تو وہ غلط مطلب لے لیتی اسکا۔۔۔۔۔ پھر مجبور ہو کر اسنے یہ راستہ چُنا۔۔۔

♥♥♥♥♥

وہ چہرے پر مسکان سجائے اندر داخل ہوا۔۔۔ تو حور صوفے پر بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔۔ اسے کافی دکھ ہوا اسکی حالت پر۔۔۔۔

حور وہ اسکے سامنے گھٹنو کے بل بیٹھا آہستہ سے پکارا۔۔۔ اسکی پکار پر حور نے ایک قہر برساتی نظر اس پر ڈالی۔۔۔ سفیان کی آنکھوں میں خوشی، تسلی، جیت، محبت سب کچھ تھا۔۔۔ اور حور کی نظروں میں نفرت، غصہ، گلا شکوا تھا۔۔۔

مجھے گھر چھوڑ دو۔۔۔۔ میر اسب انتظار کر رہے ہونگے۔۔۔ وہ بھرائی آواز میں کہتی چادر سے اپنا چہرا صاف کرنے لگی۔۔۔۔

آئی ایم سوری حور۔۔۔۔۔ سفیان کے ابھی کہنا ہی چاہتا تھا جب وہ غصے سے چیخی۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی، مجھے گھر جانا ہے۔۔۔۔وہ اٹھی اور دروازے کی طرف جانے لگی جب سفیان نے کھڑے ہوتے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔اور ایک جھٹکے سے کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔۔

ناراض ہو۔۔۔اسکے خوف سے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر محبت سے چور لہجے میں پوچھا۔۔۔

چھ۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔وہ اسکے سینے پر ہاتھوں سے زور دیتی خود سے الگ کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

دونوں کے دل بلند آواز میں دھڑک رہے تھے۔۔۔حور کی حالت غیر ہونے لگی تو سفیان نے اسے الگ کیا اور اس سے بولا۔۔۔۔۔

اس نکاح کی بات کسی سے نہیں کرنا۔۔۔اس میں تمہاری بھتری ہے۔۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔حور کی گال تھپتھپا کر بولا تو حور نے اسکا ہاتھ جھٹک کر نفرت سے منہ پھیر لیا۔۔۔۔

سفیان مسکرا کر جیب سے سگریٹ نکالا پھر۔۔۔۔حور کی پھٹی آنکھوں میں دیکھ کر مسکراتا سگریٹ کو سلگا کر ہونٹوں میں دبایا اور ایک گہرا کش لیکر دھواں اسکے منہ پر پھونکتا۔۔۔۔دروازے کی طرف جانے لگا۔۔۔۔اور حور بھی کھانستی دھواں چہرے سے ہٹاتی اسکے پیچھے مردہ قدموں سے جانے لگی۔۔۔۔

حور کار سے نکل کر جانے لگی تو سفیان بھی پیچھے پیچھے آیا۔۔۔۔ملک ولا کی سجاوٹ دیکھتے اور کافی ملازموں کو ہدایت دیتے دراب یا کسی کی بھی اسکی طرف نظر نا گئی۔۔۔۔

سفیان اس سے بات کرنا چاہتا تھا پر پیچھے شیری کو آتے دیکھ وہ چپ ہو گیا۔۔۔۔۔

کیسے ہو سیفی۔۔۔۔شیری نے اسکے کندھے کے گرد بازو پھیلا کر پوچھا۔۔۔

ٹھیک ہوں اور یہ تم سارے سارے دن کہاں غائب رہتے ہو۔۔۔۔سفیان نے ایک نظر حور کو دیکھ کر جواب سیڑھیاں چڑھتی اوپر جارہی تھی۔۔۔

پھر شیری سے بولا۔۔۔

بس یہی تھا۔۔۔وہ اسکا کندھا تھپتھپا کر پری کی تلاش میں میں نظریں پھیری جو اسے نا دیکھی۔۔۔

اچھا آئو اندر۔۔۔سفیان کو واپس مڑتا دیکھ کر بولا۔۔۔

نہیں یار گھر میں بہت کام ہیں بھائی اکیلا گھر کی سجاوٹ دیکھ رہا ہے۔۔۔میں حور کو چھوڑنے آیا تھا اب جا رہا ہوں۔۔۔پھر کبھی۔۔۔کہتے ایک نظر اوپر حور کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتا۔۔۔واپس چلا گیا۔۔۔

اور شیری اندر آیا دل بے چین تھا پری کو دیکھنے کے لیے۔۔۔پر وہ دیکھ نہیں رہی تھی۔۔۔وہ سوچتا کچن کی طرف کافی کا کہنے چل دیا سر میں بہت درد ہو رہا تھا۔۔۔

آ گئے تم۔۔۔عالیہ بیگم نے شیری کو کچن میں داخل ہوتے دیکھ کہا۔۔۔پر شیری کی نظر پری پر تھی۔۔کندھوں پر دوپٹہ ڈالے لمبے بال پونی میں جکڑے اسکی کمر پر لہرا رہے

تھے۔۔۔عالیہ بیگم کے ساتھ کھڑی کسی بات پر مسکرا رہی تھی۔۔۔شیری کو دیکھ اسکے ہونٹوں سے مسکراہٹ کہیں غائب ہوئی۔۔۔۔جو شیری کو ذرا بھی پسند نہیں آئی۔۔۔۔

ہاں آگیا۔۔کیونکہ آپکی بہت یاد آرہی تھی اس لیے۔۔۔۔وہ چلتا اسکے قریب آیا اور پیار سے اسکے گرد بازو پھلا کر بولا البتہ نظر پری پر تھی جیسے اس سے بولا ہو۔۔۔۔اور یہ سچ ہی تو تھا وہ کہنا بھی اسی سے ہی چاہتا تھا اگر وہ سمجھتی۔۔

چلے ہٹ بدماش دیکھی ہے کتنی یاد آتی ہے گھر والوں کی جو سارا دن رات غائب رہتے ہو۔۔۔اسنے مصنوعی جھڑکتے کہا۔۔۔جس پر شیری مسکرا دیا۔۔۔

سچی بڑی مما بہت آتی ہے۔۔۔اس لیے دیکھو میری آنکھوں میں نیند سے بھری ہوئی ہے۔۔آپ لوگوں کی فکر میں ساری رات نیند نہیں آئی۔۔۔۔وہ شرارت سے کہتا

پیچھے ہوا اور برتن صاف کرتی ملازمہ کے سارے صاف برتن واپس اسکے سامنے رکھے اور اشارے سے کچھ بھی کہنے سے منا کیا۔۔۔پری یہ سب نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی عالیہ بیگم کی پشت تھی اس لیے وہ نہیں دیکھ سکی۔۔۔ملازمہ بیچاری پریشان ہوتی واپس وہی برتن صاف کرنے لگی۔۔۔۔

پلیز بڑی مما جلدی کافی بیج دیں روم میں میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے۔۔۔کہنے کے ساتھ سر مسلنے لگا۔۔۔پھر پری پر ایک نظر ڈالتا مسکرا کر آنکھ دباتا کچن سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

پری نا سمجھی سے کندھے اچکا کر رہ گئی پر اسکے آنکھ دبانے پر اتنی تو ہمت آگئی تھی کے پیچھے اسے کوستی رہی۔۔۔۔اور شیری کی موجودگی میں اسے ڈر نہیں لگا تھا کیوں کہ عالیہ بیگم جو ساتھ تھی۔۔۔۔

عالیہ بیگم نے شیری کے لیے کافی بنا کر ملازمہ کی طرف مڑی جسکے اتنے ہی برتن سامنے پڑے تھے۔۔۔۔

تمہیں اتنی دیر ہوئی ہے ابھی تک برتن ویسے ہی پڑے ہیں۔۔۔۔وہ اس سے شہریار کو کافی دینے کا کہنا چاہتی تھی۔۔۔۔اور خود حماد صاحب والوں کو دینے جا رہی تھی چائے۔۔۔۔پر ملازمہ کے برتن ویسے ہی پڑے دیکھ کر غصے سے بولی۔۔۔۔

بب۔۔ بیگم صاحبہ ہمنے تو۔۔۔۔وہ ہڑبڑا گئی۔۔۔پھر شیری کا بتانے والی تھی پر کچھ دیر پہلے والا اسکا اشارہ یاد آیا تو خاموش ہوتی سر جھکا گئی۔۔۔۔۔

بیٹا تم جا کر دے آئو تب تک میں سب کو دینے جا رہی ہوں۔۔۔۔ڈرو نہیں صرف دروازہ ناک کر کے وہیں سے دے دینا۔۔۔۔عالیہ بیگم نے پری کا پیار سے گال چھو کر بولی۔۔۔جس پر پری بدحواس ہو گئی۔۔۔۔اور شیری کی چالا کی سمجھ کر اسکے ہاتھ میں پسینے آنے لگے۔۔۔۔۔

مم ۔۔۔ میں کیسے ۔۔۔۔ وہ پریشانی سے بولی ۔۔۔۔ دل کر رہا تھا کہیں غائب ہو جائے ۔۔۔۔۔ وہ اتنا تیز تھا کہ ملازمہ کو پہلے ہی پھنسا دیا ۔۔۔۔

اچھا تم رہنے دو میں بعد میں آ کر دیتی ہوں ۔۔۔۔ وہ اسکا خوفزدہ چہرہ دیکھ کر بولی ۔۔۔۔ اور پھر ٹرے اٹھا کر جانے لگی کہ پری پیچھے سے بولی ۔۔۔

مم ۔۔۔ میں جا رہی ہوں دد ۔۔ دینے ۔۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ کو مسل کر کہتی کانپتے ہاتھوں سے ٹرے اٹھائی ۔۔ اسے عالیہ بیگم کو یوں جواب دینا اچھا نہیں لگا ۔۔۔۔۔

خوش رہو ۔۔۔۔۔ عالیہ بیگم پیار سے کہتی چلی گئی ۔۔۔ اور پری کلمہ پڑھ کر شیری کے کمرے کی طرف روانہ ہوئی ۔۔۔۔۔

کانپتے ہاتھوں سے دروازے پر دستک دی۔۔۔۔

آجائو۔۔۔۔ شیری کی اجازت پر وہ دروازے کو دیکھ کر بولی۔۔۔۔۔

پی۔۔ یہاں سے لے لیں۔۔۔ اسکے کہنے پر جواب تو نہیں آیا پر کچھ دیر میں قدموں کی چاپ دروازے کی طرف آتی سنائی دی۔۔۔۔ وہ ڈر کر تھوڑا پیچھے ہوئی۔۔۔

شیری نے چہری پر اپنی کامیابی کی مسکراہٹ سجاکر دروازہ کھولا اور تھوڑا سا ہاتھ آگے بڑھایا کافی کے لیے۔۔۔۔۔

پری نے اسکی طرف دیکھتے ڈرتے ڈرتے ٹرے آگے کی تو شیری نے ٹرے کے بدلے اسکی کلائی سے پکڑ کر اندر کیا اور دروازے کو واپس بند کر دیا۔۔۔ یہ سب اسنے اتنے اچانک کیا کے پری کو کچھ کرنے کا موقعہ بھی نا ملا۔۔۔۔۔

کک۔۔کافی لو مم۔۔مجھے جانا ہے۔۔۔۔وہ اپنے خوف سے فق چہرے کے ساتھ ٹرے آگے کرتی بولی۔۔۔۔اسکے ہاتھوں کی لرزش کی وجہ سے ٹرے بھی کانپ رہی تھی۔۔۔۔وہ سر جھکائے بولتی شیری کے دل کی تاروں کو چھیڑ رہی تھی۔۔۔۔۔

اگر نا جانے دوں تو۔۔۔۔ٹرے اسکے ہاتھ سے لے کر ٹیبل پر رکھا۔۔۔وہ موقعہ دیکھ کر بھاگ رہی تھی جب شیری نے اسے پکڑ کر کھینچا اور اسکی دونوں کلائیوں کو اپنے مضبوط ہاتھ میں لیکر دیوار سے قید کر لیا۔۔۔۔۔

یی۔۔یہ کیا کر رہے ہیں۔۔ہہ۔۔۔ہٹئے پیچھے۔۔۔۔پری اسکی گرم سانسوں کو اپنے اوپر محسوس کرتی گھبراتی اس سے خود کے ہاتھوں کو آزاد کروانے لگی۔۔۔جس میں ناکام رہی۔۔۔۔۔

پیچھے کے راستے تمنے چھوڑے کہاں ہے جانم۔۔۔۔گھمبیر لہجے میں کہتے پری کو سانسیں روکنے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔شیری کی انتہائی قربت پر وہ پسینہ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔مجھے ج۔۔جانے دیں۔۔۔۔پپ۔۔پلیز۔۔۔۔۔میں صرف کک۔۔۔کافی دینے آئی تھی۔۔۔۔وہ اسکی آنکھوں میں ڈرتے دیکھ کر التجا کرنے لگی۔۔۔۔۔

پر ییننے تو صرف کافی لانے کے لیے نہیں بلایا تھا۔۔۔وہ اسکے چہرے پر موجود بالوں کی لٹوں کو انگلی سے کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

یہ۔۔یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔شیری کی انگلی کو اپنے چہرے پر پھیرتے دیکھ کر وہ گھبرا کر کہتی چہرے کو جھٹکنے لگی۔۔۔۔۔

جانم تمہیں محسوس کر رہا ہوں کہ تم صرف میری ہو۔۔۔۔۔تمہیں صرف میرے لیے بنایا گیا ہے۔۔۔۔تم پر صرف میرا حق ہے۔۔۔۔۔پری صرف شہریار کی ہے۔۔۔۔وہ صرف اسکی بن کر رہے گی۔۔۔۔تاحیات۔۔۔شہریار کو سوچے گی۔۔۔۔اپنے دل کو اسکے لیے دھڑکائے گی۔۔۔۔

وہ جنونیت سے کہتا پری کو کوئی پاگل لگ رہا تھا۔۔۔۔۔اسے شیری سے پہلے سے بھی کافی زیادہ ڈر لگنے لگا۔۔اسکی جنونی باتیں اسے خوفزدہ کر رہی تھی۔۔۔ٹانگیں کانپنے لگی

۔۔۔۔اور پری کا چہرا شیری کے چہرے کو خود پر جھکتے دیکھ کر ہلدی کی جیسا زرد پڑ گیا۔۔۔۔۔

پر شیری کو وہ سب کہاں دیکھ رہا تھا اسے تو صرف اسکی قربت پاگل بنا رہی تھی۔۔۔۔۔دل میں تھا کے اسے دل چیر کر اندر چھپا لے۔۔۔۔۔ساری دنیا سے چھپا لے۔۔۔۔ایسی دنیا میں دونوں چلے جائیں جہاں صرف ان دونوں کے علاوہ کوئی اور نا ہو۔۔۔۔اسنے ایک ہاتھ آہستہ سے پری کی نازک کمر کو پکڑ کر خود کے قریب کیا۔۔۔

اور ان سب میں کھویا۔۔۔

وہ دیوانہ وار اسکے چہرے کے ہر نقش کو چھو رہا تھا۔۔۔پری کی اکھڑتی سانسوں کی پروہ کیئے بغیر۔۔۔۔۔جب اسے خود سے ڈر لگنے لگا تو ایک جھٹکے سے پری سے دور ہوا ۔۔۔۔۔پری آنکھیں میچیں لرزتی کانپتی دیوار سے لگی اپنے تنفس کو بحال کرنے لگی۔۔۔۔۔

شیری نے خود کو سنبھال کر ایک گہرا سانس لیا۔۔۔۔پھر پری کی طرف نظریں اٹھائی جو ویسی ہی دیوار سے لگی۔۔۔زرد چہرے سے رو رہی تھی۔۔۔۔۔

Iam Sorry Honey ......

وہ پہلی بار شرمندہ ہوتا اسکے آنسوں صاف کرتے بولا۔۔۔اس سے پری کی حالت دیکھی نہیں جارہی تھی۔۔۔دل میں جیسے خود کو درد محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔

آآ۔۔۔آپ۔۔۔۔ب۔۔بہت۔۔گندے ہیں۔۔۔میں۔۔آپ سے بہت۔۔۔نن۔۔نفرت۔۔۔کرتی۔۔ہوں۔۔۔بہت۔۔۔

میں آپکی کبھی۔۔۔نہیں۔۔۔ہوں۔۔۔۔کبھی۔۔۔نہیں۔۔مم۔۔میں۔۔چلی جائوں گی۔۔۔بہت۔۔۔بہت۔دور۔۔۔آپسے۔۔۔وہ اسکے ہاتھ جھٹکتی پہلی بار غصے سے کہتی۔۔۔۔شہریار کو ساکت کر گئی۔۔۔۔اسکی آنکھیں پری کے لفظوں پر غصے

کی زیادتی سے سرخ ہو گئی۔۔۔ایک جھٹکتے سے سختی سے اسکے بازو سے پکڑا اپنے قریب کیا کر سرد آواز میں غرایا۔۔۔

میں ایسا کبھی نہیں ہونے دونگا سمجھی۔۔۔انسان ہوں تو انسان ہی رہنے دو۔۔۔۔حیوان بننے پر مجبور نا کرو۔۔۔پری۔۔۔۔اگر دنیا کے کونے میں بھی چھپو گی تو وہاں سے بھی ڈھونڈ لونگا۔۔۔۔ آج ایسا بولا ہے آئندہ بولو گی تو شہریار کا جنونی روپ دیکھو گی۔۔۔کہنے کے ساتھ اسے بیڈ پر دھکیلتا باتھروم کی طرف مڑا۔۔۔پری کو لگ رہا تھا جیسے اسکا دماغ سن ہو گیا ہو۔۔۔دل کی دھڑکنوں کا شور اسے ڈرا رہا تھا۔۔۔

اور ایک بات اگر آئندہ دوپٹہ سر پہ نہ دیکھا تو اپنی خیریت کی مجھ سے کوئی امید نا کرنا۔۔۔۔وہ سرد آواز میں گویا ہوا اور دھاڑ کی آواز میں باتھروم کا دروازہ بند کیا۔۔۔جس پر پری اچھل کر بیڈ سے اٹھی۔۔۔

اور باتھ روم کے بند دروازے پر ایک نفرت بھری نظر ڈال کر کمرے سے بھاگی۔۔۔ کیوں کے اندر باتھروم سے شیشا ٹوٹنے کی زوردار آواز آئی۔۔۔

❤❤❤❤❤

کل رات کو مایوں کا فنکشن تھا۔۔۔۔ پر حور کی طبعیت کی وجہ سے سب پریشان تھے۔۔۔ حور کو بہت تیز بخار تھا۔۔۔۔ کوئی سمجھ نہیں پا رہا تھا سوئے سفیان کے۔۔۔۔

کہ اچانک اسکی طبعیت کیوں خراب ہو گئی ہے۔۔۔

ڈاکٹر نے کہا کہ دماغ پر دبائو اور ڈر پریشانی سے اسکی یہ حالت ہوئی ہے۔۔۔۔ وہ مسلسل غنودگی میں بڑبڑا رہی تھی۔۔۔ جو کسی کو سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔۔ انجکشن لگانے کے بعد وہ آرام کر رہی تھی۔۔۔ پر یہاں سب پریشان تھے۔۔۔۔

شیری اسکے قریب بیٹھا سر پر بوسہ دیتا۔۔۔۔ اسے دیکھنے لگا۔۔۔ جسکے آنکھوں کے نیچے ہلکے آ گئے تھے۔۔۔۔۔

کچھ بھی تھا کتنا لاپروہ تھا پر اپنی بہنوں میں اسکی جان تھی۔۔۔ وہ جان سے زیادہ عزیز تھیں اسے۔۔۔۔۔

سفیان حد سے زیادہ پریشان تھا اسے موقعہ ہی نہیں مل رہا تھا حور سے ملنے کا۔۔۔۔

اسے جب حور کی طبعیت خراب ہونے کا پتا لگا تو وہ دوڑتا ہوا ملک ولا پہنچا۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

مایوں کے فنکشن کی اریجمنٹ لان میں کی گئی تھی۔۔۔ اسٹیج کو گیندے چمبیلی اور گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔ ہر طرف خوبصورت لائٹیں جگمگا رہی تھی۔۔۔

سب مہمان آچکے تھے۔۔۔اور مایوں کی رسم سے پہلے نکاح پڑھوایا گیا تھا۔۔۔دراب مشال اور حسن نوشین کا۔۔۔

دراب کے چہرے پر مسکراہٹ ہی انوکھی تھی۔۔۔۔اور ہوتی بھی کیوں آج مشال احمد سے مشال دراب جو بن گئی تھی۔۔۔اسکی سب سے بڑی خواہش جو اسے مل گئی تھی۔۔۔۔اب دونوں دراب اور حسن بیٹھے انکے منتظر تھے۔۔۔۔

کمیل کی فیملی بھی موجود تھی اور کمیل نے اپنی ماں کو پری سے ملوانا تھا۔۔۔وہ اسے کھو نہیں سکتا تھا۔۔۔اسے یہ ماننے سے کوئی عار نہیں تھی کہ اسے پریہ سے پہلی نظر میں پیار ہو گیا تھا۔۔۔۔

دراب اور حسن نے سفید کلر کی شیروانی پر زرد کلر کے مفلر لیے تھے۔۔۔۔جس میں وہ بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔۔۔۔

شہریار اور سفیان دونوں نے بلیک کلر کے سوٹ پہنے تھے۔۔۔ جس وہ کافی ڈیشنگ لگ رہے تھے۔۔۔ فنکشن میں موجود لڑکیوں کی آنکھوں میں چمک رہے تھے۔۔۔ ہر کوئی لڑکی مڑ مڑ کر انہیں دیکھتی۔۔۔۔ کمیل نے براؤن شیروانی پہنی تھی جس میں بہت اچھا لگ رہا تھا۔۔۔

سفیان کی نظریں بے چینی سے حور کی منتظر تھی۔۔۔ کل سے اسے نہیں دیکھا۔۔۔ صرف یہ سنا تھا کہ بخار تھوڑا کم ہوا ہے تو وہ تیار ہوئی ہے فنکشن کے لیے۔۔۔ اب سفیان نے جو سنا تو بے چینی سے اسکے انتظار میں تھا۔۔۔ جس کے آنے کی کوئی کرن نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔

❤❤❤❤❤

شیری تو اپنی کرنے والوں میں سے تھا۔۔اسکی ڈکشنری میں ویٹ نام کا کوئی الفاظ نہیں تھا۔۔۔

وہ ایک نظر سب پر ڈالتا اندر کی طرف چلا آیا۔۔اس سے انتظار ہی نہیں ہو رہا تھا پری کو دیکھنے کا اور ویسے وہ سب سے پہلے خود دیکھنا چاہتا تھا اسے۔۔۔وہ پہلے خود اسکی تعریف کرنا چاہتا تھا۔۔اسکے سجنے پر اپنا حق سمجھتا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

حور کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی تو پری ہی عالیہ بیگم کے چھوٹی موٹی ہیلپ کروا رہی تھی جس پر وہ تھوڑی تیار ہونے میں لیٹ ہو گئی تھی۔۔۔سب تیار ہو گئی۔۔۔حور نے گرے کلر کا بھاری مگر خوبصورت گھیر دار فراک پہنا تھا جس پہ گولڈن کلر کا نفیس نگینوں کا کام کیا گیا تھا جو۔۔۔اسکے پائوں کو چھو رہا تھا شانوں پر گولڈن کلر کا دوپٹہ زمین کو سلامی دے رہا تھا۔۔۔لمبے بالو کو سٹائل بنا کر کچھ آگے اور باقی پیچھے کھلے چھوڑ دئے تھے

۔۔۔۔پھولوں کے زیور ہاتھوں میں گجرے اور لائٹ میک اپ میں وہ بہت ہی پیار لگ رہی تھی۔۔۔

میک اپ سے سجی اسکی بخار سے سرخ آنکھیں سفیان کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھی۔۔۔۔

پری روم میں آئی تو حور نے اسے اورینج کلر بھاری خوبصورت گھیر یدار فراک دیا دونوں کی ڈزائن سیم تھی۔۔۔پر کلر چینج۔۔۔۔

ح۔۔حور یہ مجھ سے نن۔۔نہیں بندھیں گی۔۔۔پری نے فراک کے بیک سائیڈ پر موجود ڈوریوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔۔۔۔

تم پہن کر باہر آنا پھر میں باندھ دونگی۔۔۔اور پری اثبات میں سر ہلا کر باتھ روم میں گھس گئی۔۔۔۔

ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔حور نے دروازہ کھولا تو ملازمہ تھی۔۔۔

اسنے کہا کہ آپکو مشال بی بی پکار رہی ہے اور پری سے گجروں کا پوچھنا تھا مشال اور نوشین کے پار لروالی بی بی مانگ رہی ہے۔۔۔

ٹھیک ہے تم چلو میں وہ لیکر آتی ہوں۔۔۔حور نے پری سے پوچھا تو وہ غلطی سے اسٹور روم میں رکھ کر آئی ہے۔۔۔پھر حور نے کہا۔۔۔

ٹھیک ہے تم جب تک باہر آئو میں گجرے دیکر آتی ہوں۔۔۔۔۔ پری کے او کے کہنے پر حور دور باہر سے لاک کرتی چلی گئی۔۔۔۔

💗💗💗💗💗

سفیان سے اور انتظار نا ہوا تو وہ سیدھا اندر چلا آیا۔۔۔۔ کچھ دیر اسے ڈھونڈنے کے بعد وہ اسے اسٹور روم کی طرف اپنا فراک سنبھالتی جاتی ہوئی نظر آئی۔۔۔۔

وہ اسکے حسین روپ کو دیکھتے ہی ساکت ہو گیا تھا۔۔۔۔ سفیان کو وہ آج سچ مچ کی حور لگی۔۔۔۔ اسنے چشمہ بھی نہیں پہنا تھا۔۔۔ سفیان کو اور مدہوش کرنے کے لیے۔۔۔۔

اس سے اور رہانا گیا تو اسکے قدم خود بخود اسکی اور جانے لگے۔۔۔۔

حور اسٹور روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور اسکی لائیٹ جلائی۔۔۔۔

پھر جلدی جلدی گجرے ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔جو اسے ٹیبل پر رکھے ملے۔۔۔۔

اسنے ابھی انکی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔۔۔۔وہ گھبرا گئی اسے لگا کسی بچے نے شرارت کی ہو گی اسے بند کر کے۔۔۔یہی سوچتی وہ مڑی تو بلب کی مدہم روشنی میں بلیک سوٹ اور بالوں کو سٹائل سے سیٹ کیے اپنی پوری وجاہت سے دروازے سے ٹیک لگائے۔۔۔آنکھوں میں پیار جزبات اور چہرے پر حسین مسکراہٹ لیے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو سچ مچ کی حور۔۔۔گھمبیر جزبوں سے چور آواز میں گویا ہوا۔۔۔۔

حور کے خوبصورت چہرے پر خوف کے سائے لہرانے لگے اور اسکے دروازہ بند کرنے پر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔

یہ۔۔یہ دروازہ کیوں بند کیا ہے۔۔۔۔اسکی تعریف کو اگنور کرتی۔۔۔چاہ کر بھی خود کی آواز کو مضبوط نا کر سکی کیوں کے سفیان کے گہری نظریں اپنے وجود پر محسوس کرتی وہ لرزنے لگی تھی۔۔۔

ابھی اسے اسکی دو دن پہلے والی حرکت اور اسکے ساتھ جو اسنے کیا وہ بھول نہیں پائی تھی۔۔۔۔

تا کہ ہم دونوں بغیر ڈسٹربنگ کے ایک ساتھ کچھ پل گذار سکے۔۔۔کیوں بیگم ٹھیک سوچا نا۔۔۔۔وہ اپنی گھمبیر آواز میں کہتا حور کی طرف قدم اٹھانے لگا۔۔۔۔

بکواس نا کرو میں تمہاری بیگم نہیں ہوں سمجھے۔۔۔۔غصے سے کہتی۔۔۔

اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر پیچھے کو کھسکنے لگی۔۔۔دیکھو س۔۔سفیان میرے قریب مت آنا میں شور مچا دونگی۔۔۔اور سب کو تمہاری زبردستی نکاح کرنے کے بارے میں بتا دونگی۔۔

وہ پیچھے ہوتی دیوار سے لگتی انگلی سے اسے دور رہنا کو اشارہ کرتی اسے دھمکانے لگی۔۔۔۔۔اسے سفیان کی بولتی نظریں خوفزدہ کر رہی تھی۔۔۔۔

بتادو۔۔۔۔پر ابھی نہیں یہاں سے جانے کے بعد۔۔۔۔کہنے کے ساتھ دونوں طرف ہاتھ رکھ کر اسے قید کر لیا۔۔۔

وہ آیا تو اسکی خیریت معلوم کرنے تھا پر حور کا حسین روپ دیکھ کر خود کو اسکے قریب جانے سے نا روک سکا۔۔۔

پلیز سیفی د۔۔دور ہٹو مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔وہ اپنی آنکھیں اسکے قریب آنے پر میچیں اپنی کانپتی آواز میں التجا کرنے لگی۔۔۔

اگر یہاں سب کی پہنچ سے دور اکیلے سفیان کے حصار میں نا ہوتی تو اسکی حالت بگاڑ دیتی اسکے کئے پر۔۔۔۔

پر اس وقت سفیان کی آنکھوں میں جزباتوں کا سمندر اور اپنے اتنے قریب ہونے پر وہ التجا کے سوا کچھ بھی نا کر سکتی تھی۔۔۔۔۔

ویسے ڈر تو مجھے لگنا چاہیے کہ مجھ سے کچھ ہو نا جائے تمہارے قیامت روپ کو دیکھنے کے بعد۔۔۔۔وہ اپنی انگلی اسکے چہرے سے بال دور کرتا معنی خیزی سے گویا ہوا۔۔۔۔

اسکی بات کا مطلب سمجھ کر حور کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئی۔۔۔۔اور ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہوئے۔۔۔۔

جنہیں سفیان نے دیکھ کر چہرے پر ہلکی سی پھونک ماری۔۔۔۔حور اس پر لمبا سانس کھینچ کر رہ گئی۔۔۔۔

اسکی نظریں حور کے چہرے کے ہر نقش میں الجھنے لگی۔۔۔۔وہ اسکے تھوڑا مزید قریب ہوا تو حور نے بوکھلا کر اسے دور کرنے کے لیے جیسے ہاتھ اٹھائے تو سیدھے اسکی بلند آواز میں دھڑکتے دل کی جگہ پر لگے۔۔۔۔ایک پل میں حور کے جسم میں جیسے کرنٹ پھیل گیا ۔۔۔۔اسنے گھبرا کر ہاتھ پیچھے کر لیے۔۔۔

اب اسکا بھی دل سفیان کے دل کی دھڑکنوں سے جیسے ریس لگانے لگا۔۔۔۔

سس۔۔سیفی۔۔وہ اپنی حالت سے گھبراتی غصے سے جیسے چیخنے لگی۔۔۔

پر اس سے پہلے سفیان اسکی گردن پر جھک گیا۔۔۔ حور کا سانس بگڑنے لگی۔۔۔ چہرہ لال ٹماٹر کی طرح ہو گیا۔۔۔ اور پھر آہستہ سے سفیان کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے حور کی نازک کمر کو جکڑنے لگے۔۔۔۔

حور اسکی پکڑ میں مچلنے لگی۔۔ آنکھیں سفیان کی حرکت پر پھٹنے کے قریب تھی۔۔۔ گھنی پلکوں کا بار توڑ کر آنسوں گالوں پر پھسلنے لگے جن کو سفیان کے ہونٹوں نے اپنی پوری شدت سے چن لیا۔۔۔

مم۔۔۔ میرا دم گ۔۔ گھٹ رہا ہے چھوڑو مجھے۔۔۔ حور اپنی کانپتی آواز میں بولتی اسکے مضبوط ہوتے حصار کو توڑنے لگی۔۔۔

جب سفیان کو کچھ اسکی طبعیت کا احساس ہوا تو اپنی پکڑ کو ڈھیلا کیا۔۔۔ پر پوری طرح آزاد نہیں کیا تھا۔۔۔۔

حور۔۔۔۔۔کان کے قریب آہستہ سانسوں کے بیچ اسے پکارا۔۔اور اسکے کان کی لو کو ہونٹوں سے چھولیا۔۔۔حور کا پور پور کانپ اٹھا۔۔ناچاہتے ہوئے بھی اسنے مضبوطی سے سفیان کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں پکڑ لیا۔۔۔۔

کچھ پل تو اسکے خوفزدہ چہرے کو دیکھتا رہا اور پھر اسکا جھکا چہرا اوپر اٹھا کر اسکی گھنی بھیگی پلکوں کو دیکھا۔۔۔اسکی گرم سانسیں حور کے چہرے کو چھب رہی تھی۔۔۔

اسٹور روم میں بلب کی مدہم روشنی میں وہ دونوں ایک دوسرے کے انتہائی قریب کھڑے ایک دوسرے کی سانس کی آواز سن رہے تھے۔۔۔

حور کا بخار کی وجہ سے تپتا وجود خوف سے ٹھنڈا پڑنے لگا تھا۔۔سرخ آنکھیں سے مسلسل بہتے آنسوں اسے گلابی بنا گئے تھے۔۔۔

پھر اسنے حور کی دونوں بھیگی آنکھوں کو باری باری اپنے ہونٹوں سے چھوا اور ناک میں چمکتی نوز پن پر کو چوما۔۔۔ حور سانس روکے کھڑی تھی۔۔۔ اسے لگ رہا تھا جیسے وہ سن ہو گئی ہے۔۔۔

وہ ٹھر ٹھر کانپ رہی تھی۔۔ اسکا دل کر رہا تھا سفیان کی خوفزدہ کرتی قربت سے بچنے کے لیے زمین پھٹے اس میں سما جائے۔۔۔۔

اسکی حالت غیر ہونے لگی جب سفیان نے آہستہ سے اسکے ہونٹوں اپنے لبوں سے قید کر لیا۔۔۔ اور کمر پر پکڑ کچھ زیادہ ہی سخت ہوتی گئی۔۔۔۔ وہ سانسیں بند ہونے سے سفیان کو دھکا دینے لگی پر اسکے فولادی وجود کو وہ ٹس سے مس بھی نا کر سکی۔۔۔۔

پھر کچھ لمحو بعد اسنے اسے آزاد کیا تو حور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔۔ وہ پوری پسینے میں نہائی ہوئی تھی۔۔۔۔ اور اپنی سرخ آنکھوں سے غصے سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

ایسے نا دیکھو ظالم بہک جائوں گا۔۔۔۔ پھر تمہیں ہی شکایت ہو گی۔۔۔۔۔ اب اپنا خیال رکھنا اور جلدی ٹھیک ہو جانا۔۔

مجھ سے دور بھاگنے کا کبھی تصور بھی نہیں کرنا۔۔۔۔ سرگوشی میں کہتا اپنے انگوٹھا اسکے بھیگے سرخ ہونٹوں پر پھیرتا۔۔۔ اسٹور روم سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

اور حور سرخ چہرے کے ساتھ اسکی پشت کو بھیگی آنکھوں سے نفرت سے دیکھنے لگی ۔۔۔ پھر کچھ دیر بعد خود کو سنبھالتی اٹھی اور اسٹور روم کو لاک کرتی گجرے دینے چلی آئی مشال کے روم میں کیونکہ نوشین اور مشال کو وہیں پارلر والی تیار کر رہی تھی۔۔۔۔

کہاں تھی حور اتنی دیر۔۔۔ نسرین بیگم اسکے سرخ چہرے کو دیکھ پوچھنے لگی۔۔۔۔

جس پر حور گڑبڑا کر بولی۔۔۔

وہ۔۔وہ گجرے لینے گئی تھی۔۔۔مل نہیں رہے تھے۔۔تو بس ان میں دیر ہو گئی۔۔۔پھر ان کی کھوجتی نظروں سے بچتی مشال کے قریب ہوتی انکے پھولوں کے زیور پہناتی پارلر والی سے ایسے ہی باتیں کرنے لگی جو ان کی جان پہچان والی تھی۔۔۔

اس سب میں حور کو پری تو بھول ہی گئی تھی۔۔۔

مشال اور نوشین نے بھاری ہلدی کلر کا شرارہ پہنا تھا۔۔۔جس پر کندن اور نگینوں سے نفیس سا کام کیا گیا تھا۔۔۔پھولوں کے زیور میں بالوں کو سٹائل سے جوڑے میں باندھے خوبصورت سے میک اپ میں وہ بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔

سر پر بھاری نگینوں سے سجا ہم رنگ دوپٹے سے گھونگھٹ کروایا گیا تھا۔۔۔۔کلائیوں میں پہنے پھولوں کے کڑے۔۔۔پیروں میں خوبصورت ہیل میں وہ کوئی اپسرہ ہی لگ رہیں تھیں۔۔۔

❤❤❤❤❤

انکے تیار ہونے پر انہیں لیکر باہر اسٹیج پر لایا گیا۔۔۔۔

جہاں سب انہیں دیکھنے کے بعد ہر طرف شور سا مچ گیا تھا۔۔۔ہوٹنگ کی جا رہی تھی۔۔۔۔

رنگ بے رنگی جلملاتی روشنیوں میں انہیں اسٹیج پر لایا گیا اور دراب کے پاس مشال اور حسن کے پاس نوشین کو بیٹھایا۔۔۔۔

دراب تو اسکے گھونگھٹ کرنے پر ہی جھنجھلا یا گیا تھا۔۔۔ کتنا دل کر رہا تھا اسے دیکھنے کو پر یہ ظالم رسمیں۔۔۔۔۔

مووی میکر انکی مووی بنانے لگا۔۔۔۔۔۔

مشال کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکے اندر عجیب سی فیلنگس تھی۔۔۔۔ دراب کے ساتھ ایک نئے رشتے میں بندھنے سے۔۔۔

نکاح مبارک ہو۔۔۔ مسز دراب۔۔۔۔ اسنے آہستہ سے اسکے قریب سرگوشی کی جس پر مشال کے سجے چہرے پر پیاری سی مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔

آپکو بھی نکاح مبارک ہو مسٹر مشال۔۔۔۔۔ اسکے جواب پر دراب کا زبردست قہقہہ لوگوں کو اور بھی اپنی طرف متوجہ کر گیا۔۔۔ مشال جھینپ گئی۔۔۔ اور شرمندگی سے سر اور جھکا لیا۔۔۔

سب کے چہرے پر مسکراہٹ چھائی تھی۔۔۔۔

حور بیٹا پری کہاں ہے ابھی تک آئی نہیں یہاں۔۔۔۔عائمہ بیگم نے حور سے پری کو یہاں ناپا کر پوچھا۔۔۔۔حور جو کب سے سفیان کی نظروں سے الجھتی اس سے بچتی پری کو تو بلکل فراموش کر گئی تھی۔۔۔۔

عائمہ بیگم کے پوچھنے پر زبان دانتوں میں دبا کر سر پر ہاتھ مارتی بولی۔۔۔۔

اففف مما شکر ہے آپنے یاد کروایا میں تو اس بیچاری کو بھول ہی گئی تھی۔۔۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر پری کو لگا حور آگئی۔۔۔۔وہ باتھروم سے نکل کر باہر آئی۔۔۔۔

ح۔۔ حور میرے ب۔ بال الجھ گئے ہیں ڈوریوں میں۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ سے پیچھے کو بال نکالنے کی کوشش کرتی۔۔ بنا دیکھے ڈریسنگ آئینے کے سامنے آئی۔۔۔ اسکا سر نیچے جھکا تھا۔۔ آدھے لمبے بھیگے بال جن سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھی۔۔ کچھ آگے اور باقی کے پیچھے اسکی ڈوریوں سے الجھے ہوئے تھے۔۔۔ معصوم بھیگے چہرے پر بھی چھوٹی چھوٹی بوندیں موجود تھی۔۔۔

وہ اورینج بھاری فراک میں پری ہی لگ رہی تھی۔۔۔ شیری کی نظریں اسکے بالوں سے ہوتی پشت پر گئی جہاں سیاہ تل پورے آب و تاب سے جگمگا رہا تھا۔۔ ڈریاں کھلنے کی وجہ سے اسکی آدھی پیٹھ بلکل نمایا تھی۔۔۔ اسکے اندر اسکا ڈریس دیکھ کر جیسے لاوا ابلنے لگا۔۔ جب وہ اسکا سر بغیر دوپٹے کے نہیں دیکھ سکتا تھا تو یہ بے ہودا ڈریس کیسے اس پر برداش کر سکتا تھا۔۔

شیری نے غصے سے اپنی نظریں پھیرلی۔۔۔ اور تیش میں آکر اسکے پیچھے آیا۔۔

یہ کیسا بے ہودہ ڈریس پہنا ہے۔۔ جھٹکے سے اسکا رخ اپنی طرف کرتے وہ غصے سے غرایا

۔۔۔

پری تو جیسے ساکت ہو گئی۔۔ حور کی جگہ پر شیری کو دیکھ کر اسکا چہرا فق ہو گیا۔۔۔ خوف سے ٹانگیں لرزنے لگی۔۔۔ اپنے بازو پر شیری کی پکڑ اتنی سخت تھی کہ اسے لگا وہ ٹوٹ جائیں گے۔۔۔

مم۔۔ مینے نن۔۔۔ نہیں لیا۔۔۔ وہ آنکھیں میچے کپکپاتی بولی۔۔۔ اسکی بات پر پکڑ اور سختی ہوئی تو پری کے منہ سے بے ساختہ سسکی نکلی۔۔۔

آہہہہ۔۔۔ وہ اپنے بازو کے طرف درد سے جھک گئی۔۔۔ تو سارے بھیگے بال شیری کی باہوں میں گرے وہ جو قہر برساتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا بالوں کو دیکھا۔۔۔

دیکھا تو تھا نا۔۔۔

اسکے بالوں سے پکڑ کر چہرے اونچا کیا۔۔۔تو اسکی بھیگی گھنے پلکوں کا بار توڑ کر آنسو گالوں پر بہنے لگے۔۔

شیری کی اندر اسکے دو دن پہلے والے الفاظوں کا غصہ جمع تھا جو آج اسے اس ڈریس میں دیکھ کر سب ساتھ حساب لینے لگا۔۔۔

م۔۔مجھے درد ہو رہا ہے پپ۔۔پلیز چھوڑیں۔۔۔وہ اپنی خوفزدہ آنکھیں کھول کر بھوری سرخ آنکھوں میں دیکھ کر التجا کرنے لگی۔۔جس پر شیری کے چہرے پر مسکراہٹ سی آگئی۔۔۔

مجھے بھی ہوا تھا درد جب تمنے دور جانے کا کہا۔۔۔وہ اسکے چہرے کے قریب آہستہ سے بولا۔۔۔

پری نے حیریت سے اسے دیکھا۔۔۔یہ کیسا انسان تھا جو پہلے اسے اپنی زندگی میں آنے پر تکلیف دے رہا تھا اور اب اسے کے جانے پر۔۔۔

خیر یہ تو تمہارے بس میں نہیں شیر کی قید سے نکلا۔۔ پر جو بس میں ہے وہ یہ کہ خود صرف شہریار کے لیے سوچو۔۔۔ اپنے آپ کو شیری کی امانت سمجھ کر ہر بری نظر سے چھپو۔۔۔ اگر یہ تم نا کر سکی تو شہریار کو اپنی چیزیں دنیا سے چھپانی آتی ہیں۔۔۔

تو میرے چھپانے سے بہتر ہے خود اپنے آپ کو چھپائو اگر یہ کام میںنے کیا تو انسان کی آواز سننے کو ترسو گی صرف میرے علاوہ کسی زیروح کو نہیں دیکھ سکو گی۔۔۔ مسز شہریار ملک۔۔۔

کہنے کے ساتھ اس کا رخ آئینے کے طرف کیا اور بغیر اسکی ہچکیاں بھرتی حالت کی پروہ کیے۔۔ اسکے بالوں کو ڈوریوں سے نکالنے لگا۔۔۔ اسکے ہاتھ کی انگلیاں پری کی پیٹھ کو چھو رہی تھی جس پر اسکے پور پور میں سرسراہٹ پھیل جاتی۔۔۔ منہ پر سختی سے ہاتھ جمع لیا۔۔۔ اور آئینے میں نفرت سے اسکے عکس پر کبھی کبھی نظر ڈال لیتی۔۔۔

شیری اسکے بالوں کو ڈوریوں سے نکال کر آگے رکھا تو کالا تل اور بھی واضح ہو گیا اسکی نظر اس سے ہوتی۔۔۔ پری کو آئینے میں دیکھا۔۔ سفید چہرا لیے سرخ سرمئ آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ شیری کے دیکھنے سے۔ اسکے چہرے پر خوف کے سائے لہرانے۔۔۔ بھوری آنکھوں کے دیکھنے پر اسنے جلدی سے آنکھیں میچلیں۔۔۔۔

جس شیری مسکرا دیا اور اپنی انگلیوں کی پشت اسکے تل پر پھیری۔۔۔ جس پر پری کے منہ سے خفناک چیخ نکلی۔۔۔۔

اور شیری کی مسکراہٹ قہقہے میں تبدیل ہوئی۔۔۔

دور جانا چاہتی ہو۔۔۔۔ اسکی ڈوریاں باندھ کر دیکھی جس سے اسکی پیٹھ چھپ گئی۔۔۔ تو اسے کچھ سکون سا محسوس ہوا۔۔۔

پھر بالوں کو آگے کرتے پوچھا۔۔۔ جس پر پری نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ تو شیری مسکراتے گویا ہوا۔۔۔۔

گڈ گرل مائے ہنی ڈارلنگ۔۔۔اب جلدی سے تیار ہو کر آجاؤ سب ویٹ کر رہے ہوں گے انکی گڑیا کا۔۔۔سو ڈونٹ ویسٹ ٹائم۔۔۔اسکی آنسو سے بھیگی رخسار تھپتھپا کر بولا ۔۔۔اور اسکے بالوں کی نکلتی مہک میں منہ دیکر ایک لمبی سانس لیکر اسکی گردن کی شہ رگ پر اپنے ہونٹ رکھ لیے۔۔۔

پری کی تو مانو سانس اٹک گئی۔۔۔اسنے بے دردی سے ناخون اپنی کلائی میں گاڑھ دئے۔۔۔۔اور درد کو اپنے اندر اتارتی آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔

بالوں کو باندھو ایسے کہ ایک بھی بال دوپٹے سے ظاہر نا ہونا چاہیے۔۔اور دوپٹا ایسے اوڑھنا کہ نا سر دکھے نا تمہاری پیچھے کی ڈوریا۔۔۔اوکے ڈارلنگ۔۔۔۔اسکا رخ اپنی طرف کرتے چہرا اوپر اٹھائے۔۔۔اسے ھدایت دینے لگا۔۔۔۔

جس پر پری نے کوئی جواب نا دیا تو اسنے بازو پر گرفت تھوڑی سخت کی تو وہ روتی بولی۔۔۔

اا۔۔ایسے ہی کک۔کرونگی۔۔۔بھاری آواز میں کہتی چہرے کو نیچے جھکا گئی۔۔۔

مجھے درد دینے کی کوشش کی تو اس سے بھی گہرے زخم ملیں گے۔۔۔ سرد آواز میں کہتا اس پر ایک نظر ڈال کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

پری وہیں روتی بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ اسکے اندر تھوڑی دیر کی جو خوشی تھی سب کہیں ہوا ہو گئی تھی۔۔ ایک جھٹکے سے اٹھی اور ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی ساری چیزوں کو اپنی پوری طاقت سے زمین پر پھینکنے لگی۔۔۔

اور اپنا سارا غصہ ان پر نکالنے لگی۔۔۔۔

ہر طرف کانچ ہی کانچ بکھر گئے تھے اسکی زندگی کی طرح۔۔

اور خود دھرام سے بیڈ پر گر گئی۔۔۔

حور جو اوپر آتی کمرے سے شور سن کر بھاگی تھی۔۔۔کمرے میں آکر دیکھا تو اسکا سر جیسے چکرا گیا۔۔۔

ہر طرف ڈریسنگ ٹیبل کی چیزیں بکھری کچھ ٹوٹی پڑی تھی اور پری بیڈ پر اوندھے منہ ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔

حور کا دل گھبرانے لگا۔۔۔اور وہ ڈرتی آگے کو پری کی طرف بڑھی۔۔

پری نے قدموں کی چاپ سن کر خوف سے سر اٹھایا اسے لگا آواز پر شیری آیا ہو گا۔۔۔پر حور کو دیکھ کر اسکی سانس میں سانس آئی۔۔۔

سارا غم اپنے اندر چھپاتی آنسوں صاف کرتی غمزدہ سی مسکرا دی۔۔۔اگر کسی کو بتاتی تو شاید اسکا کیسا حال کرتا۔۔۔جس وہ تصور بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

پری سب ٹھیک ہے۔۔۔ اسنے گھبراتے ہوئے سرگوشی میں پوچھا۔۔ اسے پری کی سرمئی آنکھوں میں پھیلے دہشت سے ڈر ہونے لگا۔۔

ہہ۔۔ ہاں پر تم کہاں چلی گئی تھی ح۔۔ حور۔۔؟؟ اسنے درد بھری آواز میں پوچھا پر حور کو بہت کرب سا محسوس ہوا اسکی آواز میں۔۔ وہ کانچ سے بچتی پیر سنبھال کر رکھتی بیڈ پر آئی۔۔۔

تو پری روتی اسکے لگے لگ گئی۔۔۔ جس پر حور کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی پری کی حالت دیکھ کر۔۔۔

کیا ہوا ہے پری کچھ بتائو تو صحیح۔۔۔ یہ سب کس نے کیا ہے۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں بھول گئی تھی۔۔۔ وہ اسکی ہچکیاں لیتے وجود کو گلے سے لگائے اسکی پشت تھپتھپاتی شرمندہ سی بولی۔۔

میں ڈر گئی تھی تو ب۔۔ بس مجھ سے یہ۔۔ یہ سب ہو گیا۔۔ اسنے اپنے آنکھوں کو مسل کر حور سے کہا۔۔۔

مجھے معاف کر دو پلیز پری مجھے ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔ وہ اسکے بالوں کو چہرے سے ہٹاتی ندامت سے بولی۔۔۔

کک۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔ وہ زبردستی مسکرائی۔۔۔

پھر حور اسے لیکر دوسرے روم میں آئی اور پری کے مسلسل انکار کو نظر انداز کرتی ہلکا سا میک اپ کر دیا۔۔۔ پھر حور کی حیریت سے پھٹی آنکھوں سے نظریں چراتی جیسا شیری نے کہا تھا بال کلپ سے پورے جکڑ کر سر پر دوپٹہ اوڑھ لیا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

لان میں جہاں کئی لوگ بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔۔۔ حور کے ساتھ آئی۔۔۔۔

وہ بہت پیاری لگ رہی تھی سر پر دوپٹا معصوم چہرے پر لائیٹ سا میک اپ۔۔۔۔

آئمہ عالیہ بیگم نے دیکھ کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔

بلکل پری لگ رہی ہو ماشاللہ۔۔۔ اسکے سر پر ہاتھ پھیرتی پیار سے بولی جس پر پری مسکرا دی۔۔۔۔

اللہ نظر بد سے بچائے۔۔۔۔ عالیہ بیگم نے بھی اسکی تعریف کرتے پیار سے بولی۔۔۔۔

دوستوں سے باتیں کرتے شیری کی بھی نظر اسکی طرف اٹھی تو اسنے ہونٹوں کو گول شیپ میں دے کر وائو بولا۔۔ اور زور سے سیٹی بجائی جس میں کافیوں نے اسکا ساتھ دیا بغیر اسکے سیٹی بجانے کا مقصد سمجھ کر۔۔۔۔

پھر سب بڑوں نے رسم شروع کی اور باری باری ہلدی مشال نوشین والوں کو لگاتے گئے۔۔۔ سب نے خوشی خوشی رسم ادا کی پری حور نے بھی بڑی خوشی سے دونوں نے ہلدی لگائی۔۔۔ بڑوں کے بعد چھوٹوں کی باری آئی تو لڑکیوں نے ہنسی خوشی ہوٹنگ کے دوران انہیں لگانے کے ساتھ ایک دوسرے کو بھی لگاتے گئے۔۔

اب دراب بھائی مشال کو اور حسن بھائی نوشین لگائیگے۔۔۔ ایک کزن کے کہنے پر سب نے ساتھ دیا تو اور زور شور سے ہوٹنگ کرنے کرنے لگے۔۔۔ جس پر دونوں ہی مسکرا دئے۔۔۔ جیسے من کی مراد پوری ہوئی ہو۔۔۔

مشال جو پہلے سے ہی گھبرائی شرمائی سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔اس بات پر اسکی ہتھلیوں پر پسینہ سا ہونے لگا۔۔۔وہ کیسے دراب کے سامنے نظریں ملائے۔۔۔۔سوچتی آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔

بڑے سب انکی فرمائشوں پر مسکرانے لگے۔۔۔۔

پھر دراب نے آہستہ سے گھونگھٹ اٹھایا تو مشال کے حسین روپ کو دیکھ کر جیسے ساکت ہو گیا۔۔۔وہ بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا وہاں اسٹیج پر کھڑے سب کے منہ پر دبی دبی سی ہنسی تھی دراب پہ۔۔۔مشال کو ڈھیروں شرم نے آن گھیرا۔۔۔تو اسنے بغیر دیکھے کو ایک چٹکی کاٹی جس پر وہ کرنٹ کھا کر ہوش میں آیا جس پر سب کے قہقہے گونجے۔۔۔۔

دراب خود اپنی بے خودی پر شرمندہ ہو گیا۔۔۔۔کنٹرول بڑے بھائی۔۔۔سفیان نے اسکے شانوں پر ہاتھ رکھ شرارت سے بولا۔۔۔۔

اس پر دراب نے آنکھیں نکالی۔۔۔اور مسکرادیا۔۔۔۔پھر ہلدی مشال پیار سے مشال کے گال پر لگائی۔۔۔۔دونوں کے چہروں پر خوشی بھری مسکان تھی۔۔۔۔۔

حسن نے بھی نوشین کو لگائی۔۔۔۔

پھر کھانے کا دور چلا تو سب کھانے کی ٹیبلوں پر جا بیٹھے۔۔۔۔پری بیچاری پوری کی پوری دوپٹے میں الجھی ہوئی تھی وہ اپنے دوپٹے کو سنبھالتی آگے جا رہی تھی جب کسی سے ٹکرا گئی۔۔۔۔سوری سوری کہتی وہ دور ہوئی اور دیکھا تو مقابلے کمیل تھا۔۔۔۔۔

جو چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔بہت خوب صورت لگ رہی ہو اینجل۔۔۔۔آنکھوں میں اسکے معصوم چہرے کو سمائے بولا۔۔۔

اس پر پری کو سمجھ نا آیا تھینکس بولے یا شیری کی آنکھوں کو سمجھے جو قہر برساتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کمیل اسکو اور وہ شیری کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جب شیری کو اپنے طرف آتا دیکھ کر وہ ہڑبڑاتی۔۔۔

ممم۔۔میں آتی ہوں۔۔۔وہاں سے بھاگ گئی۔۔۔اور شیری کمیل کو دیکھ کر مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

خیر خیریت سے فنکشن ختم ہوا کچھ لوگ جو یہی کے تھے وہ چلے گئے اور کچھ لوگ جو دور سے آئے تھے وہ کچھ فراز صاحب کے گھر اور باقی یہی ملک ولا میں رہ گئے۔۔۔۔شادی ہونے تک۔۔۔

❤❤❤❤❤

تو موم کیسی لگی این۔۔۔میرا مطلب پریہ۔۔۔کمیل اپنی ماں کے روم میں اس بیٹھا اس سے پوچھنے لگا۔۔۔فیاض صاحب فراز صاحب کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔۔۔

ماشااللہ کوئی جواب نہیں بہت ہی معصوم اور پیاری تھی۔۔۔مجھے تمہاری پسند جی جان سے پسند آئی۔۔۔نسرین بیگم نے کہتے کمیل کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔۔۔

جس پر وہ کھل اٹھا۔۔۔اومیری سوئیٹ مدر آئی لو یو سو مچ۔۔۔کہنے کے ساتھ اسکے شانوں کے گرد باہیں ڈال کر خوشی سے جوم اٹھا۔۔۔

توکب بات کر رہی ہیں ڈیڈ سے۔۔۔۔

شادی ہو جائے پھر کرتے ہیں بات۔۔۔یہاں سے جاتے بات پکی کر کے جائیں گے اور پھر آگے جیساوہ لوگ کہیں۔۔۔اسنے تو بیٹھے بیٹھے سب کچھ سوچ لیا۔۔۔بغیر کچھ اور سوچے۔۔۔۔

♥♥♥♥♥

مہندی کے فنکشن ملک ولا میں اندر ہی رکھا گیا تھا۔۔۔دلہنوں کو سجا کر اسٹیج پر بٹھا دیا گیا ۔۔۔دونوں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔سب کے مہندی کی رسم کرنے کے بعد مہندی ڈزائنر نے مشال اور نوشین کو مہندی لگانی شروع کر دی۔۔۔

حور بیٹا یہ جا کر کچن میں رکھ کر آئو۔۔۔عائمہ بیگم نے اسے ٹرے کا کہا جس میں ملازمہ جوس دے کر گئی تھی۔۔۔۔

جی مما۔۔۔حور ٹرے اٹھا کر کچن کی طرف چلی گئی۔۔عائمہ بیگم کی نظر کبھی کبھی پری پر جاتی جو نسرین اسکی بھابھی کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔پری کے چہرے سے گھبراہٹ واضح تھی۔۔۔

عائمہ بیگم کو اندر ہی اندر کھٹک رہی تھی پتا نہیں کون سے سوال پوچھ رہی تھی اس سے۔۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ کسی دوسرے قسم کی لڑاکو عورت تھی نسرین۔۔پر عائمہ بیگم کو اس بات کی ٹینشن تھی کہ وہ اسکی آنکھوں میں پری کے لیے پسندگی دیکھ چکی تھی۔۔۔وہ کوئی چھوٹی بچی نا تھی تین جوان بچوں کی ماں تھی اسکی پسندگی کا مطلب اچھی طرح سے جانتی تھی۔۔۔اور وہی اس اندر سے نگل رہا تھا۔۔۔کمیل ایک اچھا لڑکا تھا شاید طبعیت میں

شہریار سے بھی اچھا۔۔۔وہ اسکے بھائی کا بیٹا تھا۔۔۔اسے بہت پیارا تھا۔۔۔پر ہر ماں کی طرح عائمہ بیگم بھی چاہتی تھی کہ اسکے بیٹے کو اچھی لڑکی ملے۔۔۔

وہ یہ جانتی تھی کہ شیری سے اسکا نکاح وقتی ہے۔۔پر ہر ماں کی طرح اپنے بچے کے بارے میں وہ بھی مطلبی ہو کر سوچتی تھی کہ پری شہریار کو ملے۔۔۔

وہ اتنی پیاری اور معصوم تھی کہ کسی کے بھی دل میں بس جاتی تھی۔۔۔اور شاید یہی نسرین بیگم کے ساتھ بھی ہوا تھا یا کمیل کی پسند بر حال اسنے شیری کو راستے پہ لانے اور کچھ عقل ڈلانے کا سوچ لیا تھا۔۔۔اسنے طے کر لیا تھا کہ خیر خیریت سے شادی ہو جائے پھر وہ شیری سے پری کے معملے میں بات کرے گی۔۔۔۔کہیں ایسا ہی نا ہو جائے نسرین بیگم کی پسند گی حماد صاحب یا احمد صاحب کے کانوں میں پڑ جائے وہ تو اتنے اچھے رشتے کو نہیں ٹھکرائینگے اپنے بیٹے کا حال دیکھ کر۔۔۔۔۔

حور کچن میں ٹرے رکھ کر مڑنے والی تھی پر صبح سے اسنے اور پری نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا اور اس کچھ بھی نا کھانے کی وجہ سے اسکے پیٹ میں کھٹپٹ ہو رہی تھی۔۔۔۔

اور اس پر ستم پیزا کائونٹر پر کس بیوقوف نے چھوڑا تھا۔۔۔اسکا کا کیا۔۔۔پر جو بھی تھا اسکی پسند کی چیز موجود تھی۔۔ بھوک ہونے پر پسند موجود ہو تو کون بیوقوف پیچھے ہٹے گا ۔۔۔۔پھر مہندی بھی لگانی تھی کون کھلاتا۔۔۔اور بھوک کی دونوں پکی۔۔۔اسنے دو پیس پری کے لیے رکھے اور خود پر شرمندہ ہوتی فریج سے بوتل نکال کر اس میں سے ایک گلاس لیا پھر پیزا اور بوتل کا گلاس کناروں تک بھرا ہوا ٹیبل پر رکھا۔۔۔۔

باقی کی بچی ہوئی بوتل فریج میں میں رکھی جہاں اسکی نظر گلاب جامن پر گئی۔۔۔اسکے منہ میں پانی سا آنے لگا۔۔۔

یا اللہ کونسا پلان بنایا ہے۔۔۔ کہیں رات میں پیٹ بھر کے کھانے کی وجہ سے مروانا تو نہیں چاہتے۔۔۔۔ مسکنی شکل بنا کر پہلے پیزا کو دیکھا پھر گلاب جامن کو۔۔۔ مطلب دونوں طرف ظلم۔۔۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا حور اب اتنا تو کھا ہی سکتی ہو۔۔۔ خود سے بولتی کندھے اچکا کر پلیٹ میں تین نکال لیے۔۔۔ اور ناک کے قریب اسکی خوشبو سونگھ کر۔۔۔۔ آہاں۔۔۔ منہ سے نکلا۔۔۔۔۔۔

ٹیبل پر رکھتی ہاتھ مسل کر بیٹھی اور عادت سے مجبور چشمے کو ٹھیک کرنے کے لیے انگلی بڑھائی پر وہ موجود ہوتا تو ٹھیک کرتی۔۔۔ مشال نے قسم دی تھی کہ جب تک میری شادی نا ہو جائے تب تک چشما نہیں پہنے گی۔۔۔۔

اسکا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ گلاسس میں اچھی نہیں لگتی تھی۔۔۔وہ بہت کیوٹ سی لگتی تھی۔۔۔پر مشال کو اسکی سنہری آنکھیں چشمے کے بغیر بہت پسند تھی اس لیے۔۔۔۔

سب باتوں کو دماغ سے جھٹکتی چمچ کے لیے ہاتھ بڑھایا پھر سوچا پہلے گلاب جامن ٹھیک ہیں یا پیزا۔۔۔

وہ اسے سیریس ہو کر سوچ رہی تھی جیسے پاکستان میں بڑھتی مہنگائی کے بابت سوچ رہی ہو

۔۔۔

گلاب جامن لاسٹ میں۔۔ہاں یہ ٹھیک ہے۔۔سوچ کر اسنے ایک بائٹ پیزا کا لیا اور ایک گھونٹ بوتل کا بھرا۔۔۔

اسکا ابھی پیزا منہ میں ہی تھا جب سفیان بڑی شان سے چلتا ہوا مقابل چئیر پر بیٹھ گیا ۔۔۔اور اسکے ہاتھ سے پیزا لے کر اسے اپنی نظروں میں رکھتا اپنے منہ میں ڈال دیا۔۔۔

حور کے لیے تو نگلنا ہی مشکل ہو گیا۔۔۔ پر سفیان اسکی حالت کی پرواہ کیے بغیر گلاس سے ایک گھونٹ بھر کر چمچ سے آدھا گلاب جامن منہ میں ڈال دیا۔۔۔

جب شوہر کو بیوی کی بھوک کی ٹینشن ہو تو بیوی کو بھی شوہر کا سوچنا چاہئے۔۔۔ اتنا تو کچھ سیکھ لو میری ماں نہیں جو وہاں تمہیں عقل سیکھائے گی سب کچھ یہاں سے ہی سیکھ کر آئو۔۔۔

وہ ٹیبل پر رکھے اسکے نازک سے سرخ ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیکر سنجیدہ سے اسے سمجھانے لگا۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔ اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے جھٹکے سے نکال کر آگ بگولہ ہو گئی۔۔۔

بکواس نا کیا کرو وہاں آئے گی میری جوتی اور ایک بات کان کھول کر سن لو اگر آئندہ تمنے مجھے بیوی کہا تو میں کس رشتے کا بھی لحاظ نہیں کروں گی اور سڑک پر میرے بھائیوں سے

جوتے پڑوائوں گی۔۔۔ پھر جو ماموں سے اور پورے خاندان سے لاتیں لگے گی وہ تمہیں جینے کے لائق بھی نہیں چھوڑیں گی۔۔۔

وہ آج اور کل کا غصہ ایک ساتھ نکالتی جو منہ میں آیا بولتی ایک جھٹکتے سے اٹھی بغیر سفیان کے سرخ چہرے کو دیکھے۔۔۔۔

اسکے ابھی دو قدم دور بھی نہیں ہوئے تھے کہ سفیان نے جھٹکے سے اسے دونوں بازوں سے پکڑ کر کھینچا اور اپنے قریب کر لیا اسکی انگلیاں حور کے بازوں میں چھب سی گئی تھی۔۔۔۔

حور کے منہ سے درد بھری آہ نکلی۔۔۔۔

جب میں پیار سے بات کرتا ہوں حور جانم تو تمہیں سے ہضم کیوں نہیں ہوتی۔۔۔ وہ سرد آواز میں اس سے پوچھنے لگا۔۔۔ حور کی سنہری آنکھوں میں نمی سی پھیل گئی۔۔۔۔

س۔۔ سیفی درد ہو رہا ہے۔۔۔ وہ بازو چھڑوانے کی کوشش کرتی جب ناکام رہی۔۔ درد برداشت سے باہر ہوا تو سسکتی بولی۔۔۔

ہاں ایسے بات کیا کرو ایک دم پیار سے۔۔۔ وہ پکڑ کو نرم کرتا پیار سے بولنے لگا۔۔۔ اور پھر اسے تھوڑا قریب کر کے اسکی پیشانی پر ہونٹ رکھ لیے۔۔۔ حور خاموشی سے زہر اپنے اندر اتارنے لگی۔۔۔۔

تمہیں ایک بات بتائوں۔۔۔۔ اسکے کان کے قریب آہستہ سے بولا جس پر حور نے نفرت سے سر جھٹکا۔۔۔۔

چلو تم نا پوچھو میں ہی بتا دیتا ہوں۔۔۔ اسکے بالوں کی لٹوں کو انگلی سے کان کے پیچھے کیا اور پھر اسکے کان کے قریب جھک کر سرگوشی میں بولا۔۔۔۔

چاہے تمہارے بھائے مار دیں یا پاپا ختم کر دے حور بیبی یا خاندان والے بے دخل کر دیں ۔۔۔ پر یہ یاد رکھنا تم صرف میری ہو سفیان کی حور۔۔۔۔ اور اسکی ہی رہو گی ہمیشہ ۔۔۔۔ اب چلو اچھی بیوی کی طرح یہ سب ختم کرو۔۔۔۔ اسے لیجا کر واپس چیئر پر بٹھایا

اور پیچھے سے اسکے کندھے پر سر رکھ کر ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اس کی ہتھیلی پر انگلی سے ایس لکھا۔۔۔۔

سمجھ گئی ڈول۔۔۔یہ ضرور لکھوانہ بائے جانم اسکی گال پر کس کر کے کچن سے نکلتا چلا گیا ۔۔۔۔

میں یہ تمہاری ساری اکڑ توڑ دونگی سفیان ملک جینا حرام کر دونگی تمہیں منہ دیکھانے کے قابل نہیں چھوڑونگی۔۔۔ہاتھ سے ٹیبل پر رکھی پلیٹ کو فرش پر پھیکتی جو گلاب جامن کے ساتھ چکنا چوڑ ہوگئی۔۔۔۔غصے سے کہتی گال ڑگرنے لگی۔۔۔پر اپنے الفاظوں پر جیسے ڈھٹ گئی۔۔۔۔بغیر سوچے کے کلہاڑی سیدھا اسکے پائوں پر ہی نا گرے۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

وائو پری کتنی پیار مہندی لگی ہے تمہاری۔۔۔ حور بسترے پر بیٹھی اسکے چھوٹے سرخ ہاتھوں پر خوبصورت سی مہندی کی ڈزائن دیکھ کر حور کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔۔۔

پری بھی اپنے ہاتھوں دیکھ کر مسکرا دی۔۔۔ اسے مہندی، بارش برف، پھول بہت پسند تھے۔ پر نا یہ سب پسند گی اپنے باپ کے گھر کبھی پوری ہوئی نا یہاں۔۔۔ پر اب جب اسکے ہاتھوں پر مہندی لگی تھی تو معصوم چہرے پر مسکراہٹ نے جیسے بسیرا کر دیا تھا۔۔۔ وہ بار بار اپنے ہاتھوں کی مہندی دیکھتی خوش ہو جاتی۔۔۔ اور دوسری وجہ شیری کو احمد صاحب نے کچھ کام سے کہیں بیجھ دیا تھا تو وہ صبح سے گھر نہیں تھا۔۔۔۔

آ آ۔۔ آپکی بھی۔۔ پری نے اسکے ہاتھوں پر لگی سمپل سی ڈزائن کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ حور کو مہندی پسند تھی نا نہ پسند۔۔ موڈ ہوتا تو لگا لیتی نہیں تو نہیں۔۔۔ آج لگانا تو نہیں چاہتی تھی پر بہن کی شادی کی وجہ سے لگالی۔۔۔

۔اسے ہر موسم پسند تھا سوائے بارش کے کیوں کہ اسے بہت ڈر لگتا تھا بارش ہنگامے اور جھگڑوں سے۔۔۔۔

پھر دونوں شادی میں اپنی تیاریوں کے بارے میں باتیں کرتی مہندی جب تھوڑی سی سوکھی۔۔۔رات کے 2:30 ہونے لگے تو وہ دونوں سونے کی نیت سے لیٹ گئی۔۔۔حور کی تو آنکھ لگ گئی پر پری کے دماغ میں نسرین بیگم کی باتیں گونج رہی تھی۔۔۔جو کمیل کے بارے میں اسکی اچھی عادتوں کے بارے میں بتا بتا کر سر کھا گئی تھی۔۔۔

اور اسکے بارے میں بھی پوچھنے لگی۔۔۔وہ دونوں ماں بیٹے عجیب لگے اسے ایک گھور گھور کر دیکھتا مسکرا رہا تھا۔۔۔اور ماں پیدائش سے لیکر اب تک کی بایو ڈیٹا لینے لگی۔۔۔۔

پری سوچتی کھکھلا کر ہنسی۔۔۔ پھر حور کی نیند کا خیال کر کے ہنسی کو مسکراہٹ میں تبدیل کر دیا۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

مشال کو نیند نہیں آ رہی تھی۔۔ پر وہ ساتھ سوئی اپنی کزن روبیہ کی نیند کا خیال کر کے ایک ہی سائیڈ پر پڑی تھی۔۔۔

کل سب کچھ بدل جانا تھا۔۔۔ زندگی جینا سوچنا، کمرا، رشتہ تو پہلے ہی بدل چکا تھا پر کل ہر چیز نے نئی شرعات کرنی تھی۔۔۔

سب کچھ خوشی غم ہر ڈور ایک انسان کے ساتھ باندھنی تھی۔۔ اس کے قدم سے قدم ملا کر اسکے سنگ چلنا اسکا ہر دکھ اپنے اندر سما کر اسکے خوشی دینی تھی۔۔۔۔

انہیں سوچوں میں تھی جب ٹیبل پر رکھا موبائل بج اٹھا۔۔۔اسنے جلدی سے روبی کی نیند ناٹوٹ جائے سوچ کر اوکے کر کے کان سے لگایا۔۔۔۔

توکافی دیر تک خاموشی تھی۔۔۔اسنے موبائل کان سے ہٹا کر نمبر دیکھا جہاں دراب لکھا تھا۔۔۔

رات اس پہر دراب کی کال دیکھ کر اپنا سر پیٹ لیا۔۔۔کیا ضرورت تھی اوکے کرنے کی اندھی دیکھ تو لیتی۔۔۔خود سے بڑبڑاتی اٹھ بیٹھی۔۔۔۔

اسکے چہرے پر گھبراہٹ سی پھیلنے لگی۔۔۔بار بار اپنے مہندی سے سجے ہاتھوں میں موبائل دیکھ کر ہونٹ کاٹنے لگتی۔۔۔۔

مشال۔۔۔؟ سپیکر سے دراب کی گھمبیر گونجی۔۔۔مشال ایکدم گھبرا کر اور بلش کرتی بیڈ سے دور ہوئی۔۔۔۔۔

وہ پوری بوکھلائی ہوئی تھی دراب کی پکار پر بھی کوئی جواب نا دیا۔۔۔اسے شرم آ رہی تھی بھلا کیسے وہ دراب سے بات کرے جس کی زندگی میں آنے کو صرف کچھ ہی گھنٹے تھے

۔۔۔۔۔

وہ شرم سے سرخ پڑتی ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگائے اپنے ہاتھ کے ناخون کو کبھی دیکھتی کبھی منہ کے قریب لے جا کر واپس پیچھے کر دیتی۔۔۔

دراب کی کافی بار پکارنے پر اسنے صرف گھٹی آواز میں یہ کہا۔۔۔

ہوں۔۔۔اس میں بھی ماتھے پر پسینے سے آ گئے تھے۔۔۔

جاگ رہی تھی۔۔۔دراب بیڈ پر لیٹا روم کی چھت پر لگے خوبصورت سے فانوس کو دیکھ پوچھا۔۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ اسنے ہڑ بڑا کر بولی کہیں وہ کچھ اور ہی نا سمجھ لے۔۔۔۔

میں بھی جاگ رہا ہوں۔۔۔ وہ اسکی ہڑ بڑاہٹ میں ہی سمجھ گیا تھا۔۔۔۔

وہ جلدی سے گھبرا کر بولی۔۔۔۔ د۔۔ دراب مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔

جس پر وہ مسکرا دیا۔۔۔۔

ٹھیک ہے سو جائو۔۔۔۔ ابھی ہر بات کی اجازت ہے۔۔۔ اور اچھے سے پوری نیند کر کے اٹھنا۔۔۔۔۔ اسکا ذو معنی لہجہ مشال کا دل دھڑ کا گیا۔۔ ہاتھ کی ہتھلیاں بھی پسینے میں بھیگ گئی۔۔۔۔

اسنے ہڑ بڑا کر کال کاٹی۔۔۔۔ اور لمبا سانس لینے لگی۔۔۔۔

کچھ دیر وہیں کھڑی رہی پھر آہستہ سے قدم اٹھاتی بیڈ کی طرف آئی۔۔۔۔

بیڈ پر لیٹتے اسکے بلش کرتے چہرے پر پیاری سی مسکان تھی۔۔۔۔

مشال نوشین کو پارلر بیج دیا گیا تھا۔۔۔انکے ساتھ پری بھی تھی۔۔۔حور کو یہی تیار ہونا تھا۔۔۔اس لیے وہ پارلر نہیں گئی۔۔۔

شادی میرج ہال میں تھی۔۔۔۔جو شہریار نے پہلے ہی بکنگ کروالی تھی۔۔۔

ویسے انکا گھر بھی کسی محل سے کم نا تھا پر بڑے بیٹے اور دونوں بڑی بیٹیوں کی شادی تھی اس لیے حماد صاحب احمد صاحب کوئی کمی نہیں رہنے دے رہے تھے۔۔۔شادی میں بڑے بڑے بزنس مینز اور آفیسرز آرہے تھے۔۔۔۔ویسے کیوں نا آتے حماد ملک کے بیٹے اور احمد ملک کے بتیجھے اور دراب ملک کی جو شادی تھی۔۔۔

اور فراز صاحب والوں کی طرف سے بھی کافی بڑے بڑے لوگ شامل تھے۔۔۔

عالیہ بیگم عائمہ اور نسرین بیگم میرج ہال میں موجود تھی۔۔۔بارات کی ویلکم کے لیے ۔۔۔لڑکیاں پھولوں کے تھال ہاتھ میں لیے انکے منتظر تھی۔۔۔۔

احمد صاحب کے چہرے پر غصے کے ساتھ خوشی بھی تھی۔۔۔غصہ اس لیے تھا کہ انکا سپوت کل جس کام سے بیجا تھا وہ سب تو ہو گئے تھے پر وہ اب تک غائب تھا، خوشی ایک باپ کے لیے اس سے بڑی کیا تھی کہ وہ اپنی جان کے ٹکڑے کو ایک ایسے انسان کو دے رہا تھا جو ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھا۔۔۔

اور دوسرہ دکھ بھی تھا سب کے چہرے پر کیونکہ انکا ملازم رفیق جسکا کچھ دن پہلے ہی اکسیڈنٹ ہوا تھا۔۔۔ہاسپٹل میں علاج کے دوران وہ کچھ ٹھیک ہو رہا تھا پولیس کو بتانے کے لیے کہ اسکا اکسیڈنٹ کس نے کیا ہے۔۔۔۔پر کسی نے بے رحمی سے رات کو ہی اسکا گلا کاٹ دیا تھا جس سے ہاسپٹل کا پورا روم خون سے لال تھا۔۔۔اور وہ جو کوئی بھی تھا

بہت پاور والا تھا کیوں کہ اسنے اس ٹائم روم میں لگے کیمرہ کو بھی بند کروا دیا تھا اور کوئی ثبوت بھی نہیں چھوڑا روم میں۔۔۔۔۔

♥♥♥♥♥

دراب نے خوبصورت سی شیروانی پہنی ہوئی تھی۔۔۔ سر پر سہرا سجائے۔۔۔وہ کوئی ریاست کا شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔۔۔ حسن بھی سیم ڈریس پہنا تھا۔۔۔

سفیان بلیک تھری پیس سوٹ میں بہت ہی ہینڈسم اور ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔۔

شیری کا کچھ اتا پتا نہیں تھا۔۔۔

بارات میرج ہال میں داخل ہوئی تو ہر طرف شور سا مچ گیا۔۔۔ اندر ہال میں آئے تو ان پر پھولوں کی بارش کی جا رہی تھی۔۔۔ مووی میکر نے بھی مووی بنانی شروع کر دی تھی انکی۔۔۔

وہ دونوں سب کے ساتھ شان سے چلتے اسٹیج پر آئے اور اپنی جگہ پر بیٹھ کر دلہنوں کا انتظار کرنے لگے۔۔۔۔ دراب کے چہرے پر پیار سے مسکراہٹ تھی جس پر سفیان بار بار اسے چھیڑ رہا تھا۔۔۔۔

دراب کی نظریں شیری کو ڈھونڈنے لگی جو اسے کہیں بھی نہیں ملا۔۔۔ البتہ احمد صاحب اور عائمہ بیگم کے چہرے پر پریشانی کے عنصر نمایا تھے۔۔۔۔ اسنے افسوس سے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔

کہاں ہو نافرمان کی اولاد۔۔۔۔شیری کی کال پک کرتے احمد صاحب سائیڈ پر ہو کر گرجے۔۔۔۔وہ کب سے اسے کال کر رہا تھا۔۔۔اور اب جا کر اٹھائی تو احمد صاحب کا پارہ ہائی ہو گیا۔۔۔۔مزید اس پر ستم شیری کی نیند بھری آواز۔۔۔۔میں ہیلو کہنا۔۔۔۔

سو رہا تھا۔۔۔۔خمار زدہ آواز۔۔۔۔

گدھے یہاں بہنوں کی شادی ہو رہی ہے اور تم سو رہے ہو۔۔۔کس گناہ کی سزا ہو تم ۔۔۔۔شرم کرو بھائی ہو بڑے انہیں تمہاری ضرورت ہو گی۔۔۔۔کچھ اپنے باپ کی عزت کا ہی احساس کر کے پندرہ منٹ میں آجائو۔۔۔صرف پندرہ منٹ۔۔۔۔وہ گرجتے برستے کہنے کے ساتھ موبائل بند کر دیا۔۔۔۔

اور سامنے پریشان سی عائمہ بیگم کو دیکھا۔۔۔۔اور انہیں آنکھوں سے تسلی دیکر اندر کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔۔

سفیان کی بے چین نظریں حور کی تلاش میں تھی۔۔۔وہ اسے ہر طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔

پھر اچانک ایک جگہ پر اسکی نظریں جیسے ساکت سی ہو گئی۔۔۔

ہونٹوں پر خود بے خود مسکراہٹ چھا گئی۔۔۔۔

کیونکہ سامنے ہی اسکا چین چورانے والی اپنے قیامت دھاڑتے حسن کے ساتھ اسکے کپڑوں کے میچ کلر بلیک فراک اور اس پر سفید چمکتے نگینوں سے سجا تھا گلے میں فراک سے میچ بلیک چمکتے نگینوں سے بھرا دوپٹہ تھا۔۔۔۔

ریڈ کلر کی لپسٹک خوبصورت تو وہ پہلے ہی تھی پر آج اسکے حسن کی مثالیں دل دینے کو کر رہا تھا۔۔۔

وہ کسی بات پر اپنی دوستوں سے کھکھلا کر ہنس رہی تھی۔۔۔ جس میں اسکی دوستیں بھی ساتھ دے رہی تھی۔۔۔

تم کہاں کھو گئے بھائی۔۔۔ اچانک کمیل نے اسے ساکت کھڑا دیکھ کر کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہوش میں لایا۔۔۔ سفیان سے اسے کے دیکھتے ہی نظروں کا زاویہ بدل دیا۔۔۔

پھر مسکرا کر اسے دیکھا اور بولا۔۔۔

کہیں نہیں بس یہیں کہیں۔۔۔ اس کے کہنے پر کمیل کا زوردار قہقہہ لگا۔۔۔

ہاں میں بھی سمجھ گیا بس یہیں کہیں ۔۔۔ کمیل نے حور کو دیکھ کر بولا ۔۔۔ جس پر سفیان نے اسکے کندھے میں ہاتھ ڈال کر رخ اپنی طرف کر دیا ۔۔۔

دیکھنا گناہ ہے برو ۔۔۔ کہتے دونوں ہنستے اوپر دراب والوں کے پاس چلے گئے ۔۔۔۔۔

♥♥♥♥♥

دلہنوں کو لینے کمیل چلا گیا تھا پار لر سے ۔۔۔ کیونکہ اسے پری کو دیکھنا تھا ۔۔۔

دوسرا کوئی اور نہیں پر عائمہ بیگم سب سمجھ رہی تھی ۔۔۔ اور نسرین بیگم کا عالیہ سے پری کے بابت پوچھ گچھ کرنا ۔۔ دونوں بہنیں سمجھتے ہوئے بھی چپ تھی ۔۔۔

عائمہ بیگم کا تو دل کٹ رہا تھا ۔۔۔ شہریار کی سستی لاپروائی کام چور طبعیت کا سوچ کر ۔۔۔ بھلا کیسے احمد صاحب ہمیشہ پری کا ہمسفر اسے بناتے ۔۔۔ اور کمیل اتنا اچھا اپنے

باپ کے ساتھ بزنس سنبھال رہا تھا۔۔فیاض صاحب کے بات کرنے پڑ ہی شاید ہاں کر دی جائے۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں نمی سی پھیل گئی تھی۔۔۔جب عالیہ بیگم نے انہیں شانوں پر ہاتھ کر تسلی دی۔۔۔۔

بھابھی آپ دیکھ رہی ہیں شیر ی کو ذرا بھی نہیں سدھر رہا کیا کروں میں اس لڑکے کا ۔۔۔اس عمر میں ماں باپ کو تکلیف دینے لگا ہے۔۔۔کچھ تو سوچے اپنے مستقبل کے بارے میں۔۔۔مانتی ہوں احمد صاحب کما رہے ہیں تینوں مل کر۔۔۔ماشاءاللہ کسی چیز کی کمی نہیں پر کب تک باپ کے پیسوں پر چلتا رہے گا۔۔۔

عائمہ سنبھالو خود کو ہمارا شہریار بہت ٹیلنٹڈ ہے۔۔۔۔بہت جلدی ہے سنبھل جائے گا ۔۔۔۔جو اللہ پاک کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور شیری کے ساتھ بھی اچھا ہو گا تم فکر نا کرو۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

کچھ ہی دیر میں پھر دلہن آگئی کا شور مچا ہر طرف۔۔۔۔سب انکے طرف ہوئے۔۔۔

مشال نے گولڈن کلر کا خوبصورت لہنگا پہنا تھا اس سے میچ زیور۔۔۔۔دلہن میک اپ میں اسکے حسن میں چار چاند لگ گئے تھے۔۔۔

نوشین نے وائٹ اور ریڈ مکس کلر کا لہنگا پہنا تھا وہ بھی قیمتی زیور اور دلہن میک اپ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

اور انکے ساتھ مسکراتی پری جس سے کمیل کی نظروں بسیرا کر لیا تھا۔۔۔۔بلو کلر کے لہنگے اور پارلر کے میک اپ نے اسکی خوبصورت اور کمسن حسین چہرے کو اور بھی پیارا بنا دیا تھا۔۔۔۔جس کی بھی نظریں پڑتی پلٹنے کا نام نا لیتی۔۔۔۔

پھولوں کی بارش اور عائمہ عالیہ بیگم کے سنگ انہیں لیکر اسٹیج کی طرف آئے اور پھر دراب اور حسن نے ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ بٹھایا۔۔۔۔مووی والے انکی مووی بنانے لگے تھے۔۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔۔دراب نے قریب سرگوشی کی۔۔۔جس پر مشال کے جھکے شرم سے سرخ چہرے پر مسکراہٹ سی آگئی۔۔۔

وہ جیسے خود ہی سمٹنے لگی دراب کے ہاتھ پکڑنے پر۔۔۔پر دراب نے سب کی پروہ کیے بغیر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ لے لیا۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

خوبصورت محل کے ایک ہال نما کمرے جس میں صرف عالم کے خاص اور بر وسے مند آدمی جاتے تھے۔۔۔اور ان خاص آدمیوں میں ایک عزل تھا دوسرہ شیر۔۔۔۔

روم کے دروازے پر دو گارڈز کھڑے تھے۔۔۔ جنہیں اندر سے کوئی بھی آواز نہیں آرہی تھی۔۔۔

کمرے میں ایک بڑی سی ٹیبل اور اسکے گرد رکھی قطار میں کرسیاں۔۔۔۔

اور دو قیمتی صوفے۔۔۔۔کے بیچ رکھی شیشے کی ٹیبل۔۔۔

ٹیبل پر رکھے پاکستان کے کئی جگوں کے میپ کو اسنے موڑ کر رول کی طرح بنایا اور ایک طرف ٹیبل پر رکھے اپنے بیگ میں ڈالا۔۔۔۔ چیئر کھسکا کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

میں عالم کے کراچی آنے سے پہلے ان دونوں کو وہاں پہچادوں گا۔۔۔۔ ویسے بھی اسے ابھی پتا نہیں کتنے مہینے یا دن لگے۔۔۔۔

پر اسکے لیے مجھے ایک ماہ چاہیئے کیونکہ کوئی خبر نہیں یہ پاکستان میں ہیں بھی یا نہیں۔۔۔ وہ سرد سی آواز میں گویا ہوا۔۔۔ جس پر عزل نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

یہ تو ٹھیک ہے پر تمہیں خیال رکھنا ہو گا۔۔۔ ہمیشہ کی طرح اور اس بار تو عالم نے خاص کر کے احتیات کا کہا ہے۔۔۔ کسی کو بلک بھی نہیں لگنی چاہیے۔۔۔۔

تمہیں خاص کر کے اور زندہ رستم کو لانا ہے۔۔۔۔ اس بات کا دھیان ہونا چاہیے کہ پکڑنے کے بعد وہ یا تو تمہیں نقصان دے گا یا خود کو ختم کر دے گا۔۔۔۔

پھر وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہوا۔۔اور دونوں باتیں کرتے محل سے نکل کر باہر پارکنگ میں آئے۔۔۔۔

کار میں وہ بیٹھا جب عزل بولا۔۔۔۔

کافی تنگ کرتے ہو انکل کو بچے۔۔۔۔اسکی بات پر دونوں کے قہقہے لگے۔۔۔۔

اور بہنوں کی شادی مبارک ہو۔۔۔میری طرف سے انہیں خوش رہنے کی دعائیں دے دینا۔۔۔۔شیر۔۔۔۔

پھر ہاتھ ملاتا جہاز کی سپیڈ سے کار کو اڑانے لگا۔۔۔۔اسے پندرہ نہیں تو بیس منٹس میں کیسے بھی کر کے تیار ہو کر میرج ہال میں پہنچنا تھا۔۔۔۔

حور جو اپنی فرینڈز سے باتیں کر رہی تھی جب اسے ایک بچی نے کہا کہ آپ کو انکل بلا رہے ہیں۔۔۔۔

وہ پریشان سی ہو گئی۔۔۔

کون انکل بیبی۔۔۔۔وہ اس سے پوچھنے لگی جب وہ بچی کندھے اچکا کر اسے سائیڈ کی طرف اشارہ کر کے چلی گئی۔۔۔۔۔

حور بھی پریشان سی ہو کر سوچنے لگی۔۔۔۔کون ہو سکتا ہے۔۔۔۔پھر سفیان کا خیال آتے وہ غصے سے یہاں وہاں دیکھنے لگی جو اسٹیج کے قریب کسی لڑکے سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔

کرتی اس طرف جانے لگی جہاں excuse مطلب وہ نہیں تھا۔۔۔۔وہ اپنی دوستو سے اس بچی نے اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

اسے لگا شاید شیری بھائی ہو کیوں کے سب وہاں موجود تھے سوائے شیری کے۔۔۔۔

وہ پہنچ کر ارد گرد دیکھنے لگی۔۔۔ یہ جگہ تھوڑی سی سائیڈ پہ اور لوگوں کی نظروں سے پوشدہ تھی۔۔۔ اس لیے یہاں کوئی موجود نہیں تھا۔۔۔

شاید مزاق کیا ہو گا۔۔۔۔ وہ چڑ کر سوچتی مڑی تو جیسے دیوار سے ٹکرا گئی۔۔۔۔ اسکا سر گھومنے لگا سامنے کھڑے چٹان سے ٹکرا کر۔۔۔۔

اپنے گھومتے سر کو سنبھال کر قہر بھری نظریں اٹھائی تو سفیان کو وہاں پا کر ساکت سی ہو گئی۔۔۔۔

تم۔۔۔ وہ بولتی اس سے دور ہوئی۔۔۔۔

ہاتھ دیکھائو اپنے۔۔۔ اسکے کہنے پر حور نے اپنے ہاتھ پیچھے کر لیے۔۔۔ اور سائیڈ سے ہوتی وہاں سے نکلنے لگی۔۔۔۔

بغیر اسکے غصے کی پروہ کیے۔۔۔اسکے نظر انداز کرنے پر سفیان کو جیسے آگ سی لگ گئی ۔۔۔اسنے ایک جھٹکے سے پکڑ کر اسے دیوار سے لگایا۔۔۔اور اس پر اپنا وزن ڈالتا اسے پوری طرح قید کر لیا۔۔۔

حور کو تو اس اچانک حملے اور سفیان کے وزن سے دم گھٹنے لگا۔۔۔

س۔۔۔سیفی۔۔۔ہٹو میرا دم گھٹ رہا ہے۔۔۔وہ اسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلیوں کی مدد سے دور کرنے لگی۔۔پر سفیان اسکی ہر کوشش کو اگنور کرتا اسکا ہاتھ اٹھا کر دیوار سے لگایا ۔۔۔

اسکے ہاتھ پر سمپل سی مہندی دیکھ کر اسے ہنسی آ گئی مطلب غصے میں اسنے مہندی ہی ٹھیک سے نہیں لگائی۔۔۔بہت خوبصورت مہندی لگائی ہے۔۔۔بلکل میری پسند کی مہندی ڈزائن لگائی ہے۔۔۔مجھے بھی زیادہ بھرے ہاتھ مہندی سے نہیں پسند

۔۔۔۔ مطلب میری پسند تمہاری پسند۔۔۔ وہ اسے اور زیادہ غصے دلانے کی کوشش کرتے جیب سے مہندی نکال کر اسکے ہاتھ پر اپنا نام لکھنے لگا۔۔۔

پھر اسکی کلائی کو چوم کر اس سے دور ہوا اور شرارت سے گویا ہوا۔۔۔

دیکھو تمہارے عشق میں پاگل ہوتے مہندی بھی جیب میں رکھ کر گھوم رہے ہیں۔۔۔

دفع ہو جا تیری پسند میچ کرتی ہے میری جوتی سے۔۔۔ وہ اسے دھکا دیتی غصے اور کچھ شرم سے سرخ چہرے کے ساتھ چیخی۔۔۔ اور ہاتھ سے اسکے لکھے نام کو مٹانے لگی جب سفیان نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

ہائے۔۔۔ جوتی تک تو شکر ہے پہنچ گیا۔۔ وہ دل پر ہاتھ رکھ کر بلکل آوارہ سٹائل میں بولا یا حور کو ایسا لگا۔۔۔ شوھر کی پہلی کامیابی مبارک ہو مسز۔۔۔ ایک دم اسکے سرخ پڑتے رخسار کو چوم لیا۔۔۔

حور بونچھار کر دور ہٹی پر ہاتھ سفیان کی گرفت میں تھا۔۔۔

پھر ایکدم سیریس ہو کر بولا۔۔۔

اگر اسے مٹایا یا پینٹ اسکا گہرا رنگ نا دیکھا تو میرا نام تمہارے چہرے اور گردن ہاتھ کی ہر ہر جگہ پہ ہو گا۔۔۔۔ اور یہ کرنے سے مجھے کوئی ڈر یا شرم نہیں آئے گی۔۔۔۔ کیوں کہ اتنا تو تم جان چکی ہو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ اسکے چہرے کے قریب آہستہ سے دھمکاتے بولا اور "کچھ بھی" پر خاص زور دیا جس سے مراد اسکی پچھلی حرکتیں تھی جنہیں یاد کر کے حور کا پہلے سے ہی سرخ چہرا مزید شرم اور غصے سے لال پیلا نیلا ہو گیا

۔۔۔۔

کہتے اسکے ماتھے پر پیار سے بوسہ دیکر بولا۔۔۔۔۔ بہت پیار اور خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔۔ اور وہاں حور کو سکتے میں چھوڑ کر اندر ہال کی طرف مڑ گیا۔۔۔۔۔

بڑے آئے کامیابی منانے والے۔۔۔ تمہیں تو ایسی کامیابی منواؤنگی ساری عمر یاد رکھو گے۔۔۔۔

حور کتنی بھی حساس کیوں نا ہو پر تم جیسے آوارہ کو سدھار کر رہے گے۔۔۔

❤❤❤❤❤

بہت پیاری لگ رہی ہو اینجل۔۔۔ پری جو اپنے لہنگے کو سنبھالتی حور کی طرف جا رہی تھی۔۔۔ اچانک سامنے آکر کمیل بولا جس پر پری ایکدم ہڑبڑاتی دل پر ہاتھ رکھتی گھبراتی ٹکرانے سے خود کو بچانے لگی۔۔۔۔ پر پائوں لہنگے میں آنے سے گر جاتی اگر کمیل اسکے بازو سے نا پکڑ لیتا۔۔۔

اس سب میں پری کے دونوں ہاتھ کمیل کے سینے پر لگے۔۔۔ اور کیمرہ مین نے چالاکی سے اس منظر کو اپنے کیمرہ میں قید کر لیا۔۔۔ آآ۔۔۔پ دور ہٹے۔۔۔ پری سنبھلتی اس

سے دور ہوئی اور کمیل کا ہاتھ اپنے بازو سے نکالنے لگی جو مکمل کھو سا گیا تھا۔۔۔پری میں۔۔۔اسکے جھٹکنے پر وہ کچھ ہوش میں آیا اور جلدی سے سوری بولتے شرمندہ سا ہو کر دور ہوا۔۔۔

میرے پسندیدہ کلر میں بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔وہ اسکے بلو کلر میں جلملاتے سراپے کو دیکھ کر جزبات سے چور لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

پری گھبرا سی گئی۔۔۔کل بھی پتا نہیں کیسے ہمت کر کے شیری کے سامنے جھوٹ بولا تھا ۔۔۔اسی طرح کی بات پر اور اب۔۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتی ایکدم مڑی تو جسم میں سے روح جیسے پرواز کر گیا۔۔۔

شہریار کی سرد نظریں کمیل پر موجود تھی۔۔۔۔وہ تھوڑی دیر پہلے ہی آیا تھا۔۔۔دراب حسن سے گلے مل کر انہیں مبارک دیتا اپنی بہنوں کو خوشی کی دعائیں دیتے۔۔۔۔۔احمد

صاحب سے ملکر انکے دوستوں سے ملا۔۔۔۔اور اس سب سے فارغ ہو کر اسنے اپنی چاہت بھری نظروں سے پری کو ڈھونڈنے لگا۔۔۔کیونکہ کچھ ہی دنوں میں اسے کام سے جانا تھا۔۔۔۔پاکستان میں کونسی جگائوں کہاں یا پاکستان سے باہر۔۔۔۔پر اس سب میں پورا مہینہ لگ جانا تھا۔۔۔اور پری کی اس سارے وقت میں کتنی یاد آتی یہ وہ خود بھی نہیں بتا سکتا تھا۔۔۔

پری کو وہاں سے قہر برساتی نظروں سے جانے کا اشارہ کرتا کمیل کے پاس آیا۔۔۔پری تو رب کا شکریا ادا کرتی وہاں سے کسی جن کی طرح غائب ہو گئی۔۔۔

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی پری کی طرف اپنی ناپاک نظریں اٹھانے کی۔۔۔۔پری کے جاتے ہی شیری کمیل کے کندھے میں ہاتھ ڈال کر۔۔جو سب کو بات کرنے جیسا لگ رہا تھا۔۔۔پر اسکی سخت ہاتھ کی پکڑ کتنی سخت تھی یہ کمیل کے سرخ چہرے سے پتا لگ رہا تھا۔۔۔اور یہ سب پری دور سے دیکھتی اور بھی خوفزدہ ہو گئی شیری سے اسکے اندر

شیری کا ڈر پورے طرح سے چھا گیا تھا۔۔۔ اسکے پورے جسم میں اپنی جڑیں گاڑھ چکا تھا۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہو شیر ہاتھ ہٹا میرا کندھا سن ہو رہا ہے۔۔۔ وہ لوگوں کا خیال کرتے دھیمے سے کہراتے بولا۔۔۔

اور تم یہ کیا کہہ رہے تھے۔۔۔ ہاتھ اسکے کندھے کے گرد دوستوں کی طرح ڈال کر ۔۔۔ سرد سے آواز میں پوچھا۔۔۔

تمہیں اس سے کیا تکلیف ہے پیار کرتا ہوں میں اس سے۔۔۔ اسکی ہمت پر شہریار نے ایک جھٹکے سے اسے ہال سے باہر لایا اور گھسیٹتا میرج ہال کی بیک سائیڈ پر سنسان جگہ پر لایا۔۔۔ جہاں ان دونوں کے سوا کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے شیر۔۔۔وہ خود کو اسکے شکنجے سے آزاد کروا کر غصے سے کندھا سہلاتا چیخا جس پر شیری کا بھرپور مکہ اسکی بولتی بند کروا گیا۔۔

وہ بلبلاتا منہ پر ہاتھ رکھ کر کہراتے دور جا گرا۔۔۔۔

تم کیا سمجھے میں تمہیں نہیں جان سکوں گا۔۔۔کمینے انسان۔۔۔اتنی گرلفرینڈز اور ایک ناجائز اولاد کے ہوتے تمنے شہریار کی پری کی طرف بدنیت سے دیکھا۔۔۔اسے اپنے ان گندھے ہاتھو سے چھوا۔۔۔وہ زمین پر پڑے اس پر قیمتی شوز سے لاتے مارتے اسکے ہاتھ کو اپنے بوٹ سے کچلتے دھاڑہ۔۔۔

کمیل کو سنبھلنے کا موقعہ نا ملتے زمین پر پڑا منہ ناک سے بہتے خون اور اسکی شوز سے کچلے ہاتھوں کے کربناک درد پر چیختا کہرانے لگا۔۔۔

شیری میں مر جائونگا۔۔۔۔

اسکے ہاتھ اسنے کچل دئے تھے جس سے خون نکل کر زمین کو خونآلودہ کر گیا۔۔۔اسکی چمکتی دھمکتی حالت سے ابتر ہوگئی تھی۔۔۔۔

پر وہ نارکا۔۔۔جب اسے کل رات اپنے آدمیوں جنہیں اسنے کمیل کے بارے میں جاننے کے لئے کہا تھا۔۔۔انسے پتا لگا کہ اسکا ایک ناجائز بیٹا بھی ہے جسے وہ اپنا کہنے سے انکاری ہے اور اپنی گرلفرینڈ جو ایک امریکی ہونے کے ساتھ بھی اسے سے وفادار تھی اس پر بدکرداری کا الزام لگا کر جان چھڑوائی تھی۔۔۔اور اس بیچاری نے اپنا بچا دوست کے حوالے کر کے خودکشی کرلی تھی۔۔۔

اور کمیل اس سب سے بچ کر پاکستان آگیا تھا۔۔۔شیری کے ساتھ۔۔۔

اسکی حالت ایسی ہوگئی ایک زخمی شخص کی طرح۔۔۔پر شیری نارکا اس کے آنکھوں کے سامنے ابھی بھی اسکا پری کے بازوں پکڑنے والا سین چل رہا تھا۔۔۔

اسے ٹھوکر مار کر دور ہوا اور بازو کو جھٹکا جس سے ایک ہاتھ جتنا تیز چمکتا خنجر اسکے ہاتھ میں آیا۔۔۔۔وہ بلکل پاگل ہو گیا۔۔۔

اسکی بھوری آنکھیں خطرناک حد تک لہو لہان تھی۔۔۔

وہ ابھی اسکے ذرے ذرے کر دیتا اگر وقت پر بلال نا پہنچتا۔۔۔۔پاگل ہو گئے ہو شیر کسی نے دیکھ لیا تمہیں تو۔۔۔۔وہ اس سے دور دھکیلتا ہوا چیخا۔۔۔تمہاری پوری فیملی یہاں ہے۔۔۔بلال اسکے قریب جا کر شانوں پر ہاتھ رکھ کر اسے ریلیکس کرنے لگا۔۔۔

تم نہیں جانتے اس حرامخور نے کیا کیا ہے۔۔۔وہ اسے دھکیلتا پھر زمین پر کہراتے کمیل کی طرف لپکا۔۔۔جب سمیر اور رضا بھی وہاں پہنچ کر تینوں نے ملکر اس بپھرے شیر کو سنبھالا۔۔۔

شیری تمہیں اپنی محبت کی قسم کہ تمنے اب اسے ہاتھ بھی لگایا۔۔۔وہ پہلے ہی سنگل پسلی ہے تمہارے ایک وار پر ہی جان سے چلا جائے گا۔۔۔۔

اور سبنے تمہیں اسے باہر لاتے دیکھا ہے تم پھنس سکتے ہو اور عالم کا سوچو۔۔۔۔اسکا کیاری ایکشن ہو گا تمہارے پہچان جانے پر۔۔۔۔

تم اسکے چھپے ہتھیار ہو۔۔۔۔وہ تو اپنی محبت کے قسم پر ہی ساکت ہو گیا تھا۔۔۔پر وہ تینوں اسکے قہر سے ڈرتے اسے سمجھانے لگے۔۔۔

کیمرے والا حرامزادہ کہاں ہے۔۔۔وہ ایکدم دھاڑا جس پر وہ تینوں بل کھا کر دور ہوئے۔۔۔

اس۔۔۔اسے فہد اور مہک لیگئے ہیں۔۔۔۔بلال نے ہمت کر کے جواب دیا۔۔۔

اسے کیسے بھی کر کے پاکستان سے نکالو۔۔۔شیری گہرا سانس لیتا بیہوش پڑے کمیل کی طرف اشارہ کر کے تینوں سے بولا جس پر جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔اور انکوں کمیل کو اٹھاتے دیکھ کر خود واپس ہال کی طرف روانہ ہوا۔۔۔

❤❤❤❤❤

تم کیوں کانپ رہی ہو۔۔۔حور اسکے کپکپاتے وجود کو دیکھ کر پریشانی سے پوچھنے لگی۔۔۔

جس پر پری نے نفی میں گردن ہلا کر کہا۔۔۔کک۔۔۔کچھ نہیں م۔۔مجھے پیاس لگی ہے۔۔۔ابھی پ۔۔پانی پی کر آتی ہوں۔۔۔وہ کہتی ہاتھ مسلتی ویٹر کی طرف چلی گئ۔۔۔

اسے شیری سے دہشت سی ہونے لگی تھی اسکے بس میں ہوتا تو شاید یہیں سے کہیں غائب ہو جاتی۔۔۔

کک۔۔ کیا وہ سب کو اسے تکلیف د۔۔ دیتا ہے۔۔۔ منہ رونے جیسا تھا۔۔۔ کہ ابھی رو دے گی کمیل کا سرخ چہرا ابھی بھی اسکی آنکھوں کے سامنے تھا۔۔ ایسے تھا جیسے بدن کا سارہ خون منہ پر۔۔۔ اور اس دبائو سے اسکی آنکھیں۔۔۔ افففف پری نے سوچ کر جھرجھری لی۔۔۔۔ کک۔۔۔ کاش پاپا آپ مجھے شش۔۔ شیری سے بہت دور لے جائیں ۔۔۔ اسکے منہ سے دعا نکلی۔۔۔۔ جو قبولیت کے منزلوں پر پہنچی۔۔۔۔۔

اگر دل ایمان بھرا ہو اندر معصومیت چھائی ہو۔۔۔۔ تو کیسے اسکی دعا رد ہوتی۔۔۔۔

اسنے ویٹر سے پانی کا گلاس لے کر پیا۔۔۔۔ اور واپس دیکر جیسے مڑی تو ساکت رہ گئی ۔۔۔۔ ہال میں چلتے گانے شور شرابے اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔۔ اسے بس سامنے موجود ہستی دیکھائی اور اسکے منہ سے "بیٹی" لفظ سنائی دیرہا تھا۔۔۔۔

آنکھیں جیسے پتھرا سی گئی۔۔۔۔

اسے لگا وہ خواب دیکھ رہی ہے۔۔۔ جیسے سونے سے پہلے اٹھتے چلتے کبھی خوف سے کہیں چھپی ڈر سے آنے کی دعا اپنے یاد دلانے کی دعا کرتی نا تھکتی تھی وہ سامنے موجود تھا ۔۔۔ اپنی کمزور سی حالت میں آنکھوں کے گرد ہلکے سفید بڑھی ہوئی شیو۔۔۔ جہاں وہ اسے خوش اور جوان چھوڑ کر آئی تھی ۔۔۔ وہیں آج وہ سامنے کمزور بلکل اپنی عمر سے بھی بڑھا لگ رہا تھا۔۔۔

کیا وہ اسکا باپ تھا جسے وہ ایک ایسے شخص کو دے رہا تھا اپنی بیوی کے کہنے پر جو اسکی بھی عمر سے بڑا تھا۔۔۔ اور آج سامنے پانی سے بھری سرمئی آنکھوں جن میں بلکل ویرانی تھی۔۔۔ اپنی اجڑی خالی پن سے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑے اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ آنکھوں میں ڈھیروں التجا لیکر۔۔۔

اسے ابھی بھی لگا وہ خواب دیکھ رہی ہے۔۔۔ اور اسکے سامنے ٹوٹنے سے گھبراتی آنکھوں میں ڈھیر سا پانی بہاتی الٹے قدموں سے وہاں سے بھاگی۔۔۔

الطاف صاحب جو اتنی ہمت جمع کر کے یہاں پہنچے تھے۔۔۔اسکی یادوں اور ان دیکھوں میں سے نکل کر ہمت کی تھی اسے اپنی زندگی میں لانے اور اسے وہ سب خوشیاں دینے کی جو وہ اپنی بد قسمتی سے دونوں ماں بیٹی کو نا دیسکا۔۔۔۔اپنے گناھوں کی معافی چاہتا تھا ۔۔۔۔

اسے پتا تھا وہ اتنے دکھ دینے کے بعد معاف نہیں کرے گی اسے پر پھر بھی کوشش کرنے کو آگیا۔۔۔

وہ تڑپا تھا یہ یاد کر کے جب وہ پانچ سال کی تھی اور بہانے بہانے سے ان سے بات کرنے کی کوشش کرتی تھی۔۔۔تب اسکی زبان بہت اٹکتی تھی اور وہ دونوں اسے چڑ کر جھڑک دیتے تھے۔۔۔جس وجہ سے وہ کمرے میں بند رہتی سارے سارے دن رات صرف اسکول کے علاوہ کہیں نہیں جاتی۔۔۔کسی بھی رشتے کو نا سمجھتے اور ہر اپنوں کے احساس جزبے سے عاری۔۔۔وہ ایک کٹ پتلی تھی بالکل۔۔۔۔جس کے پاس ہر رشتہ ہوتے ہوئے بھی وہ یتیم کی طرح تھی۔۔۔

اور جب الطاف صاحب کو اسکی دوسری بیوی نے اپنے منگیتر سے ملکر دو کھا دیا اور اپنا بیٹا چھوڑ کر ساری رقم گھر میں موجود لیکر اپنی چھوٹے سے بیٹے کو چھوڑ کر بھاگی تھی ۔۔۔اسے طلاق دے دی تھی کہ اور بیٹے کہ بھی کہہ دیا تھا کہ تم جانو تمہارا بیٹا میرے راستے میں نا آنا۔۔۔

اور اسنے بدنامی کی وجہ سے کسی کو بھی نہیں پتا چلنے دیا اور اسے طلاق دے کر واپس پاکستان آگیا۔۔۔اپنے پرانے گھر میں جہاں نرگس اور اسنے بہت خوبصورت پل بتائے تھے۔۔۔۔وہیں اکیلے پن سے رہ کر اسے پری کا احساس ہوا۔۔۔تب اسنے سوچا تھا اسے۔۔۔تڑپا تھا۔۔رویا تھا۔۔۔۔

کہ کیسا گناہ کر بیٹھا۔۔۔اپنی خون کو باپ ہوتے ہوئے بھی در بدر ہوتے سوچتے ۔۔۔اور کسی بھی رشتے کی نا سمجھ کو ایک مضبوط اور تا حیات نبا ھنے والے پاک رشتے

میں بندھ ہوا سوچ کر۔۔۔۔ کتنی مشکل سے جی رہی ہو گی ایک باپ کو جب احساس ہوا تو سوچ کر اسکا دل بندھ ہونے لگا۔۔۔۔

پاپا آپی تو چلی گئی پھر ہمیں چھوڑ کر۔۔۔ ساتھ کھڑے چھوٹے سے بیٹے نے اسے ہوش کی دنیا میں لایا۔۔۔

نہیں بیٹا اب میں اسے دور ہونے نہیں دونوں گا۔۔ آنکھوں سے آنسوں صاف کرتے ہوئے کرب بھرے انداز میں گویا ہوا۔۔۔ اسنے پری کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت اور ایک انجانا سا خوف محسوس کیا تھا جسے وہ سمجھنے سے کا ثر تھا۔۔۔

پر اب اسکو اتنا سکون مل گیا تھا اس تک پہنچ کر جو اسے میلو دور لگ رہا تھا۔۔۔

وہ سب سے نظریں بچاتا ہال کے بیک دور سے نکلتا چلا گیا پر حماد صاحب کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہ سکا۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

وہ الٹے قدموں سے دور ہوتی بغیر دیکھے لوگوں سے ٹکراتی۔۔۔جا رہی تھی۔۔۔۔سب اسٹیج پر ہوتی دلہا دلہن کی رسموں میں مصروف اور اسکے ارد گرد تھے۔۔۔کسی کو اسکی اجڑی بے بسی حالت نہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔وہ پیچھے کو ہوتی سن دماغ سے پلٹی تو سامنے شہریار موجود تھا۔۔۔اسے یہ بھی نہیں محسوس ہو رہا تھا کہ سامنے کون ہے جس سے کچھ دیر پہلے وہ خوف محسوس کر رہی تھی اسکے قہر سے چھپنے کی کوشش کر رہی تھی وہ اپنی سرخ آنکھیں لیے موجود تھا۔۔۔اسکے سامنے۔۔۔۔اگر ہوش میں ہوتی تو شاید وہیں دم توڑ دیتی۔۔۔۔۔

شیری نے اسکے بازو سے پکڑ کر ہال سے گھسیٹتا باہر لے آیا اور اسکے سن وجود کو کار کی فرنٹ سیٹ پر دھکیلا اور خود دوسری طرف سے آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔ بغیر اسکی حالت کی طرف دیکھے فل سپیڈ سے اسٹارٹ کر دی اور گاڑیوں کی بھیڑ میں خود بھی ایک حصہ بن گیا۔۔۔

اسے ایک سیکنڈ بھی اسکے وجود پر یہ سوٹ اور کمیل کا ہاتھ کی انگلیوں کے نشان برداشت نہیں ہو رہے تھے۔۔۔۔

کار جھٹکے سے رکنے پر وہ نکلا اور اسکی طرف آیا۔۔۔ پری کو جھٹکے سے کار رکنے پر ہوش آیا اسکے حواس بحال ہوئے ابھی سیکنڈ نا گزرا جب شیری نے کار کا دروازہ کھول کر اسے بازو سے پکڑ کے باہر نکالا۔۔۔

جب وہ کار سے باہر نکلی اور اپنے سامنے شیری کو دیکھ چیخ جاتی اگر اسکے منہ پر شیری کا ہاتھ نا آتا۔۔۔

چپ ایکدم چپ اگر چیخنے کی کوشش کی تو سب کے سامنے تمہاری زبان کاٹ دونوں گا ۔۔۔وہ قہر برساتی نظروں سے اسے دیکھتا جبڑے سے پکر کر اسکا منہ چہرے کے قریب کرتے اور سرد آواز میں غرایا۔۔۔

پری فق چہرے اور کانپتے وجود سے ٹھر ٹھر لرزتی رونے لگی۔۔۔ جب اسکے بازو سے پکڑ کر وہ اسے بڑے سے مال کے اندر لایا۔۔وہ روتی اسکے ساتھ گھسیٹتی آرہی تھی ۔۔۔ آس پاس کے سب لوگ انہیں حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔پر اس سب کا شہریار پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا اسے بس کمیل کا اسے چھونا اور اس کے بازو پر موجود اسکا لمس پاگل بنا رہا تھا۔۔۔

وہ کیسے بھی کر کے اس پر سے یہ سب کچھ ختم کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اگر وہ اسے قسم نا دیتے اپنی محبت دیوانگی کا تو وہ شاید سیکنڈ میں ہی اسے دوسری سانسوں سے محروم کر دیتا۔۔۔

وہ خاندان رشتہ یا اپنا کچھ بھی نا دیکھتا۔۔۔

مم۔۔۔مجھے م۔۔ میرے پاپا۔۔۔ کے پاس جاناہ۔۔ ہے۔۔ پلیز مجھے ج۔۔ جانے دیں ۔۔۔ پری اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرتی التجا کرنے لگی۔۔۔

پرشیری کو تو صرف دو ہی لفظ سنائی دیے۔۔۔ " جانا اور جانے دیں "۔۔۔ ایک زوردار جھٹکے سے اسے اپنے مقابل کیا۔۔۔ اور پوری طاقت سے دھاڑا۔۔ جس پر مال میں موجود سب لوگ انکی طرف اور اس دھاڑ پر کچھ گھبرائے متوجہ ہوئے۔۔۔

کہیں نہیں جاؤ گی تم سمجھی۔۔۔ میرے علاوہ کہیں نہیں۔۔۔ میں مار دونگا اس انسان کو جس کے پاس جاؤ گی۔۔۔ وہ اسے جھٹکا دیتے دھاڑنے لگا۔۔۔ پری سفید چہرے کے

ساتھ چیختی کانوں پر ہاتھ رکھ گئی۔ آہہہہہہ۔۔ وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح کانپ رہی تھی ۔۔۔اسکی ٹانگیں تھرتھر لرزنے لگی۔۔

عورتیں اسکا حال دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی۔۔۔ اور کچھ ہمت کر کے اسے شیری سے آزاد کروانے کو آگے بڑھے پر جب شیری کی سرخ بھوری آنکھیں انکی طرف اٹھی تو کانپ کر سو قدم پیچھے ہو گئی۔۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے کیوں لڑکی کو خوفزدہ کر رہے۔۔۔ ایک انسپکٹر جو باہر ہی تھا۔۔ لوگوں کے بلانے پر اندر آکر شیری کے شکنجے میں پری کو روتے خوفزدہ کانپتے دیکھا تو غصے سے آگے آکر بولا۔۔۔

پورے مال میں موجود لوگ جمع ہو گئے تھے۔۔۔

تمیز سے بات کرو اور آہستہ آواز میں۔۔۔شیری نے پری کو اپنی طرف کھینچتے اس انسپکٹر سے سرد آواز میں بولا۔۔۔وہ آنکھیں بھینچے سپرنگ کی طرح ٹھرٹھر کتی اسکے سینے سے لگی شرٹ کو مٹھیوں میں خوف سے بحال جکڑ گئی۔۔۔

اب تم جیسے آوارہ لڑکیوں کو ہراسا کرنے والے پولیس کو تمیز سکھائیں گے۔۔۔اسکا ہاتھ گلے میں پڑنے سے پہلے ہی شیری نے اسے جھٹکا دیا جس پر وہ لڑکھراتا دور ہوا ۔۔۔اور پری کو دور کرتا اسکی طرف آکر اپنی پاکٹ سے ایک کارڈ نکال کر اسکی منہ پر رکھا۔۔۔

ہاں میں ہی سیکھائوں گا تمیز۔۔۔وہ سرد سی آواز میں گویا ہوا۔۔۔

لوگ تو اس کی پولیس کے ساتھ حرکت پر ہی گھبراتے یہاں وہاں غائب ہونے لگے کس کو اس جلاد سے مرنا تھا اور کچھ مزے سے اس تماشے کو دیکھ رہے تھے۔۔

۔۔۔اسکے چہرا ہی ایسا لگ رہا تھا جیسے سینے پر وار ہوئے زخمی شیر۔۔۔۔اوپر سے اس پر ظلم سرخ سپید چہرے پر بھوری لال آنکھیں جن کو دیکھتے انسان بھی توبہ کرے۔۔۔۔

انسپکٹر کی نظریں ناک کے سامنے کارڈ پر پڑی تو ہڑبڑا کر بولا۔۔۔۔

میجر شہریار۔وہ بڑبڑایا۔۔۔۔آئی ایم سوری سر۔۔ہمیں بیچ میں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔یہ آپکا اپنا ذاتی معملا ہے۔۔۔۔یہ کہتے وہ بھیڑ کو وہاں سے ختم کرنے لگا۔۔۔۔

چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ ایکدم مڑا تو سامنے کھڑی روتی خوفزدہ آنکھوں سے اسے دیکھتی۔۔۔بلو بھاری لہنگے میں وہ آہستہ سے پیچھے قدم اٹھانے لگی۔۔۔۔

قق۔۔۔قسم کھاتی ہہ۔۔ہوں۔۔۔مم۔۔ مینے کچھ۔۔ نہیں۔۔ کیا۔۔۔وہ۔۔وہ کمیل
ن۔۔۔نے کہا۔۔۔میں ج۔۔ جھوٹ۔۔ نہیں بول رہی۔۔۔وہ ہچکیاں لیتی اسکی سرخ
بھوری آنکھوں میں دیکھتی صفائی دینے لگی۔۔

شیری ایک لمبا سا قدم بھر کر اس تک پہنچا۔۔۔اور اسے اپنے بازوں میں اٹھا کر اسکے
ٹھنڈے پڑتے کانپتے وجود کو سینے سے بھینچ لیا۔۔۔۔

مینے تمہیں کچھ کہا ہنی اس کمینے کے بارے میں۔۔۔بس دماغ سے نکال دو سب کچھ
۔۔۔اور دور جانے کا نا بولو۔۔۔بازوں کی مدد سے اسے تھوڑا اوپر کر کے سینے میں چھپے
اسکے چہرے کو دیکھتے کان کو چوم لیا۔۔۔پری اور بھی سمٹتی اسکے چوڑے سینے میں چھپنے
لگی۔۔۔وہ بھی اسکے کانپتے وجود کو اپنے آپ میں چھپانے لگا۔۔۔

اور قدم بڑھاتا بغیر لوگوں کی پھٹی نظروں اور پھسر پھسر پر متوجہ ہوئے خوبصورت سے پنک فراک پر کو دیکھا تو مسکرا کر رک گیا۔۔۔اس فراک کے گرد کافی لڑکیاں آنکھوں میں پسندگی کے تاثر لیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔شاید نیوں ڈزائن تھی۔۔۔

اور مہنگا بھی لگ رہا تھا لڑکیوں کی شکلوں کو دیکھ۔۔۔

پر شیری کو پری کے لیے پسند آ گیا تھا۔۔۔پری کے سامنے کیا پیسہ کیا خزانہ۔۔۔

شیری کے آنکھوں کے سامنے پری کا اس فراک پہنے خوبصورت منظر گھوم گیا۔۔۔جس پر اسکے لبوں پر مسکراہٹ سی آ گئی۔۔۔

لڑکیاں اسے پری کو بازوں میں اٹھائے کسی بچے کی طرح سینے سے لگائے دیکھ کر مسکراتی اسے سائیڈ دینے لگی۔۔۔۔

اور آپس میں مسکراتی کچھ کہنے لگی۔۔۔۔جس پر شیری کا دھیان نہیں تھا۔۔۔

دیکھو ہنی اس فراک میں تم بالکل میری پرنسس لگو گی۔۔۔۔وہ اسے فراک کی طرف متوجہ کرنے لگا پر پری نفی میں سر ہلاتی چمٹ گئی اسکے کوٹ میں وہ ابھی بھی ڈری ہوئی تھی اور اسکے ڈر سے منہ سے کچھ بھی نہیں نکال رہی تھی۔۔۔۔

اسکے ایسا کرنے سے وہ مسرور سا ہو گیا اور فراک لیکر لڑکیوں کی آنکھوں میں ستائش کو اگنور کر کے آگے اس سے میچ ہجاب لیا پھر اسکے میچ شوز لینے کے لیے آگے بڑھا۔۔۔اور اس دوران پری کو اپنے بازوں میں ہی اٹھائے رکھا۔۔۔۔

جو نیو آ رہے تھے وہ شرما کر مسکرا کر دیکھ رہے تھے باقی کی آنکھوں میں اسے پاگل سمجھنے کے تاثرات تھے۔۔۔۔

پھر پنک کلر کی خوبصورت سی ہیل پسند کی۔۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔۔وہ لڑکے کو پری کے پیر کی طرف بڑھتا دیکھ غصے سے بولا۔۔۔۔۔

لڑکا ہڑبڑا گیا۔۔۔۔س۔۔ سر وہ ناپ پائوں کی۔۔۔اسے پہنا کر دیکھنا ہے۔۔۔۔وہ اسکی آنکھوں اور غصہ دیکھ کر جلدی صفائی دی اپنی۔۔۔

کیا مینے کہا ایسا۔۔۔۔وہ ایک ہاتھ میں بیگ اٹھائے دوسرے پری کو سینے سے لگائے کڑے تیور سے پوچھا۔۔۔۔

ن۔۔ نہیں سر۔۔۔وہ بولتے دور ہٹا۔۔۔شیری نے ایک پائوں سے پری کے ہیل نکال کر اسے دیکھا پھر اسکی ناپ پے لیکر ہیل واپس اسے پہنائے بیگ سنبھالتا چہرے پر پری کو دیکھتے خوبصورت سی ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے مال سے باہر نکلا۔۔۔۔

کار کا دور کھول کر پچھلی سیٹ پر بیگ پھیکے اور اسے بند کرتے آگے کی طرف آیا۔۔۔

❤❤❤❤❤

ہنی۔۔۔واپس نہیں چلنا۔۔۔یا ساری رات ایسے ہی گذارے۔۔۔اسکے کان کے قریب جھک کر بولا۔۔۔۔تو پری نے ڈرتے ڈرتے چہرا کوٹ سے نکالا اور اپنی سرخ سرمئی سوجی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

آ۔۔آپ ماریں گے ت۔۔۔تو نہیں۔۔۔؟؟اسکے منہ سے ہلکی سی بڑبڑاہٹ نکلی جو شیری نے بمشکل سنی۔۔۔۔

میں کیوں ماروں گا اپنی ہنی جانم کو۔۔۔وہ اسکی آنکھوں کو چومتے سنبھال کر اسے فرنٹ سیٹ پر کسی نازک موم کی گڑیا سمجھ کر بٹھایا۔۔۔۔پھر دور بند کرتا اپنی طرف آیا تو پری کھسک کر دور ہوئی۔۔۔۔اور بالکل دوڑ سے چمٹ گئی۔۔۔۔شیری یہ سب دیکھتے بغیر کچھ کہے کار اسٹارٹ کر دی۔۔۔۔

پھر راستے میں دونوں کی سانسوں اور گاڑیوں کے شور کے علاوہ صرف کبھی کبھی پری کی زیادہ رونے سے ہچکی نکلتی۔۔۔

وہ کار کو سجے ملک ولا میں پارکنگ میں روکتے دیکھ کر گھبرا کر شیری کو دیکھا۔۔۔۔

مم۔۔مجھے وہاں ج۔۔باقی کے لفظ جانا آنے کی وجہ سے بول نا سکی پر آنکھوں میں اُمڈنے والے خوف صاف ظاہر تھا۔۔۔۔

چلیں گے ہنی صرف کچھ دیر میں۔۔۔کہتے اسکا گال تھپتھپا کر کار سے نکلا اور بیگس نکال کر اسکی طرف آیا۔۔۔پری اکیلے گھر کو دیکھ کر کھسک کر دور ہوئی۔۔۔

مم۔۔مجھے نن۔۔نہیں آنا۔۔وہ کہتی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آگئی۔۔۔

شیری نے جو ہاتھ بڑھایا تھا واپس ہو کر کندھے اچکا کر بولا۔۔۔

ٹھیک ہے یہی رہ جائیو بھوتوں یا چڑیلوں کا ڈنر بن جائیو۔۔۔مجھے کیا۔۔۔

ویسے بھی کئی خون ہو چکے ہیں یہاں خوبصورت روتی لڑکیوں کہ اور اتفاق سے انکے نام بھی پری یہ ہی ہوتے ہیں۔۔۔وہ اسکے سفید پڑتے چہرے کو دیکھتے لاپرواِئی سے بولتے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگائے اندر کی جانب قدم بڑھایا۔۔۔۔

پری کا تو مانوں سانس رک گیا۔۔کافی بار حور نے اسے چڑیلوں والی فلم دیکھائی تھی جو دونوں چیختے چیختے ختم کرتی تھی۔۔۔اور اب شیری کا یہ بولنا اسکا حال ہی برا کر گیا۔۔۔

اسنے گردن موڑ کر دیکھا جہاں دور گیٹ پر گارڈ کھڑے تھے۔۔۔پر کیا وہ اسے بچائیں گے چڑیلوں سے۔۔۔

نن۔۔۔نہیں وہ کیسے بچائیں گے۔۔۔یہ۔۔یہ تو بوڑھے ہیں مووی میں۔۔۔تو شش۔۔۔شیری جیسا ہیرو تھا۔۔۔وہ خوف سے خود سے کہتی اپنے بچائو کے بارے میں سوچنے لگی۔۔۔پر۔۔۔پر وہ تو مجھے مارے گا۔۔۔

اور گھر م۔۔میں کوئی بھی نہیں۔۔۔

وہ چہرے پر آئے پسینے کو صاف کرتی شیری کو دیکھنے لگی جو دھنوا ہوا میں چھوڑتا اندر کو جارہا تھا۔۔۔

اگر ش۔۔ شیری چلا گیا تو وہ مجھے کھالیں گی۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔

اسنے ابھی دو ہی قدم لیے تھے جب پیچھے سے اسکی خوفزدہ سی آواز نے شیری کو ساکت کر کے قدم روک دئے۔۔۔

شش۔۔ شیری مجھے س۔۔ ساتھ لے چلو۔۔ ڈر لگ رہا ہے پپ۔۔۔ پلیز وہ۔۔ کھا جائیں گی۔۔۔۔

کانوں نے جب یہ الفاظ دماغ تک پہچائے تو وہ خوشی سے سرشار مڑا۔۔۔ اسے نہیں بتا سکتا تھا کتنا خوش کر دیا تھا اسنے اور کتنی چاہت کے پھول کھل اٹھے تھے پہلی بار اسکے نام لینے پر۔۔۔ وہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا اپنی خوشی کا۔۔۔۔

اور جو دو قدم اٹھائے تھے ایک دم وہاں پہنچا اور پری کے خوفزدہ چہرے کو دیکھتے چاہت سے بھرپور اپنا ہاتھ بڑھایا۔۔۔ پھر دوسرہ جھٹکا تب لگا جب اسنے اپنا سرخ چھوٹا سا ہاتھ اسکے چوڑے ہاتھ میں رکھا پر اسکے ہاتھ میں کپکپاہٹ موجود تھی۔۔۔

وہ تو جیسے جھوم اٹھا۔۔۔ اسکے لیے اتنا ہی کافی تھا اسنے اسے پکارا۔۔۔

احتیات سے اسے باہر نکالا سگریٹ کو پھینک کر اسے پھر سے بازوں میں اٹھالیا۔۔۔

میرے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی چھونا تو دور دیکھ بھی نہیں سکتا میرے علاوہ ڈارلنگ ۔۔۔ گھمبیر آواز میں کہتا سرشار سا اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ لیے۔۔۔ پری جو اسکے اٹھانے پر ہی گھبرائی ہوئی تھی اسکے سر پر بوسہ دیتے دیکھ وہ معصومیت سے ڈر کر کوٹ میں منہ چھپا گئی۔۔۔

اسکی اس ادا پر شیری کا دل کیا اسے سینے میں بھینچ لے۔۔۔اور اسنے ایسا ہی کیا اسے اپنے سینے سے بھینچا جس پر پری کہرا اٹھی۔۔۔۔

آہہہ۔۔۔۔۔مم۔۔۔مجھے نیچے اا۔۔اتاریں۔۔۔وہ درد سے کہتی اترنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔۔۔

اچھا۔۔۔پر یہ اب ناممکن ہے۔۔۔میرے بس میں ہوتا تو تمہیں چلنے کی بھی تکلیف نا کرنے دوں جانم ساری زندگی اپنے سینے سے لگا چلتا رہوں۔۔۔۔بس تم میں کھویا رہوں۔۔۔وہ اس سے کہتا گھر میں داخل ہوتا سیڑھیاں طے کرتا اوپر اسکے روم میں لیکر آیا۔۔۔۔اور پیر کی ٹھوکر سے دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔

سب ملازمہ آنکھیں پھاڑے اپنے چھوٹے صاحب کو دیکھ رہے تھے کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔۔۔۔پری بی بی کے ساتھ۔۔۔۔

پر وہ بے خودی میں سب کچھ نظر انداز کر گیا۔۔۔

پری جو چڑیلوں کے ڈر سے ایسے ہی شیری کے سینے سے لگی آنکھیں پھاڑے اسکی باتوں پر حیران ہوتی گھبرانے لگی اس طرح ساری عمر شیری کے اٹھانے کا کہنے پر۔۔۔۔

شیری نے آہستہ سے اسے بیڈ پر لیٹایا اور کچھ اس پر جھکا دیکھتا رہا۔۔۔پری اسکے جھکنے پر چہرے پے اپنے مہندی سے سجے ہاتھ میں چہرا چھپا گئی۔۔ جس سے چوڑیوں سے بھری کلائیوں کی چھنک سی خوبصورت آواز خاموش کمرے میں گونجی۔۔۔

بہت پیار کرتا ہوں ہنی تمسے۔۔۔۔ کبھی الگ ہونے کا نا سوچنا۔۔۔میں مر جائوں گا تمہارے بن۔۔۔

تم میری رگوں میں کسی نشے کی طرح سما گئی ہو۔۔۔کسی خطرناک مرض کے مریض کی طرح ہوں میں اب۔۔۔جس کے جینے کی دوا صرف تم ہو۔۔۔جو اسے ایک سیکنڈ بھی نا ملے تو وہ اگلی سانسیں نا لے۔۔۔وہ اس پر جھکا جزبات میں اسکے چھپے چہرے کو دیکھتے حال دل سنانے لگا۔۔۔

پری کی تو جان حلق میں آگئی تھی یہ سب سن کر۔۔۔وہ تو کیا کیا سوچ کر بیٹھی تھی اب کیسے نکلے گی اسکے چنگل سے۔۔۔وہ تو زندگی بھر اس سے بھاگنا چھپنا چاہتی تھی اس کی ایک سیکنڈ کی بات تھم سی گئی تھی۔۔

کیا وہ کبھی آزاد نہیں ہو پائے گی اس سے۔۔۔یہ سوچتے اسکی آنکھوں سے آنسوں نکل کر کان میں پھسل گیا۔۔۔

میرے علاوہ کچھ نا سوچو ہنی۔۔۔ اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اسکی سرخ چھوٹی سے ناک کو چوم لیا۔۔۔ جس پر پری نے آنکھیں میچی چہرا موڑ لیا۔۔۔۔

پپ۔۔ پلیز ن۔۔۔ وہ گھبراتی دہشتزدہ سی بولنے لگی جب شیری نے اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر بولا۔۔۔۔ ششش کچھ نہیں کر رہا۔۔

پھر دور ہو کر اسے اٹھایا اور بیگ اسے پکڑا کر بولا۔۔۔ جائو فریش ہو کر چینج کر کے آئو۔۔۔ گو فاسٹ۔۔۔ اسے باتھروم کی طرف موڑا پر پری نے ہلکی سی مزاہمت کرنے کی کوشش کی جس پر شیری کے آنکھیں پھر غصے سے رنگ بدلنے لگی جسے دیکھ کر پری بھاگ کر اپنی جان بچاتی باتھروم میں گھسی۔۔۔

شیری ایک خاموش نظر باتھروم کے بند دروازے پر ڈالکر سگریٹ سگلانے لگا۔۔۔ بار بار غصہ ڈلا کر کہتی ہے مارتا ہوں۔۔۔

پھر ہونٹوں میں دبا کر اسکے انتظار میں بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

انتظار اتنا طویل نا تھا۔۔۔ اسنے دوسرا سگریٹ سلگایا جب وہ آہستہ سے کانپتے ہاتھوں سے فراک سنبھالتی سر پر دوپٹا لیے بھیگے بالوں کو اس سے چھپائے بھاری پھولوں سے سجے فراک کے اندر سے قدم آگے بڑھائے سر جھکائے نکلی۔۔۔

وہ تو جیسے ساکت ہو گیا۔۔۔ ہاتھ جو سگریٹ کو منہ کی طرف لے جا رہا تھا وہیں رک گیا۔۔۔ آنکھوں جیسے اس پر سے نا ہٹنے کا قسم کھایا۔۔۔

وہ بے خود سا ہو کر اٹھا۔۔ اور اسکی طرف قدم بڑھنے لگے۔۔۔ اور ہاتھ سے پکڑ کر کمرے کے بیچوں بیچ لیکر آیا۔۔ پری کی آنکھوں کے سامنے کچھ دن پہلے کا منظر گھوم گیا۔۔۔ وہ سوچ کر یہاں وہاں دیکھتی کچھ ڈھونڈنے لگی اپنے بچائو کے لیے۔۔۔۔۔

اسے بہت کچھ نظر آیا اپنے بچائو کے لیے۔۔اسنے جیسے جھٹکے سے بے خود کھڑے شیری کی گرفت سے نکل کر فروٹ میں لگی چھڑی کی طرف ہاتھ کیا جب شیری نے اسے ایکدم قریب کیا اور ایک زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔۔

تم بھی پرنسس کمال ہو بندہ کتنا بھی سیریس یا کھویا ہوا کیوں نا ہو سیکنڈ نہیں لگائو گی اسے زمین پر پٹکنے میں۔۔۔ظاہر ہے ہو کس کی۔۔۔شیر کی۔۔۔

وہ مسرور سا کہتا اسے ہاتھ سے پکڑ کر گول گول گھمانے لگا۔۔۔اور وہ اپنی ناکامی پر خوفزدہ ہوتی شیری کے ہنستے سرشار سے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔۔شیری کو وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ اسکے پاس الفاظ نہیں تھے بیان کے لیے۔۔۔پھر اسے بازو پڑ گرایا۔۔۔وہ ڈر کر اسکے کوٹ کو پکڑ گئی۔۔۔

بھاگ چلیں یہاں سے ہر چیز سے دور ایکدوسرے کے لیے۔،۔وہ اس پر جھکا گھمبیر میں شرارت سے بولا۔۔جس پر پری نے گڑگڑا کر نفی میں سر ہلایا۔۔نن۔۔نہیں کبھی نہیں ۔۔۔اسکی بات پر وہ ہنس دیا۔۔۔

کبھی تو ایسا ضرور ہو گا۔۔ہنی۔۔۔

پھر آہستہ سے اسکے کانپتے سرخ ہونٹوں کو چھو لیا۔۔۔پری کا گلا خشک ہو گیا شیری کی حرکت پر۔۔۔۔

شیری نے اسے کسی موم کی گڑیا کی طرح سنبھال کر ڈریسنگ آئینے کے سامنے کھڑا کیا ۔۔۔اور اسکے دوپٹے سے چھپے بالوں آزاد کیا انکی نکلتی خوشبو کو اپنے اندر اتارتے ۔۔۔پھر کچھ دیر میں ہی پیار سے اسکے بالوں کو خشک کر کے انہیں اچھی طرح کلپ سے جکڑ کر اسکا رخ اپنی طرف کر لیا۔۔۔جو نم آنکھوں سے سر جھکائے چپ چاپ اسکے رحم کرم پر کھڑی تھی۔۔۔

وہ اس سے کچھ کہتا اس سے پہلے ہی موبائل بجا وہ۔۔۔ایک نظر اس پر ڈالکر موبائل جیب سے نکال کر دیکھا تو سفیان کالنگ لکھا تھا۔۔۔اسنے اوکے کر کے کان سے لگایا ۔۔۔البتہ نظریں پری پر ہی تھی۔۔۔

کہاں ہو شہریار۔۔۔وہ کچھ پریشانی سے پوچھنے لگا۔۔۔

شیری نے بھی اسکی پریشان آواز نوٹ کر کے بولا۔۔۔گھر پر ہوں کیوں سب خیریت ۔۔۔

نہیں یار پری نہیں مل رہی ہے۔۔۔۔سارا میرج ہال ڈھونڈ لیا پر وہ کہیں نہیں سب کافی پریشان ہیں۔۔۔اور کچھ کا کہنا ہے کہ کوئی لڑکا اسے باہر لیکر جا رہا تھا۔۔۔۔پھر یہاں کمیل بھی نہیں دکھ رہا۔۔۔

حماد انکل اور احمد انکل کا پریشانی سے برا حال ہے کیونکہ انہوں نے پری کے غائب ہونے سے پہلے الطاف انکل کو دیکھا ہال میں۔۔۔اسکی اتنی پریشانی پر وہ مسکرا دیا۔۔

کمیل کا تو نہیں پتا پر پری میرے ساتھ ہے۔۔۔جوس گرنے سے اسکے کپڑے خراب ہو گئے تھے تو وہ ہی چینج کرنے آئی ہے۔۔۔پری کو اپنے ساتھ لگا تا وہ اسے بتانے لگا

۔۔۔

ایک منٹ یہ پری تو تم سے ڈرتی تھی تو کیسے تمہارے ساتھ آگئی۔۔۔سفیان سے اسے بات ختم کرتے دیکھا تو جلدی میں حیریت سے پوچھا۔۔۔جس پر شیری پری کو دیکھ جو اسے ہی سر اٹھائے دیکھ رہی تھی۔۔۔دیکھا اور بولا۔۔۔

تو تمہارا کیا مطلب ہے ساری زندگی ایسے ہی ڈرتی رہے۔۔۔

پھر اسکی ایک بھی سنے فون بند کر کے کچھ ٹائپ کرتے بیڈ پر پھینک دیا۔۔۔

اگر کبھی تمہیں بھگانے کی کوشش کی تو، اپنے ارد گرد اتنے سیکیورٹی گارڈز پال رکھے ہیں کہ یہ سب تو مجھے زندہ زمین میں گاڑھ دیں۔۔۔

وہ شرارت سے کہتا حجاب نکال کر اسے پہنانے لگا بالکل کسی ماں کی طرح جو اپنے بچے کو تیار کرتی ہے۔۔۔

ک۔۔ کیا آپ سچ میں۔۔ مجھے بھگا رہے تھے۔۔۔ پری نے ہمت کر کے ذرا سی نظریں اٹھا کر معصومیت سے پوچھا۔۔۔

جس پر حجاب کو پنوں سے سیٹ کرتے اسے دیکھا۔۔۔ پھر منہ میں لگی آخری پن کو نکال کر لگائی اور اسکے معصوم چہرے کو اپنے مضبوط ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر پوچھا۔۔۔

کیا تم چلو گی میرے ساتھ ؟؟۔۔۔ اسکی بات پر پری ہڑبڑا کر نفی کی۔۔۔ شیری تو اسکے پر نور چہرے کو ہی دیکھتا رہ گیا۔۔۔ اور اسکے نفی کرنے پر مسکرا دیا۔۔۔

توڑ رو نہیں کہیں نہیں لیکے جا رہا۔۔۔۔ پھر اسکے جھلملاتے سراپے پر سر سے پائوں تک نظر ڈالی۔۔۔ منہ کو گول شیپ میں دے کر ایک آنکھ دبائے آوارہ اسٹائل میں سیٹی بجائی۔۔۔

پری تو آنکھیں پھاڑے اسکی حرکتیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

بس ایسے ہی ٹھیک ہے۔۔۔ اس میں بھی سب لڑکیوں کی آنکھیں پھاڑ سکتی۔۔ اور میں نہیں چاہتا تم پر میرے علاوہ کسی کی بھی آنکھ ٹھرے۔۔۔

اسے کہتے بیڈ کی طرف لے آیا اور احتیات سے بیٹھا کر۔۔ بیگ سے ہیل نکال کر اسکے سامنے نیچے گھٹنو کے بل بیٹھا۔۔۔ اور پھر زمین پر پھیلے اسکے فراک کو اٹھا کر اس میں سے اسکے چھپے سرخ پائوں میں پہنائی۔۔۔ پری پوری سمٹ سی گئی۔۔۔ اتنے بھی ہمت نا کر پائی کہ اسکے ہاتھوں سے اپنے پائوں کو آزاد کر سکے۔۔۔

شیری نے اسے ہیل پہنا کر اسکے سرخ چہرے کو دیکھا۔۔۔ جس پر نئے رنگوں نے آنا شروع کیا تھا۔۔۔وہ سمجھ کر مسکرا دیا اور دونوں پائوں پر فراک پھیلا دیا۔۔۔

پھر ہاتھ بڑھا کر اسکے ہاتھ کو تھاما اور اسے لیکر اپنی موبائل اٹھائے کمرے کے بیچ لایا۔۔

پھر اسکا ہاتھ دانس کی طرح اوپر اٹھائے خوبصورت سے پوز اپنی موبائل میں قید کر لیے ۔۔۔پری اس ساری کاروائی دوران چپ چاپ سر جھکائے کھڑی تھی۔۔۔

So beautiful my pretty doll ....

تم میرے لیے ایک قیمتی تحفہ ہو پاک اس ذات کی طرف سے۔۔۔ جس کا شکریہ ساری زندگی نا ادا کر پائوں۔۔۔ کہ اسنے مجھ ناچیز گناہ گار بندے کو ایسا انمول نایاب اپنے نور کی روشنی میرے نصیب میں لکھی۔۔۔وہ اسکے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کے اپنی خوش

قسمتی کا بتا رہا تھا۔۔۔پری خاموشی سے سنتی رہی۔۔۔۔کیا کہتی اس باتوں پر اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔

صرف اتنا بولی۔۔۔۔مجھے لے چ۔۔ چلیں پلیز۔۔۔۔

شیری سن کر مصنوعی خوشی سے چہکا۔۔۔۔سچ چلو گی میرے ساتھ، ہماری دنیا میں ۔۔۔اسکی بات پر وہ ہڑبڑا کر جلدی سے صفائی دینے لگی۔۔۔۔

نن۔۔ نہیں وہ س۔۔سب کے پاس۔۔۔۔اور تھوڑا دور ہٹی۔۔۔۔کہیں سچ میں نا لے جائے۔۔۔۔شیری بھی پھر اسکے خوفزدہ سے چہرے کو دیکھ کر اسکے پیشانی پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔۔۔۔

اور موبائل پر کسی کو کال کی۔۔۔اور اسکی ایک رنگ پر ہی اٹھالی۔۔

۔کیا ریڈی ہو سب ؟؟۔۔اسکی یکدم سرد سی آواز کچھ پل والی آواز سے بالکل بدلی

۔۔۔پری نے جھٹکے سے اپنا جھکا سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔جو محبت سے چور نظروں سے

اسے دیکھتے دوسری طرف سے مختلف آواز میں بولا۔۔۔

وہاں سے مثبت جواب ملنے پر موبائل بند کرتے جیب میں رکھا۔۔۔اور اسکی طرف

قدم بڑھایا جس پر پری نے بھی قدم پیچھے کو لیا۔۔۔

کچھ نہیں کر رہا جانم۔۔۔واپس چلیں۔۔۔اسے ہاتھ سے پکڑ کر پھر بازوں میں اٹھا لیا

۔۔۔۔

ظاہر ہے اب اتنے بڑے فراک سے چلنے سے تو رہی۔۔۔اور پھر دروازہ ایک ہاتھ سے

ان لاک کرتے۔۔۔سیڑھیاں اترتا لائونج میں آیا جہاں سب ملازم منہ کھولے دیکھ

رہے تھے۔۔۔شیری کے ماتھے پر لکیریں ابھرنے لگی۔۔چہرے پر غصے کے عنصر ظاہر

ہونے لگے۔۔۔

کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔وہ ایکدم انہیں ساکت دونوں کو گھورتے دیکھ دھاڑا۔۔۔اسکے اتنے قریب دھاڑنے پر پری کے اوسان خطا ہو گئے۔۔۔۔

جس پر اسکا چہرا غصے سے اور بھی سرخ ہو گیا کہ وہ کسی دوسری وجہ سے وہ ڈری۔۔۔

۔۔مطلب کسی دوسرے کی طرف سے تکلیف۔۔۔۔اسکی آنکھیں یکایک سرخ ہو گئ ۔۔۔۔ان ملازموں پر۔۔۔جسے دیکھ کو وہ گھبراتے ہڑبڑاتے سب یہاں وہاں غائب ہو گئے۔۔۔۔

اگر سب کے بیچ نا ہوتے تو دیکھا تا اس حرکت کا انجام۔۔۔میری جانم کو تکلیف دینے کا انجام پر شکر کرو رب کا۔۔۔۔جہیں شاید تم لوگوں کو بچانا چاہتا ہے میرے انجام سے ۔۔۔۔

وہ آہستہ سا بڑبڑاتا پری کے کانپتے وجود کو تھپتھپاتا باہر نکلا۔۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔ڈرو نہیں میں ان حرامخوروں سے تھا۔۔۔

کہتے اسے کار کا دور کھول کر فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور اسکا فراک سنبھال کر اندر گاڑی میں رکھ دیا۔۔

اور دوسری طرف خود آ کر بیٹھ گیا۔۔۔ڈرائیونگ کے دوران کبھی کبھی اسے بھی دیکھ لیتا۔۔۔

کچھ دیر بعد کارر کی پری اپنے ہاتھوں کو مسلتی پریشانی سے سوچ رہی تھی کہ کیسے وہ اتنا بھاری فراک لیکر چلے۔۔۔اسکے دھان پان جیسے وجود پر وہ جھلملاتے سفید نگینوں اور ہم رنگ پھولوں سے سجے بھاری فراک جو پورا آگے پھیلا ہوا تھا۔۔۔یہ سب سوچ کر اسکے میک اپ سے پاک چہرے پر پریشانی کے پسینے ماتھے پر نمودار ہوئے۔۔۔جنہیں شیری دیکھ کر فوراً سمجھ گیا۔۔۔

پھر آہستہ سے اسکے چہرے کا رخ اپنی طرف کرتے بولا۔۔۔ دیکھو کوئی بھی اس فراک کے بارے میں یا اتنی دیر کہاں تھی پوچھے تو کوئی جواب نا دینا۔۔۔۔ صرف خاموشی سے سر جھکا دینا باقی کا سفیان سنبھال لے گا۔۔۔ اسکے سمجھانے پر پری نے اثبات میں سر ہلایا ۔۔۔ جس پر شیری محبت بھری نظروں سے دیکھتے اسکی رخسار پر ہاتھ کی پشت پھیری ۔۔۔ پری تو کانپ کر رہ گئی اسکی حرکت پر۔۔۔۔

پری کی طرف سے کسی نے کار کا دروازہ کھولا اسنے پہلے شیری کو دیکھا جسنے آنکھوں سے اسے ریلیکس رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔

پھر اسنے باہر کھڑی تین پینٹ کوٹ میں عورتوں کو دیکھا جس میں سے ایک اسکا کسی شہزادی کی طرح فراک کا باہر نکال رہی تھی اور دو نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔

اسنے بوکھلائے اپنے دونوں ہاتھ انکے ہاتھ میں رکھے۔۔۔جب شیری کی سرد سی آواز پیچھے آئی۔۔۔

احتیات سے کوئی بھی تکلیف نا پہنچے۔۔۔۔اس کے حکم پر سب نے ساتھ گھبر اتے جواب دیا۔۔۔۔

یس سر۔۔۔اور کہنے کے ساتھ سفید روش پر اسے لیکر کسی شہزادی کی طرح اسے سنبھالتی ہال کی طرف جارہی تھی۔۔۔۔

پہلے تو پری کو کچھ سمجھ نا آیا جب کچھ لوگوں کی وائو کی آوازیں بیوٹیفل جیسے لفظ کانوں میں پڑے تو وہ رک کر خود کو دیکھنے لگی۔۔۔وہ جب شیری کے ساتھ تھی تب اسنے اپنے آپ پر توجہ ہی نہیں دی تھی اور اب ان عورتوں کو دیکھ اپنے آپ کو دیکھ وہ ایکدم کسی بچی کی طرح خوش سے کھکھلا اٹھی۔۔۔۔

اسکی چہکتی کھکھلاہٹ شیری کے کانوں میں پڑی تو وہ دل پر ہاتھ رکھ عنابی گداز لبو پر پیار بھری مسکراہٹ لیے سر سیٹ لگا گیا۔۔۔

❤❤❤❤❤

Oh! My God she is look like princess ...

پھر دوسرے فقرے کانوں میں پڑے۔۔۔

Yeah... Like real princess in the world..

پری بچوں کی طرح اپنی تعریف پر خوشی سے سرشار ہو رہی تھی۔۔۔ساتھ چلتی عورتیں بھی اسکے معصوم چہرے کو دیکھتی مسکرا رہی تھی۔۔۔

اور کار میں بیٹھے شیری کو اسکے علاوہ اور کیا چاہیے تھا کہ وہ اسکی پسند پر خوش ہو رہی تھی

۔۔۔

وہ ہال میں داخل ہوئی تو سب کے منہ کھل گئے۔۔۔۔سب اسے دیکھ کر اسکی طرف لپکے ۔۔۔سفیان نے بتایا تھا کہ الطاف صاحب لیکر گئے تھے اسے۔۔۔۔تب سے وہ پریشان تھے۔۔پر یہاں پری کا خوشی سے جھلملاتے چہرے کو دیکھ سب خاموش ہو گئے ۔۔۔۔سب سمجھے الطاف صاحب نے اسے ایسا بنا کر بیجا ہے۔۔۔۔

سفیان دیکھ کر مسکرا دیا۔۔۔سالے صاحب تو ہم سے بھی تیز نکلے۔۔۔۔واہ کیا بنا ڈالا ۔۔۔۔کیا کہنا تیرا شہریار۔۔۔۔ہر کام میں ٹاپ۔۔۔

وہ عورتیں اسے ہال میں چھوڑے سبکی حیرت سے پھٹی آنکھوں کو نظر انداز کرتی ایک دوسرے کے پیچھے سائیڈ پر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

اب پری سب کی نظریں خود پر محسوس کرتی جو تھوڑی دیر پہلے جو مسکرا رہی تھی اب گھبرانے لگی۔۔۔۔

جب حور اور باقی کی لڑکیاں اسکی طرف آئی اور اسے سنبھالا۔۔۔۔

پری کسنے تمہیں پرنسس بنا ڈالا۔۔۔۔ حور اسکے ارد گرد پھر کر دیکھتی ہوئی حیریت سے پوچھنے لگی۔۔۔

اسنے کچھ کہنا چہا پر پھر شیری کی بات یاد آئی تو چپ ہو گئی جس سے حور کو لگا شاید سفیان ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

سب رسمیں ختم ہونے کے بعد دلہا دلہن کو ملک ولا لایا گیا۔۔۔ وہاں پر انکا پھولوں کی برسات میں اچھے سے ویلکم کیا گیا۔۔۔۔

اسی دوران وہ عورتیں پری جہاں جہاں جاتی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔۔۔۔پری کو بھی مزا آنے لگا تو وہ بھی انکو بھرپور ستانے لگی۔۔۔۔جس پر حور اور باقی لڑکیوں کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔۔۔پھر بیچاریاں وہ بھی مسکرا دیتیں۔۔۔پری کی حرکتوں کو بریک تب لگا جب رخصتی میں شیری بھی آ گیا۔۔۔۔

آدھے لوگ نوشین کے ساتھ تھے اور آدھے مشال والوں کے ساتھ۔۔۔۔۔

مشال کو سجے دراب کے کمرے میں پہنچایا گیا۔۔۔۔اور اب وہ گھونگھٹ میں سر جھکائے شور کرتی دھڑکنوں اور گھبرائے اسکے پھولوں سے سجے مہکتے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی تھی ۔۔۔۔تھکن سے چور بدن کے ساتھ۔۔۔آنکھیں بھی نیند سے بند ہونے کو تھی۔۔۔

دراب کو اسکے دوستوں نے گھیر لیا۔۔۔ جس پر وہ اندر سے تو جھنجھلایا ہوا تھا پر منہ پر زبردستی مسکراہٹ لیے گھیرا کھڑا تھا۔۔۔

لڑکوں کے قہقہے تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔۔

یار چھوڑ دو بیچارے بھائی کو بھابھی کو دیکھنے کے لیے کیسا چہرا بنالیا ہے۔۔۔ جیسے قیدی کھڑا ہے۔۔۔ دراب کے دوست تھا جسے شاید اسکے اندر کی حالت پہ رحم آ گیا تھا۔۔۔

ایسے کیسے چھوڑ دیں پہلے نیک تو لینے دو۔۔۔ دوسرے کے کہنے پر سب کے قہقہے اور ساتھ دینے کا شور مچا۔۔۔۔

ہوش میں تو ہو لڑکیاں ہو جو نیک لو گے۔۔۔ دراب نے حیرت سے بھرپور کہا۔۔۔۔

دلہے صاحب دینا ہے تو دو ورنہ ہمارہ کیا پیسے نہیں تو کسی کی دعائیں ضرور مل جائیں گی ۔۔۔ جس کی وجہ سے شاید ہماری بھی لاٹری لگ جائے۔۔۔

اسکے کے مطلب پر کافی دل کھول ہنسے۔۔۔ پھر کیا بیچارے دراب کو بھی بھاری نیک دینا پڑا۔۔۔

شہریار کو لوٹنے کا ٹائم پتا نہی کب آئے گا۔ اس اکڑو کو لوٹنے کا مزہ ہی کچھ اور ہو گا۔۔۔ صوفے پر بیٹھے شیری کو دیکھ پیسے گنتے اسکا کزن بولا۔۔۔

مجھے کیا اپنے جیسا بیوقوف سمجھا ہے جو ایسے موقعہ پر تم جیسے مچھروں کے بیچ آئوں۔۔۔ اور نا ہی پاگل کتے نے کاٹا ہے جو اتنا ٹائم الو بن کر اسٹیج پر بیٹھوں۔۔۔

اسکی بات کا مطلب سمجھ کر جہاں اسکے کزن کا منہ کھلا تھا وہیں باقی کے زوردار قہقہے گونجے۔۔۔

اور وہ سیٹی بجاتا جیب میں ہاتھ پھنسائے اوپر سیڑھیاں چڑتا اپنے روم کی طرف چل دیا۔۔۔ اپنی ملازموں کو اسنے یہاں پہنچنے پر ہی بیج دیا تھا واپس۔۔۔

اسنے ہمیں مچھر بولا۔۔۔ پیچھے منہ کھلے اسکے کزن نے اسے جاتے دیکھ دوسروں سے کہا

۔۔۔

تو ٹھیک ہی تو کہہ رہا کیوں پھنسے مچھر وں میں اور اپنے قیمتی ٹائم ویسٹ کرے۔۔۔۔۔ ہمیں بھی کچھ سیکھنا چاہیے اس سے۔۔۔ باقیوں کی رائے۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤🖤

پھر دراب بیچارے نے دروازے پر لگی لڑکیوں کی لائن میں خیرات دی تب جا کر وہ آزاد ہوا۔۔۔ پری کو اسنے منہ مانگی قیمت دی اندر جانے کے لیے۔۔۔ کیونکہ اسکا معصوم ہاتھ پھلائے دروازے کے سامنے کھڑی مانگ ہی ایسے رہی تھی کہ کسی کو بھی ترس آجائے۔۔۔

مشال کی بیٹھ بیٹھ کر کمر اکڑ گئی تھی۔۔۔جب آہستہ سے دروازہ کھلا۔۔۔اسکی نیند سے خمارزدہ آنکھوں میں شرم گھبراہٹ پھیل گئی تھی۔۔۔اور دراب کے دروازہ بند کرنے پر وہ سمٹ سی گئی خود میں۔۔۔

دراب آہستہ سا قدم اٹھائے خوشی سے سرشار بیڈ پر آکر سلام کرتا اسکے مقابلے بیٹھا ۔۔۔

جسکا جواب مشال نے سر کی مدد سے دیا۔۔

کیسی ہو مسز۔۔۔اسنے خاموشی اور اسکی گھبراہٹ کو دور کرنا چاہا۔۔۔

باقی سب تو ٹھیک ہے بس نیند۔۔۔باقی کے الفاظ منہ میں ہی روک گئی خود کی پوزیشن کا خیال کرتی۔۔۔اور شرمندگی سے آنکھیں میچے زبان دانتوں میں دے گئی۔۔۔

اسکے جواب پر دراب کا قہقہہ لگا۔۔۔

آپ ہنس کیوں رہے ہیں منہ میں آگیا۔۔۔اسنے اسکے ہنسنے پر منہ بنا کر کہا۔۔۔

جو بھی منہ میں آیا بالکل ٹھیک آیا۔۔۔کہنے کے ساتھ بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا جس پر وہ کسی کٹی ہوئی ڈھال کی طرح اسکے سینے سے لگی۔۔۔

مشال اس اچانک حملے پر بوکھلا سی گئی۔۔۔بے ساختہ منہ سے نکلا۔۔۔دراب۔۔۔

جی جانِ دراب؟؟۔۔وہ کہتے اسکا گھونگھٹ اٹھانے لگا جب مشال گھبرائے بولی۔۔۔

دراب مم۔۔میری منہ دیکھائی۔۔۔وہ خود کو بمشکل اسکے حصار سے نکلتی بولتی اس سے دور ہونے لگی۔۔۔

افففف یار میں تو بھول گیا۔۔۔وہ سر پر ہاتھ رکھے پریشان آواز میں بولا۔۔۔

مشال کو تو جیسے کرنٹ سا لگا ایکدم گھونگھٹ اٹھائے۔۔۔

کیا؟؟ آپ میری منہ دیکھائی نہیں لائے۔۔۔پھر یہاں کیوں آئے ہیں۔۔۔وہ پہلے حیرت پھر غصے سے بولی۔۔۔

اسکے سجے روپ اور خمار زدہ آنکھوں میں غصہ دیکھ مسکراہٹ چھپائے چہرے پر سنجیدگی چھائے اسکی گود میں سر رکھ دیا۔۔۔

بیغنے کب کہا نہیں لایا میں تو کہہ رہا تھا دینا بھول گیا۔۔۔ پر اب خیر کس بات کی منہ دیکھائی۔۔۔۔ منہ تو مجھے فری میں دیکھا دیا۔۔۔ نوز پن کو چھوتے۔۔۔

شرارت آنکھوں میں صاف ظاہر تھی۔۔۔ پر مشال کو کہاں دیکھی وہ تو اسکے سر اپنی گود میں رکھنے پر ہی شرم سے پانی پانی ہو گئی۔۔۔

آپ ہٹے دور مجھے نہیں کرنی بات پہلی رات میں ہی چیٹنگ۔۔۔ وہ منہ پھلائے اسکا سر اپنی گود سے اٹھائے اٹھی۔۔۔۔ بغیر اپنی بات پر دھیان دئے۔۔۔

ہاں پہلی رات چیٹنگ نہیں کرنی چاہیئے تھی۔۔۔اسکے لیے تو پوری زندگی پڑی ہے۔۔۔

معنی خیزی سے کہتے اسے بھی اپنے ساتھ بیڈ پر گرایا۔۔۔۔اور اس پر جھکا۔۔۔

د۔۔دراب۔۔۔وہ صرف کہتی رہ گئی۔۔۔۔دراب کی شدتوں اور جسارتوں اسے جھلسانے لگی۔۔۔۔پر اسکی سانسوں کو اپنے اندر اتاتے اسکے ہوشربا حسن میں کھوسا گیا

۔۔۔۔

پھر اسکے بھاری شرارے میں ٹھکی حالت پر رحم کھاتا دور ہوا۔۔

جائوں چینج کر کے آئو۔۔۔۔اسکا گال تھپتھپا کر دور ہوا۔۔۔

مشال اپنے سرخ انگارہ گلنار چہرے لیے ڈریسنگ آئینے کے سامنے سر جھکائے اپنے زیور اتارتی دراب کی تپش دیتی نظروں سے گھبراتی جلدی سے باتھروم میں بھاگی۔۔۔۔

اور دروازہ بند کرتی اس کے ساتھ لگی لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔ جسم کا سارا خون منہ پر آگیا تھا۔۔۔ سرخ چہرے سمیت وہ آنکھیں موندیں خود کی حالت کو نارمل کرنے لگی

۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ فریش ہوتی جب اپنے نائٹ سوٹ کی طرف دیکھا تو شرم سے دہری ہو گئی وہاں پر ہاف سلیو پنک نائٹی۔۔۔ موجود تھی۔۔۔۔

پھر ناچار اس آفت شرارے سے جان بچاتی۔۔۔ مجبوراً اس وہ پہننی پڑی۔۔۔۔

دراب بیڈ پر بیٹھا اسکے منتظر تھا۔۔۔ جب وہ آہستہ سے دروازے میں پنک نائٹی میں سر جھکائے سرخ چہرے سمیت نمودار ہوئی۔۔۔

دراب تو جیسے کھو سا گیا اسکے بھیگے چہرے اور نائٹی میں جھلملاتے ہوشربا حسن میں ۔۔۔ اور آہستہ سا قدم بڑھا کر اس تک پہنچا۔۔

مشال اسے سامنے پا کر دور سی ہونے لگی۔۔۔ جب دراب نے اسے کھینچ اپنے قریب کر کے۔۔۔ اسکے پشت پر بکھے بالو کو آگے کرتے

آہستہ سے اسکے گلے میں ہیروں کا نفیس سہ نیکلس پہنا کر وہاں پر اپنے دہکتے لبوں سے چھولیا اور پھر ہاتھ میں ہیروں کا بریسلیٹ پہنایا۔۔۔۔ اور اسکی کلائی کو چومہ۔۔۔

مشال تو خود میں ہی سمٹ سی رہی تھی۔۔۔ دراب اسے لیکر بیڈ کی طرف آیا۔۔۔

آئی لو یو مشال۔۔۔ کیا تم بھی مجھ سے پیار کرتی ہو؟؟ اور کرتی رہو گی؟؟۔۔۔ اسکے جزبے سے چور لہجے میں پوچھا مشال کا تو حال ہی برا کر دیا۔۔۔ وہ شرما کر اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔۔ جسکا مطلب اقرار کر گئی تھی۔۔۔

دراب بھی اسکے اقرار پر سرشار ہاتھ بڑھا کر لائیٹ آف کرتے خود بھی آنکھیں موند گیا اسے سینے میں بھینچے۔۔۔۔۔ پھر جیسے جیسے رات گذرتی گئی دراب کی شدتیں بھرتی گئی ۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

صبح دراب کی ونڈو سے آتی سورج کی روشنی پر آنکھ کھلی تو اسنے ٹائم دیکھا گیارہ بج رہے تھے رات کو لیٹ آنے سے شاید اس لیے کوئی انہیں جگانے نہیں آیا تھا۔۔۔

اسنے مسکراکر اپنے بازو پر سر رکھے ایک ہاتھ اسکے سینے پر رکھے سکون سے سوئی ہوئی مشال کو دیکھا۔۔۔ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے آہستہ سے اسکا سر تکیے پر رکھ کر اٹھا اور ونڈو کو بند کرتے پردے برابر کر دئے۔۔۔۔

پھر مڑ کر چلتا سوئی ہوئی مشال کو واپس اپنے قریب کرتے۔۔۔

آہستہ سے اسکے گھنے بیڈ پر پھیلے بالوں میں اپنی انگلیاں چلائی۔۔۔ جس پر وہ تھوڑا کسمسائی ۔۔۔ پھر قریب ہو کر سو گئی۔۔۔۔ اسکی حرکت پر دراب کے خوبصورت چہرے پر شرارتی مسکراہٹ سی چھائی۔۔۔

لگتا ہے مسز۔۔ اٹھنے کا موڈ نہیں۔۔۔۔ میرا بھی نہیں تو کیا خیال ہے۔۔۔۔

اسکے کان سے بالوں کو پیچھے کرتی گھمبیر سی سرگوشی کی اور کان کی لو پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔۔۔۔ مشال کی آنکھیں پھٹ سے کھل گئی پہلے تو کچھ سمجھ نا آیا۔۔۔۔۔ پھر رات کا سارہ منظر آنکھوں کے سامنے لہرایا تو۔۔۔۔ وہ سرخ ٹماٹر جیسی ہو گئی۔۔۔۔ خود پر جھکے دراب کو واپس پٹڑی سے اترتے دیکھ کر وہ ہڑبڑا کر اسے پیچھے دھکیلنے لگی۔۔۔۔۔

دد۔۔۔ دراب یہ۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔ ہٹیے پیچھے سب ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے ۔۔۔۔ اسکی شرم سے جھجھکتی آواز کانوں میں پڑی۔۔۔۔۔

کوئی انتظار نہیں کر رہا جانِ دراب۔۔ سب کو پتا ہے تھکے ہوئے ہیں۔۔۔ کہتے اسکے سرخ ہونٹوں کو فوکس کرتے پیار بھری جسارت کر گیا۔۔ مشال کی تو واپس سانسیں اٹکنے لگی ۔۔۔

اسکی واپس بھرتی شدتوں سے گھبراتی بولی۔۔۔ دد۔۔۔ دراب مجھے ک۔۔ کچھ کہنا ہے ۔۔۔ اسکی اٹکتی آواز پر دراب نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ وہ اسکی خمار زدہ ہوتی آنکھوں میں دیکھنے سے کترا رہی تھی۔۔۔

ہاں بولوں میں تمہیں ہی سننا چاہتا ہوں۔۔۔ اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکرائے گھمبیر بھاری آواز میں بولا۔۔۔

آ۔۔ آپکو کچھ دیکھانا ہے۔۔۔

کیا؟؟ وہ تھوڑا دور ہو کر بولا۔۔

یہ۔۔۔ مشال کہتی اسے پوری طاقت سے پیچھے دھکیلتی۔۔۔ ایکدم اٹھ کر بیڈ سے دور بھاگی۔۔۔ اسکی چالاکی پر دراب کے قہقہے تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔

وہ بھی چہرے پر شرمائی سی مسکراہٹ لیے ایک نفیس گرین سوٹ لیے باتھروم میں بند ہو گئی۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔ مسز بہت تیز ہو۔۔۔۔۔ پر خیر آگے ہم بھی دراب ملک ہیں۔۔۔ ہم سے بچنا اب آپکے لیے دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔۔۔۔۔ وہ ہنستہ باتھروم کے بند دروازے کو دیکھتے بولا۔۔۔۔ اسکی باتیں مشال کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کرتی ادھم مچانے لگی تھی۔۔۔

پھر کچھ دیر بعد وہ فریش باتھروم سے نکلتی اپنے لمبے بھیگے بالوں سے چھوٹی چھوٹی پانی کی بوندیں ٹپکاتی ڈریسنگ آئینے کے سامنے آئی۔۔۔۔

دراب ویسے ہی بیڈ پر پڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

وہ بالوں کو خشک کرتی انہیں کلپ میں جکڑنے لگی۔۔۔جب پیچھے سے دراب نے واپس انہیں کلپ سے آزاد کروادیا۔۔۔اور اپنے گھیرے میں لیکر اسکے نازک کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھ دی۔۔۔

انہیں اسے ہی رہنے دو جانِ دراب۔۔۔اسکے بالوں میں منہ دئے اسکا رخ اپنی طرف کیا

۔۔۔۔

مشال تو سمٹ سی گئی۔۔۔جب دراب نے اپنے دہکتے لب اسکی گردن پر رکھے۔۔۔۔اور کمر پر پکڑ مضبوط کرلی۔۔۔۔

وہ سانس روکے اسکے سینے پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔۔۔دراب اسکا چہرا اوپر اٹھائے اس پر جھکنے لگا جب دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔

مشال ہڑبڑا کر دور ہوئی۔۔۔۔

دد۔۔دیکھا میںنے کہا تھا ناکوئی آجائے گا۔۔۔وہ بوکھلائی ایسے لگ رہی تھی جیسے کسی چھاپا مار دیا ہو۔۔۔۔

تمنے یہ کب کہا۔۔۔تم تو خود قریب آکر میری نیت خراب کر رہی تھی صبح صبح ۔۔۔دراب نے بھی اپنا کچھ دیر پہلے کا بیوقوف بننے کا حساب برابر کیا۔۔۔اسکی بات پر مشال کی آنکھیں پھٹ گئی۔۔۔

میںنے آپکی نیت خراب کی۔۔۔وہ رونے جیسی ہو گئی۔۔۔

اور نہیں تو کیا۔۔۔دراب اسکی شکل دیکھ مسکراہٹ دبائے اپنا ڈریس نکالنے لگا۔۔۔

آ۔۔آپ کتنے جھوٹے ہیں خود جو سا۔۔۔باقی کی بات وہ شرم سے بول نہیں پائی اور منہ بنا کر دروازے پر ملازمہ کو جواب دیا جو سب انکا انتظار کر رہے تھے ناشتے کی ٹیبل پر کہنے آئی تھی۔۔۔۔

ہاں ہاں بتائو مینے کیا سا۔۔۔وہ بھی محظوظ ہوتا اسکے سرخ چہرے کو دیکھ اسے آگے کہنے پر اکسانے لگا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔وہ کہتی جانے لگی جب دراب نے اپنی طرف کھینچ کر۔۔۔اسکے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھ کر بولا۔۔۔

مزاق کررہا تھا۔۔۔۔جانِ دراب۔۔۔۔پھر اسکی آنکھوں میں نمی کو صاف کرتے اسے اپنے ساتھ لگالیا۔۔۔

♥♥♥♥♥

عالیہ بیگم اور حورنوشین کا ناشتا لیکر گئی تھی۔۔فراز صاحب والو کے یہاں۔۔۔

مشال دراب دونوں ساتھ آکر ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے۔۔۔عائمہ بیگم مشال کے شرمائے سے چہرے کو دیکھ کر سدا خوش رہنے کی دعا کرنے لگی۔۔۔

سب وہاں موجود تھے سوائے شیری کے جو ہمیشہ نہیں ہوتا تھا۔۔۔

وہ رات کو دیر تک کام کرتا رہا۔۔ صبح ہی اسکی آنکھ لگی تھی تو ابھی تک سو رہا تھا ۔۔۔اسے دو دن میں نکلنا تھا۔۔۔اس لیے وقت کم تھا تو ساری رات سگریٹ نوشی کے دوران لیپ ٹاپ پر اپنا ورک فنش کرتا رہا۔۔۔

احمد صاحب کی نظروں نکما بنتے۔۔۔

رات کو ولیمہ تھا۔۔۔پھر سب تیاریوں میں لگ گئے۔۔۔

زہے نصیب بڑے بڑے لوگ آئے ہیں۔۔۔سفیان اسے نوشین کے کمرے کی طرف جاتے دیکھ اچانک سامنے آکر بولا۔۔۔وہ ابھی فریش ہوکر ناشتے کی ٹیبل پر جارہا تھا ۔۔۔اسکے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ صبح صبح اسے دیکھے گا۔۔۔اور اب جب دیکھا تو چہکتا بولا۔۔۔

حور اس اچانک سامنے آنے پڑ خود کو نا سنبھال پائی تو۔۔۔زور سے سر اسکے سینے سے لگا ۔۔۔جس سے اسکو صبح صبح رات کے تارے دیکھنے لگے۔۔۔

اتنی جلدی کیا ہے ابھی تو بھابھی آئی ہے۔۔۔۔ تھوڑا صبر کرو جب تک میں اسے مسکے لگائوں تو وہ ہماری بات چلائے۔۔۔وہ اسکے گرد حصار بنائے شرارت سے بولا۔۔۔اسکا اشارہ حور کا اپنے سینے سے لگنے کی طرف تھا۔۔۔

حور اسکے اچانک سامنے آنے اور اس پر بات ڈالنے پر غصے سے لال پیلی ہوگئی۔۔۔

اور اسے دھکا دے کر دور ہوئی۔۔۔۔

ہٹو پیچھے کمینے تمہارے ساتھ بات چلے گی کسی بندریا کی۔۔۔۔وہ اپنا سر مسلتی دور ہوئی اور غصے سے بولی۔۔۔

ہاں سمجھوں بندریا ہی نصیب میں ہے۔۔۔جو آ بھی گئی ہے۔۔۔اور تو اور سامنے بھی کھڑی ہے چشمش چھوٹی ناک والی۔۔۔۔

اور اسے ذرا بھی تمیز نہیں کہ شوہر کو کمینہ نہیں بولتے اگر وہ کمینہ ہو گیا تو بیچاری چشمش کو چشمے میں بھی دن کو تارے دیکھا دے گا۔۔وہ اسکی چھوٹی غصے سے سرخ ناک کو چھوتے بولا۔۔۔

ہمیشہ بکواس ہی کرتے رہنا۔۔۔۔وہ اسکا ہاتھ جھٹکتی ہوئی جانے لگی۔۔۔جب پیچھے سے وہ دوپٹے سے پکڑا اسے روک گیا۔۔۔

اجازت تو دو بہت کچھ کر سکتے ہیں بکواس کے علاوہ۔۔۔ سرگوشی میں کہتے۔۔۔ حور کو ساکت چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔

ایی۔۔۔۔وہ مٹھیا بھینچ کر غصہ خود پر ہی نکالنے لگی۔۔۔ کمینہ۔بے ہودہ۔ ناہو تو ۔۔۔۔ہوں دعا کرو شیری کو نہیں پتا تمہاری بے ہودگی کے بارے ورنہ وہ تو تمہیں زندہ گاڑھ دیتے زمین میں۔۔۔

اسکی پشت کو دیکھتی بولی۔۔۔۔

پھر کڑتی جلتی۔۔۔نوشین کو بلا کر واپس ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گئی۔۔۔ پر وہاں بھی سفیان کی نظروں سے پریشان ہوتی رہی۔۔۔

ولیمہ شاندار طریقے سے ہو چکا تھا۔۔۔اب سب اپنی اتنے دنوں کی نیند پوری کرنے چلے گئے اپنے رومز میں۔۔۔۔حور بھی اپنے روم میں چینج کر کے سو چکی تھی۔۔۔

پری بھی سونے کی پوری کوشش کر رہی تھی پر جب آنکھیں موندتی تو الطاف صاحب کا بے بس چہرا سامنے آجاتا۔۔۔کچھ بھی تھا وہ ایک بیٹی اور نرگس جیسی حساس رحم دل تھی ۔۔۔ناوہ کسی کو تکلیف دیتی تھی۔۔۔ناتکلیف میں دیکھ سکتی تھی پر یہاں تو بات اسکے سگے باپ کی تھی۔۔۔۔

کچھ بھی تھا کیسا بھی تھا اسکا باپ تھا کوئی بھی اولاد جوان ہو یا نا سمجھ پر اپنے باپ کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔ تو یہ حساس دل کیسے دیکھتی اپنو کو تکلیف میں۔۔۔ اسکا ماں کی ممتا باپ کی محبت احساس سے پیاسا دل۔۔۔ اسے بے چین کر رہا تھا۔۔۔

اسے اکسا رہا تھا کہ وہ جائے اپنے باپ کی چھائوں کو محسوس کرے۔۔۔۔ اس سے لاڈ اٹھائے باتیں کرے جو وہ کسی بھی جھنجھلاہٹ کے بغیر اسکی اٹکتی باتیں سنے۔۔۔۔

یہ سب سوچتے کب اسکی آنکھیں بہنے لگی اسے بھی پتا نا چلا۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

رات کے تین بج رہے تھے۔۔۔ سب سو گئے تھے۔۔۔ وہ اٹھا اور آہستہ سے بغیر آواز کیے دروازہ کھولا۔۔۔ باہر نکلا۔۔۔ گھر پر نظر ڈالی تو پورے گھر میں سکوت چھایا ہوا تھا۔۔۔

پھر دروازہ بند کرتے کمرے واپس آیا۔۔۔ اسنے بلیک ہُڈ پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔ آہستہ سے کھڑکی کھول کر وہ اسے سے لان کو دیکھنے لگا صرف دو گارڈز موجود تھے دور گیٹ پر ۔۔۔۔

وہ کھڑکی سے نکل کر آہستہ آہستہ پائپ کے ذریے کھسکتے نیچے کی جانب اترنے لگا وہ اتنی احتیات سے یہ سب کر رہا تھا کہ سامنے موجود گارڈز بھی اسے نہیں دیکھ رہے تھے ۔۔۔۔

ویسے بھی وہ انکے سامنے چلا جاتا تو بھی کچھ نا ہوتا پر وہ یہ سب ابھی کسی پہ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے۔۔۔

وہ جانتا تھا عالم کے کتنے دشمن ہیں اور وہ اسکے ساتھ ہے یہ جانتے اسے پتا تھا کہ اگر اس سب کی کسی کو بلک بھی لگ گی کہ وہ عالم کے ساتھ ہے یا وہ ایک میجر ہے تو اسے فیملی کے ذریعے ٹور چر کیا جاتا۔۔۔ جو وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اسکی وجہ سے اسکی فیملی کو کچھ ہو۔۔۔ اس لیے وہ زیادہ دور رہتا تھا اپنی فیملی سے۔۔۔۔

یہ سب کر کے وہ جانتا تھا کہ اپنے باپ کو تکلیف دے رہا ہے۔۔۔۔ پر وہ مجبور تھا اپنے ضمیر کے آگے وہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ کوئی۔۔۔۔ ان معصوموں کو نوچے۔۔ انہیں اپنے ہوس کا شکار بنائے۔۔۔۔ انکو اپنا کاروبار بنا کر انکے خاندان ماں باپ سے جدا کرے کے دوسرے ملکوں میں انہیں بیچیں۔۔۔۔ وہ ایک مسلمان تھا۔۔۔ اور ایک مسلمان خاموشی سے گناہ ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔

انکی سزا دینے کا طریقہ غلط تھا پر انہیں ایسے سزا دے کر وہ اپنے اندر کی آگ کو ٹھنڈا کرتے تھے۔۔۔ انہیں احساس دلاتے تھے کہ جنہیں وہ اپنے ہوس کا شکار بناتے ہیں، جنکے ساتھ کھیلتے انکی زندگی در دندگی سے چھین لیتے ہیں انہیں کتنی تکلیف ہوتی ہے انکے ماں باپ اچانک، مدرسے، اسکول کالج یونیورسٹی یا گھر کی گلی میں یا بازار سے انکی پھولوں پلی نازک پریاں غائب ہو جاتی ہیں۔۔۔ تو ان پر کیا بیتتی ہے۔ انکا جینا کیسا ہوتا ہے دن رات اپنی جوان بیٹیوں کے اچانک غائب ہونے پر کیسے تڑپتے ہیں۔۔۔۔ ویسے ہی وہ انہیں تڑپاتا تھا۔۔۔

یہ سب احساس وہ انہیں انکے وجود سے دلاتے تھے۔۔۔

وہ عالم کے ساتھ تھا۔۔۔ اسکے ہم قدم تھا۔۔۔

عالم کوئی عام آدمی یا کوئی آفیسر نہیں تھا۔۔۔وہ ایک ورلڈ ڈان تھا۔۔ایک گینگسٹر تھا ۔۔۔حیوان تھا وحشیوں کے لیے۔۔۔جس کے قہر تو دور نام سنتے ہی لوگ کانپ جاتے تھے۔۔۔

اس کے پاس ہر طرح کا سپورٹ حاصل تھا۔۔جیسے شیری گھر کا ایک نکما لڑکا۔۔یونی میں لڑکیوں کا کرش اور آرمی کا جیدار میجر شہریار۔۔۔اور عالم کا شیر۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

پائپ سے اتر کر وہ دبے قدموں سے دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔۔وہاں پہنچ کر جمپ لگایا اور دیوار پھیلانگ کر گھر کے باہر تھا۔۔۔

ابھی کچھ قدمیں لیے تھے کہ سامنے ہی بلال گاڑی لیے اسکے انتظار میں تھا۔۔۔

وہ خاموشی سے آکر گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔اور سگریٹ سلگا کر عنابی ہونٹوں میں دبالیا ۔۔۔۔اسکی بھوری آنکھوں میں سرد پن سا اتر آیا تھا۔۔۔چہرے پر پراسرار سی چمک تھی۔۔۔۔

بلال تو آگے کا سوچ کر جھر جھری لی اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

وہ چلتا ہوا ٹرے ہاتھ میں تھامے کچن سے نکل کر لائونج میں آیا۔۔۔اور ٹرے صوفے کے بیچ میں رکھے ٹیبل پر رکھی اور اس میں سے اپنا کپ اٹھا کر خود بھی ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

ٹرے میں باقی دو کپ بچے جو ایک فہد نے اٹھایا اور ایک رضا نے۔۔۔انکے منہ پر چھپی ہوئی سمیر کی حرکت پر مسکراہٹ تھی۔۔۔

میری کپ کہاں ہے۔۔۔مہک ان دونوں کو کپ اٹھائے ٹری خالی دیکھ کر کافی کے سپ لیتے چہرے پر سنجیدگی چھائے سمیر سے پوچھا۔۔۔

مجھے کیا پتا۔۔جہاں رکھا ہو گا وہیں دیکھو۔۔۔وہ اسکی بات کو الٹا مطلب دئے کندھے اچکا کر بولا۔۔۔جس پر وہ غصے سے اسکی حرکت سمجھ کر دانت کچکچائے جیسے اسکی گردن ہو دانتوں بیچ۔۔۔

رکھا نہیں تھا۔۔تم میرے لیے نہیں لائے کافی؟؟وہ کڑوا گھونٹ پیتی پوچھنے لگی۔۔۔اسکی بات پر سمیر کے اندونوں کے بھی قہقہے لگے۔۔

اوہ میڈم جی بھلا میں کیوں لایا آپ کے لیے کافی۔۔۔خود کے ہاتھ پائوں سلامت ہیں تو جائوں بنائو اپنے لیے۔۔ہو سکے تو میرے لیے بھی ایک کپ بنا دینا۔۔۔۔آفٹر آل کچھ مہنوں بعد مسز سمیر جو بن جائیں گی تو ویسے بھی کیپٹن مہک کیپٹن سمیر کے لیے سب کچھ بنائے گی نا۔۔۔

وہ چاروں اس وقت شہریار کے فلیٹ میں موجود تھے۔۔۔۔

وہ ایک شہر سے تھوڑا دور نچلے طبقے میں تھا جہاں وہ اپنے مشن کے بابت اپنی ٹیم سے میٹنگ۔۔۔اور پکڑے گئے مجرموں سے یہاں اگلواتا تھا۔۔۔گناہ اور دوسروں کے بارے میں۔۔۔

یہ باہر سے تو ایک عام گھر کے جیسا پر اندر سے وہ کافی بڑا تھا۔۔۔

اور پورا فلیٹ سائونڈ پروف تھا۔۔۔

وہ تو تہہ خانے سے نکلتی چیخیں سنتے تھے اور جھر جھریاں لیکر رہ جاتے تھے پر اسکی آواز باہر نہیں جاتی۔۔۔

وہ کہتا کپ سے سپ لینے کو جیسے منہ کے قریب کیا تو مہک کا پھیکا کشن اسکی ساری کافی منہ بدن کو پلا گئی۔۔۔۔ وہ چیختا بلبلا اٹھا۔۔۔

ظالم عورت تم تو بہت خطرناک ثابت ہونے والی ہو اس غریب کے لیے۔۔۔۔ ان دونوں کی لڑائی پر وہ دونوں انجوائے کر رہے تھے۔۔۔ کافی پیتے۔۔۔ مہک جو پہلے غصے میں تھی مزید اسکا عورت کہنے پر جل اٹھی اور اسکی طرف لپکی۔۔۔۔

عورت کسے کہا بندر کہیں کے۔۔۔۔ آیا مہنوں میں شادی کرنے۔۔ آتی تو میری عزت خدمت کرنی نہیں۔۔۔۔ اسکے پہنچنے سے پہلے وہ صوفا پھلانگتا وہاں سے بھاگا۔۔۔۔

پیچھے وہ اسے کوستی کچن کی طرف آئی جہاں کافی کپ میں موجود چھوٹی ٹرے میں رکھی ۔۔۔۔اور ساتھ کاغظ کے ٹکرے پر ہارٹ بنی ہوئی تھی ۔۔۔۔

یہ دیکھ مہک کا قہقہہ لگا۔۔۔۔ملطب فری میں تکلیف اٹھا گیا۔۔۔

تم کبھی نہیں سدھر سکتے۔۔۔۔ سمیر اور مہک دونوں اسکول ٹائم سے فرینڈ تھے۔۔۔۔

اور ایسے ہی وہ اسے تنگ کرتا رہتا تھا۔۔۔۔۔ہمیشہ سے۔۔۔پر چھوڑنے والوں میں سے مہک بھی نہیں تھی۔۔۔

♥♥♥♥♥

وہ جیسے فلیٹ میں داخل ہوا وہاں پر پہلے سے ہی سب موجود تھے۔۔۔۔۔اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔۔۔۔

وہ انہیں سلام کا جواب دیتا اپنے کام کی طرف آیا اور سرد نظروں سے بلال کو دیکھا جسنے اسکا مطلب سمجھ کر جلدی سے بولا۔۔۔

وہ اندر موجود ہے تہہ خانے میں سر۔۔۔ جس پر اسنے سر ہلایا۔۔۔ بلال اسکا اپنا آدمی تھا۔۔۔ باقی وہ چارو اسکے مشن پارٹنر تھے۔۔۔

کیمرا الائو۔۔۔ وہ صوفے پر بیٹھے سرد آواز میں حکم دیا جس پر مہک نے سب پر ایک نظر ڈالی جس سب نے حوصلہ رکھنے کی دعا مانگ رہی ہو کیوں کہ کیمرا میں صرف پری کی ہی تصوریں موجود تھی جو ہر اینگل سے لی گئی تھی جہیں دیکھ انکے میجر کا غصہ ساتویں آسمان پر پہچنے والا تھا۔۔۔

اسنے پکس صرف خود دیکھی تھی وہاں موجود باقیوں نے دیکھنا بھی نہیں چاہا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ اپنے سر کے جنون سے واقف تھے۔۔۔اور انکی عزت کرتے تھے۔۔تو بھلا کیسے اسکی عزت اور جنون کو دیکھتے۔۔۔

شہریار سے انکی کافی اچھی دوستی تھی پر فرض کے ٹائم وہ کسی کا بھی دوست یا کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔۔۔

اسنے وہ لفافے میں موجود تصویریں اور کیمرا اسکے آگے رکھا اور خود اسکی سرد نظروں سے دور ہٹی۔۔۔

سر کافی لے آئوں میںنے سب کے لیے بنائی تھی تو کیا آپ پیے گے۔۔۔اسکی بات پر سمیر نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔بڑی چالاک لومڑی ہو مہک پہلے ہی مسکے۔۔۔

اسکی بڑبڑاہٹ اتنی واضح تھی کہ پاس کھڑی وہ سن سکے۔۔۔اس پر مہک نے اپنا ہیل پہنا پائوں اسے پیر کے اوپر رکھ دیا۔۔۔ سمیر کا چہرا سرخ ہو گیا تکلیف سے۔۔۔۔ اسنے چیخ نکلنے کی وجہ سے ہونٹ بھیچے التجا بھری نظروں سے دیکھا جس پر وہ مسکراہٹ روکے ہیل ہٹا گئی۔۔۔

نہیں۔۔۔،شہریار نے جواب دیکر جیسے ہی وہ لفافہ کھولا تو سرخ غیض وغضب چہرے پر پھیلا تا چلا گیا اور اسکے ساتھ اسکی آنکھیں بھی سرخ ہوتی گئی۔۔۔

وہ جیسے جیسے تصویریں دیکھتا گیا ویسے ویسے اسکا غصہ دہشت بھرتی گئی۔۔۔

ایک تصویر پر تو جیسے وہ بپھر اشیر ہو گیا۔۔۔کیونکہ تصویر میں کمیل کا ہاتھ پری کی کمر کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔پر شاید اسکے دور ہونے پر اس چھونا سکا۔۔۔

اسنے تصویریں واپس لفافے میں ڈالی اور اٹھ کر کھڑا ہوا۔۔۔

جب تک وہ سمجھتے بلال زمین پر پڑا کراہ رہا تھا۔۔۔ اسکے ناک سے خون نکل رہا تھا۔۔۔

جب وہ دھاڑا۔۔۔۔ تمنے روکا تھا نا مجھے اس حرام زادے کو مارنے سے بتاؤ کیا سزا دوں میں تمہیں۔۔۔ جو اسے زندہ جانے دیا۔۔۔۔۔۔

کہتا وہ پھر اس پر لپکا۔۔۔ ایک زوردار لات اسکے پیٹ میں ماری جس پر وہ چیخ اٹھا ۔۔۔ ایسے ہی مکوں سے اسکے چہرے کو لہولہان کر دیا تھا جب وہ تینوں ہڑبڑا کر اٹھے اور اسے نیم بے ہوش بلال سے دور کرنے لگے۔۔۔

سر۔۔ سر پلیز اس کی غلطی نہیں تھی۔۔۔ ہم سب تھے آپکو اس سے دور کرنے میں۔۔۔ پلیز وہ مر جائے گا۔۔۔

اور ویسے بھی اسکی حالت ایسی ہے کہ اب وہ چلنے پھرنے کہ بھی قابل نہیں رہا۔۔۔

سمیر رضا اسے بلال سے دور کرتے التجا کرنے لگے۔۔۔ جب فہد اور مہک اسکے بے ہوش وجود کو ٹا گوں بازوں سے اٹھائے روم میں لے گئے شیری کی نظروں سے دور۔۔۔۔

پیچھے ہٹو۔۔۔ وہ دھاڑا تو وہ دونوں دور ہوئے۔۔۔ اور شہریار ایک بھوری سرخ آنکھوں سے سرد نظر ان پر ڈال کر تہہ خانے کی جانب قدم اٹھائے جہاں وہ کیمرا والا بندھ ہوا تھا ۔۔۔۔

پیچھے وہ دونوں بھی چہرے پر ہاتھ پھیر پسینے کو صاف کیے ایک اسکے پیچھے اور ایک بلال کے طرف گیا۔۔۔

وہ اندھیرے میں ڈوبے تہہ خانے میں داخل ہوا۔۔۔اور پھر ہاتھ بڑھا کر لائٹ جلائی تو سامنے چیئر بیٹھا رسیوں سے بندھا۔۔۔پیاس کی شدت سے سوکھے ہونٹ۔۔۔جھکے سر ہاتھ ٹیبل پر رکھنے کے انداز میں بندھے ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ غیض وغضب سے چلتا ہوا اسکے پیچھے آکر بالوں سے جھکا دے کر اسکا سر پیچھے کو کھینچ ہوش کی دنیا میں لایا۔۔۔

اسکا سر پورا کرسی کی پشت پر الٹ گیا تھا۔۔۔اگر وہ تھوڑا بھی ہاتھ کو پیچھے حرکت دیتا تو ممکن تھا کہ اسکی گردن کی ہڈی باہر کو آجاتی۔۔۔

شیری کے سر کھینچنے پر وہ بلبلا کر چیخا۔۔۔

آہہہہ۔۔۔۔اور اپنے سر کو بالکل ساکت کر دیا۔۔۔

بتاؤ کون ہو اور کس وجہ سے تمنے یہ سب تصویریں نکالی۔۔۔۔کس کے بیجھے ہوئے ہو
۔۔۔۔۔

اسکے بالوں کو چھوڑ اسکے جبڑوں سے پکڑا۔۔اس لڑکے کو لگا اسکی سخت پکڑ پر اسکے جبڑے ہی ٹوٹ جائیں گے۔۔۔۔پر وہ اسکی پرواکیے بغیر اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا
۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔ تمہیں کیا ل۔۔لگا تم مجھے تکلیف دو گے۔۔اور پوچھو گے تو تمہیں بتادوں گا ۔۔۔۔ہر گز نہیں۔۔۔۔مر جائونگا تب بھی نہیں بتائونگا۔۔۔۔

اور وو۔۔ویسے کون چھوڑتا ہے۔۔۔اا۔۔اس زمانے میں ایسی لڑکیوں کو۔۔۔۔ چھین جائے گی وہ سب سے۔۔۔۔جو چلتے ہی قیامت دھاڑے۔۔۔وہ بغیر اپنے انجام کی پروہ

کیے اسکی سرد بھوری آنکھوں میں دیکھ اسے اکسا رہا تھا کہ غصے میں وہ اسے جان سے مار

دے۔۔۔۔ تا کہ وہ کچھ اگلوا نا سکے۔۔۔۔

شیری نے قہر برساتی نظر اس پر ڈال کر سامنے ٹیبل کے دوسری طرف اسکے مقابلے چیئر

پر بیٹھا۔۔۔ اور اسے دیکھا جو اسے دیکھ مسکرا رہا تھا۔۔۔۔

پر وہ لڑکا اسکے چہرے پر سے کوئی تاثر جانچ نہیں یا محسوس کر پا رہا تھا۔۔۔ وہ خون جیسی

بھوری سرد آنکھوں سمیت

ٹیبل دوسری طرف رکھی چیئر پر اسکے مقابلے بیٹھ گیا۔۔۔

ہاتھ رضا کی طرف بڑھایا جسنے کچھ اسکے ہاتھ میں دیا اور خود تہہ خانے سے نکلتا چلا گیا

۔۔۔

وہ لڑکا جو مسکرا رہا تھا شیری کی ہاتھ میں کٹر دیکھ کر۔۔۔خوف اسکے پورے وجود میں پھیل گیا۔۔۔۔

اسکی بے ساختہ نظر اپنی انگلیوں کی طرف گئی جو ٹیبل پر بچھی ہوئی تھی۔۔۔

اور پھر نظر شہریار کی طرف گئی۔۔۔اب وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔پر اسرار سی مسکراہٹ

۔۔

نہیں۔۔۔نہیں ایسا نا کرنا۔۔۔وہ اپنے ہاتھوں کو آزاد کروانے کی کوشش کرتے چیخا

۔۔۔۔۔

سب یہی کرتے ہیں پہلے۔۔۔۔اسکی چیخوں کی پروہ کیے بغیر سرد آواز میں بولا۔۔۔

پھر کٹر بڑھا کر اسکی بائیں ہاتھ کی پھرکتی انگلیوں میں سے چھوٹی سی انگلی کاٹ دی

۔۔۔جس پر پورے تہہ خانے میں اس لڑکے کی کرب بھری چیخیں گونج اٹھی۔۔۔

کوئی نہیں چھین سکتا مجھ سے میری سانسیں کوئی بھی نہیں۔۔۔۔وہ دھاڑتے اسکے درد کی پرواکئے بغیر اسکی دوسری بھی انگلیاں کاٹنے لگا۔۔۔۔۔وہ کوئی جنونی لگ رہا تھا۔۔۔۔

خون ٹیبل پر انگلیوں سے پھواروں کی صورت میں نکل کر اس پر اور ٹیبل کو خونآلودہ کر گیا۔۔۔

اسکا ہاتھ بغیر انگلیوں کے لال تھا۔۔۔اور انگلیاں کے پور اسکے سامنے پڑے تھے جس دیکھ وہ لڑکا اور بھی چیخنے لگا۔۔۔

چھو۔۔ڑدوم۔۔۔مجھے۔۔۔۔۔وہ کہراتے بولا۔۔۔۔میں کچھ نہ۔۔۔ نہیں جانتے۔۔۔ وہ پھر سے جھوٹ بولنے لگا۔۔۔

جب شیری نے کٹر سے اسکا نچلا ہونٹ کاٹ دیا۔۔۔ بغیر اسے سمجھنے کا موقعہ دیے

۔۔۔ اور وہیں پر ہی ایک زوردار مکہ مارا جس سے وہ لڑکا نیم مردے جیسا ہو گیا

۔۔۔ خون اسکے منہ ہونٹ سے نکل کر جبڑے سے ہوتے اندر کو جانے لگا سینے میں۔۔۔

اس لڑکے کے نچلا ہونٹ پورا کٹ جانے پر پورے دانت نمایا ہو کر اسے کوئی خوف زدہ

سی شکل دے رہے تھے۔۔۔۔ یہ سزا اسکی پری کے بارے میں بولنے کا انجام تھا

۔۔۔۔۔

پہلے ہی بہت کچھ بول چکے ہو جو شاید میں سن گیا کیونکہ بہت کچھ جاننے کے بعد اسکا انجام

ملے گا۔۔۔ اور اب بغیر ٹائم ویسٹ کیے سچ بتائو۔۔۔ میرے پاس پہلے ہی بہت کام ہیں

انکے علاوہ۔۔۔۔

شیری کے وارنگ دینے پر۔۔۔

تب بھی اس میں کوئی حرکت نا ہوئی تو اسنے چمکتا ہوا خنجر اسکے نچلے دانتوں جو پورے باہر نمایا تھے اس میں گاڑھ دیا۔۔۔۔

اسکی نیم مرداحالت میں بھی چیخ نکل گئی۔۔۔ درد سے پوراوجود سن ہو رہا تھاوہ چیئر پر جھٹکے دینے لگا۔۔۔ آنکھوں سے آنسوں دھڑ دھڑ بہنے لگے۔۔۔ وہ پورا رسیوں میں جکڑنے کے باوجود کانپ رہا تھا۔۔۔

سچ بتائو کس کے بیجے گئے تھے کون ہے تمہارے پیچھے۔۔۔ شہریار کو صاف لگ رہا تھا کہ اگر وہ اسے بیجنے والے تک پہنچ گیا تو وہ رستم سے دور نہیں۔۔۔

پر اسے شاید ابھی بھی درد سہنے تھے جو بغیر جواب دیئے چیخ رہا تھا۔۔۔۔

اور شیری نے نچلے دانتوں میں لگے خنجر کو جھٹکا دیا جس سے وہ خنجر اسکی دانت منہ کو چیڑ تا باہر نکلا۔۔۔۔

اور پھر وہی خنجر اسکے دائیں ہاتھ کی پشت پر گاڑھ دیا جس سے۔۔۔ درد سے وہ۔۔۔ غوغو کرنے لگا۔۔۔

بتائو۔۔۔ شیری پھر دھاڑا۔۔۔ اسکی خود کی حالت خون سے رنگی تھی۔۔۔ پر ہاتھ پر گلوز اور بلیک ہُڈ پہننے پر ظاہر نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

اب شاید اس میں اور ظلم سہنے کی سکت نہیں تھی۔۔۔ تبھی غوغر کرتے بولا۔۔۔

شیری اسکے سر پر کھڑا تھا۔۔۔۔ف۔۔۔۔و۔۔۔اد۔۔ فواد نے بیجا۔۔۔۔ تھا ۔۔۔ اس لڑکی کی۔۔۔ تصویریں لانے کی۔۔۔

آنکھیں بند وہ کرب سے اٹکتے بتانے لگا۔۔۔

کیوں۔۔۔؟؟فواد کے نام پرہی شیری کے بدن میں بجلیاں سی بھڑکنے لگی۔۔۔ بھلا وہ کیسے نہیں جانتا تھا اسے وہی تو تھا جسنے اس پر بری نظر رکھی اسکی پری پر بری نظر رکھی

۔۔۔۔۔

وہ۔۔وہ نہیں جانتا۔۔۔؟؟وہ اس حیوان کے خوف سے سب جواب دیتے گیا۔۔۔

تم کیا کرتے ہو۔۔ فواد کے ساتھ۔۔؟؟ٹھنڈا سرد لہجا۔۔۔

مم۔۔وہ کانپ اٹھا۔۔ مم۔۔میں کچھ نن۔۔ نہیں کرتا۔۔۔وہ مکر گیا اگر بتاتا تو پتا نہیں کیا کرتا۔۔۔۔

پھر جھوٹ۔۔ابھی صحیح طرح سے ڈوز نہیں ملا۔۔۔۔وہ دھاڑا۔۔حالت تھی کہ خون میں نیم مردہ تھا پر جھوٹ منہ پر ابھی بھی موجود تھا۔۔۔۔

بتاتا۔۔۔ہوں مم۔میں بتاتاہوں۔۔۔شیری کا ہاتھ پھر کٹر کی طرف دیکھ وہ جلدی سے تکلیفدہ منہ سے بولا۔۔۔

میں۔۔۔میں صرف حسین اور غریب لڑکیوں کو دیکھ انکا اتا پتا اور گھر سے باہر آنے جانے کا ٹائم نوٹ کرتا ہوں۔۔۔انکو پیچھا کر کے انکی یونی اور کالج میں تک جانچ پرتال کرتا ہوں۔۔۔بس اور کچھ نہیں کرتا۔۔۔باقی انہیں اٹھوانے کا کام فواد نے دوسرے اپنے بھروسے مند آدمیوں کو دیا ہوا ہے۔۔۔

شہریار خاموشی سے سب سنتا رہا اسکے اٹک اٹک کر کرب درد بھرے لفظ۔۔۔پر اس سے تو بڑا درد اسے ہو رہا تھا۔۔۔۔اور فواد مطلب بزنس کی آڑ میں وہ یہ سب کرتا تھا۔۔۔

جب وہ چپ ہوا اور درد سے اٹکے سانس بحال کرنے لگا تب شہریار نے ایک زوردار پنچ اسکے آنکھ میں مارا۔۔۔۔جس سے اسکی آنکھ پھوڑ دی۔۔۔۔

تم بس یہ کرتے ہو۔۔۔ بڑا گناہ تو تم کرتے ہو۔۔ اسکے پیٹ میں لات ماری جس سے وہ ٹیبل اور کرسی سمیت پیچھے جا گرا۔۔۔۔

چیختے کچھ ہی لمحوں میں وہ بے ہوش ہو گیا۔۔۔ شیری اس پر ایک قہر برساتی نظر ڈال کر تہہ خانے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔ باقی کا کام اسکے جوانوں کا تھا۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

ڈائننگ ٹیبل پر خوش قسمتی سے شیری بھی آج موجود تھا۔۔۔

کب تک ایسے رہنے کا ارادہ ہے۔۔۔

احمد صاحب کو ویسے تو وہ ہاتھ نہیں آتا تھا پر آج وہ اسے صبح صبح پا کر بول اٹھا۔۔۔

جس پر اسنے منہ بنا کر اپنی ماں کو دیکھا۔۔ جیسے کہہ رہا ہو دیکھا اس لیے تو نہیں آتا میں ۔۔۔ عائمہ بیگم نے اسے آنکھیں نکال کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔

میں کچھ پوچھ رہا ہوں ؟؟ احمد صاحب جواب ناپا کر سخت سے بولے۔۔۔

بزنس کا تو مجھے مت کہیے گا باقی جس فیلڈ میں گیا۔۔۔ کچھ مہینوں بعد اسکا بتا دونگا۔۔۔۔ وہ لاپروائی سے کہتے پری کو دیکھنے لگا تھا۔۔۔ جو چالاکی سے اسکا کہنا نظرانداز کر کے حماد صاحب کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھی تھی۔۔۔۔

شیری کی نظریں وارننگ دے رہی تھی جس پر پری نے حماد صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔

کیا ہوا میری جان۔۔۔ حماد صاحب نے اسکے ہاتھ پر پیار سے اپنا ہاتھ رکھ پوچھا۔۔۔۔

وہ۔۔وہ آج کالج جائیں گے۔۔۔۔ شیری کی گھورتی نظروں پر بوکھلائی بولی۔۔۔۔

اسکی بات پر وہ مسکرا دئے۔۔۔۔ ہاں نا کل جائو گی۔۔۔۔ حور بیٹا بھی چلے گی ۔۔۔۔ اسکے سر پر بوسہ دیتے بولا۔۔۔ جس کے پیار پر وہ مسکرا دی۔۔۔۔

بزنس نہیں تو پھر کہاں بٹکنے کا شوق ہونے لگا ہے۔۔۔؟؟

اسکی بات پے دراب شیری کو دیکھ مسکرا دیا۔۔۔ جس وہ بھی مسکرانے لگا۔۔۔۔

عشق کی گلیوں میں دھکے کھانے کا شوق ہے پر ظالم محبوبہ مانتی نہیں۔۔۔۔ محبوب بنانے کو۔۔۔۔وہ بلکل لوفر انداز میں بولتا احمد صاحب کو آگ بگولہ کر گیا۔۔۔ پر باقی سب ہنسی تھی نہ تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔

ہم تو محبوبہ کے محبوب کے ساتھ سر کا تاج بھی بن گئے۔۔۔ دراب نے آہستہ ساتھ بیٹھی مشال کے قریب سر گوشی کی جس پر وہ بلش کرتی اسے آنکھ نکالتے سب کا احساس دلانے لگی۔۔۔

پری بھی نا سمجھی سے سب کو ہنستے دیکھ مسکرانے لگی۔۔۔

❤❤❤❤❤

بس مجھ سے نہیں دیکھا جاتا یہ ظلم۔۔۔سفیان کچن میں آتے نوشین کو کافی بناتے دیکھ چیئر پہ بیٹھ کچھ احساس دل سے بولا۔۔۔

جس پر نوشین مسکراتی اسے دیکھا جو بالکل سنجیدہ تھا۔۔۔

اچھا کون سا ظلم نہیں دیکھا جاتا ہمارے بھائی پلس دیور جی سے۔۔۔

یہی کہ ابھی دو دن نہیں ہوئے شادی کو اور آپ کچن میں کام کر رہی ہیں مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے۔۔۔میری بیوی ہوتی تو بالکل بھی میں آپکو کام نہیں کرنے دیتا۔۔۔بالکل حسن بھائی کی رانی بنا کر بیٹھاتا میری بہن پلس بھابھی کو۔۔۔

اسکی بات پر نوشین ہنسنے لگی۔۔۔۔

یہ کہیں نا دیور جی کہ اب بیوی چاہیے۔۔۔مجھے رانی بنا کر بٹھانے کا صرف بہانا ہے

۔۔۔۔

بھائی صدقے اللہ کا شکر ہے بہت اچھی بھابھی ماں دے دی اب مطلب میرے بھی زخموں کو سمجھنے والی آ گئی ہے۔۔۔وہ ہاتھ شکرانے ادا کرنے کے انداز میں اٹھائے مسکراہٹ روکے بولا۔۔۔

ہاں جی آ گئی آپکی بھابھی ماں۔۔۔اور یہ آپکے زخموں کے لیے نہیں آپکے بھائی کے لیے ہے۔۔۔تو یہ صدقے اپنی بیوی پر ہونا۔۔۔میری والی کو مسکے لگانے سے تھوڑا گریز کریں ۔۔۔پیچھے سے حسن نے کندھوں سے پکڑ جو خوشی سے اپنے مقصد کی طرف جاتے چہک رہا تھا حسن نے اسے زمین پر پٹکا۔۔۔

نوشین تو حسن کے لفظوں پر ہی شرما گئی تھی۔۔۔ پر سفیان کی مسکینی شکل دیکھ ہنس دی ۔۔۔۔

کچھ رحم کرو ظالم سماج پلس جلاد بھائی۔۔۔ گھر میں جوان بھائی بیٹھا ہے۔۔۔۔ اور تم یو فخر سے سر اٹھائے چل رہے ہو پیچھے لوگ پتا نہیں کیا کیا کہہ رہے ہونگے کہ گھر میں جوان بھائی کنوارہ بیٹھا ہے اور یہ سر ایسے اٹھا کے چل رہا ہے جیسے سارہ کندھوں پر بھوج اتار دیا ہو۔۔۔۔

اسکی بات پر حسن اور نوشین کے قہقہے ساتھ گونجے۔۔۔۔ پر وہ تو ایسا کھڑا تھا جیسے سچ میں کوئی۔۔۔ شرم دلانے والی بات کی ہو۔۔۔

لوگ کچھ نہیں کہتے انہیں پتا ہے انکا جوان بچا بہت صابر ہے۔۔۔۔ تو جب تک کچھ سال نہیں گذر جاتے اسکی شادی نہیں ہو گی۔۔۔ حسن کی بات نے تو جیسے سفیان کی چیخ نکلی ۔۔۔

کچھ سال۔۔۔۔ آپ لوگ اتنا ظلم کیسے کر لیتے ہیں ہم جیسوں پر۔۔۔اپنی تو ایسے کر لی جیسے خیرات میں ملی ہماری باری آئی تو کچھ سال۔۔۔۔ میں یہ بالکل برداشت نہیں کر پائونگا۔۔۔اتنا صبر۔۔۔

کچھ مہینے لیں لڑکی دیکھ لی ہے نکاح پڑھ واکر لیکر آئیں گے۔۔۔اسے بھی تو کچھ کام کروانا چاہیے ایسے ہی چپ چاپ میں اپنی بھابھی ماں پر ظلم ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔وہ پہلے چیختا پھر مظلوم شکل بنا کر آخر حکم دیتے اور کچھ ہنستی نوشین کو مسکے مارتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

وہ دونوں وہیں ہنستے رہے۔۔۔بالکل ایکٹر ہے نوٹنکی کہیں کا۔۔۔وہ ہنستا سر جھٹک کر نوشین کو دیکھا جو کپ میں کافی ڈال رہی تھی۔۔۔

حسن یہ کیا کر رہے ہیں ہٹے کوئی آجائے گا۔۔۔اسکو پیچھے سے حصار میں لیتے سر اسکے شانے پر رکھتے حسن سے کہا۔۔۔

کوئی نہیں آنے والا۔۔۔ملازمہ کام میں ہیں پاپا چاچو کے ساتھ امریکہ گئے ہیں کمیل کی اکسیڈنٹ ہونے کی وجہ سے۔۔۔۔اور سفیان روم میں چلا گیا۔۔۔بچے ہم دونوں تو ۔۔۔۔وہ کہتا اسکی گردن پر اپنے ہونٹ رکھ گیا۔۔۔نوشین لال ٹماٹر ہو گئی۔۔۔

کچھ تو خیال کریں یہ کچن ہیں آپکا بیڈروم نہیں۔۔۔وہ بمشکل بولتی اسکا حصار توڑنے لگی ۔۔۔

تو مسز آپکا مطلب ہے ہم بیڈروم میں چلیں۔۔۔وہ بھاری سرگوشی میں بولا جس پر وہ سٹپٹا گئی۔۔۔

ہہ۔۔ ہم نے ایسا کب کہا۔۔۔ میرا مطلب تھا سیفی بھائی آجائے گا۔۔۔ وہ جلدی سے صفائی دینے لگی کہیں سچ میں ایسا نا سمجھ لے۔۔۔

تو آنے دیں۔۔۔ یہی کہے گا نئی شادی ہوئی ہے تو ایسی چھوٹی موٹی شرارتیں تو چلتی رہتی ہیں۔۔۔ کیوں ہم ٹھیک کہہ رہے ہیں نا۔۔۔ وہ کہتا حصار کو تنگ کرنے لگا۔۔۔ اسے پتا تھا اب سفیان واپس نہیں آنے والا۔۔۔

آپ تو بلکل شرم چھوڑ چکے ہیں۔۔۔ وہ اسکے حصار کو توڑتی اسے ہاتھوں کی مدد سے دور کرنے لگی۔۔۔ البتہ چہرا سرخ تھا۔۔۔

ویسے سیفی بھائی کس لڑکی کی بات کر رہے ہیں۔۔۔ وہ کچھ دیر سفیان کی بات لڑکی دیکھ لی ہے یاد آتے پوچھنے لگی۔۔۔ اور اسکا دھیان خود سے ہٹانے کے لیے۔۔۔

جس پر حسن منہ پر ہاتھ پھیر مسکراہٹ چھپا گیا کہ یہ اسکا سیفی بھائی کس کی بات کر رہا تھا ۔۔۔شاید جان جاتی تو جوتے مارتی کہ یہ سب حور کے بارے میں تھا۔۔۔اور یہ رانی بنانے والے مسکے بھی اسی کے لیے تھے۔۔۔

تم چھوڑو اس کو۔۔ہے کوئی جس کے لیے بچپن سے پاگل ہے۔۔وقت آنے پر آپکو بھی بتادیں گے پر ابھی ہماری بات ہو رہی ہے یہاں تو بات گھمائیے نہیں۔۔۔

اسکے چہرے پر آتے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے بولا۔۔۔

آہم آہم۔۔۔اچانک سفیان واپس دروازے میں نمودار ہوا اور انہیں قریب دیکھ سر جھکائے گلا کھنکارنے لگا۔۔۔

اے دل۔۔۔اے دل۔۔۔تو یہ سب بھول جا۔۔۔

ظالم سماج ہے۔۔۔ تیری کوئی نہیں سنے گا۔۔۔۔ وہ ایک شرارتی نظر دانت پیستے حسن پر ڈال کر دکھ بھرے انداز میں گنگناتا کافی کا کپ لیے جب دروازے پر پہنچا ایک زوردار قہقہہ لگاتے نوشین کو تو شرم سے لال کیے حسن کو اپنی طرف آتے دیکھ بھاگا۔۔۔

پھر حسن نے سر کھجا کر نوشین کو دیکھا جو شرم سے لال پیلی ہوئے اسے دیکھ خفگی سے بولی۔۔۔۔

دیکھ لیا۔۔۔ کپ اسے تھما کر وہ واپس کاؤنٹر پر آئی۔۔۔۔۔۔ جب پھر سے حسن بولا ۔۔۔

نہیں ابھی کہاں۔۔ آپکا ویٹ کر رہے ہیں روم میں۔۔۔۔ نوشین تو صرف اسے جاتے دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

وہ بیڈ پر لیٹی تھی جب اسکا موبائل بجا۔۔۔ نمبر دیکھا تو صبح جو انجان نمبر سے کال کر رہا تھا وہی سفیان تھا۔۔۔۔

اسنے دیکھ واپس رکھ دیا۔۔۔۔

پر وہ بھی سفیان ڈھیٹوں کا راجہ تھا کرتا رہا کال۔۔۔

تنگ آکر اسنے موبائل کو دیکھا۔۔۔ اور پھر صوفے پر بیٹھی پری کو جو چاکلیٹ ایسے کھا رہی تھی جیسے کوئی چھین رہا ہو۔۔۔۔ اسکے سرخ رخسار اور منہ پر پھیلا ہوا تھا۔۔۔ جسے وہ زبان نکال کر چاٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

پری۔۔۔۔ حور اسکے کیوٹ چہرے اور حرکت پر ہنستے اسے پکارنے لگی۔۔۔

ہوں۔۔۔۔ پری نے مصروف انداز میں کہا۔۔۔

یہ کیا فیس بنا لیا ہے۔۔۔۔ بلکل کارٹون لگ رہی ہو۔۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ چاکلیٹی کیڑے۔۔۔۔

اسکی بات پر پری نے منہ بنایا۔۔۔

مم۔۔۔میں کیڑ الگ رہی ہوں۔۔۔؟

لگ نہیں رہی۔۔ہو بالکل۔۔۔۔ہاہاہاہا۔۔ذرامرر میں فیس دیکھو۔۔۔۔

پری اسے دیکھ ایک چاکلیٹ سے بائٹ لیے آئینے کے سامنے آئی۔۔۔جہاں پر اپنی شکل دیکھ وہ کھکھلا کر ہنسنی لگی۔۔۔۔وائو۔۔۔میر ا فیس چاکلیٹی ہو گیا۔۔۔۔اپنی پسند سے مجبور یہ نہیں دیکھا کیا حال کیا ہے۔۔۔یہ دیکھ رہی تھی منہ بھی پسند کا ہو گیا۔۔۔۔

ہاں اور اسے بھی کھاجائو۔۔حور کہتی موبائل آئے میسج کو دیکھنے لگی۔۔۔جہاں لکھا تھا ۔۔۔اگر کال پک نا کی تو تیرے ستم میں یہ آوارہ زہر کھا کر جان دے دیگا۔۔۔

مر ہی جائیو۔۔ ہوں۔۔۔ میسج پڑھ کر بڑبڑائی۔۔۔

پری یار تم یہ چاکلیٹ مشی آپی کو دے آئیو۔۔ اسے بہت پسند ہیں تمہاری طرح۔۔۔

اسنے اپنے پاس سے چاکلیٹ اٹھا کر پری کی طرف بڑھایا۔۔۔ جیسے وہ چپ چاپ اٹھائے ۔۔ اپنا کھاتی باہر نکلی۔۔۔

اسکے جانے کے بعد حور نے کال پک کر کے کان سے لگائے غصے سے بولی۔۔۔۔

مرے نہیں ابھی تک۔۔۔۔ اسکی غصے بھری آواز پر سفیان کا قہقہ لگا۔۔۔۔

تمنے اتنا ٹائم کہاں دیا۔۔ مطلب کچھ تو فیلنگس ہیں تمہارے بھی دل میں۔۔۔۔ ویسے خیر وہ تو آنی ہی تھی اتنا خوبصورت ہینڈسم ڈیشنگ شوہر جو ہے۔۔۔۔

وہ بیڈ پر کروٹ بدل کر اسے چڑانے لگا۔۔۔۔

کرلی اچھے سے بکواس یا ابھی باقی ہے۔۔۔ بندر کے منہ جیسے۔۔ وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔۔۔۔

ہائے جانم جب ایسے غصہ کرتی ہو تو سچ میں شوہر والی فیلنگس آجاتی ہیں۔۔۔۔وہ اسکی بندر والی بات کا بدلا لینے لگا۔۔۔۔

اور مجھے تمہاری شکل دیکھ شوٹ کرنے والی فیلنگس آجاتی ہیں۔۔۔دل کرتا ہے پتھر سے کچل دوں۔۔۔کمینے نا ہو تو۔۔۔۔ہوں۔۔۔

تو آجائو کمرے میں جہاں صرف میں ہوں۔۔۔۔تم اپنی خوائش پوری کرو۔۔میں اپنی ۔۔۔ایک جواب میں ہی وہ اسکی بولتی بند کر گیا۔۔۔۔

اسکے بات پر حور موبائل دور کئے۔۔پسینے سے نم پیشانی صاف کرنے لگی۔۔۔

کمینے تم ایک بے ہودہ لوفر آوارہ جنگلی۔۔ تمیز شرم سے دور جاہل گوار ہو۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ موبائل منہ کے سامنے کیے چیخی۔۔۔۔ اور جو منہ میں آتا گیا بولتی گئی۔۔۔۔

اب اتنی بھی تعریف نا کرو سچ میں شرم آرہی ہے۔۔۔ سفیان نے شاید آج قسم کھا کر کال کی تھی اسے چڑا کر مارنے کی۔۔۔

ہوں شرم دیکھی ہے کبھی آیا بھرا شرم کرنے بے شرم کہیں کا۔۔۔۔

وہ ہی تو کہہ رہا ہوں آجائو تم سے کچھ شرم ہی لے لوں۔۔۔۔

مرو جا کر نالے میں۔۔۔ وہ غصے سے غراتی کال کاٹنے والی تھی جب وہ بولا۔۔۔

اگر کال کاٹی تو رات تمہارے کمرے کی کھڑکی سے اندر آجائوں گا۔۔۔ پھر سوچ لو کیا کیا ہو گا۔۔۔۔ وہ جلدی سے تیز رفتاری سے بولا کہیں کاٹ نا دے۔۔۔ اسکی دھمکی پر وہ دھڑکتے دل کے ساتھ چپ ہو گئی۔۔۔

آخر تم چاہتے کیا ہو سفیان کیوں جینا حرام کر دیا ہے۔۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ غمزدہ سی بولی۔ ۔۔ جس پر سفیان کو خود تکلیف ہوئی۔۔۔

حور میں صرف تمہیں چاہتا ہوں۔۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جتنا میں تمہیں چاہتا ہوں اتنا تم بھی مجھے چاہو۔۔۔۔

پر ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔۔ میں تمہیں کبھی نہیں چاہوں گی۔۔۔۔ تمنے جو میرے ساتھ کیا وہ میں مر کر بھی نہیں بھول سکتی۔۔۔ وہ روتی ہوئے بولتی سفیان کو تڑپا گئی۔۔

حور۔۔۔۔اسکی ابھی لفظ ادا نہیں ہوئے تھے جب وہ کال کاٹ کر موبائل بند کر گئی

۔۔۔۔

پر اسکی سانسیں سامنے دروازے پر عائمہ بیگم کو دیکھ ساکت ہو گئی۔۔۔۔

انکے چہرے کے تاثرات سے لگ رہا تھا وہ سب کچھ سن چکی ہے۔۔۔۔عائمہ بیگم بغیر تاثرات لیے دروازہ بند کرتے اسکی طرف آئی۔۔۔

کس سے یہ سب کہہ رہی تھی۔۔۔کس کو نا چاہنے کی بات کر رہی تھی۔۔۔وہ اسکے پاس بیٹھ کر بے یقینی سے پوچھنے لگی۔۔۔کچھ بھی تھا اسے اپنی اولاد پر یقین تھا بات پوری جاننے سے پہلے وہ کوئی تاثر نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔

حور جو پہلے ہی ڈر سے رو رہی تھی۔۔۔عائمہ بیگم کا نارمل برتائو دیکھ انکے لگے لگی۔۔۔اور بھی پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔۔۔۔

عائمہ بیگم کو اب گھبراہٹ ہونے لگی۔۔۔ مطلب بات کوئی بڑی تھی۔۔۔

حور مجھے بتائو کیا بات ہے ورنہ میرا دل پھٹ جائے گا۔۔۔ وہ اسکی پیٹھ تھپتھپا کر پوچھنے لگی ۔۔۔

مم۔۔ مماوہ۔۔۔۔وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔۔۔

ہاں بولو ڈرو نہیں کچھ بھی ہو گا میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ تم بتائو میری جان ایسے رو کر ماں کو تکلیف دے رہی ہو۔۔۔ اسکے پیار بھرے لفظوں کا احساس تھا۔۔ جو وہ روتی سفیان کے زبردستی نکاح کرنے کے بارے سب بتا ڈالا۔۔۔۔

کئی دیر تک کمرے میں خاموشی چھائی رہی صرف حور کی ہچکیوں کے علاوہ۔۔۔۔

عائمہ بیگم تو سکتے میں چلی گئی تھی۔۔۔ کئی دیر تک ان میں کوئی حرکت نا ہوئی۔۔۔۔ تو حور کو خوف آنے لگا۔۔۔

مما آپ ٹھ۔۔۔ ٹھیک ہیں۔۔۔ وہ اسکے کندھے پر ہاتھ کر پوچھنے لگی تو وہ ہوش میں آئی ۔۔۔۔

تمنے ہمیں پہلے کیوں نہیں بتایا جب اسنے یہ سب کیا۔۔۔ کیوں اتنے دن اندر ہی گھٹتی رہی آج بھی میں نا سن لیتی تم شاید کبھی نا بتاتی۔۔۔ خود بھی آئے آنکھوں میں آنسوں صاف کرتی بولی۔۔۔

نہیں مما ایسی بات نہیں۔۔۔ میں ڈر گئی تھی۔۔۔ کہ۔۔۔ کہ آپ لوگ میری بات کا یقین نہیں کریں گے۔۔۔۔ وہ کہتی عائمہ بیگم کے گلے لگ گئی۔۔۔

پھر کافی دیر ایسے ہی لگی روتی رہی۔۔۔۔ عائمہ بیگم کو جب اسکے سر درد جس وہ پوچھنے آئی تھی۔۔۔ خیال آیا تو اسے خود سے الگ کر کے چپ کروانے لگی۔۔۔۔ پھر کافی دیر اسے

بہلا پھسلا کر سر تکیے پر رکھا۔۔۔ اور اسے آرام کرنے اور سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ کا کہتی خود پریشان دکھ اور غصے سے روم سے نکلی۔۔۔

اسنے تہہ کر لیا تھا وہ فراز صاحب سے بات کریگی اسے سفیان کی اس گھٹیا حرکت کے بارے میں باتئے گی پر ابھی وہ یہاں نہیں تھا۔۔۔

گھر میں وہ کسی سے نہیں کہہ سکتی تھی حور کو بھی منا کر دیا تھا۔۔۔ اگر کسی کو تو دور شہریار یا دراب کو پتا لگ جاتا تو شاید وہ اسے زندہ زمین میں گاڑھ دیتے۔۔۔۔ کچھ بھی تھا وہ اسکا بھائی کا بیٹا تھا۔۔۔ اسنے حور کو ہمیشہ سفیان کی لیے ہی سوچا تھا پر آج جو اسکی گھٹیا حرکت کے بارے پتا لگا جو اسنے اسکے جگر کے ٹکرے کو تکلیف دی اسکی سزا تو وہ اسے فراز صاحب سے دلوا کر ہی رہے گی۔۔۔۔

چلتے اسکی آنکھیں کب بھیگ گئی کب وہ کچن میں اپنی سوچوں پہنچی اسے کچھ پتا نا چلا ہوش تو تب آئی جب عالیہ بیگم نے اسے کندھے سے پکڑ کر ہوش دلایا۔۔۔۔

اور انکے پوچھنے پر عائمہ بیگم نے ساری حقیقت اسے بتائی۔۔۔۔عالیہ بیگم کی بھی حالت عائمہ بیگم سے الگ نہیں تھی۔۔۔۔۔

اور عالیہ بیگم نے بھی اسے کسی کو بھی بتانے سے منا کر کے سیدھا فراز صاحب سے بات کرنے کا طے کیا۔۔۔۔

♥♥♥♥♥

مشال چائے لیکر کمرے میں داخل ہوئی جہاں دراب لیپ ٹاپ پہ کام کر رہا تھا۔۔۔اسنے بہت کہا تھا چلنے کو آفس پر حماد اور احمد صاحب نے منا کر دیا کہا۔۔۔ابھی دو ہی دن ہوئے ہیں شادی کو اور تم آفس آنے کی بات کر رہے ہو۔۔۔انہوں نے دراب سے کہہ کہ مشال

کو کہیں لیکر جائے گھومانے پر مشال نے منا کر دیا۔۔۔۔اب دراب گھر بیٹھے ہی آفس کا کام کر رہا تھا۔۔۔۔

مشال کو چائے لے آتے دیکھ لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔۔۔اور اسے اپنی طرف آنے کا کہہ۔۔۔۔۔

آپ کتنی دیر سے کام کر رہے دراب ٹھک نہیں گئے ہونگے۔۔۔۔وہ اسے ٹی دیتے ہوئے بولی۔۔۔

تو کیا کروں تم تو لفٹ نہیں کرواتی تو بور ہونے سے بہتر ہے کچھ کام ہی کر لوں۔۔۔۔کپ لیکر ٹیبل پر رکھتے اسے اپنے پاس بٹھایا۔۔۔۔اور خفگی سے بولا۔۔۔

میں آپکو لفٹ نہیں کرواتی دراب کتنے جھوٹے ہیں۔۔۔۔۔وہ منہ بنا کر بولی۔۔۔۔

کہاں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔ ابھی ہی دیکھ لو۔۔۔ وہ کہتے چہرے کو اسکے قریب لے گیا ۔۔۔ جب وہ بدک کر پیچھے ہوئی۔۔۔۔

دیکھ لیا ابھی بھی کہو میں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔۔۔ وہ مصنوعی سنجیدگی سے بولتا ایسے ہی اسے دیکھانے کے لیے لیپ ٹاپ اٹھانے لگا۔۔۔۔۔

دراب ہم باتیں کرتیں ہیں نا۔۔۔۔ وہ کہتی اس سے لیپ ٹاپ لے کر واپس رکھ گئی ۔۔۔۔

چلو یہ بھی ٹھیک وہ مسکراتا ہوا اسے اپنی طرف کھینچ کر بیڈ پر گرا گیا۔۔۔۔ اور خود اس پر جھک گیا۔۔۔۔ مشال پوری بوکھلا گئی۔۔۔۔

ایسے کیسے باتیں کریں گے۔۔۔۔ وہ اٹھنے کی کوشش کرتی بولی۔۔۔

ایسے جیسے تم باتیں کرو میں سنو پھر میں کچھ کہوں تو تم سنو۔۔۔وہ بھاری سر گوشی میں کہتا اسکی گردن پر جھک گیا۔۔۔۔

دراب نہیں ہٹو پیچھے۔۔۔۔وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی اسکی بڑھتی جسارتوں سے گھبراتی دور کرنے لگی۔۔۔۔

تم ایسے نہیں سدھرنے والی جانِ دراب۔۔۔وہ کہتا اسکے دونوں ہاتھ جکڑے بیڈ سے لگا گیا۔۔۔۔

آپ بہت بدتمیز ہیں۔۔۔جب مشال ہر ممکن کوشش کرکے بھی آزاد نا ہوئی تو بے بسی سے کہنے لگی۔۔۔۔

جس پر دراب کا قہقہہ لگا۔۔۔ہاہاہا۔۔۔وہ تم دیکھ کر ہو جاتا ہوں۔۔۔جان۔۔۔کہنے کے ساتھ اسے کچھ اور کہنے کی مہلت نا دیتے ہوئے اسکی سانسیں بند کر گیا۔۔۔۔

دروازے پر دستک ہوئی تو وہ ایک نظر اسے دیکھ کر دور ہوا۔۔۔

مشال کا پورا چہرا سرخ تھا۔۔۔۔

وہ اپنا دوپٹہ درست کرتی بغیر اسکی طرف دیکھے دروازے کی طرف آئی۔۔۔۔

دروازہ کھولا تو پری تھی سامنے۔۔۔

م۔۔ مشی آپی حور نے یہ دی ہے۔۔۔ وہ اسے چاکلیٹ آگے کرتی بولی۔۔۔

منہ صاف کرو گڑیا۔۔,۔۔وہ ہنستی اس سے بولی۔۔۔۔

پھ۔۔ پھر ایسا ہو گیا۔۔۔وہ یہا۔ آنے سے پہلے ہی تو صاف کر کے آئی تھی پر واپس پھر سے ایسا ہو گیا۔۔۔

ہاں پھر سے ایسا ہو گیا۔۔۔وہ تھوڑی سی چاکلیٹ اسکی چھوٹی سرخ ناک پر لگاتی بولی

مت کرو صاف گڑیا بہت پیاری لگ رہی ہو بلکل چاکلیٹی ڈول۔۔۔۔مشال کے پیچھے سے دراب نے بھی چاکلیٹ ناک پہ لگایا اور بولا۔۔۔۔

جس پر وہ کھکھلا کر ہنسی۔۔۔۔ہاہہاہاہا۔۔۔

پرح۔۔ حور تو بول رہی چاکلیٹی کک۔۔ کیڑ الگ رہی ہوں۔۔۔۔

اسنے منہ بنا کر کہہ۔۔۔۔۔

حور مزاق کر رہی ہو گی۔۔۔۔بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔اسے چھوڑو جائو چہرا واش کر لو

۔۔۔۔۔

مشال نے دراب کو دیکھ کر کہہ۔۔۔۔پھر اس کی گال تھپتھپائی۔۔۔۔جس وہ سر ہلا کر گئی

۔۔۔۔۔

حور کہاں ہے دیکھ نہیں رہی۔۔۔۔۔مشال اسے جاتے دیکھ پیچھے سے بولی۔۔۔۔

وہ۔۔۔وہ روم میں ہے آرام کر رہی ہے۔۔۔۔۔پری کہہ کر جانے لگی۔۔۔۔۔

میں تو کافی پریشان تھا کہ تم اتنی میٹھی کیسے ہو۔۔۔۔پر یہ زار بھی معلوم ہو گیا ۔۔۔۔۔اسکے دروازہ بند کرنے بعد دراب نے اسے بازو میں اٹھائے بولا۔۔۔۔۔

آپ نہیں سدھرنے والے۔۔۔۔وہ اسکے سینے پر بلش کرتی چہرے کے ساتھ ہلکہ سا مکہ مار کر چہرا چھپا گئی۔۔۔۔۔جس پر دراب کا قہقہہ لگا۔۔۔۔۔

بلکل بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

شیری پری کے روم میں کیمرا لگا کر ہاتھ جھاڑتے ہوئے پیچھے ہٹا۔۔۔اور اپنا موبائل نکال کر اس میں دیکھنے لگا۔۔۔۔جہاں اسنے پہلے ہی کیمرا اسے کنیکٹ کر لیا تھا۔۔۔۔

اسنے کیمرا اس طرح روم میں لگایا کہ اسے پورا روم بیڈ سے لیکر دروازے تک دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔۔یہ اس لیے لگایا تھا کہ وہ جا رہا تھا۔۔۔اور اتنے دن اس کے بغیر کیسے رہتا ۔۔۔۔اسلیے سب سے آسان طریقا اسے یہی لگا۔۔۔کہ وہ اسکی آنکھوں کے سامنے ہو ۔۔۔۔

ایک نظر روم پر ڈال کر وہ دروازہ بند کرتے باہر نکلا۔۔۔۔تو سنجیدہ چہرے پر مسکراہٹ سی پھیل گئی۔۔۔۔۔

وہ دیوار پر ٹیک لگائے اسکے قریب آنے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔جو سامنے دراب کے روم سے آتی ناک منہ پر چاکلیٹ لگے اور کھاتے خوشی سے بھرپور چہرا لیے بغیر اوپر دیکھ چاکلیٹ کی ہائیٹ ماپ رہی تھی کہ باقی کتنا بچا ہے۔۔۔۔

وہ جیسے جیسے آگے آرہی تھی۔۔۔ شیری سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ دیکھ نا پائی اور ٹکراتی اسکے باہوں میں جھول گئی۔۔۔۔

اس اچانک حادثے پر وہ چیخ جاتی اگر شیری اسکے منہ پر اپنا مضبوط ہاتھ نا رکھ دیتا۔۔۔۔ پھر اسکی پھٹی آنکھوں میں دیکھ اسکے ہی کمرے میں لے گیا۔۔۔۔ اور دروازہ بند کر دیا ۔۔۔

ششش آواز نہیں۔۔۔ وہ اسکی منہ سے ہاتھ ہٹا کر انگلی سے خاموش رہنے کا بولا۔۔۔۔ پری نم اور خوفزدہ آنکھوں اسے دیکھنے لگی۔۔۔ اور ہاتھ سے ہمت کر کے اسے دروازے سے ہٹانا چاہا۔۔۔

مم۔۔۔مجھے جانا ہے۔۔۔ پھر دوسرے ہاتھ سے بھی ہٹانے کی کوشش کرنے لگی ۔۔۔ جس میں موجود چاکلیٹ وائٹ شرٹ کو لگ گیا۔۔۔وہ بدک کر پیچھے ہوئی ۔۔۔

اور ہراساں ہو کر شہریار کو دیکھا جو اپنی شرٹ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ کچھ قدم اور پیچھے ہٹی ۔۔۔

بال کیوں کھلے چھوڑے ہیں۔۔۔اپنی شرٹ سے نظریں ہٹا کر اسکا جائزہ لیا۔۔۔ پرپل کلر کے سادہ سے کاٹن کے سوٹ میں بالوں کو کھلا چھوڑ دیا تھا۔۔۔اسے بالکل بھی اچھا نا لگا اس طرح گلے میں دوپٹہ ڈال کر چلنے پر۔۔۔تو ذرا غصے سے بولا۔۔۔

اور اسکے چہرے پر کسی سانپ کی طرح جھولتی ایک لٹ کو پکڑ اپنے قریب کرنے لگا۔۔۔

پری بوکھلائی دور ہونے کی کوشش کرنے لگی جب اسنے کھنچا تو اسکا سر درد کرنے لگا۔۔

اور وہ خود بے خود قریب آتی گئی۔۔۔

یہ کونسا طریقہ ہے چاکلیٹ کھانے کا۔۔جب وہ قریب ہوئی تو اسکے منہ ناک کی طرف دیکھ پھر اپنی شرٹ کی طرف اشارہ کرتے سرد آواز میں بولا۔۔

اسکی سرد آواز پری کے بدن میں خوف کی لہر دورنے لگی۔۔۔

یہ۔۔۔یہ میںنے نہیں کک۔۔۔کیا خود لل۔۔لگ رہا ہے۔۔وہ نم آنکھوں جھپکتی حقیقت بتانے لگی۔۔۔۔

آنکھیں اسکی شیری کی اسکی لٹ سے کھیلتی انگلی کی طرف تھی۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

تو تم صاف بھی تو کر سکتی تھی۔۔۔اسکی آنکھوں کی ھیر پھیر کو دیکھتے وہ بولا۔۔

شیری کو بھی شاید اسکی بڑی سرمئی آنکھوں کی ھیر پھیر مزا دینے لگی تھی۔۔۔۔ تبھی وہ بالوں کی لٹ کو کبھی پوری انگلی پر لپیٹ لیتا کبھی چھوڑ کر پھر وہی کرتا کبھی دائیں لے جاتا کبھی بائیں۔۔۔۔ جیسے جیسے وہ کر رہا تھا ویسے ہی اسکے آنکھوں کے خوبصورت تارے گردش کر رہے تھے۔۔۔۔

جج۔۔ جا رہی تھی پر آا۔۔ آپنے۔۔۔۔ وہ اسکی سانسیں اپنے چہرے پر چھبتی محسوس کر رہی تھی جس وجہ سے تو اور وہ ڈر رہی تھی۔۔

م۔۔ مجھے حور بلا رہی ہے۔۔۔؟ اسکی انگلی کو اپنے کان پر محسوس کرتی وہ سمٹ گئی دل سکڑ کر حلق میں آگیا۔۔۔۔ آنکھیں میچے وہ بولی۔۔۔۔

جھوٹ بولنے پر پنیشمنٹ ملے گی۔۔۔۔ وہ اسکے کان میں بھاری سرگوشی میں بولا ۔۔۔۔ انگلی کو کان سے لیکر اسکی چاکلیٹ لگی ناک پر لایا۔۔۔

پری کچھ بھی بولے بنا کانپنے لگی۔۔۔

مم۔۔مجھے ڈر ل۔۔لگ رہا ہے۔۔۔پپ۔۔پلیز۔۔۔وہ تھوڑی سی آنکھیں کھول کر التجا انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

میں تو کچھ نہیں کر رہا پھر کیوں ڈر لگ رہا ہے۔۔۔

وہ اسے دونوں شانوں سے پکڑ اپنے اور قریب کرتے پوچھنے لگا۔۔۔اور اب آواز نا نکلے۔۔۔میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں یہاں رہنے کا اور پھر قسمت کا کیا بھروسہ پھر ملیں یا نا ملیں۔۔۔

یہ لفظ خو بخود اسکے منہ پر آنے لگے۔۔

زندگی کا بھی بھروسہ نہیں جس طرح تمہاری نفرت ہے اور جس طرح کا میرا کام ہے یہ دونوں کبھی بھی میری سانسیں لے سکتی ہیں۔۔۔۔

پر جانتا ہوں یہ دونوں حق پر ہیں۔۔۔

اسکے گرد مضبوط حصار باندھتے ایسے ہی ساتھ لگائے باتھروم میں لیکر آیا پھر اسکی کانپتی حالت کو دیکھ اسے خود سے الگ کر گیا۔۔۔

پتا نہیں کیوں دل کی عجیب حالت تھی کہ۔۔۔ اسکا جنونی دل تڑپ رہا تھا ایسے مچل رہا تھا جیسے کوئی سانسیں چھیننے والا تھا۔۔ وہ مجبور ہو کر اسے اور خوفزدہ نا کرتے ہوئے آنکھیں اور ہونٹ بھینچ گیا۔۔ سارہ درد اپنے اندر اتار کر گہرا سانس لینے لگا۔۔۔

اندر یہ احساس اٹھ رہا تھا کہ وہ چیخے چلائے۔۔۔

پری اچانک اسکے سرخ بھینچی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔۔چہرے پر ہی درد کے سائے لہرا رہے تھے۔۔۔۔اسنے ہمت کر کے ہاتھ بڑھایا۔۔۔

آ۔۔آپ ٹھ۔۔ٹھیک ہیں۔۔۔اسکے بازوں کو چھوتی اٹک اٹک کر پوچھنے لگی۔۔۔۔

ڈر تھا کہ سانسیں لے رہا تھا۔۔۔۔

ہاں ٹھیک ہوں۔۔۔۔شیری نے مسکرا کر اسکی گال پر اپنے ہاتھ کی پشت پھیر کر بولا ۔۔۔اسکے پوچھنے پر وہ خوش ہو گیا۔۔پھر سارے احساسات کو ڈبا کر جیب سے اپنا رومال نکال کر پانی سے بھگا کر اسے اپنے قریب کیے۔۔۔

آہستہ سے اسکی چھوٹی ناک صاف کی۔۔۔۔پھر اس اپنے ہونٹو سے چھو لیا۔۔۔پری کا سانس اور گلا خشک ہونے لگا۔۔۔

پور پور میں کرنٹ سا پھیل گیا۔۔۔۔اسنے گھبرا کر شیری کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ دئے۔۔۔۔جہاں سے اسکی دھڑکن اپنے ہاتھوں میں منتقل ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔

وہ شیری کو اپنے ہونٹ صاف کرنے پر آنکھیں میچ گئی۔۔۔جب وہاں پر بھی وہی دہکتا لمس محسوس کر کے پوری سمٹ گئی۔۔۔۔

شیری وہ رومال واپس جیب میں رکھ دیا۔۔۔۔

اب سے تم اس روم میں رہو گی۔۔۔ڈرنے کی ضرورت نہیں میں نہیں ہونگا یہاں ۔۔۔۔وہ اسے باہر لیکر آیا اور اپنے ساتھ بیڈ پر بیٹھا کر بولا۔۔۔۔پر پری کو حکم ہی لگا ۔۔پر اس سے زیادہ خوشی اسکے جانے پر تھی مطلب وہ اب آزادی سے جئے گی اور آزادی سے اپنے پاپا کے پاس جا سکے گی۔۔۔۔اس کی خوشی کا خوفزدہ چہرے سے تو نہیں پر آنکھوں کی چمک سے اندازہ لگا گیا۔۔۔

جس پر وہ بھی مسکرا دیا۔۔۔

خوش ہو رہی ہو ؟؟ چہرے کا رخ اپنی طرف کرتے پوچھنے لگا۔۔۔

پری نے بھی۔۔۔ بھی بغیر سوچے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔ پھر احساس کر کے اپنی ہاں کو نفی میں سر ہلانے لگی کہیں ہٹلر جائے ہی نا۔۔۔۔

ایسی معصوم حرکتیں کر کے کہتی ہو گندہ ہوں۔۔۔ اپنے ساتھ اسے بھی بیڈ پر گرا کر بولا ۔۔۔۔ دونوں کی ٹانگیں بیڈ سے نیچے لٹک رہی تھی۔۔۔۔ برابر لیٹے ہوئے تھے۔۔

کچھ دیر دونوں کی سانسوں کے علاوہ فسوں خیز خاموشی تھی۔۔۔ اور اسکو شیری کی گھمبیر آواز نے توڑا۔۔۔

ہنی۔۔۔۔میں صرف ایک ماہ کے لیے جارہاہوں۔۔۔اور اس ایک ماہ میں تم اس کمرے میں رہو گی۔۔۔۔اسکی بات کا پری نے دوسرہ مطلب لیکر۔۔اسے لگا وہ اسے یہاں پوراماہ قید کرے گا تاکہ وہ اپنے باپ کے پاس ناجاسکے۔۔۔۔

نن۔۔نہیں۔۔۔وہ بڑبڑاتی جھپاکے سے اٹھی اور وہاں بھاگنا چاہا پر وہ کبھی اس سے جیت نہیں پائی ناہی کبھی خود آزاد ہوتا محسوس کرنے لگی۔۔۔

کچھ دیر جو سمجھ رہی تھی کہ صرف کچھ دیر ہے پھر چلا جائے گا اسکی زندگی سے ہمیشہ کے لیے یہ سوچ کر وہ ہمیشہ کی طرح یہ بھی خوفدیتی قربت زہر پینے کے برابر جھیلنے لگی ۔۔۔پر اسے کیا پتا تھا وہ ایک سچ کا دیو تھا جو اسے ایک ماہ کے لیے قید کرنے والا تھا روم میں۔۔۔

ابھی اسنے ایکقدم نہیں اٹھایا جب شیری نے لیٹے ہی اسکے کھلے جھولتے بالوں کو مٹھی سے پکڑ کر اپنے اوپر گرا ایا۔۔۔

آہہ۔۔۔اسکی نکلتی چیخ شیری کے چوڑے ہاتھ نے گلے میں ہی دبالی۔۔۔۔

اب وہ بند منہ برستی آنکھوں۔۔کانپتے ٹھرکتے وجود سمیت اسکے اوپر پڑی تھی ۔۔۔۔۔اور شیری مسکراتی آنکھوں سے اسکی بھیگی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔

کبھی دماغ کا استعمال نہیں کرنا۔۔۔کہنے کے ساتھ اسے اپنے بازو پر الٹ دیا۔۔۔جو اب سر اسکے بازو پر رکھی سسک رہی تھی۔۔۔

مم۔۔۔مجھے نہیں۔۔رہنا یہاں مم۔۔میں مر جائوں گی تو۔۔۔؟؟ ہچکیوں کے درمیان کہتی ہاتھوں میں منہ چھپا گئی۔۔۔

چپ۔۔۔ ایکدم چپ۔۔۔۔وہ غصے میں اس پر غرایا۔۔۔۔۔ خبر دار جو آئندہ مرنے کی بات کی۔۔ ایسا لفظ دوبارہ آنے پر میں تمہاری زبان کاٹ دونگا۔۔۔۔۔

وہ ایک میجر مضبوط جگر کا ہونے کے باوجود۔۔۔ مجرموں پر اپنے ہاتھوں سے روح کانپے والی سزا دینے پر بھی اسکے اندر کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔وہ انکی ایسی شکلیں کر دیتا تھا ظلم سے کہ انسان دیکھے تو سانسیں گلے میں اٹک لے پر پھر بھی اسے کچھ نا ہوتا تھا ۔۔۔۔۔پر پری کی مرنے والی بات اسکے اندر کو ہلا کر رکھ گئی۔۔۔۔۔اس سے الگ یا اسے کھونے کا وہ تصور بھی وہ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔ کیسے وہ ایسا لفظ برداشت کرتا اسکی سانسیں جیسے بند ہونے والی ہو گئی۔۔۔۔۔۔

اسکی تیز آواز پر وہ اچھل کر ایکدم چپ ہو گئی۔۔۔اور اسکے بازو میں منہ چھپا گئی

۔۔۔۔پر ابھی بھی مدہم ہچکیاں وہ محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ گہرا سانس لیکر غصہ ختم کرنے لگا۔۔۔۔

میرا مطلب یہ نہیں تھا۔۔۔ڈارلنگ کہ میں تمہیں یہاں قید کر رہا ہوں۔۔۔میں یہ کہہ رہا تھا کہ تم یہاں شفٹ ہو جائو۔۔۔اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ اسے ریلیکس کرنے لگا۔۔۔

میں چاہتا ہوں میں جہاں بھی رہوں تم میرے حصار میں رہو۔۔۔مجھ سے ڈرو نہیں ۔۔۔میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔۔۔

تم پر آئی تکلیف اپنے سر لینا چاہتا ہوں۔۔۔۔ایسے ہی وہ اسے کتنی دیر اپنے بازوں میں لیے سمجھاتا رہا۔۔۔کہ اچانک اسے کچھ احساس ہوا۔۔۔

اسنے جیسے بازو تھوڑا پھیلا کر اسکا چہرا دیکھا۔۔۔ تو چہرے پر بھرپور خوبصورت سی مسکراہٹ آگئی۔۔۔ بھوری آنکھوں میں پیار بھری چمک پیدا ہونے لگی۔۔۔

جب شیری غصے سے غرایا تو وہ آنکھیں میچ گئی۔۔۔ اور برستی آنکھیں کب بوجھل ہوتی نیند کی وادیوں میں چلی گئی اسے پتا بھی نا لگا۔۔۔ وہ شیری کی ایک بھی بات نا سمجھ سکی ۔۔۔ پر اسکے دماغ میں جو خوف تھوڑا کم ہوا تھا۔۔۔ پھر سے پورا پھیل گیا۔۔۔۔ اور اسکے دماغ نے اسے پاگل قرار دیتے۔۔۔ بدگمانیوں کی جڑوں سے جکڑا گیا۔۔۔۔

وہ اسکی دہشت سے سو گئی تھی۔۔۔ پر نیند کے دوران بھی اسکی ہچکی آجاتی۔۔۔

شیری بغیر سانس لیے بہت قریب کہ پری کی مدھم نرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔ اسے بغیر پلکیں جھپکائے اپنی آنکھوں میں جزب کر رہا تھا۔۔۔۔

پھر آہستہ سا اسکا سر بازو سے ہٹا کر اٹھا اور تکیہ ٹھیک کر کے۔۔

اسے اٹھا کر سر اس پر رکھ ٹھیک سے لیٹایا۔۔۔اور نظریں اسکے بھیگے چہرے پر جمائے اس پر چادر ڈالی۔۔۔۔

فنا کر دو گی۔۔۔۔۔وہ بڑبڑاتا اسکے چہرے سے چپکے بال ہٹا کر اپنے ہونٹ ماتھے پر رکھ لیے۔۔۔۔کبھی مت بھولنا اگر نا آیا۔۔۔اور نا ہی دور ہونے کی کوشش کرنا ۔۔۔۔سرگوشی میں کہتے۔۔۔ایک آخری نظر اس پر ڈالکر ماتھے پر ہاتھ پھیر تا روم سے نکل کر دروازہ بند کرتا چلا گیا۔۔۔۔

اسے نہیں پتا تھا اتنی خوبصورت پل گذارے گا کہ اسکا رواں رواں سرشار تھا۔۔۔۔

وہاں سے جاتے اسکے قدم حور کے روم کی طرف تھے۔۔۔۔کسی ہلچل مچاتے احساس کے تحت اسکی نظر اپنی شرٹ پر گئی۔۔۔۔جہاں اسکے چاکلیٹ اور آنسوں سے بھگی ہونے کے ساتھ اسکے لمس اور خوشبو آرہی تھی۔۔۔۔۔

نکاح کرتے اسنے کبھی یہ سوچا نہیں تھا کہ وہ اتنا دیوانہ ہو جائے گا کہ اسکے بغیر سانسیں لینا بھی محال لگے گا۔۔۔۔

پر کچھ بھی تھا جیسا بھی تھا کہ اپنی سانسیں پہلے پاک ذات پر وارنے کے بعد اپنی رگوں میں بسے وطن کی مٹی اور اس میں بسنے والے کے بعد۔۔۔۔پری کے پاس اپنے سب اختیار دے دیے تھے۔۔۔۔

اپنے دریادل کی ڈوریاں تھما دی تھی۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

کیاہوا ہے گڑیا۔۔۔۔ حور کے دروازہ کھولنے پر وہ اندر داخل ہوا تو اسکی سوجی آنکھیں دیکھ پریشانی سے پوچھنے لگا۔۔۔

بھائی نا جائیں نا۔۔۔۔وہ کہتی اسکے گلے لگ گئی۔۔۔۔ شیری نے پہلے ہی اجازت لے لی تھی کہ وہ ایک ماہ یا اس سے اوپر اپنے دوست کے پاس جا رہا ہے جس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔۔۔

پہلے احمد صاحب نے تھوڑے سوال اٹھائے پر پھر چپ ہو گیا۔۔۔۔ دراب نے پوچھا کونسا دوست تو وہ بات گھما گیا۔۔۔۔ دراب اسکے سب دوستوں کو جانتا تھا۔۔۔۔اس لیے پوچھا پر شیری کے چالاکی سے بات گھمانے پر وہ پوچھ نا سکا۔۔۔۔شاید اسے اپنا سوال ہی بھول گیا۔۔۔۔

شیری اسکا سر تھپتھپائے بیڈ پر لے آیا اور وہاں بیٹھا کر خود اسکے سامنے گھٹنو کے بل بیٹھ گیا ۔۔۔ گڑیا تم تو لگتا ہے پری سے بھی چھوٹی ہو گئی ہو ۔۔۔ وہ اسکے آنسوں صاف کرتے اور اسے بہلا پھسلا کرنا جانے والی بات سے ہی ہٹا گیا ۔۔۔

پھر ہنسی مزاق میں اسے مسکرا کر سر پر بوسہ دیتے اسکی طبعیت کے بارے میں پوچھا تو حور نے بس تھوڑا سر میں درد ہے ۔۔۔ شیری نے دوائی کا کہا تو اسنے کہہ ابھی مما دے کر گئی ہے ۔۔۔ جس پر شیری نے سر ہلا دیا اور اسے اپنا خیال رکھنے کا کہتے ۔۔ جانے لگا جب پیچھے سے ۔۔۔ حور نے پکارا ۔۔۔۔

بھائی ۔۔۔۔ اسکے پکارنے پر وہ مڑا ۔۔۔ جی بھائی کی جان ۔۔۔

کیا آپ پری سے ۔۔۔ میرا مطلب پری کو پسند کرتے ہیں ۔۔۔ حور شاید شیری کا پری نام لینے میں موجود محبت کی شدت محسوس کر گئی تھی ۔۔۔۔ تبھی ڈرتے پوچھ ہی لیا ۔۔۔

اسکے سوال پر شیری نے پہلے آنکھیں نکالی پھر بولا۔۔۔۔اپنا اور اسکا خیال رکھنا۔۔۔

شیری کے جانے کے بعد وہ مسکراتی ہوئی چیخی۔۔۔ہائے مطلب پری اب سچ میں میری بھابھی بنے گی۔۔۔یاہوووو۔۔۔۔۔۔خوشی بیڈ پر گر گئی۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

شیری چلا گیا تھا۔۔۔

پری کی جب صبح آنکھ کھلی اور رات منظر آنکھوں کے سامنے لہرایا تو وہ کانپ کر رہ گئی جلدی سے اٹھ کر دروازے کو دیکھ تو وہ کھل گیا۔۔۔

اسنے سکون کا سانس لیا اور واپس بیڈ پر گر گئی۔۔۔اسنے جیسے سانس لیا تو سانسوں کے درمیان اسے شہریار کے مہکتے پرفیوم کی خوشبو نتھنوں سے ٹکرائی۔۔۔۔وہ جی جان سے لرز گئی۔۔۔اور جلد سے اٹھ بیٹھی۔۔۔۔پھر ڈرتے ڈرتے پورا کمرا چیک کرنے لگی۔۔۔کہیں وہ روم میں تو نہیں چھپکر بیٹھا۔۔۔۔

باتھروم، بیڈ کے نیچے۔۔۔ٹیرس پر۔۔۔صوفے کے پیچھے بھی پر وہ کہیں نہیں تھا۔۔۔۔ اسنے شکر کا کلمہ پڑھا۔۔۔خوشبو اسے ابھی بھی آرہی تھی۔۔۔

وہ بھاگ کر باتھروم میں گئی اور وہ ڈریس چینج کے فریش ہو کر باہر آئی۔۔۔شاید یہ ایک کوشش تھی خود کو اسکے گرد بنتے حصار سے بچانے کی پر کچھ نا ہو سکا۔۔۔۔وہ مہک اسکے دماغ میں رچ بس گئی تھی۔۔۔۔

آہہہہ۔۔۔۔وہ غصے سے چیخنے لگی۔۔۔۔۔اور خود کے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ گئی

۔۔۔۔۔۔جب کچھ بھی نا ہو سکا تو بے بسی سے رونے لگی۔۔۔۔

اور وہاں ڈبئی میں اپنی صبح اسکے چہرے کو دیکھتے شروع کرتے شیری پہلے تو مسکرا دیا پھر

جب وہ رونے چیخنے لگی تو وہ کافی پریشان ہو گیا۔۔۔۔

دل میں ایک درد کی لہر جیسے اٹھی۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

مینے جو بھی کیا نرگس کے ساتھ اس کے لیے میں ساری زندگی روتا رہوں یا معافی مانگتے

گڑ گڑا اتا رہوں پر شاید تب بھی میرے دل کا بھوج نا اترے مجھے تب بھی معافی نا ملے

۔۔۔۔پر اسکی معافی میں اٹھتے بیٹھتے مانگتا رہتا ہوں۔۔۔

میں یہاں تم دونوں سے بھی معافی مانگنے آیا ہوں مجھے معاف کر دو اور مجھے میری بچی لوٹا دو۔۔۔۔میں اب اور اسکے بنا نہیں رہ سکتا۔۔۔۔ایسا لگ رہا کہ زندگی کے ہی کچھ دن رہ گئے ہیں۔۔۔۔وہ دونوں ہاتھ معافی مانگنے کے انداز میں منہ کے آگے جوڑ تا روتے ہوئے بولنے لگا۔۔۔۔الطاف صاحب اس وقت حماد اور احمد صاحب کے سامنے انکی آفس میں بیٹھا اپنی غلطیوں پر روتا۔۔۔۔پری کو واپس لینے کی التجا کر رہا تھا۔۔۔۔

اسکا چھوٹا بیٹا بھی پاس کھڑا تھا۔۔۔۔

احمد صاحب کو شاید اسکی حالت پر ترس آگیا تھا۔۔۔آتا بھی کیوں نا وہ اسکا بچپن کا دوست تھا۔۔۔اور اسکی لاڈو پلی بہن کی محبت۔۔۔۔

یہ ہاتھ تم ہمارے سامنے نہیں اس پاک ذات کے سامنے جوڑو۔۔۔۔وہ اسکے ہاتھ نیچے کرتے اسے اپنے ساتھ گلے لگا گیا۔۔۔۔

مجھے معاف کردو یار میں غلط راہوں پر چل کر اپنوں کو بھول گیا تھا۔۔۔۔

پھر کافی دیر وہاں بیٹھ کر معافی تلافی کرتا رہا اور حماد صاحب کے کچھ وقت مانگنے پر انکا شکریہ ادا کرتا چلا گیا۔۔۔

تمنے کیا سوچا ہے احمد۔۔۔۔حماد صاحب نے سوچوں میں گھم احمد صاحب سے پوچھا ۔۔۔

میں کیا سوچوں یا کہوں بھائی۔۔۔

کیا تم چاہتے ہو پری کو واپس الطاف صاحب کے پاس بیج دیں اور شہریار کے ساتھ اسکا نکاح۔۔۔۔؟؟وہ پوچھتے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

اگر آپ پری بٹیا کی بات کر رہے ہیں تو ہم اسے وہاں بیج کر صحیح فیصلا کریں گے ۔۔۔۔ہمارے اتنے پیار اور محبت اسکے آنکھوں میں موجود ماں باپ کے خلا کو پُر نا کر سکا۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں میںنے باپ کی چھائوں کو ترسا دیکھا ہے۔۔۔۔اگر الطاف کو اپنی غلطی کا احساس ہے اور پری بٹیا بھی اپنے باپ کے پاس رہنے کے لیے راضی ہے تو ہمیں اسکی خوشی کا خیال کرنا چاہیے۔۔۔۔آپ خود الطاف کی حالت دیکھ رہے ہیں کہ کیسا تھا کیسا ہوگیا ہے اگر اس بار ہمنے الطاف جیسا کام کیا تو اور کچھ نہیں اسکی سانسیں تھم سکتی ہیں ۔۔۔۔اور رہی شہریار کے نکاح کی بات تو وہ راضی نہیں تھا اس نکاح پر اور دونوں کے نیچر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔۔۔۔اسکا شہریار کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہے۔۔۔۔وہ میرا بٹا ہے میں اسے جانتا ہوں۔۔۔۔غصے کا تیز اپنی کرنے والا۔۔۔۔بات بات پر جھڑ کنا

اسکی عادت ہے۔۔۔ اسلیے اس بار جان بوجھ کر ایک اور نرگس نہیں بنا سکتے۔۔۔ اس بچی کی بھی اپنی زندگی پر حق ہے۔۔۔ میں چاہتا ہوں آپ پری بٹیا سے پوچھ اسکی خوش دیکھ کر فیصلا کریں۔۔۔

احمد صاحب کی بات پر حماد صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

ہفتہ گذر گیا تھا انہیں فواد کو ڈھونڈتے وہ ان کے پہنچنے سے پہلے کہیں غائب ہو گیا تھا ۔۔۔ شیری اور اسکی ٹیم کی جہد وجد کی وجہ سے اتنا تو اسے پتا لگ گیا تھا کہ اسکے کافی بار تھے جن میں غیر قانونی کام چل رہے تھے۔۔۔ رات کے اندھیرے میں۔۔۔۔۔

اور وہ رستم کا مین آدمی تھا جو اسے لڑکیاں یہاں سے بیجتا تھا اور وہ آگے دوسرے ملک میں انہیں کسی کلب بڑے اور امیر آدموں سے منہ مانگی قیمتوں میں بیجتا تھا۔۔۔۔۔

اب انہوں نے ایک پلان بنایا تھا جس پر انہیں بس عمل کرنا تھا۔۔۔اور اسکے پلان سے دونوں مگرمچھ قبضے میں آتے لگ رہے تھے۔۔۔۔

ان تین دنوں میں اسنے پری کو دیکھنا نہ چھوڑا تھا۔۔۔جسے دیکھ وہ کتنی پریشانی میں کیوں ناہوتا گداز لبوں پر خود بے خود مسکراہٹ آجاتی۔۔۔۔

♥♥♥♥♥

عائمہ بیگم اور عالیہ بیگم حور سمیت اس وقت فراز صاحب کے ساتھ انکے روم میں بیٹھی تھی۔۔۔حسن بھی شرمندہ سا سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔۔اسے نہیں پتا تھا سفیان ایسا کریگا ۔۔۔مطلب کسی کو بھی یقین نہیں ہو رہا تھا۔سفیان اتنا گر گیا ہے۔۔۔پر حور کی حالت

انہیں یقین کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔ بھلا کوئی لڑکی کیسے اپنے منہ سے ایسا کہہ سکتی ہے۔۔۔ اگر کوئی اور ہوتی تو وہ بلکل بھی یقین نہیں کرتا پر یہاں حور تھی سوفٹ نیچر اور سفیان کو اپنا دوست ماننے والی۔۔۔

فراز صاحب نے عائمہ بیگم اور حور کے منہ سے سسکتے ساری سفیان کی حرکت اور دھمکیاں جو حور نے اپنی طرف سے ڈالی تھی شرمندہ سا ہونٹ بھینچے سنتے سر جھکائے غیض و غضب میں بیٹھے تھے۔۔۔ وہ کل ہی آئے تھے کمیل کی حالت کچھ بہتر ہونے پر کسی نے اسے بری طرح سے پیٹا تھا جس سے اسکی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ مطلب وہ بہرا ہو گیا تھا۔۔۔ فیاض صاحب اپنے ایک لوتے لاڈلے بیٹے کی حالت پر بے ہوش ہو گئے تھے۔۔۔ کافی کمیل سے کوشش کر کے پوچھنے پر بھی وہ کچھ نہیں بتا رہا تھا۔۔۔ کچھ دن بھائی کے ساتھ رہنے کے بعد یہاں آیا تو یہاں اسکے لیے ایک اور دھماکہ رکھا تھا۔۔۔

حور رو رہی تھی۔۔۔

جب سفیان کو بلایا گیا تھا اور وہ حور کا آنے کا سنتے خوشی سے سلام کرتا کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ پر وہاں کا گھمبیر ماحول دیکھ اسے کچھ گڑبڑ کا اندازلگایا۔۔۔ پھر حور کو روتے اور اسکی آواز پر عائمہ بیگم سے چپک کر بیٹھنا۔۔۔ وہ اس سارے معاملے کو سمجھ گیا تھا ۔۔۔۔

اسکے سلام کا کسی نے جواب نا دیا۔۔۔ عائمہ بیگم نے دیکھ کر غصے سے اٹھ کر ایک زوردار تھپڑ اسے مارا۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔. کی آواز پورے کمرے میں گونجی۔۔۔ حور تو جیسے سمٹ سی گئی۔۔۔ اندر کا جو غصہ تھا۔۔۔ اسکے وجہ سے وہ کچھ جتاتی نظروں سے دیکھا جو وہ سب سمجھ گیا۔۔۔ حور کے بھیگے چہرے پر نا محسوس کرنے والی ایک تمسخرہ اڑاتی مسکراہٹ تھی۔۔۔

جس نے سفیان کی رنگوں میں لاوا ابل دیا پر وہ چپ کر ہونٹ بھینچے کھڑا رہا۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بچی کے ساتھ ایسا کرنے کی تمنے ایسے بلکل سہادیا اسکے ساتھ ایسی گھٹیا حرکت کرتے تمہیں ذرا بھی شرم نہیں آئی وہ کتنی عزت کرتی تھی تمہاری ۔۔۔۔وہ اسے ایک کے بعد ایک تھپڑ مارتی گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑتی پورا حساب لے رہی تھی۔۔۔آنکھوں میں آنسوں بہہ رہے تھے۔۔۔جب عالیہ بیگم نے انہیں سنبھالا۔۔۔۔

اور انہیں واپس صوفے پر بیٹھا کر ریلیکس کرنے لگی۔۔۔جو لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔۔۔۔

سفیان تو خاموش سرخ چہرا لیے بس حور کو تک رہا تھا۔۔۔جیسے نظروں سے کہہ رہا ہو بہت غلط کر دیا تمنے حور اب اس سب کا حساب دو گی۔۔۔۔

حور نے سمجھ کر اپنی چشمے کے پیچھے آنکھیں رگڑتی۔۔ہونہہ۔۔کہا۔۔۔جیسے سفیان نے پوری شدت سے محسوس کیا تھا۔۔۔اور غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔

فراز صاحب حور کو روتے سہمتی آنکھوں میں دیکھا جو سفیان کی غیض وغضب سی ڈر رہی تھی۔۔۔۔

ایسا نہیں محسوس ہوا۔۔۔۔

پھر سفیان کو دیکھا جو مٹھیا بھینچے اسے قہر آلودہ نظروں سے دیکھ رہا تھا پر اسکی آنکھوں میں موجود لاوا وہ پوری طرح سمجھ رہا تھا۔۔۔۔ فراز صاحب تو جیسے بگڑ گئے مطلب وہ اپنی غلطی نہیں مان رہا تھا الٹا ایسے اور ہر اسا کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ ایک جھٹکے سے اٹھے۔۔۔۔

حسن بھی گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔ اپنے باپ کی آنکھوں میں موجود تکلیف دیکھ کر

۔۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔چٹاخ۔۔۔۔ایک کے بعد ایک پھر سفیان کی گال سرخ ہو گئی پر اس بار آواز اتنی زور سے تھی کہ حور کا دل سکیڑ گیا۔۔۔۔

اسنے سہمی نظریں اٹھائی تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس بار سفیان کی نظروں میں پتا نہیں ایسا کیا تھا کہ حور کی ریڑھ کی ہڈی میں سنساہٹ پھیل گئی اسنے گھبرا کر عالیہ بیگم کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔

یہاں دیکھ نافرمان وہاں کیا دیکھ رہا ہے۔۔۔۔فراز صاحب نے گلے سے پکڑ جھٹکے سے اسکا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔۔

کیا کیا ہے تمنے ہاں۔۔۔کیا کیا ہے۔۔۔۔وہ دھاڑتے بولے۔۔۔۔پر اسکے منہ پر جیسے قفل لگ گیا ہو۔۔۔۔خاموشی سے سر جھکا دیا فراز صاحب کے سامنے۔۔۔۔

بتا کیوں۔۔۔۔کیوں کیا تمنے ایسا۔۔۔کیا میں مر گیا تھا یا میری زندگی پر بھروسہ نہیں تھا ۔۔۔۔وہ اتنے کرب سے غرائے کہ وہاں موجود ہر کوئی تڑپ کر رہ گیا۔۔۔۔۔

بھائی ایسا تو نا بولیں۔۔۔عالیہ بیگم تڑپ کر بولی۔۔۔۔عائمہ بیگم کا بھی اس سے الگ نہیں تھا حال۔۔۔۔۔

پا۔۔پا۔۔۔۔۔حسن اور سفیان دونوں ساتھ تڑپ کر بولے۔۔۔۔

نوشین بھی دروازے پر ساکت کھڑی تھی۔۔۔۔اسے بھی سفیان پر حیریت اور حور کی حالت پر ترس آرہا تھا۔۔۔۔

مت بول مجھے پاپا۔۔۔ مر گیا تیرا باپ۔۔۔۔ مر گیا۔۔۔۔ وہ بالکل ٹوٹ سے گئے تھے ۔۔۔ کیا یہ تربیت کی تھی اسنے اسکی۔۔۔ تنہارہ کر انکا خیال رکھا۔۔۔ لوگوں کے دوسری شادی کا کہنے پر بھی اسنے نہیں کی کہ کہیں دوسری بیوی اسکے بچوں کو تکلیف نا دے۔۔۔ کہیں ایک پل اسکی توجہ اپنے بیٹوں سے بھٹک نا جائے۔۔۔ اسی ڈر سے ساری جوانی ان پر وار دی انکے لیے دن رات کماتا رہا خود تھک جاتا پر انہیں احساس نہیں ہونے دیتا۔۔۔

کبھی تو ایسی حالت ہوتی کہ ایک ساتھی کی شدت سے ضرورت پڑتی۔۔۔ پر اسنے ان سب خوائشوں ضرورتوں کا گلا گھونٹ کر اپنا آپ دونوں پر وار دیا۔۔۔ ایک بھی پل ان دونوں کو بغیر دعائوں کے نا گذارتا۔۔۔ انہیں دیکھ دیکھ کر جیتا رہا۔۔۔ خوش ہوتا رہا۔۔۔۔۔ پر آج۔۔۔۔

آج شاید وہ ٹوٹ گیا بکھر گیا۔۔۔ ایک بار پھر۔۔۔ وہ بکھر گیا۔۔۔ اسے شدت سے اپنی محبوب بیوی کی کمی محسوس ہونے لگی۔۔۔۔

شا۔۔۔ ید میں۔۔۔ ہر ممکن کوشش کرنے کے۔۔۔ بعد بھی ایک اچھا باپ ثابت نا ہو سکا۔۔۔ مج۔۔ ھے معاف کر دو۔۔۔ وہ حور کے سامنے ہاتھ جوڑتے دل پر جو درد کی لہر اٹھ رہی تھی اسکو دباتے دھرام سے نیچے قالین پر گر گیا۔۔۔

پا۔۔۔ پا۔۔۔۔ سب سے پہلے سفیان کی چیخ نکلی۔۔۔۔ بھائی۔۔۔ عالیہ اور عائمہ بیگم بھی اسکی طرف لپکی۔۔۔۔ حسن نے روتے ہوئے۔۔۔

سفیان کو دھکا دیا۔۔۔

دور ہٹو۔۔۔سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔سب تمنے کیا ہے اگر پاپا کو کچھ ہوا تو میں تمہیں زندہ زمین میں گاڑھ دونگا۔۔۔۔وہ اسے دھکیلتا دھارتے بولا۔۔۔اچانک سارہ ماحول ہی بدل گیا تھا۔۔۔

حور کی تو روح فنا ہو گئی۔۔۔اسے کیا پتا تھا کہ ایسا ہو گا۔۔یہ سب تو اسکے وہم گمان میں بھی نہیں تھا۔۔۔وہ وہیں ساکت سی کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

سب کی آنکھیں اشک بہا رہی تھی۔۔۔عالیہ اور عائمہ بیگم تو خود کو پیٹ رہی تھی ۔۔۔حسن ایک قہر برساتی نظر ساکت کھڑے سفیان پر ڈالی۔۔اور جیسے تیسے کر کے فراز صاحب کو اٹھایا۔۔

دور ہٹو میں شوٹ کر دونگا تمہیں۔۔۔۔سفیان کے ہاتھ آگے بڑتے دیکھ وہ پھر غضب میں دھاڑا۔۔۔۔

بھائی اے۔۔۔ایسانہ کریں۔۔۔۔۔ حسن کے جاتے پیچھے وہ بھی لپکا۔۔۔۔سب اسے گاڑی میں ڈال کرہاسپٹل روانہ ہوئے عائمہ نے نوشین سے کہہ دیا تھا کہ وہ حور کو لیکر آئے پیچھے ڈرائیور کے ساتھ کیونکہ مزید گاڑی میں جگہ نہیں تھی اور انہیں کیسے بھی کرکے جلدی ہاسپٹل پہنچنا تھا۔۔۔۔

اچانک پیچھے سرخ آنکھوں سے آنسوں بہاتے گاڑی کو فرازولا سے جاتے دیکھتے سفیان کی رنگوں میں سرسراہٹ پھیلی۔۔۔اسکے پور پور میں لاواسا ابلنے لگا۔۔۔۔۔

اور ایک قہر برساتی نظر فراز صاحب کے کمرے پر ڈالی۔۔۔۔۔

نوشین روتی اپنے کمرے میں سے چادر اٹھانے چلی گئی تھی۔۔۔۔

اسکے ڈب ڈب کرتے قدم اس کمرے کی طرف اٹھے۔۔۔اور ایک دھاڑ کی آواز سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔اور نظر سیدھا۔۔۔سامنے کانپتے ساکت آنکھوں سے دروازے کو تکتی آنسوں بہاتی حور پر پڑی۔۔

جو ایک سپرنگ کی طرح کانپ رہی تھی۔۔۔وہ شاید سکتے میں تھی۔۔ تبھی دھاڑ کی آواز پر اچھل کر پیچھے صوفے پر گری۔۔۔

اور جب خونالودہ سرخ نظروں سے دروازے پر کھڑے سفیان پر پڑی تو وہ تیز لرزنے لگی اسکی انگلیاں منہ کو آرہی تھی خوف سے۔۔۔

نن۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں مینے کچھ نن۔۔نہیں کیا۔۔۔سیفی۔۔۔۔مجھے ۔۔۔معا۔۔۔اسکے لفظ ابھی منہ میں ہی تھے جب وہ دھاڑہ۔۔۔۔۔خاموش

۔۔۔ایک لفظ بھی مت نکالنا۔۔۔اسکی دھاڑ سے درودیوار ہل کر رہ گئے تھے۔۔۔
حور نے چیخ کر اپنی کانوں پر ہاتھ رکھ دیے۔۔۔

جب وہ ایک جست میں اس تک پہنچا اور اتنی سخت پکڑ میں اسکے بازوں لیے کہ حور چلا اٹھی۔۔۔

آہہہ۔۔۔پر اس سے بھی درد اسے اس پر ہوا جب سفیان نے پوری طاقت سے اسے پکڑ کر دیوار سے لگایا۔۔اسکی پسلیاں چکنا چوڑ ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔ایک درد کرب بھری آہ اسکے منہ سے نکلی۔۔۔یہ تو شکر تھا دیوار سے لگانے پر سر لڑکھ کر اسکے سینے پر نا آتا تو شاید آج وہ لہولہان ہوتی۔۔۔

کیوں کیا تمنے ایسا۔۔۔۔اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر سر اونچا کیا۔۔۔اور منہ پر دھاڑ۔۔۔

حور اسکے پکڑ میں مچلتی رو رہی تھی۔۔۔اسکا سر بری طرح درد کرنے لگا تھا۔۔۔اسے لگا اگر اسنے تھوڑا بھی پیچھے کیا تو شاید اسکی گردن در سے الگ ہو جائے گی۔۔۔

کان تھے کہ اسکی دھاڑ پر پھٹنے کے قریب تھے۔۔۔۔

مم۔۔۔مجھے معاف کک۔۔کر دو۔۔۔م۔۔مجھے نہیں پتا تھا ایسا ہو جائے گا ۔۔۔۔مم۔۔۔میں تو۔۔بس۔۔۔

ہچکیوں ڈر و خوف کے بیچ بمشکل بولی۔۔۔۔

میرے سامنے جھوٹ نا بولا۔۔۔ تم یہی چاہتی تھی مجھے تکلیف ہو اور مظلومیت کا ناٹک کر کے تمنے میرے باپ کو اس جگہ پہنچایا۔۔۔ وہ اسکے جبڑے سے سختی سے پکڑ ۔۔۔ ایسے کہ حور کے جبڑے سے درد نکلتا کان دماغ کو دکھانے لگا۔۔۔۔

وہ آنکھیں میچے درد سے اسکی پکڑ میں کہرانے لگی۔۔۔ اسکی سسکیاں گھٹ کر گلے میں ڈب گیئں۔۔۔

تو میں تمہیں زندہ جہنم دیکھا دونگا۔۔۔ بتائونگا تکلیف کیا ہوتی ہے۔۔۔ ایسے ظلم کرونگا کہ تم گڑگڑائو گی تبھی میرے ہاتھ نہیں رکیں گے۔۔۔ فنا کر دونگا تمہیں۔۔۔ فنا ۔۔۔۔ دھاڑنے کے ساتھ اسے قالین پر پھیکا۔۔۔ حور چیخ کے ساتھ منہ کے بل قالین پر گری۔۔۔

اور وہیں منہ دیئے رونے سسکنے لگی۔۔۔

وہ تھر تھر پڑی نیچے کانپ رہی تھی جب سرد سے سرگوشی کان میں پڑی۔۔۔۔

اور جس عزت کا تم یہاں رونا رونے آئی ہو۔۔۔وہ لمحے لمحے میں تمہیں تڑپاتی رہی گی

۔۔۔۔۔۔

سفیان کہتا ایک قہر برساتی نظر اسکے وجود پر ڈالا اور دروازے سے اندر آتی نوشین کو بغیر دیکھے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

حور پوری سمٹتی تیز آواز میں روتی فراز صاحب کے ٹھیک ہونے کی دعا دل میں کرتی گڑگڑا رہی تھی۔۔۔

گڑیا۔۔۔نوشین تڑپ کر اسکے پاس آئی۔۔۔اور اسے زمین سے اٹھا کر اپنے گلے سے لگایا۔۔۔اور اسکے کانپتے وجود کو سنبھالنے لگی۔۔۔

آ آ۔۔۔ آپی سب مم۔۔ میری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔۔ وہ مجھے۔۔ مار دیگا اگر۔۔ اگر ماموں ٹھیک نا ہوئے۔۔۔۔ وہ ہچکیوں کے درمیان ڈر لفظوں میں سمائے بولی۔۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا۔۔ اللہ پاک سب ٹھیک کر دیگا۔۔۔۔ سفیان کچھ نہیں بگاڑ سکتا تمہارہ ہمارے ہوتے ہوئے۔۔۔۔ تم ڈرو نہیں۔۔۔ ماموں کے لیے دعا کرو۔۔۔۔ وہ اسکے آنسوں صاف کرتی اسے تسلی دینے لگی جب نظر حور کے جبڑے پر پڑی جہاں دونوں طرف سرخ انگلیوں کے نشان تھے۔۔۔۔ اسنے جیسے چھوا تو حور کہرا اٹھی۔۔۔۔

یہ سفیان نے کیا ہے؟؟۔۔۔۔ اسنے بے یقینی سے حور کے سرخ چہرے اور سوجی سنہری آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔ چشما اسکے پھیکنے پر اتر گیا تھا۔۔۔۔

میں اسکے لائق تھی۔۔۔۔ وہ منہ دور کرتی بولی۔۔۔ آنکھیں ابھی بھی بہہ رہی تھی۔۔۔

تم پاگل ہو۔۔۔ تمنے کچھ نہیں کیا جو بھی ہوا ہے اسکے عمل کا نتیجا ہے۔۔۔ اسکی وجہ سے ماموں اس حال میں ہے۔۔۔ تمنے جو کیا وہ ٹھیک کیا۔۔ اگر نہیں بتاتی تو شاید وہ پتا نہیں کیا کر جاتا۔۔۔۔ حور خاموش سر جھکا گئی۔۔۔ اندر میں خود کو قصوروار سمجھ رہی تھی ۔۔۔

اور پھر نوشین اسے سنبھالتی اپنے ساتھ لے گئی۔۔۔ حور نے آہستہ سے اپنا چہرے کا نچلا حصا دوپٹے سے چھپالیا۔۔۔۔ سفیان کی خوفزدہ باتیں ابھی بھی اسکے کان میں گونج رہی تھی۔۔۔

♥♥♥♥♥

کمرے میں خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔

حماد احمد صاحب اور الطاف صاحب کی موجودگی میں وہ صوفے پر بیٹھی سر جھکائے آنسوں بہا رہی تھی۔۔۔۔

اسے کچھ دیر پہلے ہی بلایا گیا تھا۔۔۔ الطاف صاحب کو دیکھ وہاں وہ ساکت ہو گئی تھی۔۔۔ جب اسنے آگے بڑھ کر پری کو خود میں بھینچ لیا اور کتنی ہی دیر وہ اسے لگائے روتا معافی مانگتا رہا۔۔۔

پری بھی خاموشی سے روتی رہی۔۔۔۔ جب الطاف صاحب نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا ۔۔۔۔

اور پھر حماد صاحب نے اس سے الطاف صاحب کے ساتھ جانے کی رائے پوچھی ۔۔۔ اسنے خاموش نظر اپنے باپ پڑ ڈالی جس پر اسنے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔۔۔۔

پری کا جیسے دل پھٹنے کے قریب ہو گیا۔۔۔اسنے تڑپ کر انکے ہاتھ تھامے۔۔۔۔اور پاپا کہتی۔۔۔سسکتی انکے گلے لگ گئی۔۔۔۔اگر وہ سخت دل ہوتی تب بھی وہ یہاں نا رہتی۔۔۔اسکا باپ صرف باہر سے ہی پکارتا یا پھر ساتھ چلنے کا اشارہ کرتا تب بھی وہ چلی جاتی۔۔۔

اسنے سب سے دور ہونے کی تکلیف ضرور ہوتی پر سب سے بڑا جان لیوا انسان سے چھٹکارے کے لیے وہ ہر درد پی لیتی۔۔۔پر شیری کے واپس آنے سے پہلے ہی وہ اسکی پہنچ سے دور بھاگنا چاہتی تھی۔۔۔

ہمیں خوشی ہوئی کہ تمنے اپنے حق میں فیصلا لیا۔۔۔اور اپنی ماں کی پرچھائی بن کر دیکھایا۔۔۔حماد صاحب بہن کے ذکر پر آنکھیں صاف کرتے بولے۔۔۔۔

پری خاموشی سے روتی سنتی الطاف صاحب کے سینے میں منہ ہچکیاں لینے لگی۔۔۔شاید ماں کی کمی محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔۔

مم۔۔۔مجھے معاف کر دیں۔۔بب۔۔بڑے پاپا۔۔میں پاپا کے بغیر نہیں رہ سکتی ۔۔۔۔اسے شاید دکھ ہوا تھا انسے الگ ہونے کا تبھی بولی۔۔۔

نہیں میری جان معافی مانگ کر ہمیں شرمندہ نا کرو۔۔بلکہ معافی تو ہمیں مانگنی چاہیے ۔۔۔انکا اشارہ شیری کے پہلے برتائو کی طرف تھا جو یاد کرتے دونوں بھائیوں کو آج بھی تکلیف ہوتی تھی۔۔۔

نن۔۔نہیں آپ نا معافی م۔۔مانگے۔۔۔۔وہ اٹھ کر دونوں کے پاس آئی۔۔۔اور انسے بولی۔۔۔۔

دونوں پاس بیٹھا کر اس معصوم پری کا سر چوم لیا۔۔۔۔جو کسی تکلیف پر بھی اف نا کرتی ۔۔۔کسی سے شکایت نا کرتی۔۔۔۔

ہمیں اس پاک ذات نے پھر سے ایک دریا دل کی بیٹی کے روپ میں بہن جو لی تھی واپس دے دی۔۔۔۔۔۔

پری ہنس دی خوشی سے۔۔۔۔اندر ایک سکون کی لہر اٹھی۔۔۔اس سے چہرا گلنار ہو گیا تھا۔۔۔۔

پھر کچھ باتوں کے بعد وہ اٹھ کر کمرے میں آ گئی۔۔۔۔۔جب پیچھے دراب کی کال حماد صاحب کو آئی۔۔۔۔کال پک کرنے پر انہیں فراز صاحب کا ہاسپٹل میں ہے انہیں میجر ہارٹ اٹیک آیا ہے۔۔۔اور سب لوگ کافی پریشان اور رو رہے ہیں۔۔۔۔

یہ سب سنتے انہوں نے احمد صاحب کو بتایا اور تینوں پریشان سے ہاسپٹل کی طرف روانہ ہوئے۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

شہریار سب کو اپنا سارا منصوبہ سمجھاتا انکی رائے بھی لینے لگا۔۔۔

سب نے اوکے سر کہا۔۔۔ پر سمیر کچھ نا بولا شاید اسے مہک سے یہ سب کروانا پسند نہیں آیا تھا یا وہ اسے ان مگر مچھ کے بیچ نہیں بیجنا چاہتا تھا۔۔۔۔ جس کا اسکے چہرے پر انکار صاف دیکھ رہا تھا۔۔۔

کیپٹن سمیر؟؟ کیا آپ ایگری ہیں۔۔۔

نو سر آئی ایم ناٹ ایگری ؟؟ اسنے بغیر کسی کی بھی آنکھوں میں دیکھتے اپنی رائے دی۔۔۔۔۔

اسکی بات پر مہک نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔۔۔ اسے پتا تھا وہ کیوں نہیں اس فیصلے سے راضی۔۔۔۔ شہریار نے منتظر نظروں سے اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو اپنی وجہ بتائو ۔۔۔۔

سر اس میں بہت خطرا ہو۔۔۔ اسکے مزید بولنے سے پہلے ہی وہ سرد آواز میں بولا۔۔۔۔

شاید کیپٹن آپ بھول رہے ہو کہ ہم اس پاک وطن کے رکھوالے ہیں۔۔۔ ہمارا جینا مرنا سب اس سے جڑا ہے۔۔۔۔ کوئی بھی بڑا سے بڑا خطرا یا کوئی دشمن ہمیں نہیں ہرا سکتا ۔۔۔۔ اسکے لیے اگر ہمیں اپنی سانسیں گوانی پڑی اس سے بھی ہم گریز نہیں کرتے

۔۔۔۔تو آپ کس خطرے کی بات کر رہے ہو۔۔۔۔اگر اتنا خطرا محسوس ہو رہا ہے تو جا کر گھر میں بیٹھ جائو۔۔۔۔۔

اور ہم سب یہاں آپکے خطرے کے وجہ جان چکے ہیں تو میں کلیر کرتا ہوں کیپٹن مہک آپسے پہلے اس وطن سے جڑی ہے۔۔۔۔اگر دونوں میں کسی ایک کو چننا پڑا تو آئی ایم شور وہ اس وطن کو چنے گی۔۔۔۔

شاید تم بھول گئے ہو جب ہم اس فیلڈ میں آتے ہیں اپنے وطن کی رکھوالی اپنے کندھوں پر لیتے ہیں تو پہلے ہی سر پر کفن باندھ دیتے ہیں۔۔۔۔۔اسنے سمجھاتے ایک گہرا سانس بھرا جیسے ناپسند گی سوال ہضم کر رہا ہو۔۔۔۔

اینی کو ئیچشن ؟؟ اسنے سب سے پوچھا۔۔۔۔جس سب نے نو سر کہا اور وہ مہک کو حکم دیتا چلا گیا۔۔۔۔۔

آپ خود کو ریڈی کر لیں۔۔۔۔؟؟اور میں کچھ دیر میں سکن بیجتا ہوں۔۔۔۔

وہ کمرے میں آیا اور اپنا لیپ ٹاپ لے کر۔۔۔پری کے روم کو دیکھنے لگا۔۔۔۔جسے دیکھ اسکے گداز لبوں پر مسکراہٹ چھائی اور آنکھوں میں چمک سی پیدا ہوئی۔۔۔اور بڑی دلچسپی سے اسی حرکت دیکھنے لگا۔۔۔۔

آج وہ کافی خوش لگ رہی تھی جس کا اظہار وہ اپنی کارکردگی سے دیکھا رہی تھی۔۔۔۔

شیری مسرور سا دیکھنے لگا۔۔۔آج وہ جی بھر کر دیکھنا چاہتا تھا پھر اسے شاید وقت نا ملتا ۔۔۔۔

پری کو دیکھتے اسکی ساری تھکن اور پریشانی جو فراز صاحب کی سیریس حالت کا سن کر ہوئی تھی کہیں ہوا ہوتی لگی۔۔۔

اسکا مضبوط ہاتھ جھومتی پری کو چھونے لگا۔۔۔۔پھر کمرے میں ایک قہقہہ گونجا۔۔

پری بھاگتی اندر کمرے میں آئی اور کھٹک سے دروازہ بند کیا پھر چلتی ڈریسنگ آئینے کے سامنے آئی۔۔۔اور اپنا دمکتا چہرا دیکھنے لگی۔۔۔

سرخ پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں پر پیاری سی مسکراہٹ تھی۔۔۔وہ سرشار سی خود میں گھم اپنے آزاد کے نشے میں گھم شیری کے حصار میں تھی۔۔۔

اسکی نظر ٹیبل پر رکھے رنگ بے رنگی لپسٹک کی جانب گئی تو ان میں سے پنک جو اسکا پسندیدہ کلر تھا وہ اٹھا کر دیکھی۔۔۔۔۔ پھر اپنے ہونٹوں کو دیکھنے لگی۔۔۔۔ آہستہ سے یہاں وہاں دیکھنے لگی جیسے شیری تو نہیں۔۔۔۔ پر جب احساس ہوا کہ وہ تو یہاں نہیں تو کھکھلا کر ہنسی۔۔۔۔

اور دیدہ دلیری سے لپ سٹک اپنے خوبصورت نازک پنکھڑیوں پر لگانے لگی۔۔۔۔۔ جب لگا کر دیکھا۔۔۔۔۔ تو خود حیران رہ گئی۔۔۔۔ اسکی گلابی چہرے کی رنگت پر وہ لپ سٹک جھلملا رہی تھی۔۔۔۔۔

پری ایک ہاتھ ٹیبل پر رکھ اور آگے کو جھک کر شیشے پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔۔۔۔۔ اور دور ہٹ کر انہیں دیکھنے لگی۔۔۔۔ جہاں وہ پنکھڑیوں کے نشان آئینے پر آگئے تھے ۔۔۔۔

وہ کسی بچے کی طرح خوش ہو گئی اور دوپٹا ہوا میں اچھل کر بالوں کو کلپ سے آزاد کرواتی

۔۔۔۔

بیڈ پر خوشی سے پاگلوں والا ڈانس کرنے لگی۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ بغیر دوپٹے اور کھلے بال اپنے کمسن حسن کے ساتھ پنک شارٹ شرٹ اور بلیک ٹرائوزر مبلوس لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔۔۔۔۔

تیز خوشی سے جھومنے سے اسکا سانس پھول رہا تھا۔۔۔۔ سرخ رخسار دہک رہے تھے اور لپ سٹک کی مزید ار خوشبو جو اسکی نیت خراب کر رہی مجبور ہو کر آنکھ دباتی اس پر اپنی سرخ زبان پھیر گئی۔۔۔۔

اور کھکھلا کر بیڈ پر دھڑام سے گر گئی۔۔۔۔یہی معصوم ادا شہریار کی نیندیں چرا گئی

۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

١٤

پارٹ_2

****

سب کی دعائوں اور آنسوں پر شاید اس پاک ذات کو رحم آگیا تھا تبھی 24 گھنٹے بعد فراز صاحب کو ہوش آیا۔۔۔۔

ہوش میں آتے انہوں نے عائمہ بیگم اور احمد صاحب کو اپنے پاس بلایا ۔۔۔

عائمہ بیگم اسے مشینوں میں جکڑے دیکھ احمد صاحب سے لگ کر بے انتہا روئی ۔۔۔۔جب ڈاکٹر نے انہیں مریض کے سامنے ایسا کرنے سے منا کیا۔۔۔۔اور انہیں خوش باش انکے سامنے جانے کا کہا۔۔۔۔کیوں کہ فراز صاحب کی دماغ کسی پریشانی کے دبائو میں تھا۔۔۔اور اگر وہ سب ایسے جاتے تو اسکا دماغ مائوف ہو سکتا تھا۔۔۔۔

اور شاید انہیں وقت پر نالاتے تو وہ مر سکتا تھا۔۔۔۔

یہ سب باتیں سفیان کی رگوں میں اور اندر کو کاٹ رہی تھیں۔۔۔

کسی کی موجودگی کا احساس کر کے فراز صاحب نے اپنی مرجائی آنکھیں کھولی۔۔۔۔

عائمہ بیگم اور احمد صاحب کو پا کر ہلکا سا مسکرا دئے۔۔۔۔

عائمہ بیگم چلکر اسکے پاس آئی اور بیڈ سائیڈ چیئر پر بیٹھ گئی اور انکا ہاتھ اٹھا کر اپنے لبوں سے لگایا۔۔۔ البتہ آنکھیں سرخ اور نم تھی۔۔۔۔

احمد صاحب بھی اس منظر پر مسکرا دئے۔۔۔۔ اور پاس دوسری چیئر پر بیٹھ گئے۔۔۔

جب وہ مدھم آواز میں بولے۔۔۔ مم۔۔ مجھے پتا ہے میں ایک مطلبی باپ ہو کر کچھ مانگ رہا ہوں۔۔۔ مجھے معاف کر دینا میری جان۔۔۔ میں ہاتھ جوڑ کر اپنے بیٹے کے لیے حوریہ بیٹی کا رشتہ مانگتا ہوں اور اپنی آنکھوں کے سامنے انکا نکاح کروانا چاہتا ہوں۔۔۔ مجھے اپنی سانسوں پر اب بھروسہ نہیں رہا۔۔۔ وہ کہتے منتظر نظروں سے دونوں کو دیکھنے لگے۔۔۔

احمد صاحب نے عائمہ بیگم کو دیکھا۔۔۔وہ انہیں دیکھ التجائی آنکھ سے دیکھنے لگی ۔۔۔تب انہونے بھی مسکرا کر آنکھوں سے ہاں کہا جس وہ مسکرادی اور فراز صاحب کے ہاتھوں کو چوم کر بولی۔۔۔

میں خوش ہوں آپکے فیصلے سے اور مجھے سفیان سے اچھا لڑکا کہاں ملے گا اپنی بیٹی کے لیے ۔۔۔اس میں مطلبی کی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔عائمہ بیگم احمد کا خیال کر کے بولی ۔۔۔۔

پھر یہ بات سب تک پھیلی حماد صاحب اور عالیہ بیگم خوش ہو گئی احمد صاحب اور عائمہ بیگم کے فیصلے پر۔۔۔۔۔

سفیان نے تو سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گیا۔۔۔وہ تو حور کو چھوڑنے اور یہاں سے جانے کا سوچ رہا تھا پر یہ اسکے باپ نے کیا کر دیا تھا۔۔۔

سفیان نے جب حسن سے انکار کیا تو وہ بھڑک اٹھا۔۔۔۔

بکواس بند کرو۔۔۔پاگل سمجھا ہے ہمیں پہلے اسکے ساتھ غلط طریقے سے نکاح کیا اور اب یہ نخرے دیکھا رہے ہو۔۔۔۔

چپ چاپ کر کے یہ نکاح کرو نہیں تو زندگی بھر پاپا کا چہرا دیکھنے نہیں دونگا۔۔۔۔۔وہ غصے سے کہتے وہاں سے چلا گیا اور پیچھے سفیان نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

شیری سے احمد صاحب نے ذکر کیا اور اسے ساری صورتحال بتائی تو اسنے اپنی رضا دے دی۔۔۔۔پھر سب راضی تھے۔۔۔۔۔

ملک ولا سے حوریہ کو لایا گیا وہ کافی ڈری ہوئی تھی اور مسلسل نا کر رہی تھی۔۔۔۔پر عائمہ بیگم کے حکم کے آگے وہ ہار گئی۔۔۔اور ابھی ہاسپٹل کے روم میں فراز صاحب کے سامنے بیٹھی سر پر سرخ دوپٹا لیے سر جھکائے آنسو بہا رہی تھی۔۔۔۔۔

مشال نوشین پری سب گھر تھی۔۔۔پھر سفیان کے نا چاہتے ہوئے بھی۔۔۔۔سب بڑوں کی موجودگی میں اپنی ماں کے سینے سے لگی ایک بار پھر اپنے سب جملہ حقوق سفیان ملک کے نام کر گئی۔۔۔فرق صرف اتنا تھا پہلے اکیلے زبردستی میں کیا گیا پر اس بار اپنوں کی رضامندی میں۔۔۔۔ایک لڑکی کو اور کیا چاہیئے کہ اسکے ماں باپ اسکی وجہ سے خوش ہیں۔۔حور بھی اس میں ہی خوش تھی۔۔۔پر سفیان کی تپش دیتی خوفزدہ کرتی نظروں سے وہ کپکپا رہی تھی۔۔۔۔

سفیان کے اندر کوئی خوشی نہیں کوئی فیلنگس نہیں تھیں۔۔۔وہ خاموش کبھی اس پر نظر ڈال کر اپنے باپ کو دیکھتا جو آنکھیں موندیں پڑا تھا۔۔۔۔

حور کو پھر واپس ملک ولا بیجا گیا۔۔۔۔اور وہ اپنے کمرے میں آکر پھوٹ پھوٹ کر رو دی جب مشال اور نوشین نے اسے سنبھالا۔۔۔۔

پری خاموشی سے ایک سائیڈ کھڑے دبدباتی آنکھوں سے حور کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤

حماد اور احمد کو فراز صاحب کی اچانک حالت کا سبب بزنس ٹینشن کا بتایا گیا تھا۔۔۔۔ پر وہ تو اچھا خاصا چل رہا تھا۔۔۔ انکے پوچھنے پر کہا گیا کہ مینجر نے کچھ گڑبڑ کر دی ہے۔۔۔۔ حسن نے ساری بات سنبھال لی تھی۔۔۔۔۔

پھر کافی دیر وہاں رہے جب فراز صاحب کی حالت میں بھتری آئی تو وہ واپس ملک ولا آ گئے۔۔۔۔ عالیہ بیگم اور حسن سفیان وہیں تھے۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

دو دن بعد فراز صاحب کو روم میں شفٹ کر دیا گیا۔۔۔۔۔

جہاں اسنے سب سے پہلے سفیان سے ملنے کا اظہار کیا۔۔۔۔۔ سفیان اپنی سرخ برستی آنکھوں پونچھتا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔۔

جہاں وہ بیڈ پر آنکھیں موندیں پڑا تھا۔۔۔۔قدموں کی چاپ پر اپنی کمزوری سے نم آنکھیں کھولی۔۔۔

سفیان پاس بیٹھ کر انکا ہاتھ تھام کر رو دیا۔۔۔

مجھے معاف کر دو پاپا۔۔۔مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔پر حور کے لفظوں نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔میں بہت محبت کرتا ہوں اس سے اسے کھونے کے ڈر سے اتنا بڑا قدم اٹھانا پڑا۔۔۔۔پر آپ جو چاہیں گے میں وہیں کروں گا اب میں کچھ غلط نہیں کرونگا جس سے آپکو تکلیف ہو۔۔۔۔۔

بس۔۔۔میرے بچے۔۔۔۔مجھ سے ہی غلطی ہوئی ہے۔۔۔تم آئے تھے میرے پ۔۔پاس۔۔۔۔وہ کہتے اسکے آنسوں صاف کرنے لگا۔۔۔

سفیان نے انکے ہاتھ پکڑ کر چوم لیے اور انہیں اپنی برستی آنکھوں سے لگا گیا۔۔۔۔

اگر تم اس سے محبت کرتے تھے تو تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔ اس بیچاری کا بھی سوچنا چاہیے تھا۔۔۔۔

میں بہت شرمندہ ہوں پاپا۔۔۔ وہ سر جھکائے بولے تو فراز صاحب نے۔ اسکے سر پہ محبت سے بوسہ دیا۔۔۔ اسے سفیان اپنی جان سے بھی عزیز تھا حسن بھی تھا۔۔۔ پر وہ بچپن سے اپنی ماں سے الگ ہو کر اسکے قریب ہو گیا تھا۔۔۔

مرد بنو روکیوں رہے ہو؟ اسکی نم آنکھیں دیکھ وہ مسکرا کر بولا۔۔۔

آپنے رلا دیا۔۔ جان لے لی تھی۔۔۔ وہ بھی نم آنکھوں سے مسکراتا ہوا بولا۔۔۔

اس لیے تو کہہ رہا ہوں مرد بنو مجھے تو ایک نا ایک دن جانا ہے کیا پتا ابھی ہی۔۔۔سفیان نے تڑپ کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور اسے گلے سے لگا رونے لگا۔۔۔

نہیں پاپا ایسا کبھی مت بولنا۔۔ ابھی اتنا مارا ہے پھر سے اپنی باتوں سے لہولہان کرنا چاہتے ہو۔۔ ابھی تو آپکو میرے چنے منی سے کھیلنا ہے۔۔ وہ شرارت سے بولا تو پیچھے حسن بھی جو ابھی اندر آیا تھا نم آنکھوں سے مسکرا دیا۔۔۔۔

میں آپکو اپنے سے الگ نہیں ہونے دونگا۔۔۔ماں کے جانے کے بعد آپ ہی تو ہیں ہمارا سب کچھ آپ سے ہی ہم دونوں ہیں۔۔۔۔

بہت بدتمیز ہو۔۔۔۔ حسن نے پیچھے سے چپت لگائی۔۔۔

آپ سے کم۔۔۔۔وہ بھی بولا تو حسن نے باپ کے سامنے شرمندہ ہوتے اسے آنکھیں نکالی۔۔۔جس پر اسکا قہقہہ لگا۔۔۔۔اور فراز صاحب بھی مسکرا دیے۔۔۔۔

اچھا اب بڑے ہو گئے ہو دم نکالنا ہے کیا میرا، ۔۔۔۔وہ مسکرا کر بولے جس پر سفیان بھی ہنس دیا۔۔۔۔اور اس سے دور ہوا۔۔۔۔

پھر عالیہ اور عائمہ بیگم جو ابھی آئی تھی ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگی۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

فراز صاحب کو گھر لایا گیا تھا۔۔۔سب کچھ پھر سے ٹھیک ہو گیا تھا صرف سفیان کی دل کی حالت کے علاوہ۔۔۔۔۔حور نے جو کیا وہ چاہ کر بھی وہ بھول نہیں پا رہا تھا۔۔۔

اسنے تو ایسا کچھ نا کیا تھا جتنا اسنے واویلا کیا گھر میں اگر آج اسکا باپ ہمیشہ کے لیے اس

صدمے سے آنکھیں موندلیتا تو اسکا کیا ہوتا وہ تو ٹوٹ جاتے سب پر اسنے کچھ بھی نا سوچا صرف اپنی کی۔۔۔۔۔

اور اس سب کو سوچ سفیان نے بھی ایک فیصلا لیا تھا۔۔۔۔

جو ابھی تو کس سے شیئر نہیں کرنے والا تھا۔۔۔۔ پر کچھ دنوں بعد جب اسکا باپ بلکل صحت یاب ہو جائے گا تو وہ اپنا فیصلا سب کو سنائے گا۔۔۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

آج پھر الطاف صاحب ملک ولا میں موجود تھے۔۔۔۔۔ پری کو لینے کے لیے جس کی اسنے پہلے ہی اپنی پیکنگ کرلی تھی۔۔۔۔ پھر عائمہ بیگم کو جب پتا چلا تو اسنے احمد صاحب سے ایسا نا کرنے لیے کہا جس پر احمد صاحب بولے۔۔۔۔۔

اگر اس خوش فہمی میں ہیں کہ میں پری بیٹی کی شادی آپکے نکمے بیٹے سے کرواؤنگا تو یہ غلط فہمی اپنے دل سے نکال دیں میں ایسا ہرگز بھی ہونے نہیں دونگا۔۔۔۔اور کوئی بھی اسے نا روکے نا ہی اپنے آنسوں اس بچی کے سامنے بہا کر اسکا دل دکھائے ہمنے اتنے دن بعد اسے خوش دیکھا ہے تو اسے رہنے دیں بیچ میں نا آئیں اور سب سے بڑی بات اگر بیٹے کی شادی کروانا چاہتی ہیں تو پہلے اسے اس لائق تو بنائے۔۔۔۔

اسکی بات پر عائمہ بیگم شرمندہ ہوتی سر جھکا گئی۔۔۔ٹھیک ہی تو تھا کیسے روکتی اسے کس امید سے۔۔۔۔اسکا بیٹا تو ایسا تھا کہ اپنی بہن کے نکاح میں بھی موجود نا ہو سکا اور تو اور کہہ کہ اسکے فرینڈ کی طبعیت بہت خراب ہے وہ نہیں آسکے گا۔۔۔میری طرف سے حور کو سدا خوش رہنے کی دعائیں دے دینا۔۔۔

عائمہ بیگم تو خاموش ہو گئی عالیہ بیگم بھی پری کا خوش باش چہرا دیکھ کر کچھ نا بولی ۔۔۔۔پر دونوں کی دل میں دکھ برابر کا تھا۔۔۔دونوں نے اسے شیری کے لیے سوچا تھا پر شاید قسمت میں ہی ایسا نا تھا۔۔۔۔

لائونج میں بیٹھے سب کی موجودگی میں احمد صاحب بولے۔۔۔

آپ فکر نا کریے گا الطاف میں شہریار کے آنے کے بعد طلاق کے پیپر بیج دونگا۔۔۔۔۔

یہ سب ہمنے صرف پری بٹیا کے تحفظ کے لیے کیا تھا تو اللہ کا کرم ہے سب ٹھیک ہے تو ہمیں اب پری کی خوشی کا سوچنا چاہیے۔۔۔ اور اسے اپنی مرضی سے زندگی گذارنے کا حق دینا چاہیے۔۔۔۔

احمد کی باتوں سے عورتوں کے علاوہ سب متفق تھے۔۔۔۔ الطاف صاحب بھی شرمندہ ہوتے سر جھکا گئے۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

حور کو جب پری کے جانے کا پتا لگا وہ دوڑتی پری کے کمرے میں آئی جہاں وہ اپنی پیکنگ کر رہی تھی۔۔۔۔۔ حور نے شیری کے آنکھوں میں پری کے لیے بے پنہا محبت دیکھی اسکے بھائی کو زندگی میں پہلی دفعہ محبت ہوئی تھی اور وہ بھی اسے چھوڑ کے جا رہی تھی ۔۔۔ حور یہ جانتے کیسے اسے جانے دیتی۔۔۔ اور شیری کے غصے کو سب جانتے تھے تو اگر اسکی محبت اسے چھوڑ کر جائے گی وہ تو پاگل ہو جائے گا اور اس پاگلپن میں وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔۔

پری۔۔۔؟ حور نے دروازے میں کھڑی اسے پکارا۔۔۔ جس کی آواز سنتے وہ خوشی سے دھمکے چہرے کے ساتھ مڑی۔۔۔

ح۔۔حور میں آ رہی تھی آ آ۔۔ آپ سے ملنے۔۔ دیکھے مجھ آج س۔۔ سب کچھ م۔ مل گیا پاپا بھائی اور اتنی ا۔۔۔ اچھی فیملی۔۔۔ میں آج بہت خوش ہوں بہت۔۔۔ وہ کہتی اپنے آنسو صاف کرتی دورتی اسکے گلے لگ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔

م۔۔۔ میرے پاپا۔۔ واپس آ گے ح۔۔ حور وہ اپنی بیٹی کو لینے آ گئے۔۔۔ اب میں بھی تم لوگوں کی طرح اس سے ب۔۔ باتیں کرونگی مزاق کرونگی۔۔۔ اپنے بھائی کے ساتھ کھیلوں گی۔۔۔۔ وہاں مجھے کوئی نہیں ڈڈ۔۔ ڈرائے گا میں سکون سے اپنی نیندیں پوری کرونگی۔۔۔۔ وہ اسکے گلے سے لگی بچوں کی طرح خوش ہوتی ہر بات بتانے لگی ۔۔۔ اس سے اپنی فیلنگس شیئر کرنے لگی۔۔۔۔

اس کی باتیں سن کر حور ساکت ہو گئی۔۔۔ کیا وہ اتنا تڑپتی تھی اپنے باپ کے لیے ۔۔۔ کیا اتنی بے سکونی تھی اسکے اندر کیا اتنا ڈرتی تھی وہ شیری سے۔۔۔ وہ بس خاموشی سے اسکی ہر بات سنتی رہی جو اسے اپنے وہاں زندگی گذارنے کے بارے میں بتا رہی تھی ۔۔۔۔

وہ جب بولی تو صرف اتنا۔۔۔ کیا تمہیں وہاں کسی کی یاد نہیں آئے گی۔۔۔۔؟

پری نے الگ ہو کر اسے دیکھا۔۔۔ اسکا چہرا فق ہو گیا شاید وہ پھر سے شرمندہ ہو گئی تھی

۔۔۔۔

اور مڑ کر بھرائی آواز میں بولی۔۔۔ آ آ۔۔۔ آئے گی ناس۔۔ سب کی آئے گی۔۔۔
پر۔۔۔ میں نہیں گئی ت۔۔۔ تو میں مر جائو نگی۔۔ اپنے پاپا کے سوا۔۔۔ وہ کہتی باتھروم میں بھاگ گئی۔۔۔۔ وہ اتنی معصوم تھی کہ اسے درد یا آنسو چھپانے بھی نہیں آتے تھے۔۔۔ اور وہ اتنی خوش کہ اپنی خوش میں وہ سب کچھ چھوڑ کر جانا یا بھاگنا چاہتی تھی۔۔۔

حور سوچتی اپنے آنسو صاف کرتی اسکی باقی کی پیکنگ کرنے لگی۔۔۔

اسنے بیگ کھول کر اس میں کپڑے رکھنے کے لیے ہاتھ جیسے بڑھایا تو وہاں پر موجود چیز دیکھ وہ پھیکی سی مسکرادی۔۔۔۔بہت معصوم ہو تم پری۔۔۔۔کچھ نہیں جان سکتی اپنے بارے میں بھی۔۔۔۔

فیملی فریم دیکھ وہ مسکرادی جہاں سب کی تصویر تھی صرف شیری کی نہیں۔۔۔۔اس پر تو اور وہ تیز ہنسی۔۔۔۔

پھر باتھروم میں پانی گرنے کی آواز پر اسنے پیکنگ مکمل کر کے اسکے منتظر بیٹھ گئی۔۔۔۔اسکی خوشی کے آگے وہ اسے نہیں روک سکی۔۔۔۔۔اسے کچھ بھی کہہ نا سکی پر اسکے دل میں اب سکون تھا۔۔۔

پری حوریہ کے ساتھ جب لائونج میں آئی تو سب کھڑے ہو گے۔۔۔۔ دراب مشال نوشین۔۔۔۔ سفیان بھی موجود تھا کیوں نا ہوتا ایک سال میں وہ سب کی لاڈلی بن گئی تھی اپنی معصومیت سے وہ سب کا دل جیت گئی تھی۔۔۔۔۔

عائمہ اور عالیہ بیگم کی ناچاہتے ہوئے بھی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔۔۔ دراب نے اسے اپنے گلے سے لگا کر سر پر بوسہ دیا۔۔۔۔

آتی رہنا۔۔۔۔ وہ کہہ کر اسکی گال تھپتھپائی۔۔۔ جس پر روتی مسکرا دی۔۔۔۔ پھر باری باری سب سے ملتی سب کا پیار لیتی اپنے باپ کے طرف آئی۔۔۔ اور اسکے ساتھ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

مم۔۔مجھے بھولیے گا نن۔۔ نہیں میں آتی رہوں گی۔۔۔وہ کہتی سب کی آنکھیں نم کر گی اور خود اپنے باپ کے ساتھ لگ گئی ہچکیاں آنے لگی تھی اسے۔۔۔۔۔جب حماد صاحب نے اسے اپنے ساتھ لگا کر ریلیکس کیا۔۔۔روتے نہیں میری جان آتے رہیں گے سب۔۔۔اور تمہیں بھی یہاں لاتے رہنگے۔۔۔یہ جملا حور نے بولا جس پر سفیان نے اسے دیکھا۔۔۔حور کی جب نظریں ملی تو گھبرا کر جھکا گئی۔۔۔

کیوں کہ ان میں کوئی تاثر نہیں تھا بلکل انجان آنکھیں حور کو لگی۔۔۔۔

ملازمہ نے بیگ گاڑی میں رکھا اور وہ بھی حماد صاحب کے ساتھ لگی باہر پارکنگ میں آئی ۔۔۔سب اسکے پیچھے آئے۔۔۔۔

پھر گاڑی میں بیٹھ کر سب کو اپنے چھوٹے سرخ ہاتھوں سے بائے بائے کرتی ملک ولا سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔ حور روتی احمد صاحب کے گلے لگ گئی مشال بھی نم آنکھوں سے دراب کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔۔

نہیں میرا بیٹا روتے نہیں دعا کرو خیر سے اپنے گھر پہنچے۔۔۔۔ اور ہمیشہ خوش رہے اپنی فیملی کے ساتھ۔۔۔۔۔۔ مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میری لاڈلی بہن کو سکون ملا ہو

۔۔۔۔۔

اسکی بات پر حماد صاحب نے بھی مسکرا کر ہاں کی۔۔۔۔

اور واپس گھر میں چلے گئے۔۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

مہک تہہ خانے میں باقی لڑکیوں کے ساتھ زمین پر پڑی بے ہوشی کا شو کر رہی تھی۔۔۔۔

اسنے سب سے چھپے وہاں ہر جگہ وائس ڈیوائس لگائے تھے جس وجہ سے وہاں کی سئی گرنے کی بھی آواز شہریار سن رہا تھا۔۔۔

شیری اور اسکی ٹیم بیٹھی رستم کے آنے کے انتظار میں تھی۔۔۔۔

آج رستم آنے والا تھا۔۔۔

انہونے پاکستان میں موجود سارے جہاں جہاں لڑکیاں اور اور غیر قانونی ہتھیار جو وہ اپنے سورس استمال کر کے دوسرے۔ ملکوں میں بیجتے تھے ان کو پورا گھیر چکے تھے ۔۔۔۔اور رستم۔ کے وہاں پہنچنے کے بعد ان پر حملا کرنے تھا اس سے پہلے نہیں ورنہ انہیں پورا شک ہو جاتا اور ساری محنت جو وہ آدھے مہینے سے دن رات کر کے آ رہے تھے ایکدم تباہ ہو جانی تھی اور انکے ہاتھ کچھ بھی نا آتا۔۔۔۔

مہک کو انہوں نے اسکی جلد کے اوپر مصنوعی جلد لگائی تھی جو وہ لوگ اسے انجیکشن لگا رہے تھے وہ خود میں جذب کر لیتی اور کی جلد کو سیف رکھتی۔۔۔۔

اسی وجہ سے اس پر کوئی انجکشن اثر نہیں کر رہا تھا جس سے وہ ساری تہہ خانے کے بارے میں انکو بتا رہی تھی۔۔۔

وہ ایک چھوٹے سے گھر میں جو باہر سے دو مرحلے کا تھا اور کافی پرانا اور اندر اسکے بڑا تہہ خانہ تھا جس میں وہ رات کے اندھیرے میں لڑکیاں یہاں جماع کر رہے تھے ۔۔۔۔۔۔ یہ ایک غیر آبادی کی سائیڈ پر تھا جہاں لوگوں کی کم رہائش تھی۔۔۔ جس وجہ سے وہ ہر خطرے سے بے فکر تھے۔۔۔ اور انکے کار کردگی سے لگ رہا تھا یہ وہ کافی عرصے سے کرتے آرہے ہیں۔۔۔

اور لوگوں کو دیکھانے کے لیے ایک فیملی بھی رہتی تھی۔۔۔۔

فواد بھی موجود تھا وہاں اور اب سب ملکر رستم کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔

لڑکیاں تیار کر دو باس پہنچنے والا ہے۔۔۔۔ اسکے حکم پر سب نے ملکر لڑکیوں کو دیکھا جو نیم بے ہوشی میں پڑی تھی۔۔۔۔

جی سر سب تیار ہیں اور اس بار تو باس آپ سے خوش ہو جائے گا۔۔۔۔ اسنے گھٹیا پن سے مہک کو دیکھ کر کہا جس پر فواد کا قہقہہ لگا۔۔۔۔

وہ باگ باگ تو تب ہوتے جب ہم اسکے سامنے وہ بند کلی سی اپسرا پیش کرتے جسے دیکھ ہمارے بھی ہاتھ کے طوطے اڑھ گئے تھے۔۔۔۔ اسنے کمینگی سے پری کو یاد کر کے کہہ ۔۔۔

شیری سمجھ کر مٹھیا بھینچ گیا۔۔۔اسکی آنکھوں میں جو پہلے ہی وہاں اتنی لڑکیوں کی حالت دیکھ وہ پاگل ہو رہا تھا آنکھ سرخ تھی اسکے پری کے خطاب پر وہ اور لہولہان ہو گیا

۔۔۔۔

کون تھا سر وہ اپسرا آپ حکم دو ہم ابھی اسکو اٹھا کر لاتا ہے۔۔۔دوسرا لڑکا بھی خوش ہو کر پوچھنے لگا۔۔۔شاید اپنے سر کے منہ سے آج پہلی لڑکی کا ذکر سنکر وہ حیران ہوا تھا ۔۔۔ورنا وہ یہاں آتے اور ایک سے بھر کر ایک خوبصورت لڑکی سے اپنا دل خوش کر کے اسے اپنی دردنگی کا شکار بنا کر چلے جاتے۔۔۔۔

تھی ایک کمینی (گالی) جو ہاتھ میں آتے آتے اڑ گئی۔۔۔پر میرا ابھی اپنی مردانگی سے واعدہ ہے ایک نا ایک دن اسے حاصل کر کے رہونگا۔۔۔

اور پھر اپنی ساری توہین کا حساب لیکر تم۔لوگوں کو آگے پھینک دونگا۔۔۔۔ پھر نوچتا رہنا کتوں کی طرح۔۔۔۔۔

وہ۔اور بھی کچھ کہہ رہا تھا پر آگے کا شیری سن نا سکا اور پوری قوت سے وہاں رکھی ٹیبل پر لات ماری جس سے وہ شیشے کی ٹیبل چکنا چوڑ ہو گئی۔۔۔

سارے حیران ہو گئے۔۔۔ اور پھر سمجھ کر ہونٹ بھینچ کر رہ گئے۔۔۔

سر انفارمیشن ملی ہے کہ رستم اگلے ہفتے آرہا ہے۔۔۔ سمیر نے شیری کو بتایا۔۔۔وہ پریشان تھا مہک کے لیے۔۔۔وہ اتنے دن ان گھٹیا لوگوں کے بیچ کیسے رہے گی۔۔۔

نہیں ایسا کچھ نہیں ہے وہ صرف گمراہ کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔۔وہ آج ہی آئے گا۔۔۔۔۔ تم لوگوں ریڈی رہوں اٹیک کے لیے اور سب کو کہوں مجھے کیسے بھی کر کے فواد زندہ چاہیے۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

پری کے جانے کے کچھ دن بعد ہی سفیان نے دھماکہ چھوڑا تھا کہ اسے رخصتی چاہیے ۔۔۔۔فراز صاحب تو یہ سنتے اسے سمجھانے کی کوشش کی پر وہ نا مانہ اور اپنے فیصلے پر ڈھٹا رہا۔۔۔۔

یہ بات ملک ولا بھی پہنچ گئی تھی۔۔۔۔سب کو ابھی اتنی جلدی رخصتی مناسب نہیں لگی ۔۔۔۔اور کہیں حور یہ جانتی تھی جو وہ کہہ رہا ہے کر کے دیکھائے گا۔۔۔۔

پھر ایسا ہی ہوا جب وہاں سے منا کی گئی تو سفیان نے کہہ کہ اگر ابھی انکار ہے تو پھر میری طرف سے سات سال کے لیے انتظار کرنا پڑیگا کیونکہ وہ امریکہ فیاض صاحب کے پاس جانا چاہتا ہے۔۔۔ اور وہاں سے کچھ بن کر اپنے پیروں پر جب کھڑا ہو گا تب واپس پاکستان آئے گا اور تب جا کر پھر رخصتی کا سوچے گا۔۔۔

اور۔ اس سب میں اسے کتنا عرصہ لگے کچھ کہہ نہیں سکتا کیوں کہ وہ اپنے باپ کا ایک پیسا بھی نہیں لے گا اور اپنے محنت سے اپنے پائوں پر کھڑا ہو گا۔۔۔۔

سفیان کے جواب پر سب چپ ہو گئے تھے۔۔۔ اور سوچ میں پڑ گئے تھے۔۔۔۔

میں کیا کہتی ہوں کہ رخصتی کر دینی چاہیے ویسے بھی حور اب بیس سال کی ہے۔۔۔ یہی اتیج مناسب ہوتی ہے شادی کی۔۔۔۔ عائمہ بیگم احمد صاحب کے پاس بیٹھی بولی۔۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے بیگم ابھی ہمنے اچانک اسکا نکاح کروایا ہے اور اتنی جلدی رخصتی۔۔۔

حور بیٹی کے بارے میں بھی سوچو۔۔۔۔

احمد صاحب نے کتاب بند کرتے بولے۔۔۔پر آپ بھی کچھ سوچیں سفیان نے کہا ہے وہ سات سال کے لیے جا رہا ہے تو کیا اتنی سال ہم بیٹی کو بیٹھائے رکھے گے اور آگے کا پتا نہیں وہ وہیں کہیں کسی سے اللہ پاک نا کرے پر مجھے بہت ٹینشن ہو رہی ہے۔۔۔ ذرا دل سے سوچیں اگر ایسا ہو گیا تو کیا کریں گے۔۔۔لوگ کیا کہیں گے۔۔۔

وہ ایک ماں تھی جو اپنی بیٹی کا گھر بستا دیکھنا چاہتی تھی نا کہ اسکے ہجر میں بیٹھ اسکا راستہ تکتے

۔۔۔۔۔

اور ہماری زندگی کا بھروسہ نہیں اگر کل کلاں سانسیں بند بھی ہو گئی تو یہ سکون ہو گا کہ بیٹیاں اپنے گھر کی ہیں۔۔۔۔

اسکی بات پر احمد صاحب سوچ میں پڑ گئے۔۔۔۔

کیا سوچ رہیں ہیں جی۔؟ عائمہ بیگم نے پوچھا۔۔۔۔۔

کہہ تو آپ ٹھیک رہی ہیں۔۔۔ میں صبح بھائی صاحب سے مشورہ کروں اور انکی رائے پوچھوں۔۔۔۔۔ کہ وہ کیا کہتے ہیں۔۔۔۔۔ پھر کوئی فیصلا کرتے ہیں۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ عائمہ بیگم سکون کا سانس لیکر لیٹ گئی۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

مجھے تو سمجھ نہیں آرہا یہ اچانک ہو کیا رہا ہے۔۔۔ اور اس سفیان کو بھی ایسی کیا جلدی پڑ گئی رخصتی کی۔۔۔۔۔

مشال بیڈ پر دراب کے بازو پر سر رکھے اسے دیکھ کر بولی۔۔۔

اسکی بات پر دراب کا قہقہہ لگا۔۔۔۔

تو آپ کیا سمجھتی ہیں مسز سب میری طرح کے شریف ہوتے ہیں۔۔۔اسے قریب کرتے شرارت سے بولا۔۔۔۔ جس پر مشال نے آنکھیں سکیڑی۔۔۔

کیا آپ خود کو شریف کہتے ہو۔۔۔۔اسکے کمر کے گرد بندھے اسکے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے پوچھنے لگی۔۔۔

جی ہاں اس میں کوئی شک نہیں۔۔ اللہ کا کرم ہے ہم میں شرافت ڈھیر ساری ہے اور کسی زمانے میں ہمے شرافتِ دراب کہتے تھے تھے۔۔۔ اگر عملی چاہیے ثبوت تو یہ لیں

۔۔۔۔۔اسکے سنبھلنے سے پہلے ہی اسکی کمر کے گرد حصار مضبوط ساڈال کر اسکے لبوں کو فوکس کرتا ان پر جھک گیا۔۔۔۔۔

مشال تو پوری بوکھلا گئی اسے کیا پتا تھا وہ اتنی سیریس بات میں بھی اسے کرے گا۔۔۔۔ مشال اسے شانوں سے پکڑ کر دور کرنے لگی۔۔۔۔پر اسکی مضبوط حصار اور شدت پکڑتی جسارتوں کے آگے کچھ نا کر پائے۔۔۔۔

تو کیسا لگا مسز شرافت کا ثبوت۔۔۔۔کچھ دیر بعد چہرا اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔

جب مشال نے اسے پیچھے دھکیلا۔۔۔۔وہ بھی قہقہہ لگاتا پیچھے ہو گیا۔۔۔۔اور اسکی سانسیں بھرتی حالت کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

آپ د۔۔دراب بہت ہی کوئی چیپ قسم کے آدمی ہیں۔۔۔میں اتنی۔سیریس بات کر رہی تھی اور آپ۔۔۔۔مشال وہاں سے اٹھ کر جانے لگی خفگی سے کہتے۔۔۔۔

ایسے چلی جانِ دراب۔۔۔وہ اسے واپس بیڈ پر گرا کر اپنے مضبوط حصار میں لیتے شرارت سے بولا۔۔۔۔

اگر آپنے میری بات کا سیریس جواب نا دیا تو پھر میں جا کر حور کے ساتھ سوں گی ہمیشہ کے لیے۔۔۔وہ جب اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتی ناکام ہوئی تو دھمکی پر اتر آئی

۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔اچھا اتنی طاقتور ہو تو پہلے میرے حصار سے تو نکل کر دیکھاؤ پھر کسی دوسرے روم میں جانا۔۔۔۔

وہ ہنستا کہنے کے ساتھ اسے خود پر الٹ دیا۔۔۔۔

مشال بیچاری کیا کرتی ایک خفگی بھری نظر ڈال کر منہ پھیر گئی۔۔۔۔۔افففف لگتا ہے مسز نارض ہو گئی۔۔۔

دراب مصنوعی سنجیدگی سے کہتا اسے اپنے برابر ڈالا۔۔۔۔۔مشال کو تو موقعہ مل گیا وہ اور چہرے پر غصہ لانے لگی اور اس سے رخ موڑ گئی۔۔۔۔۔

اچھا سوری بات بتائو میں جان حاضر کر کے سنو گا۔۔۔۔اسکا رخ اپنی طرف کرتے وہ پیار سے بولا۔۔۔۔۔

میں کہہ رہی تھی کہ سفیان یہ ٹھیک نہیں کر رہا۔۔۔۔۔۔وہ جیسے احسان کرنے والے انداز میں بولی پر بول گئی۔۔۔۔۔

دراب نے اپنی مسکراہٹ روکے بلکل سنجیدہ ہو گیا۔۔۔ہاں یہ بھی ہے اور؟؟ اسکے چہرے پر انگلیاں پھیرتے سیریس ہو کر بولا۔۔۔۔۔۔

کیا یہ بھی ہے۔۔۔اور یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔۔یہ آپ نے سوری کی تھی صرف سیکنڈ کی۔۔۔۔۔۔وہ اسکا ہاتھ جھٹکتی پھر غصے میں بولی۔۔۔

جس پر دراب کا قہقہہ لگا۔۔۔۔۔۔

ہم تو ایک پل کے لیے بھی سنجیدہ نا ہوں۔۔۔۔جان۔۔۔۔وہ کہتا اسکے کو اپنے حصار میں لائٹ آف کرتا۔۔۔۔۔اس پر جھک گیا۔۔۔۔مشال بلش کرتی اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

آپ کیا کہتے ہیں سفیان کے بارے میں۔۔۔۔؟عالیہ بیگم اسکے پاس بیٹھتی حماد صاحب سے انکی رائے لینے لگی۔۔۔۔

حماد صاحب نے ایک نظر انہیں دیکھ فائل بند کرتے بولے۔۔۔۔

اگر اب نکاح ہو گیا ہے تو رخصتی بھی کر دیں اور جتنی جلدی بیٹی اپنے گھر کی ہوتی ہے ماں باپ اتنا ہی سکون ملتا ہے۔۔۔ اور اس لاڈ صاحب کا فیصلا تو احمد سن چکا ہے۔۔۔ اور اسکے ضد سے تو سب واقف ہیں بچپن سے ضدی طبیعت کا ہے۔۔۔

میں یہی کہتا ہوں کہ رخصتی کر دینی چاہیے۔۔۔۔ وہ کہتے عالیہ بیگم کو دیکھنے لگے۔۔۔۔

انہوں نے بھی اثبات میں سر ہلایا جیسے کہہ رہی ہو ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

گدار جاتے ہی بھول گئی۔۔۔۔ حور نے موبائل کان سے لگاتے پری سے شکوہ کیا

۔۔۔۔۔؟؟

پری اپنے خوبصورت کمرے میں جہاں سارا فرنیچر پنک اور دیواروں کا کلر بلو تھا۔۔۔۔

کھڑکیوں پر گلابی پردے لگے۔۔۔۔ خوبصورت سے سجائے کمرے میں وہ کھڑی تھی

۔۔۔۔۔

حح۔۔ حور تمہیں پتا ہے پاپا نے سس۔۔۔ سارہ روم پنک کروایا ہے۔۔۔ اور ہہ۔۔۔ ہم

روز باتیں کرتے ہیں دیر نائٹ تک۔۔۔ وہ خوشی سے چہکتی اسے بتانے لگی۔۔۔۔

اسے یہاں آئے آج دوراہفتہ تھا۔۔۔اور الطاف صاحب ایک پل بھی اسکے بغیر نہیں گذارتے تھے۔۔۔انکے کہیں باہر جانے کے بعد وہ اپنے چھوٹے بھائی سے کھیلتی تھی اور بھرپور انجوائے کرتی تھی۔۔۔ان دو ہفتوں میں وہ شیری کے ڈر سے بلکل آزاد ہو گئی تھی۔۔۔۔پہلے ہفتے تو وہ بہت سہمی سہمی رہتی کہ کہیں وہ آکر اسے لے تو نہیں جائے گا پر جب کچھ دن اور گذرے تو اسے یقین ہو گیا کہ اب کوئی بھی اسے اسکے باپ سے الگ نہیں کرے گا۔۔۔

اور وہ ہر غم بھلائے اپنی زندگی گذارنے لگی۔۔۔

شروع کے دنوں میں تو اسے خود ہوش نہیں تھا اور جب آہستہ آہستہ ریلیکس ہوئی تو اسنے آج حور کو کال کی۔۔۔

اور میں یہاں دیر نائٹ تک تمہارے بغیر کروٹیں بدلتی رہتی ہوں۔۔۔ وہ منہ بنا کر بولی۔۔۔

میں بھی۔۔۔اور بیڈ پر لیٹتی اسکی کے انداز میں بولتی ہنسنے لگی۔۔۔

تم کیوں کروٹیں بدلو گی شیری بھائی کے خواب دیکھ لیا کرو۔۔۔۔ حور شرارت سے بولی پر بیڈ پر لیٹی پری کا دل بلند آواز میں دھڑکا۔۔۔ جس پر وہ گھبرا کر کال کاٹ گئی۔۔۔ اسکا معصوم چہرا سرخ تھا۔۔ماتھے پر اے سی میں بھی چھوٹے چھوٹے ننھے قطرے نمودار ہوئے جنہیں اپنے چھوٹے روئی جیسے گلابی ہاتھوں سے صاف کرتی بھاگی۔۔۔پتا کیوں ایسا حال ہو گیا وہ سمجھ نا پائی۔۔۔۔

ایک خوف بھی تھا اسکے بارے میں صرف سوچنے کا بھی۔۔۔۔وہ شیری کو کسی بھوت کی طرح سمجھتی اس سے ڈرنے لگی تھی۔۔۔

کیا ہوا آپی؟؟۔۔۔ اسکا چھوٹا بھائی مصطفیٰ اسے اپنے کمرے میں گھبرائے کھڑے دیکھ کر پوچھنے لگا۔۔۔۔

وہ۔۔۔وہ ڈر گئی تھی۔۔۔وہ آہستہ سے اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتی اندر داخل ہوتے بوکھلائی سی بولی اور دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔۔آپی آپ کتنی ڈرپوک ہو۔۔۔۔١٨ سال کی ہیں پھر بھی ڈر رہی ہیں۔۔۔۔آپ سے تو میں برو ہوں۔۔۔اکیلے پاپا کے جانے کے بعد رہتا تھا۔۔۔

ہوں۔۔۔۔۔میں بھی بب۔۔۔بروہوں سمجھے اور آپی ہوں ت۔۔تمیز سے بات کرو ۔۔۔ایسے اا۔۔اپنی آپی کوڈرپوک ن۔۔نہیں کہتے۔۔۔اب ہٹو پیچھے مجھے جگہ دو ۔۔۔۔وہ آٹھ سال مصطفیٰ کو جھڑکتی بیڈ پر جگہ بناتی سو گئی۔۔۔۔

سو نہیں آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔

وہ بھی اپنی مسکراہٹ دباتا سائیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

حور اسکی حرکت پر ہنستی دروازہ بند کرتی۔۔۔دوپٹہ بیڈ پر رکھا اور چشما اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ بالوں کو کلپ سے آزاد کرواتی نائٹ سوٹ لیے باتھروم میں گھسی۔۔۔۔

پھر کچھ دیر بعد واپس آ کر آئینے کے سامنے اپنے بالوں کو برش کرنے لگی۔۔۔۔۔یہ اسکی عادت تھی کہ سونے سے پہلے وہ بالوں کو برش ضرور کرتی تھی۔۔۔۔

اسنے آگے کے بالوں کو برش کیا جب پیچھے سے گردن پر سرسراہٹ ہوئی۔۔۔۔جس سے وہ سر سے پیر تک کانپ گئی۔۔۔۔۔۔

اور پھر نظر اٹھا کر مرر میں دیکھا تو جیسے سانسیں روک گئی۔۔۔۔۔

بے ساختہ اسکا ہاتھ منہ پر گیا۔۔۔۔۔شاید اپنی چیخ کو دبانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

سفیان نے سگریٹ والا ہاتھ منہ کی جانب لے جا کر اسے چپ رہنے کا کہا۔۔۔۔

ششش۔۔

جس پر حور پھٹی آنکھوں اور خوفزدہ حالت سمیت بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ دبانے لگی۔۔۔

جب وہ اسکی پیچھے گردن پر انگلی سے کچھ لکھنے لگا۔۔۔ البتہ نظریں حور پر تھی۔۔۔ وہ اسکے بہت قریب کھڑا کہ اسکے وجود سے نکلتی پرفیوم کی مہک اور سگریٹ کی بو اسے کپکپانے پر مجبور کر گئی۔۔۔۔

وہ جیسے جیسے کچھ لکھ رہا تھا وہ اور تیز کانپنے لگی۔۔۔ اسکا لمس اسے ڈرا رہا تھا۔۔ اسکی ٹانگیں کانپنے لگی۔۔۔۔ پور پور میں کرنٹ سا پھیلنے لگا تھا۔۔۔

اسنے لمبا سانس لیا جب سفیان نے انگلیاں گردن سے ہٹائی اور سگریٹ کا آخری کش لیکر نیچے قالین پر پھیک اپنے شوز سے مسل دیا۔۔۔اور نظریں حور کی طرف اٹھائی۔۔۔۔

اسکے گرد پیچھے سے اپنا حصار باندھ کر منہ اسکے دراز بالوں میں چھپا کر اس سے نکلتی مدہوشکن مہک کو اپنے اندر اتارنے لگی۔۔۔

حور باقاعدہ گھٹی آواز میں رونے لگی۔۔۔جب سفیان نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔۔

رو کیوں رہی ہو؟۔۔وہ کچھ سرد آواز میں پوچھنے لگا۔۔۔جس پر حور نے ہچکی لی۔۔۔

آ آ۔۔۔آپ کیا ک۔۔کر رہے ہیں۔۔۔وہ اپنے گرد بندھے اسکے مضبوط ہوتے حصار کو توڑنے کی کوشش کرتی بولی۔۔۔

کیوں تمہیں نہیں پتا کیا کر رہا ہوں۔۔۔؟وہ کچھ جتاتی نظروں سے دیکھ کر طنزیہ بولا

۔۔۔۔۔

س۔۔ سیفی معاف کر دو پلیز غ۔۔غلط بولا تھا۔۔۔وہ نظریں جھکا کر سسکتی بولی جس پر وہ مسکرا دیا۔۔۔۔

حورجب فراز صاحب کے آنے کے بعد اسے بتانے عائمہ بیگم جا رہی تھی تب اسنے اسے روتے کہہ تھا کہ سفیان نے اسکے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی اور اسے دھمکیاں بھی دی تھیں کہ وہ اس سے ملنے آئے نہیں تو اسے زبردستی لے جائے گا۔۔۔۔

اسی وجہ اور انہیں باتوں سے فراز صاحب کو صدمہ ہوا تھا۔۔۔ یہ بات سفیان کو بعد میں پتا چلی کہ حور نے اسکے بارے میں ایسا کہا کتنی دیر سفیان سکتے میں آگیا اور اسے یقین کرنا محال ہو گیا۔۔۔۔

پر حسن کے بھی یہی کہنے اور اسکی انسلٹ کرنے کے بعد اسے یقین ہوا کہ ہاں اسنے یہ سب کہا ہے۔۔۔۔ وہ اتنی نفرت میں گر گئی ہے۔۔۔ یا بدلا لینے میں اتنی اندھی ہو گئی تھی۔۔۔۔ کچھ بھی تھا پر سفیان کے اندر جیسے یہ سب سن کر فنا ہو گیا تھا۔۔۔۔ نوشین اس سے بات نہیں کر رہی تھی جسے کچھ ہی دنوں میں وہ اپنی بھابھی سے ماں کا درجہ دینے لگا تھا اسکی نظروں میں گرا دیا تھا۔۔۔

فراز صاحب تو زیادہ دل کو سخت رکھ نا پائے پر سفیان ابھی بھی اسکی آنکھوں میں دیکھنے سے کتراتا تھا۔۔۔۔

نہیں جانِ سفیان تمنے ٹھیک بولا تھا۔۔۔۔ کچھ بھی غلط نہیں بولا۔۔۔۔ غلط تو میں تھا۔۔۔ بالکل پاگل تھا جو تمہاری آنکھیں نا پڑھ سکا۔۔۔ صرف یک طرفہ محبت میں ہی دوبتا رہا ۔۔۔۔ پر اب تم پریشان نا ہو جانم میںنے اپنی آنکھیں مکمل وا کرلیں ہیں۔۔۔۔۔

وہ حور کو لرزانے پر مجبور کر رہا تھا اور وہ اسکی سرد لہجے اور خوفزدہ باتوں پر لرز بھی رہی تھی۔۔۔۔

مم۔۔۔ میں سب کو چ۔۔ چلا کر بتائو نگی آپ م۔۔ میرے ساتھ کیا کر رہے ہیں ۔۔۔ اپنا رخ سفیان کی طرف دیکھ وہ اٹکتی بولی۔۔۔۔ دے تو دھمکی رہی تھی پر لفظوں کے پیچھے التجا تھی۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ جاؤ بولو۔۔۔۔ پھر میں بھی بولوں گا مجھے کال کر کے بلایا ہے۔۔۔۔ اور اگر میری بات پر یقین نہیں تو موبائل چیک کر لو۔۔۔۔۔ اسکا فق چہرا دیکھ مزید بولا۔۔۔۔۔

تم فکر مت کرو میںنے سارہ ثبوت موبائل پر سیٹ کر دیے ہیں ابھی۔۔۔۔ وہ اسکی موبائل کی طرف اشارہ کرتے بولا۔۔۔۔

اور دوسری بات ڈرو نہیں اب مجھے کوئی خواہش نہیں رخصتی سے پہلے کسی قسم کی زبردستی کرنی کی۔۔۔۔ ویسے بھی کچھ ہی تو دن رہ گئے ہیں ہماری رخصتی میں۔۔۔۔ پھر تو تم مکمل سفیان کے دسترس میں۔۔۔۔ پھر لیں گے ہم اپنی جانم سے پل پل، بات بات کا حساب ۔۔۔۔

وہ کہتا اسے کمر سے پکڑ قریب کرتے۔۔۔ چہرا اسکے چہرے کے قریب کیا کہ حور اسکی تیز گرم سانسیں اپنے چہرے پر چھبتی محسوس کرتی دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں میچ گئی ۔۔۔۔ اور آنکھوں سے گرم سیال برسانے لگی۔۔۔۔

اسکے ماتھے پر بھی پسینے آ گئے تھے۔۔۔ رواں رواں کانپ رہا تھا۔۔۔ دونوں کے چہرے میں انچ بھر کا بھی فاصلا نہیں تھا۔۔۔۔

جب سفیان نے اسکے سرخ چہرے کو دیکھ اور پھر پھراتے ہونٹوں سے نظریں چراتے پورے زور سے گھما کر اسے بیڈ پر پھیکا۔۔ وہ ایک زوردار جھٹکے سے پیچھے دہرام سے گری۔۔۔ مینے کہا نا کچھ نہیں کرونگا پھر یہ خوف کیسا۔۔۔ وہ سرد آواز میں غرایا اور ایک نظر اسکے ہچکیاں لیتے وجود کو دیکھ۔۔۔ اسے ایک ٹیلر دیکھا کر جس طرح کھڑکی سے آیا

تھا اسی طرح وہ سے جا بھی چکا اور وہ پیچھے۔۔۔کانپتی لرزتی وہیں پڑی رو رہی تھی
۔۔۔۔

میں مم۔۔مانتی ہوں غلط بیانی کی۔۔۔ک۔۔کیا اب وہ معاف بھی نہیں کرے گا۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

شیری کے مطابق رستم آج ہی آیا۔۔۔اسکے پہنچنے سے وہ جو دونوں سیاہی کا ایک حصا بنے زمین پر بیٹھے ہوئے تھے آہستہ سے اٹھتے گھر کے گرد پہرا دیتے آدمیوں کی طرف آئے۔۔۔

پھر پیچھے اور آگے سے کھڑے فواد کے آدمیوں کو گراتے چلے گئے۔۔۔۔

جو جو سامنے آتا سائلنس لگے پسٹل سے گلے یا ماتھے پر نشانا لیکر انہیں گھسیٹتے ایک طرف جمع کرتے گئے۔۔۔

جب باہر سے پہریدار کو ختم کرلیا تو آگے سے آہستہ سے شیری اندر گیا۔۔۔ بلال کو دوسرے پیچھے کے راستے سے آنے کا کہا۔۔۔

گھر اتنا بڑا نہیں تھا صرف دو ہی کمرے تھے اور ان پر بھی آدمی کھڑے تھے۔۔۔

شیری کو دیکھ میں سے ایک چلایا۔۔۔

اور پھر سب اسکی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔۔۔ پچھلے راستے سے بلال اندر گھس آیا تھا ۔۔۔۔ دونو طرف سے انہیں گھیر لیا۔۔۔

ان کے نشانہ لینے سے پہلے ہی شیری نے ان پر فائر کیا۔۔۔ آواز گونجی۔۔۔ اور اسکے ساتھ ہی باقی کے لوگ باہر نکلے۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا گھر انکے خون سے لال ہو گیا۔۔۔

فواد اور رستم جو لڑکیوں کو اپنے آدمیوں کے ذریے اٹھوا رہے تھے۔۔۔ فائر کی آواز پر الرٹ ہو گئے۔۔۔۔

اور فواد کو غصے سے دیکھ۔۔۔ وہ تو پہلے ہی اس چانک حالت پر بوکھلایا ہوا تھا مزید بوکھلایا گیا۔۔۔

پپ۔۔ پتا نہیں باس۔۔۔۔۔ کک۔۔ کون ہیں آپ فکر نا کریں دو منٹ میں مسل دیں گے۔۔۔۔۔ آپ اپنا کام جاری رکھیں اور پچھلے دروازے سے نکلیں۔۔۔۔۔

فواد کے کہنے پر وہ لڑکیوں کو چھوڑ منشیات کے بیگ اٹھا کر وہاں سے نکلنے کے لیے تہہ خانے سے باہر جاتے راستے کی جانب ہوا جب وہاں سے بلال اندر داخل ہوا۔۔۔۔

فواد بھی اپنے ہتھیار نکال کر تہہ خانے کی سیڑھیوں پر نشانا لیکر کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔

اچانک بم شکل کی کوئی چیز اندر سیڑھیوں سے لڑکھتی نیچے آئی۔۔۔۔

فواد بم بم کرتا چلایا اور اسکا دھیان جیسے بٹکا شیری اندر داخل ہوتے۔۔۔اس پر ہتھیار تان کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

پیچھے سے بلال بھی رستم کو گھسیٹتا اندر کی جانب لایا۔۔۔

مہک بھی اٹھ کر بے ہوش لڑکیوں کو اٹھائے باہر کھڑے گاڑیوں لیجانے لگی۔۔۔۔جہاں انہوں نے پہلے ہی کھڑی کی تھی۔۔۔۔کچھ آفیسرز اسکی مدد کے لیے تھے جو میسج ملتے وہاں پر آئے۔۔۔۔۔۔

رستم اور فواد یہ سب دیکھ اور انکی پلاننگ دیکھ چیخ اٹھے۔۔۔۔

تم جانتے نہیں ہو آفیسر تم نے کس پر ہاتھ ڈالا ہے۔۔۔رستم کے کہنے پر شیری نے اسے پیٹ میں لات ماری۔۔۔۔۔

تم بھی جانتے نہیں۔۔ آگے کس کے ہاتھ لگنے والے ہو۔۔۔۔۔بہت مزے کر لیے بچے اب چلیں ذرا دوسرا مزہ لو۔۔۔۔

لے جائو اسے۔۔۔اسکے حکم پر بلال رستم کی طرف بڑھا جب اسنے اچانک فائر کیا اور پاس لڑکیوں کو باہر نکالتی مہک کے بالوں سے پکڑ کر اپنے شکنجے میں لے لیا۔۔۔۔

ہٹو پیچھے ورنہ میں اس (گالی) یہی چھتھڑے اڑا دونگا۔۔۔۔وہ ان سے راستا مانگتا بولا ۔۔۔۔

تم کیا سمجھے رستم کو اتنی جلدی پکڑ لو گے شیر۔۔۔ہاہاہا۔۔نا ممکن۔۔۔

وہ ہنستا مہک کو گھسیٹتا لے جانے لگا۔۔۔

بلال اسے بچانے کو آگے بڑھا جب رستم نے مہک کے بازو پر فائر کر دیا۔۔۔وہ تو تڑپ کر ہی رہ گئی اور ایک زور دار چیخ ماری۔۔۔

ہتھیار نیچے پھینکو۔۔۔اور تم فواد کو چھوڑو۔۔۔حکم دینے ساتھ شیری کو بولا۔۔۔جس پر اسنے اور فواد کے گرد مضبوط پکڑ کی۔۔۔وہ گھٹی آواز میں چلانے لگا۔۔۔۔پر جب رستم کو مہک کے دوسرے بازو کا نشان لیتے دیکھا تو اسے جھٹکے سے زمین پر پھینکنے کے انداز میں رستم پر پھیکا جس سے وہ اپنا توازن برقرار نا رکھ سکا اور دھرام سے زمین پر گرا ۔۔۔بلال نے مہک کو سنبھالا اور شیری رستم پر لپکا جب فواد موقعہ دیکھ وہاسے بھاگا

پیچھے شیری نے ایک بازو رستم کی گردن میں پھنسائے دوسرے سے اسکی ٹانگ پر نشانا لیا ۔۔۔۔وہ چیختا زمین پر گرا۔۔۔۔

اسکی ٹانگ لہولہان ہوگئی پر جب اسے اپنی طرف آتا دیکھ بغیر درد کی پروہ کیے پچھلے راستے سے بھاگنے لگا شیری رستم کی دونوں ٹانگوں پر اپنے گھٹنے سے وار کیا جس سے اسکی کربناک چیخین گونجی۔۔۔اور اسکی آنکھوں پر مکہ مارا جس سے نظر دھندلی کرکے اسے زور سے زمین پر پھیکا اور فواد کے پیچھے بھاگا۔۔۔۔

بلال مہک کو اٹھائے جا چکا تھا وہ بے ہوش ہوگئی تھی۔۔۔۔باقی کے لوگ انکی مختلف جگائیوں پر حملا آور تھے۔۔۔۔

وہاں محلے کے لوگوں کے بیچ اندھیرے میں فواد بھی ٹانگ گھسیٹتا ان میں گم ہو گیا

شیری کو تو وہ زندہ چاہیے تھا۔۔۔ اور اسکے یوں ہاتھ سے نکلنے پر وہ بپھرا شیر ہو گیا

❤❤❤❤❤❤

آپی اٹھو۔۔۔ گیارہ بج رہے ہیں آپ تو ایسے ڈر کے سوئی ہیں کہ اب ہوش نہیں ۔۔۔ مصطفیٰ اسکے کان کے قریب چیختا بولا جس پر پری ہڑبڑا کر اٹھی۔۔۔

ک۔۔ کیا ہوا۔ آگیا.. کیا کوئی آگیا۔۔؟ وہ ہڑبڑا کر بولی اور یہاں وہاں دیکھتی پوچھنے لگی
۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ واقعی آپی کی شکل میں ڈرپوک بلی ہو۔۔۔ وہ ہنستا دور جاتے بولا۔۔۔

پری نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ وہ ابھی خواب میں شیری کو اسکا آپنے آپ کو گھسیٹتے دیکھ کر پہلے ہی خوفزدہ تھی اور اب مصطفیٰ کے کان میں چیخنے پر اور ہڑبڑا گئی۔۔۔

کیا باہر کوئی آیا ہے؟؟ وہ جھانکنے کے انداز میں دیکھتی پوچھنے لگی۔۔۔

ہاں آیا ہے؟؟ وہ بھی مزا لیتے بولا۔۔۔۔

کک۔۔ کون؟۔۔۔۔ وہ ماتھے پر پسینے صاف کرتی بولی۔۔۔

وہ۔۔۔۔ مصطفیٰ صرف وہ کہتا اسکے چہرے کو دیکھنے لگا جو پھٹی آنکھوں سے اسکے بتانے کے منتظر تھی۔۔۔۔۔

وہ پاپا ناشتے کی ٹیبل پر آئیں ہیں۔۔۔ ہاہاہاہا۔۔ وہ کہتا ہنستا بھاگا کمرے سے۔۔۔۔

کہیں وہ جوتے نا مارے جو ہر بات پر بھیگی بلی ہوتی تھی صرف اس پر شیرنی بن جاتی۔۔۔۔۔

پری اسکی بات جب سمجھی تو۔۔۔ ایییی۔۔۔ کرتی مٹھیا بھینچتی اسکے پیچھے آئی۔۔۔ پر دل میں یہ شکر ضرور تھا کہ یہ سب خواب تھا۔۔۔۔

تم لمبوس۔۔ سمجھتے کیا ہو۔۔۔ بار بار مم۔۔۔ مجھے تنگ کر رہے ہو۔۔۔ وہ لائونج میں صبح صبح ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے۔۔۔ جس سے اندازہ لگانا مشکل تھا پری اسے پکڑنے

کی کوشش کر رہی ہے یا وہ پری کو۔۔۔۔۔وہ چیختی بولی۔۔۔۔چہرے پر مصنوعی غصا تھا

۔۔۔۔

الطاف صاحب لائونج میں ان دونوں کو صبح کھکھلاتے دیکھ مسرور ہو گئے اسے اپنی خوشیاں مکمل ہوتی محسوس لگی۔۔۔۔

پاپا۔۔۔پ۔۔ پکڑیں اسے۔۔۔وہ الطاف صاحب کو لائونج میں دیکھ کر پھولے سانسوں کے درمیان بولی۔۔۔۔۔

نہیں نہیں۔۔۔پاپا پلیز۔۔۔۔ مصطفیٰ الطاف صاحب کو اپنی طرف آتے دیکھ کر۔۔۔نانا کرتے ہاتھ آگے کر گیا۔۔۔۔

جب الطاف صاحب اسے پکڑ کر اوپر اٹھایا۔۔۔۔۔اور خود بھی قہقہہ لگا گئے

۔۔۔۔۔ہاہاہہا۔۔

پ۔۔پاپا نیچے دد۔۔۔دیں اسے مجھے۔۔۔۔وہ مصطفیٰ کو اوپر دیکھ بولی۔۔۔۔۔

نہیں پاپا یہ جنگلی بلی کھا جائے گی پلیز۔۔۔۔۔وہ اپنے پائوں بھی اوپر کرتا پری کی پہنچ سے دور ہوتے اسے زبان دیکھا کر بولا۔۔۔

آپ دیکھ رہے ہیں۔۔وہ۔۔وہ خوش ہو رہا ہے۔۔۔۔غ۔۔ غلطی بھی اسنے کی تھی۔۔۔

اچھا چھوڑو میرا بیٹا اسے میں دیکھتا ہوں۔۔۔ آپ جا کر فریش ہو آئو ساتھ ناشتا کریں ۔۔۔۔وہ اسکا پھولا معصوم چہرے دیکھ پیار سے پچکارنے لگے۔۔۔۔ البتہ مصطفیٰ کو اسکی پہنچ سے دور ہی رکھا۔۔۔۔

پری پہلے اپنے باپ کو دیکھا پھر بھائی جو مسلسل مسکراہٹ روک رہا تھا۔۔۔۔اور بڑے لڑکوں کی سٹائل سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔۔

تمہیں بب۔۔بعد میں دیکھتی ہوں بچے۔۔۔۔وہ کہتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی ۔۔۔۔جب پیچھے الطاف صاحب نے اسے بازوں سے اتارا۔۔۔

کیوں تنگ کرتے ہو میری جان کو۔۔۔۔الطاف صاحب اسکے مسکراتے چہرے کو دیکھ کان پکڑ کر پوچھنے لگے۔۔۔۔

میرا کیا قصور۔۔۔۔۔ہے ہی اتنی کیوٹ آپی۔۔۔۔دل کرتا ہے بس تنگ کرتا رہوں ۔۔۔۔وہ کہتا ہنسنے لگا۔۔۔الطاف صاحب بھی مسکرا کر اسے اپنے ساتھ لگا گئے

۔۔۔۔۔

تھنکس پاپا اتنی پیاری آپی کو میرے پاس لانے کے لیے۔۔۔۔کہتا پری کے کمرے کو دیکھ خوشی سے مسکرانے لگا۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

وہ کمرے میں داخل ہوتی وارڈروب سے اپنے کپڑے نکالنے لگی جو سب یہاں آنے کے بعد شاپگ کی تھی تینوں نے ملکر۔۔۔۔

وہ ان میں سے ایک ڈریس نکال کر وارڈروب بند کرنے والی تھی جب اسکی نظر شرٹ پر پڑی۔۔۔۔

وہ چوروں کی طرح یہاں وہاں دیکھتی وہ شرٹ نکال کر اپنے ناک کے قریب لے آئی ۔۔۔۔ جیسے کسی نشے کے مریض کی طرح اسکی شرٹ کو اپنے قریب کرنے لگی اس سے اٹھتی خوشبو جو اسکے دماغ میں رچ بس گئی تھی۔۔۔ جسنے اسے یہ اٹھانے پر مجبور کیا تھا کسی چوری کرنے پر۔۔۔۔۔۔

وہ اسے دیکھتی مسکرا دی۔۔۔۔

ت۔۔ تم بب۔۔۔ بہت برے ہو۔۔ پر تمہاری ش۔۔ شرٹ ب۔۔ بہت اچھی ہے ۔۔ بالکل بھی نہیں ڈراتی۔۔۔۔ وہ شرٹ کو مٹھیوں میں لیے دیکھنے لگی۔۔۔۔

پر۔۔۔ اب ت۔۔ تم د۔۔ دیکھو کیسے تمہیں تکلیف دیتی ہوں۔۔۔ وہ کہتی اسے اپنے ناک سے دور کرتی دونوں ہاتھوں سے شرٹ کی آستینوں سے ایسے پکڑا جیسے اسے شیری کے بازوں کو پکڑتا ہو ایسے جیسے وہ اسے غصے سے پکڑتا تھا۔۔۔۔۔

اور اپنے مقابلے کیا جیسے شیری کھڑا ہو۔۔۔ وہ اسکے سر کو تصور میں لیتی اسے مارنے کو اپنا دوسرا ہاتھ اٹھاتی۔۔۔ جب۔۔

آپی ہم ویٹ کر رہے ہیں۔۔۔۔ مصطفیٰ کی آواز اپنے کمرے کی طرف آتی لگی

۔۔۔۔ ہڑبڑاہٹ میں اسکے ہاتھ سے شرٹ چھوٹ گئی۔۔۔۔

وہ پوری فق ہو گئی۔۔۔۔

جب اسکے بھائی نے دروازے میں قدم رکھے پری کی سانس اور ہی اٹک گئی ایسے جیسے کسی

نے چوری پکڑلی ہو۔۔۔۔

وہ ایک نظر اسے دیکھ کر جھٹکے سے شرٹ نیچے سے اٹھا کر وارڈروب میں کپڑوں میں

چھپا گئی۔۔۔ اسکی نظر پڑنے سے پہلے ہی۔۔۔۔

وہ بھی اسے بوکھلا دیکھ دونوں اپنے چھوٹے ہاتھ کمر پر ٹکا کر قریب آیا اور جھانکنے کے

انداز میں دیکھتا پوچھنے لگا۔۔۔

کیا۔۔ کیا چھپا رہی ہو۔۔۔ہاں دیکھائو نہیں تو پاپا کو بتائو نگا۔۔۔ مصطفیٰ کے کہنے پر پری کی آنکھیں نم ہو گئی۔۔۔۔

ت۔۔ تم میرے بھائی ہو نا مم۔۔ مصطفیٰ۔۔۔۔وہ معصومیت سے بولی۔۔۔۔ جس پر اسنے اسے دیکھا۔۔۔

وہ اسکے مقابلے بہت تیز تھا۔۔۔۔ہاں وہ تو ہوں پر ابھی جو چیز چھپائی ہے وہ دیکھائو ۔۔۔۔ اسکا ڈرا چہرا دیکھ کچھ بڑو کی طرح روعب سے بولا۔۔۔۔۔

پری نے پہلے وارڈروب کو دیکھا پھر اپنے چالاک بھائی کو جو آئی برو سکیڑے اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔

ت۔۔ تم ٹھرو میں پ۔۔ پاپا کو بتاتی ہوں تم پھر مجھے تنگ کرنے آئے ہو۔۔۔۔وہ کہتی جانے لگی۔۔۔۔۔

ارے ارے میری پیاری بہن ہونا میں تو مزاق کر رہا تھا۔۔۔ بھلا میری کیا مجال اپنی آپی کو تنگ کروں۔۔۔ وہ دور کر اسکا روئی جیسا گلابی ہاتھ پکڑ کر جلدی سے بولا۔۔۔۔

پری نے جیسے سکون کا سانس لیا۔۔۔ تو جائو آ رہی ہوں۔۔۔

جا رہا ہوں اگر نہیں آئی تو۔۔۔۔ وہ کہتا پھر شرارت سے وارڈروب کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

ت۔۔۔ تم۔۔۔ وہ ابھی کچھ اور کہتی جب وہ ہنستا کمرے سے بھاگا۔۔۔

اسکے جانے کے بعد پری جلدی سے دروازہ بند کرتی۔۔۔ وہ شرٹ وارڈروب سے نکال کر یہاں وہاں پورے کمرے میں اسے چھپانے کی جگہ ڈھونڈنے لگی۔۔۔ پر کہیں مناسب جگہ نا لگی۔۔۔ تو رونے جیسی شکل بنا کر شرٹ کو دیکھنے لگی۔۔۔

ت۔۔ تم مجھے مار دیتے ہو۔۔۔ بڑبڑائی۔۔۔ اور جب اپنے سرہانے بیڈ پر نظر پڑی تو چہرے پر مسکراہٹ سی پھیل گئی اور بغیر وقت لیے وہ جلدی سے اپنے سرہانے اسکی شرٹ کو چھپانے لگی۔۔۔ جب وہاں سے فارغ ہوئی تو لمبا سانس لیکر جلدی سے فریش ہو کر ناشتے کی ٹیبل پر بھاگی۔۔۔۔ اور پھر تینوں ملکر ناشتے کرنے لگے۔۔۔ پر اپنے بھائی کی شرارتی مسکراہٹ وہ دیکھتی جل رہی تھی اور اندر سے ڈر بھی رہی تھی۔۔ کہیں پاپا کو نا بتا دے۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

وہ لیپ ٹاپ میں بار بار پری کے کمرے کو دیکھ رہا تھا پر وہ کمرے میں نظر نہیں آ رہی تھی ۔۔۔ کافی دیر اور پورا دن دیکھنے کے بعد اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ واپس حور کے کمرے میں چلی گئی۔۔۔ یہ سوچتے اسکا موڈ خراب ہو گیا۔۔۔ اور زور سے لیپ ٹاپ دیوار دے مارا۔۔۔ جس سے اس قیمتی لیپ ٹاپ کی اسکرین چکنا چور ہو گئی۔۔

اب یہ تو پکا ہے اس کا حساب تو تمہیں دینا ہو گا ہنی ڈارلنگ۔۔۔وہ کہتا مسکرا کر واپس جانے کی تیاری کرنے لگا پر غصہ بھی آنکھوں میں موجود تھا۔۔ایک فواد کے ہاتھ سے نکلنے پر اسکا پارہ لائے تھا مزید جو کچھ بچا تھا وہ اسنے اپنی بے وقوفی نے بگاڑ دیا۔۔

رستم کو اسنے اسکی منزل تک پہنچا دیا تھا۔۔اور اب تک تو شاید اسکے ذرے ذرے بھی نہیں ہونگے۔۔۔۔

اور رہا فواد اس تک پہنچنا زیادہ دور نہیں تھا۔۔پر یہ شکر رب کا تھا اسکی جان صحیح سلامت ملک ولا میں محفوظ تھی۔۔اور اب جا کر سب کو اپنا نکما پن دیکھا کر اپنے باپ کی ہر شکایت دور کرنا چاہتا تھا ۔۔۔اور اس پری کو ہمیشہ کے لیے مانگنا چاہتا تھا اور اپنے کیے کی معافی بھی چاہتا تھا۔۔۔۔

پھر اسنے باقی جو پری کے سنگ زندگی گذارنے کا سوچا تھا۔۔شاید وہ اسکی سوچوں کو پڑھتی تو ضرور اپنے ہوش وحواس کھو دیتی۔۔اتنی شدتیں تھیں اسکی پری کے لیے ۔۔۔وہ اسکی دیوانگی بنگئی تھی۔۔۔اسکا جنون تھی۔۔۔اسکے بنا شاید زندگی کا تصور کرنا ہی محال تھا۔۔۔اور جو تصور کرتا تو شاید خود کے ہی ذرے ذرے کر دیتا۔۔۔نوچ لیتا خود اور جو پری ایسا تصور کرتی پھر وہ جان نا سکتا کیا کرتا۔۔۔۔

وہ اپنی سوچوں میں گھم مسکراتا پیکنگ کرنے لگا آج آٹھ بجے کی فلائٹ تھی اسکی۔۔۔۔ کل ہی اسکے باپ نے اسے حور کی رخصتی کا بتایا اور اسے واپس آنے کا کہا تھا۔۔۔۔ اب وہ جا کر سب کو سرپرائز کرنا چاہتا تھا اور اپنے باپ کی چہرے کی خوشی دیکھنا چاہتا تھا ۔۔۔۔

اا۔اتنی جلدی حور کی شادی ہو رہی ہے۔۔۔یہ بھی بھلا ک۔۔کوئی بات ہوئی ۔۔۔پری اپنے باپ کے ساتھ انکے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی منہ بنا کر بولی۔۔۔

کل ہی عائمہ اور عالیہ بیگم شادی کا کارڈ دے کر گئی تھی۔۔۔سفیان کے فیصلے سے مجبور ہو کر انہیں یہ فیصلا کرنا پڑا۔۔۔احمد صاحب نے جب حماد صاحب سے بات کی تو انہوں نے اپنی رضامندی دے دی۔۔۔پھر ایک دن کے بعد فراز صاحب حسن اور نوشین ملکر شادی کی تاریخ طے کرنے آئے۔۔۔۔

سب نے ملکر شادی کا دن طے کیا۔۔۔حور نے کافی واویلا مچایا پر اسکی کسی نے نہیں سنی ۔۔۔عائمہ بیگم جیسے کان پر پردے ڈال لیے۔۔۔

اور حور کو اچھی طرح سمجھایا کہ یہ سب کرنے کا کوئی فائدا نہیں۔۔۔شادی کا دن طے کر دیا گیا ہے تو اب چپ رہ جائے۔۔۔میں ہر گز تمہیں ساری زندگی اسکے منتظر رہتے نہیں دیکھ سکتی۔۔۔میں کیا کوئی بھی ماں ایسا نہیں چاہے گی۔۔۔۔

بیٹا ہر بیٹی کو ایک نا ایک دن جانا ہی ہوتا ہے۔۔۔۔اپنا گھر بسانا ہوتا ہے جیسے آپکی مما شادی کر کے یہاں آئی تھی۔۔۔۔

الطاف اسکے سر پر بوسہ دیے بولے۔۔۔

پ۔۔پر پاپا میں وہاں نہیں ج۔۔جا رہی۔۔۔۔مجھے دکھ ہو گا۔۔۔۔وہ رونے جیسی صورت بنا کر بولی۔۔۔۔اصل میں دکھ کم ڈر تھا کہ اگر وہاں واپس گئی تو شیری کے اسے وارن کرنے کے بعد بھی وہ اس سے دور ہوئی تو پتا نہیں اس پر وہ اسکا کیا حشر کرے گا

۔۔۔یہی ڈر عائمہ بیگم والوں نے جب اسے اپنے ساتھ لے جانے کا بولا تو اسی ڈر نے اسکے پائوں جکڑ لیے۔۔۔۔

اور اسنے انکار کر دیا تھا۔۔۔ جس پر وہ کافی مایوس ہوئی تھی۔۔۔۔پر پری نے کوئی پروا نہیں کی تھی۔۔۔دل میں بہت شرمندہ تھی۔۔۔

بیٹا یہ کیا بات ہوئی آپ کیوں نہیں جائیں گی میں تو کہتا ہو آپکو کل ہی بیج دوں۔۔۔حور بیٹی کو خوشی ہو گی۔۔۔اور آپ تو اسکی بیسٹ فرینڈ ہیں اسے ٹائم پر وہی ساتھ ہوتی ہیں ۔۔۔اور دوسری بات حماد اور احمد صاحب کو بھی کافی دکھ ہو گا وہ ناراض ہو جائیں گے آپسے۔۔۔۔آپ بھابھی کے کہنے پر بھی نہیں گئی تھی۔۔۔تب میں کچھ نا بولا پر اب تیاری کر لینا صبح کی فلائیٹ بک کروا دونگا آپکی۔۔یا ایسا کرو بھائی کو بھی ساتھ لیجانا میں بعد میں آجائونگا۔۔۔ ٹھیک ہے میرا بیٹا؟۔۔۔وہ اسکی پھولی سرخ گال تھپتھپا کر اسے سمجھانے کے بعد اسکی رائے لینے لگا۔۔۔

پر پری کا دماغ وہاں نہیں مشال کی شادی میں جو شیری نے اسکے کیا تھا اسکی طرف تھا ۔۔۔اور پھر یہی منظر حور کی شادی میں کسی خوفناک سین کی طرح اسکی آنکھوں میں چلنے لگا۔۔۔ فرق صرف اتنا تھا کہ وہ اسے مار رہا تھا دور جانے پر۔۔۔۔

وہ جیسے جیسے دیکھتی گئی تصور میں ویسے ویسے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑتا گیا ۔۔۔۔

نن۔۔ نہیں میں نہیں جاؤنگی۔۔۔وہ ایکدم گھبرائے بولی۔۔۔۔

جس پر الطاف صاحب نے چونک کر اسے دیکھ جو آفس جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے ۔۔۔۔

کیوں نہیں جائیں گی بیٹا۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی۔۔۔۔ڈرو نہیں وہاں سب موجود ہونگے۔۔۔شہریار نہیں ہے اور وہ شادی کے دن آئے گا تب تک میں بھی آجائونگا۔۔۔۔

ویسے بھی اسے آجکل اپنے دوستوں کے علاوہ گھر کی پروہ یا بہن کی ذرا بھی پروا نہیں ہے

۔۔۔۔۔

الطاف صاحب کے بھی لفظوں میں شیر ی کے لیے ناپسند گی تھی۔۔۔

پ۔۔پاپا وہ ب۔بہت جھوٹا ہے۔۔۔اور بہت خ۔۔خوفناک ہے مم۔۔۔مجھے مارے گا میں ن۔۔۔نہیں جانا۔۔۔وہ روتی الطاف صاحب کے گلے لگ گئی اور مسلسل نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

مصطفیٰ ٹھیک کہتا ہے۔۔۔ آپ بہت ڈرتی ہو بیٹا۔۔۔ اس لیے آپکو وہ ڈراتا ہے۔۔۔ اگر آپ اس سے ڈرنا چھوڑ دینگی تو وہ آپکو نہیں ڈرائے گا۔۔۔ میری جان ڈرانا کرو بہادر بنو۔۔۔۔

اگر ایسے ڈر ڈر کر رہو گی تو زندگی کیسے گذارو گی۔۔۔۔

اور آپکے لیے ایک اچھی خبر ہے جس سے آپکا سارہ ڈر بھاگ جائے گا۔۔۔ وہ اسے اپنے ساتھ لگاتے بولے۔۔۔۔

پری نے سرخ آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔۔۔۔ جیسے کہہ رہی تھی آپ اسکو نہیں جانتے کتنا خطرناک ہے۔۔۔۔۔ پر وہ بغیر سمجھے اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ کر بولے۔۔۔۔۔

احمد صاحب نے طلاق کے پیپر ریڈی کروا لیے ہیں اب صرف شہریار آئے گا اور ان کے سائن ہونگے پھر آپ سب سے آزاد پھر وہ آپکو دیکھے گا بھی نہیں ڈرانا تو دور

۔۔۔۔اسکی بات پر پری نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔۔

مطلب کہ یہ سمجھو ہم اس سے واعدہ لیں گے کہ وہ آئندہ ہماری ڈول کو نہیں ڈرائے گا اور اس سے بات بھی نہیں کرے گا۔۔۔

اا۔۔ایسا ہوتا ہے پاپا۔۔۔مم۔۔مطلب طلاق پر س۔۔سائن مجھے سیف رکھے گی ۔۔۔وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔۔۔اور ڈرائیگا بھی ن۔۔نہیں۔۔۔وہ سرمئی آنکھیں پھاڑے حیرت بے یقینی سے پوچھنے لگی۔۔۔

آج الطاف صاحب کو خود پر غصہ آرہا تھا اور اس معصوم پر دکھ۔۔۔۔اسکی آنکھیں نم ہو گئی۔۔۔

ہاں میرا بچاوہ نا آپکو دیکھے گا ناہی ڈرائے گا۔۔۔اگر ایسا کیا بھی تو میں اسکو آپکے سامنے ماروں گا۔۔۔۔

اسکی یقین ڈلانے پر پری کے چہرے کا رنگ جیسے واپس آیا اور وہ مسکرا دی خوشی سے ۔۔۔مطلب اب وہ اسے نہیں ڈرائے گا اور ناہی مارے گا۔۔۔۔وہ خوشی سے الطاف صاحب کے گلے لگ گئی۔۔۔

لو یو پاپا۔۔۔مم۔۔۔میں آپسے بہت زیادہ پپ۔۔۔پیار کرتی ہو۔۔۔

لو یو ٹو مائے ڈول پاپا بھی آپسے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں۔۔۔وہ نم آنکھیں ماتھے پر رکھ کر بولے۔۔۔

کیا مجھ سے بھی زیادہ۔۔۔۔ مصطفیٰ پری پر آنکھیں نکال کر اپنے باپ سے بے یقینی سے پوچھنے لگا۔۔۔۔ جس پر وہ کھکھلا کر ہنسی۔۔۔۔ہاں تم سے بب۔۔ بھی زیادہ۔۔۔۔ لمبو۔۔۔

ڈرپوک بلی مجھے لمبو بولا۔۔۔۔اب تمہیں کھا جائو نگا شیر کی طرح۔۔۔۔

وہ مصنوعی غصے سے کہتا اسکی طرف لپکا۔۔۔۔

پر پری پھر شیر میں ہی الجھ گئی۔۔۔۔۔پاپا آ۔۔۔ آپ جلدی آئیں گے نا۔۔۔اور سائن ب۔۔۔ بھی جلدی لیں گے نا۔۔۔۔اور بھائی کول۔۔۔۔لے جائونگی تا کہ وہ اسے مم۔۔۔ میرے پاس نا آنے دے ٹھیک ہے۔۔۔۔

وہ پھر تسلی کے لیے پوچھنے لگی۔۔۔۔

ارے واہ مطلب میں وہاں آپی کا گارڈ بنو گا۔۔۔ مطلب باڈی گارڈ۔۔۔۔ یاہووووو ۔۔۔۔۔وہ خوش ہوتا جھومنے لگا۔۔۔۔

تو الطاف صاحب اسے یقین ڈلاتے بیٹے کی بات پر ہنس پڑے۔۔۔۔ اور پری کو پیکنگ کرنے کا بولے۔۔۔۔۔وہ روٹھے اور ڈرے گھبرائے دل کے ساتھ بیڈ سے اترتی چلی گئی ۔۔۔۔۔ پیچھے وہ بھی کان کھاتے باڈی گارڈ بنا آیا۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

حور اٹھو ناشتا کرو۔۔۔۔مشال حور سے کہتی اسکے سر کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی ۔۔۔۔۔جو تکیے میں منہ دیے رو رہی تھی۔۔۔۔پرسوں مایوں کی رسم تھی جسکی مبارک سفیان اسے موبائل پر دے چکا تھا۔۔۔کچھ جتانے والے انداز میں۔۔۔۔

مجھے نہیں کرنا۔۔۔وہ غصے سے کہتی منہ دوسری طرف کر گئی۔۔۔

اور سسکنے لگی۔۔۔

میری جان کیوں ایسا کر رہی ہو دیکھو سفیان تمسے بہت پیار کرتا ہے۔۔۔ تمہارا بہت خیال رکھے گا۔۔۔۔وہ اسکارخ اپنی طرف کرتی آنسوں صاف کرنے لگی۔۔۔

ہوں۔۔۔ نہیں کرتا پیار۔۔۔ آگے اسے کیا بتاتی کہ وہ کیسا ہو گیا ہے۔۔۔ سوچ کر پھر سے آنسوں بہانے لگی۔۔۔۔

اچھا نہیں کرتا پیار تو شادی کے بعد کرے گا اس میں رونے والی کیا بات ہے۔۔۔ مشال مسکراہٹ دبائے شرارت آنکھوں میں سمائے معنی خیزی سے بولی۔۔۔

جس پر حور کا چہرا سرخ ہو گیا۔۔۔۔اور پھر مشال کو دیکھنے لگی غصے سے۔۔۔۔

جس پر مشال آنکھیں دبائے یقین ڈلانے لگی۔۔۔ سچی شادی کے بعد پکا پیار کرے گا ۔۔ پھر بھی تم روگی کہ وہ بہت پیار کرتا ہے۔۔ پھر تمہیں یہ شکایت ہو گی۔۔۔۔۔

اور دیکھو اگر ابھی سے پیار کرنے لگا تو ہم ہی اسکا برا حشر کر دیتے کہ ابھی تو صرف نکاح ہوا ہے اور تم سے صبر نہیں ہوتا۔۔۔ کہتی خود ہی حور کے شرم سے سرخ چہرے کو دیکھتی قہقہہ لگانے لگی۔۔۔۔

آپی آپ شادی کے بعد بالکل بدتمیز ہو گئی ہیں۔۔۔ حور اسے تکیہ مارتی اپنی گھبراہٹ چھپانے لگی۔۔۔ یہ تصور کرنا ہی محال تھا سانسیں رک رہی تھی۔۔۔ جب خود کو سفیان کی سیج پر سوچتی۔۔۔۔ ایک خوف بھی ہو رہا تھا پتا نہیں کونسی سزا دے گا اسکے کیے کی ۔۔۔۔

آپی آپ بات کریں نا مما سے وہ اتنی جلدی کیوں کر رہی ہے۔۔۔ مجھے تھوڑا ٹائم تو دیں کیا میری اپنی زندگی پر اتنا بھی حق نہیں ہے۔۔۔۔ وہ ایکدم سنجیدہ ہوتی بھرائی آواز میں بولی۔۔۔۔

حور کیا ہو گیا ہے تمہیں کیوں نہیں سمجھ رہی۔۔۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ پرسوں مایوں کی رسم ہیں اور تمہیں ٹائم دینے کے لیے سب لوگوں کو کیا کہیں۔۔۔۔ کہ دلہن کو کچھ ٹائم چاہیے تھا اس لیے ہم کچھ سالوں بعد شادی کریں گے تب آیئے گا۔۔۔ مشال کو اسکی بار بار وہی ضد پسند نہیں آئی تو تھوڑا سخت آواز میں بولی۔۔۔

تو پھر جائیں نا یہاں سے جب میری کسی پروا نہیں سب کو صرف وہ ہی نظر آتا ہے تو کیوں آرہی ہیں ناشتا لیکر۔۔۔۔ لے جائیں واپس مجھے نہیں کھانا۔۔۔

مشال کے کہنے پر وہ بھی غصے سے بھڑک اٹھی۔۔۔مشال کچھ اسے کہتی جب دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔

اور پھر احمد صاحب چہرے پر شفقت بھری مسکان لیے اندر داخل ہوئے۔۔۔۔دونوں سنبھل کر بیٹھی۔۔۔حور کا رویا رویا چہرا دیکھ اسے کافی تکلیف ہوئی۔۔۔اور آکر اسکے پاس بیٹھا۔۔۔۔

ہاں تو ہمارا بیٹا کیوں ناشتا نہیں کر رہا۔۔۔وہ اسکے سر پر بوسہ دیتے پوچھنے لگے۔۔۔جب حور سینے سے لگی رو پڑی۔۔۔۔

ہم کر رہے تھے۔۔۔رونے کے درمیان بولی۔۔۔تو مشال احمد صاحب دونوں مسکرا دیے۔۔۔۔

اچھا تو اپنی آپی سے کس بات پر لڑ رہی تھی۔۔۔

ہم نہیں لڑ رہے تھے وہ خود لڑ رہی ہے۔۔۔وہ اپنا ناک پو نچھتی بولی۔۔۔

اچھا جی میں لڑ رہی تھی اور تم تو مزاق کر رہی تھی نا۔۔۔وہ لڑاکو عورتوں کی طرح پوچھنے لگی۔۔۔

اور نہیں تو کیا۔۔۔ حور بھی احمد صاحب کے سینے سے لگی خفگی سے بولی۔۔۔

مشال کچھ کہتی جب ملازمہ نے اسے دراب کے بلانے کا بتایا۔۔۔اسے جواب دیتی حور سے ۔۔۔تم سے تو بعد میں پوچھتی ہوں کون لڑ رہا تھا۔۔۔۔ کہتی چلی گئی۔۔۔۔

حور منہ پھیرا۔۔۔ احمد صاحب دونوں بیٹیوں کو محبت پاش نظروں سے دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے۔۔۔

اچھا اب ہمارا بیٹا بتائے گا کہ وہ کیوں ناراض ہے سب سے۔۔۔۔ اور کیوں کسی سے بات نہیں کر رہا۔۔۔۔

احمد صاحب کے پوچھنے پر وہ بوکھلا گئی اور نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔ نہیں ہم کیوں ناراض ہونگے۔۔۔ وہ تو آپی لڑ رہی تھی اس لیے۔۔۔ ایسے ہی۔۔۔۔ اب وہ اپنے باپ سے کیا کہتی اتنی بد تمیز نہیں تھی کہ اسکے فیصلے سے انکار کرتی منہ پر۔۔۔۔ یہ تو صرف سفیان کا ڈر سب کو تنگ کرتی ختم کر رہی تھی۔۔۔۔

اتنا تو پتا تھا جب کارڈ چھپ گئے ہیں تو کیسے اب وہ اسکے شکنجے سے بچ پائے گی۔۔۔ اب دل کا درد دل میں ہی دبا کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

کیا ہمارا بیٹا خوش ہے ہمارے فیصلے سے۔۔۔ اگر نہیں تو ہمیں صرف ایک بار کہہ دے ہم خود یہ شادی رکوائیں گے۔۔۔

نہیں پاپا ہم خوش ہیں آپکے فیصلے سے۔۔۔ وہ اسکے سینے سے لگی رونے کے ساتھ بولی ۔۔۔

تو آپ کھانا بھی نہیں کھا رہی اس سے ہم کیا اخذ کریں۔۔۔

وہ مما نے ڈانتا تھا اس لیے نہیں کھا رہے۔۔۔ آنسوں صاف کرتی بولی۔۔۔

جس احمد صاحب مسکرا دیئے اچھا تو یہ بات ہے ابھی ہم آپکی مما کی کلاس لیتے ہیں پھر آپ کھانا کھائیں گی۔۔۔

حور کھکھلا کر ہنستی ہاں میں سر ہلا گئی۔۔۔۔ جس اسنے ماتھے پر بوسہ دے کر سدا خوش رہنے کی دعا دی۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

جی آپنے بلایا۔؟ وہ کمرے داخل ہوتے ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے دراب سے پوچھنے لگی اور وارڈروب سے ٹائی نکال کر اسکی طرف آئی۔۔۔

کہاں تھی۔۔ وہ اسکے گرد حصار ڈال کر پوچھنے لگا۔۔۔ مشال آنکھیں نکالتی ٹائی باندھنے لگی۔۔۔۔

حور کے پاس تھی ناشتا نہیں کر رہی تھی اس لیے اسکے پاس ناشتا لیکر گئی۔۔۔۔

اچھا پھر کھایا۔۔۔؟

ایسا کرے گی تو کیسے چلے گا۔۔۔وہ بھی کچھ پریشان سا بولا۔۔۔۔

پاپا سمجھا رہے ہیں۔۔۔۔اسے شاید سمجھ جائے۔۔۔۔وہ بتاتی واچ اسے تھمائی۔۔۔۔۔

میں دیکھتا ہوں کیوں ناراض ہے سب سے۔۔۔۔کہتا جاتی مشال کو پکڑ کر اپنے قریب کیا

۔۔۔۔۔

تو جائیں۔۔۔۔وہ اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی پر ناممکن۔۔۔۔

جا رہا ہوں پہلے بائے تو بولنے دو۔۔۔روز والا۔۔۔۔۔پھر سارا دن آزاد رہتی ہو۔۔۔۔نا

دراب نادراب کی گستاخیاں۔۔۔۔۔وہ ذو معنی لہجے میں کہتا اسکے چہرے پر جھک گیا

۔۔۔۔۔مشال کا چہرا سرخ ہو گیا ٹماٹر کی طرح۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

بہت کرلی تمنے اپنی منمانی اب سفیان تمہیں بتائے گا محبت کیا ہوتی ہے۔۔۔۔ اتنا مجبور کردونگا کہ خود ہی راستے پر آجائو گی۔۔۔۔ اور اسکے لیے مجھے تھوڑا بہت منہ موڑنا پڑیگا ۔۔۔ جو کافی تکلیف دے گا۔۔۔ پر اسکے بعد پھر آرام ہی آرام۔۔۔۔ وہ موبائل میں اسکی تصویر دیکھے۔۔۔ جو اسنے ہاسپٹل میں نکاح سے پہلے لی تھی جب سب کی توجہ فراز صاحب کی طرف تھی۔۔۔۔ اور اسنے چپکے سے موبائل نکال کر پک لے لی اسکی۔۔۔ کیونکہ اسکا سندر رویا اور بھیگا چہرا جو اسکے دل کی رفتاروں کو اور تیز کر رہا تھا مجبور ہو کر نکال لی۔۔۔

اب سامنے دیکھتے اپنے منصوبے بنا رہا تھا۔۔۔ مجھے معاف کر دینا میری چشمش میں تم سے بے انتہا عشق کرتا ہوں۔۔۔ پر تمہیں اپنے بدلنے کا یقین ڈلانے کے لیے اسکے علاوہ کوئی اور چارہ بھی نہیں تھا۔۔۔ اور ویسے تم جتنی چلاک ہو اسکے حساب سے یہ ٹھیک تھا ۔۔۔ وہ مسکراتے بولتا اسکی تصویر پر اپنے لب رکھ دیئے۔۔۔

جب تک تم اظہارِ محبت نا کر دیتی تب تک تو میں بیچارہ ایسے ہی تصویروں سے کام چلاتا رہوں گا۔۔۔۔ہاہہاہاہا معنی خیز سے کہتا قہقہہ لگانے لگا۔۔۔۔۔

"Be ready to express love ....💞 "

💞💞💞💞💞💞

سب کے بازاروں کے چکر پر چکر لگ رہے تھے ۔۔۔وقت کم تھا اور تیاریاں ڈھیر ساری ۔۔۔نوشین تو اکیلی ملازموں کے ساتھ گھنچکر بنی ہوئی تھی۔۔۔۔

ملک ولا میں عائمہ اور مشال کے چکر تھے عالیہ بیگم گھر کے ملازموں کو دیکھ رہی تھی

۔۔۔۔۔

پھر سے وہی سجاوٹ اور وہی ملک ولا کو دلہن کی طرح سجایا جا رہا تھا۔۔۔۔

حور کا منہ بنا ہوا تھا۔۔۔ پر پری کے صبح آنے کی وجہ سے تھوڑا پر سکون تھی وہ جیسے پری سے دلی چھوٹی بہن مانتی اور اپنے بھائی کے لیے اسکو دیکھتی۔۔۔ پر احمد صاحب کے طلاق کے پیپر لانے پر وہ دلی آزاری ہوئی تھی۔۔۔۔۔ بہت دکھ ہو رہا تھا اسے پر یہ تو طے کر لیا تھا کہ اسکے آنے پر وہ کیسے بھی کر کے اسکے منا کر ایسا قدم اٹھانے نہیں دے گی

۔۔۔۔۔

اور اب صرف اسے اسکا انتظار تھا۔۔۔۔

♥♥♥♥♥

شیری کراچی پہنچتے سب سے پہلے مہک کی طبعیت پوچھنے ہاسپٹل گیا جہاں سمیر پہلے سے ہی منہ بنائے موجود تھا۔۔۔۔

کیسی ہو مہک۔۔۔۔ اسکے پوچھنے پر مہک جو اسکے یہاں آنے پر ہی حیران تھی مزید بے ہوش ہونے کے قریب ہو گئی۔۔۔ اور بغیر پلکیں جھپکائے اسے گھور رہی تھی جو اسکے جواب کے منتظر تھا۔۔۔

سمیر کو اسکا یوں گھورنا ہضم نا ہوا تو۔۔۔ گلا کھنکارہ جیسے اسے ہوش کی دنیا میں لانا چاہتا ہو جس کے اس طرح دیکھنے پر وہ جل بھن گیا تھا۔۔۔ اور خونخوار نظروں سے دیکھنے لگا ۔۔۔۔

مم۔۔۔میں ٹھیک س۔۔ سر۔۔۔۔وہ بمشکل بولی اور سمیر کی حالت پر ہنسی دبانے لگی ۔۔۔۔خود شیری کا بھی یہی حال تھا اسکی بھی مسکراہٹ عنابی ہونٹوں کو چھونے کے لیے مچل رہی تھی جسے وہ بمشکل چھپا رہا تھا۔۔۔۔

پھر کچھ باتوں کے بعد وہ ہیڈ کو ائر کرنل کے ساتھ میٹنگ کے لیے روانا ہو گیا۔۔۔۔۔

اسکے جاتے ہی سمیر غصے سے بولا۔۔۔۔

بات کرتا ہوں آنٹی سے کہ لڑکی ہاتھ نکل رہی ہے۔۔۔۔ جلدی سے ہاتھ پیلے کروادیں نہیں تو یہ شادی شدہ اپنے سر پر ہی نظریں ساکت کر جاتی ہے۔۔۔۔۔

اسکی جلی باتوں پر مہک نے قہقہہ لگایا اور اسے مزید جلانے کے لیے بولی۔۔۔۔

تو میں بھی کہہ دونگی مما سے اس میں میری کوئی غلطی نہیں سر ہیں ہی اتنے ہینڈسم کہ صرف نرمی سے بات کرنے پر میں ساکت ہو گئی۔۔۔۔۔ہائے اللہ کیا نصیب بنایا ہے سر کی بیوی کا جسے شیر دیکر مجھے گیدر دے دیا۔۔۔۔۔ہاہاہاہاہا۔۔۔۔

سمیر کی تو مانو اسکی باتوں پر جلن اور غصے سے جان ہتھیلی پر آگئی۔۔۔

اس سے پہلے لڑکی اور بگڑے مجھے انکل سے بات کرنی ہو گی اب۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

باس پتا لگ گیا۔۔۔وہ میجر کی بیوی یہیں رہتی ہے اپنے باپ کے ساتھ۔۔۔۔۔اور وہ وہی لڑکی ہے جو آپ نے پہلے کئی بار کراچی میں اسے پکڑوانے کی کوشش کی تھی

۔۔۔۔فواد کا وفادار آدمی جو کراچی میں رہتا تھا جو اسے وہاں لاکر اسلام آباد چھپایا تھا

۔۔۔۔

اور وہیں سے اسنے شیری کے بارے میں پتا لگوایا۔۔۔اور قسمت دیکھو اسے اسکے میجر اور نکاح کا بھی پتا لگ گیا پھر اسنے اپنے آدمیوں سے اسکی منکوحہ کے بارے میں انفارمیشن ڈھونڈنے کو بیجا۔۔۔تو قسمت تو جیسے اس پر مہربان ہو گئی۔۔۔وہ لڑکی پری نکلی جس کو حاصل کرنے کا وہ واعدہ کر چکا تھا۔۔۔اور اب دوسرہ بھی حساب نکلا تو اس میجر کی منکوحہ نکلی۔۔۔۔

تمنے خوش کر دیا۔۔۔۔میرے پالتو کتے۔۔۔اب تم دیکھنا اسکا انعام بھی تمہیں شاندار ملے گا۔۔۔۔۔

یہ سب سنتے وہ اور بھی رال ٹپکاتے مزید معلومات دینے لگا۔۔۔

باس وہ لڑکی کل صبح جا رہی ہے واپس کراچی۔۔۔اگر آپ کہیں تو وہیں سے اڑا لیں ۔۔۔۔اگر ایسا نہیں کیا تو پھر وہ میجر کا بچا آجائے گا تو ہم پکڑ بھی سکتے ہیں اس لیے کل صبح کا موقعہ اچھا ہے۔۔۔۔

جیو میرے پالتو۔۔۔بس پھر دیر نا کرنا اور لا کر اسے میرے قدموں میں پھینکانا ۔۔۔۔وہ اپنے کٹی ٹانگ کا درد بھلائے خوشی سے بولا۔۔۔

پر باس کیا ہمیں بھی۔۔۔۔۔وہ کمینگی سے اشارہ دینا لگا جس پر فواد کا غلیظ قہقہہ لگا ۔۔۔۔فکر نا کرو میرا بدلا مکمل ہونے کے بعد (گالی) کو تم لوگوں کے آگے پھنک دونگا ۔۔۔۔۔۔

پھر کمرے میں قہقہے گونجے۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

پیکنگ کرلی میری جان نے۔۔۔۔ الطاف صاحب نے لائونج میں گیم کھیلتے دونوں کے ماتھے پر بوسہ دیتے پری سے پوچھا۔۔۔۔۔

ج۔۔جی پاپا۔۔۔۔وہ مسکرا کر بولی۔۔۔۔۔

اور اٹھ کر الطاف صاحب کے لیے ٹھنڈا پانی لینے چلی گئی۔۔۔۔۔

گیم تو کمپلیٹ کرلو۔۔۔۔ مصطفیٰ اسے الطاف صاحب کے پاس بیٹھتے دیکھ بولا۔۔۔۔۔

مم۔۔۔مجھے نہیں کھیلنی ص۔۔صرف چیٹنگ کرتے ہو۔۔۔۔وہ اپنی ہار سے بھاگتے منہ بنا کر غصے سے بولی جس پر اسکا منہ کھل گیا۔۔۔۔

کیاااااا۔۔۔۔وہ صدمے کے انداز میں اپنے چھوٹے ہاتھ سینے پر رکھ عورتوں کی طرح شو کیا۔۔۔۔

اومائے گوڈ۔۔۔پاپا یہ ڈرپوک بلی کتنی چالاک ہے۔۔۔۔ہارنے والی تھی پر آپکو دیکھ بہانے سے بھاگ گئی لوزر۔۔۔وہ آپنے باپ کو اسکے کارنامے بتانے لگا۔۔۔۔

ابھی مجھ بچے سے تین بار ہار چکی ہے۔۔۔چیپکلی کہیں کی۔۔۔۔

اسکے چیپکلی کہنے پر اب صدمہ لگنے کی باری پری کی تھی۔۔۔

پ۔۔۔پا۔۔۔پا۔۔۔وہ بے یقینی سے الطاف صاحب کو دیکھ اپنی سرخ غصے والے چہرے سے ٹھہر ٹھہر کے نام ادا کیا۔۔۔۔ جس پر دونوں زور سے ہنسنے لگی۔۔۔

چپ مصطفیٰ یہ کیا نام بولا ہے میری معصوم بیٹی کو دیکھو تو میری جان کتنا غصا ہو گئی ہے ۔۔۔۔۔اسنے مصنوعی حیرانگی اور اسکا سرخ چہرا دیکھتے مصطفیٰ کو جھڑکا۔۔۔

جس پر اس سے اپنی ہنسی دبانا مشکل ہو گی۔۔۔کیونکہ اطاف صاحب کے لاڈ پر وہ رونے جیسی ہو گئی تھی۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

دن کے چار بج رہے تھے وہ ملک ولا میں داخل ہوا۔۔۔ اتنا خوش تھا۔۔ پری کو دیکھنے کے لیے کہ دل کر رہا تھا ابھی سامنے ہو۔۔ تو اسکی بھوری بے سکون آنکھوں اور بے ترتیب دھڑکتے دل کو سکون ملے۔۔۔۔

اور سب سے پہلے وہ اسے دیکھے آرمی کے یونیفارم میں۔۔۔۔ پھر وہ اسکی بڑی خوفزدہ سرمئی پیاری سی آنکھیں دیکھتے اسے خود میں بھینچ لے اپنے بے سکون دھڑکنوں کی بے سکونی اس پر واضح کرے اسے بتائے کہ کتنا بے چین تھا اسے نا دیکھتے۔۔۔ کتنے دن اسکا سہمہ کانپنا لرزنا خوفزدہ ہونا نہیں دیکھا تھا تو وہ سب اس بتائے۔۔۔

جہاں دوسرے محبوب کہتے ہیں کہ اسکی جان اسکی سانسیں میں بسی اسکی زندگی اسکی محبت اس میں سکون پائے اس سے خوش ملے اس سے ملکر بے انتہا خوش ہو اپنی بے قراریوں کی داستان بتائے۔۔ وہ اس سے ڈرے نا اس سے خوفزدہ نا ہو۔۔۔۔۔ وہیں شہریار الگ

سوچ رکھتا تھا پاگلوں والی۔۔۔وہ چاہتا تھا وہ ڈرے اس سے۔۔۔اسے دیکھ خوفزدہ ہو

۔۔۔اپنی خوبصورت آنکھوں کو خوف سے پھیلا دے اسے دیکھ کانپے لرزے۔۔۔

سہمے۔۔۔۔تب اسے سکون ملتا تھا۔۔۔اپنی معصوم جان کو دیکھ کر اس وقت اسے

سکون شرسار ہوتا تھا اسکی معصوم حرکت پر۔۔۔وہ پاگل ہی تو تھا۔۔۔دماغ سے کھسکا

ہوا۔۔۔کوئی کیسے کسی ڈرتے خوفزدہ دیکھ کر سکون حاصل کر سکتا تھا۔۔۔پر۔۔۔

اسے اسکا ڈرا خوفزدہ ہوا روپ بے انتہا پسند تھا اتنا کہ دیوانگی کی حد بھی پار کرتے جنون

کی منزلیں طے کر گیا تھا۔۔۔شاید اسی لیے کہ وہ خوف میں جس طرح اسکے سینے میں

منہ چھپا لیتی تھی۔۔اس سے لپٹ جاتی تھی۔۔۔اسکے کوٹ میں منہ دے کر اپنے آپکو

محفوظ سمجھتی تھی۔۔۔۔

یہ سب اسے پاگل بنا دیتا تھا۔۔۔یہی اسے دیوانہ بنا دیتا تھا۔۔۔اسکی سانسیں روک دیتا

تھا۔۔۔اس حد تک کہ وہ بغیر اسکے درد کی پروہ کیے اپنے آپ میں بھینچ لیتا تھا اسے

۔۔۔وہ چاہتا تھا کہ اسے اپنی دنیا میں لے جائے جہاں دونوں کے علاوہ کوئی نا ہو۔۔۔

اور شاید وہ یہ فیصلا کر بھی چکا تھا۔۔۔وہ اب اس سے دور نہیں رہنا چاہتا تھا۔۔۔

اسی سوچوں میں وہ اپنے عنابی گداز لبوں پے خوبصورت مسکراہٹ لیے سب ملازموں کی ساکت پھٹی آنکھوں کی پروہ کیے بغیر مغرور پر وقار انداز میں چلتا قدم بڑھاتا لان کراس کرتا گیا۔۔۔۔دل میں دعا تھی کہ سامنے ہی وہ موجود ہو۔۔۔۔

پر دلہن کی طرح سجے گھر میں دہلیز پر قدم رکھتے اسکے چہرے پر مایوسی پھیل گئی جب لائونج میں سب کی موجودگی میں اس چہرے کو نہ پایا۔۔۔اسنے ظاہر نہیں ہونے دیا ۔۔۔۔۔

پر اگلے قدم پر وہ ساکت ہو گیا احمد صاحب کی آواز پر۔۔۔۔۔اسکا بوٹ میں مقید پائوں ہوا میں ہی رہ گیا۔۔۔۔

"نہیں بیٹا وہ نالائق نہیں ہے یہاں آپ آجانا ہم سب آپکا بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔حور بیٹا تو آپکو بہت مس کرتی ہے۔۔۔اپنی آپی کو اتنا نہیں ستاتے اور پاپا کو بھی تنگ نہیں کرتے۔۔۔

ہاں ہاں ہمنے طلاق کے پیپر ریڈی کروالیے ہیں اور آپکے آتے ہی ہم آپ سے سائن لے لیں گے۔۔جی جی میری جان اس سے بھی لے لیں۔۔

پھر اسکی کسی بات پر ہنسا۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔

میرا بیٹا بالکل آپ چھپ جائیں گی۔۔۔۔نہیں وہ دیکھ بھی نہیں سکے گا آپکو ۔۔۔۔۔"اسکے بعد بھی وہ اور حماد صاحب اسے یقین دلاتے رہے کہ شہریار سے وہ اسے محفوظ رکھیں گے۔۔۔۔انکی باتوں سے اسے اچھی طرح یقین ہوگیا کہ پری سے بات کر رہے تھے۔۔۔

وہ خاموش خونخوار حالت میں لب بھینچے ہاتھ کی مٹھیوں کو اتنا تیز بھینچا کہ اسکی گردن کی رگیں واضح ہو گئی۔۔۔ چہرا اور آنکھیں سرخ انگارہ تھی۔۔۔ اسکا دل کر رہا تھا سب تہس نہس کر دے ہر چیز تباہ کر دے۔۔۔ وہ کمرے سے نہیں ملک والا سے ہی چلی گئی تھی۔۔۔ جسے دیکھنے کے لیے وہ اتنا بے چین تھا وہ تو تھی ہی نہیں۔۔۔ اسکے کہنے کے باوجود وہ اس سے دور ہو گئی تھی۔۔۔ اتنا کہ طلاق کی بات بھی سوچ لی۔۔۔ بغیر اپنے انجام کی پروہ کیے۔۔۔ بغیر اسکے رد عمل کا سوچے۔۔۔۔

اور اسے بیجنے والا اسکا اپنا باپ تھا۔۔ جو اپنے بیٹے کی آنکھوں میں مقید اسکا جنون محبت عشق محسوس نہیں کر سکا۔۔۔

تمنے اچھا نہیں کیا۔۔۔ بہت پچھتائو گی۔۔۔

پری۔۔۔ پری یہ کیا کر دیا۔۔۔

تمہیں نہیں پتا تم اتنی معصوم ہو اس بھیڑیوں بھری دنیا میں محفوظ نہیں۔۔۔۔ایک بے بس سوچ اسکے دماغ میں لہرائی تو بدن میں شرارے ابلنے لگے غصے کے۔۔۔

اچانک وہ دھاڑا کہ سب ہل کر رہ گئے۔۔۔سب کو لگا جیسے کوئی زوردار دھماکہ ہوا ہو

۔۔۔۔۔

"پری"۔۔۔۔۔مشال کے ہاتھ میں سے موبائل چھوٹ کر زمین پر گرا جو وہاں سے پہلے ہی لائن کاٹ دی گئی تھی۔۔۔شکر پری نے نہیں سنا ورنہ شاید اسکی آواز پر ہی وہ فوت ہو جاتی۔۔۔۔

سب نے جھٹکے سے داخلی دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔جہاں وہ سب ساکت ہوئے تھے وہیں وہ ہوش میں آیا اور تیش میں رکھے خوبصورت گلدان کو زمین پر مارا کہ اسکے ٹکرے ہر جگہ اسکے دل کی طرح پھیل گئے۔۔۔۔

نظریں اسکے سرخ چہرے سے ہوتی یونیفارم پر گئی۔۔۔

کہاں ہے وہ۔۔۔۔انکے سر پر پہنچتے وہ پھر سے دھاڑا۔۔۔۔عائمہ بیگم ہوش میں آتے اسکی طرف لپکی جس پر وہ پیچھے ہٹا۔۔۔۔سب اسے پاک آرمی کے یونیفارم میں میجر شہریار ملک کے نام پڑھ کر اور ایک خونخوار شیر کے بگڑے روپ کو دیکھ دنگ ساکت تھے۔۔۔۔

مجھے کوئی بتائے گا وہ کہاں ہے۔۔۔۔اسنے انہیں ساکت دیکھ ہوش میں لانے کے لیے بیچ میں رکھی ٹیبل پر کرسٹل کا گلدان اٹھا کر زور سے پھر زمین پر پھینکا۔۔۔۔مشال بدک کر پیچھے ہوتی دراب سے لگی ڈر سے۔۔۔۔حور بھی آواز سے کمرے سے نکلی تو بھائی کے غصے کو دیکھتے ڈر گئی۔۔۔۔اور ہمت کر کے نیچے آئی۔۔۔۔

شہریار بیٹا۔۔۔۔عائمہ بیگم اسکی حالت پر تڑپ گئی۔۔۔۔اور پیار سے پکارا۔۔۔۔

مت کہیں مجھے بیٹا۔۔۔اگر بیٹا ہوتا تو شاید اب تک میری آنکھوں میں اسکے لیے محبت محسوس کرلی ہوتی۔۔۔وہ ایک زخمی شیر کی طرح غرایا۔۔۔اسے مجھ سے جدا نہیں کرتے تم سب۔۔۔

یہ بھی دیکھتے کہ میں کہاں ہوتا ہوں اتنے مہینے. کہاں گھم رہتا ہوں۔۔۔۔پر نہیں آپ لوگ کیوں مجھ پر توجہ دیں گے میں تو ہوں ہی نکما آوارہ غصے والا۔۔۔جب دیکھو یہ کرتے رہتے ہو وہ کرتے رہتے ہو۔۔۔۔

وہ انہیں آئینہ دیکھانے لگا جس پر احمد صاحب کے چہرے پر شرمندگی چھاگئی۔۔۔

حور اور مشال کے تو دھر دھر آنسوں بہہ رہے تھے۔۔۔عائمہ بیگم بھی نم آنکھو سے چپ کھڑی لب بھینچے ہوئی تھی۔۔۔۔عالیہ بیگم بھی خاموش حماد صاحب کی طرح کھڑی تھی۔۔۔دراب مشال اور حور کو چپ کروانے میں تھا۔۔۔۔

دراب کو افسوس بھی ہو رہا تھا اسکی حالت پر۔۔۔۔

احمد صاحب کا تو مانو دل کٹ کر رہ گیا۔۔۔پر اسکا کیا قصور تھا۔۔۔جب پری خود اسکے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔۔۔

شہریار سمجھنے کی کوشش کرو وہ تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔ڈرتی ہے تمسے نہیں گذر سکے گی اسکی زندگی۔۔۔۔۔

کیسے خوش رہو گے تم جب وہ کبھی سکون سے سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔۔۔

عائمہ بیگم نے پھر سے کچھ کوشش کی۔۔۔۔پر اسنے کہاں الفاظ مزید سنے صرف اسکے علاوہ کہ وہ تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔۔۔

اسکا تیز دماغ رفتاری سے کام کرنے لگا۔۔۔۔اور سارے غصہ اور تیش ایک جگہ محفوظ کر لیا۔۔۔۔۔

پھر گہرا سانس بھر کر۔۔۔بغیر کسی کی طرف دیکھے حور کی طرف مڑا۔۔۔۔اور اسے اپنے سینے سے لگائے پھر مشال کو بھی اپنے سینے سے لگایا۔۔۔دونوں کے سر پر بوسہ دیکر ان سے معافی مانگی۔۔۔اپنے برتاؤ کی۔۔۔۔

بھائی کوئی اتنا غصا کرتا ہے کیا۔۔۔مشال نے روتے اس سے شکوہ کیا۔۔۔جس پر وہ سرخ آنکھوں سے ہنس دیا۔۔۔سب حیران تھے اتنا غصہ کہاں گیا اور اچانک پھر کیا ہو گیا۔۔۔

عائمہ بیگم اپنے خوبصورت بیٹے کو آرمی کے یونیفارم میں دیکھتی آنکھیں نم آنکھوں سے مسکرانے لگی۔۔۔

جب اسکا نارمل چہرا دیکھا تو۔۔۔احمد صاحب کے بھی آنکھوں ایک فخر کا تاثر لہرایا۔۔۔اسکے وہم گمان میں بھی نہیں تھا اسکا بیٹا۔۔۔اسکا سر یوں بلند کرے گا جسے وہ

ہمیشہ نکما سمجھتا رہا۔۔۔بات بات پر اس سے غصہ کرتا رہا۔۔۔۔وہ ایک آرمی آفیسر تھا ۔۔۔اسکا خواب جو وہ ہمیشہ دیکھتا تھا اسکے لیے۔۔۔جس کا ذکر شاید اسنے جب وہ دس سال کا تھا تب کیا تھا۔۔۔

اور وہ اسکی بات اسے دماغ میں بیٹھائے گا۔۔۔اور اسے حقیقت کے رنگوں میں رنگے گا اسکے وہم گمان میں بھی نہیں تھا۔۔۔

پر اسنے کیا کیا۔۔۔اسکو سمجھ نا سکا۔۔۔اپنی آنکھوں میں دیکھتے بات کرنے والے بیٹے کی آنکھیں کبھی پڑھ نا سکا۔۔۔وہ تو ہمیشہ اسے گستاخ کہتا تھا۔۔۔اسے کیا پتا تھا۔۔۔وہ گستاخ نہیں جانباز سپاہی تھا پاکستان کا۔۔۔اسکا فخر تھا۔۔۔اسکا بلند سر تھا۔۔۔۔۔

شہر۔۔۔۔اسکے ابھی الفاظ منہ میں ہی تھے جب وہ بولا۔۔۔۔

مما میں تھک گیا ہوں مجھے کوئی ڈسٹرب نا کرے۔۔۔۔

کہتا سیڑھیوں کی طرف روانہ ہو گیا۔۔۔ بغیر احمد صاحب کی پکار سنے۔۔۔۔ اور زوردار آواز سے دروازہ بند کیا تھا کی آواز پر سب ہل کر رہ گئے۔۔۔۔۔

آپنے دیکھا میرا بیٹا۔۔ ماشاالله ماں صدقے جائے۔۔۔ عائمہ بیگم کی خوشی بھری نم آواز وہاں چھائے سکوت کو توڑا۔۔۔

احمد اب کیا کہتے ہو۔۔۔ دیکھا اپنا نکمہ بیٹا۔۔ حماد صاحب نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھ بولا۔۔۔ جس وہ مسکرا دیا۔۔۔۔

ہاں بھائی دیکھ لیا میرا شیر بیٹا۔۔۔۔ پر وہ ابھی غصہ ہے بہت۔۔ وہ کہتا ہنس دیا جس پر سب ہنس دیے۔۔۔

اب مجھے بھی اسکی محبت۔۔۔۔ جیسے وہ کہہ رہا تھا۔۔۔۔ پری بیٹا کو سمجھانا ہو گا۔۔۔ اور اسے بھی کچھ عقل کرنی ہو گی جو اتنا غصہ کرتا اسی وجہ سے وہ ڈرتی ہے اس سے۔۔۔۔

احمد صاحب کی بات پر سب نے چونک کر اسے دیکھا پھر۔۔۔ خوشی سے مسکرادئے ۔۔۔۔ عائمہ بیگم کی تو جیسے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔۔۔۔ اچانک اسکے بیٹے نے انہیں شاک کر دیا تھا۔۔۔ جیساوہ چاہتی تھی بالکل ویسا ہو گیا۔۔۔۔ اور ایک ماں کو اور کیا چاہیے تھا۔۔۔۔

لو یو پاپا۔۔۔۔ حور چہکتی اسکے گلے لگی۔۔۔۔

لو یو ٹو مائے جان۔۔۔۔

بس اب میرے شیر کا غصہ ٹھنڈا ہو تو میں اس سے بات کروں۔۔۔۔وہ شفقت سے بولے تو سب مسکرا دئے۔۔۔۔

بیگم اگر آپ کہیں تو روم میں چلیں۔۔۔۔۔دراب ساتھ لگی مشال سے سرگوشی میں کہا ۔۔۔۔کہ صرف وہ سن سکی۔۔۔۔اسکی معنی خیز بات پر وہ بھیگی آنکھوں سے سرخ ہوگئی ۔۔۔اور کہنی پیٹ میں مارتی دور ہوئی جس پر دراب قہقہہ دبا کر رہ گیا۔۔۔۔

ہاں جی اب میجر کی بہن ہو بچارے معصوم شوہر پر ظلم تو ہوگا۔۔۔۔اسی انداز میں کہتا آفس بیگ اٹھا کر روم کی طرف چل پڑا۔۔۔۔پیچھے وہ سرخ چہرے بھیگی آنکھوں سمیت مسکرا دی۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

وہ چینج کر کے غصے سے یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔اپنے آپ پر کنٹرول کرنے کے چکر میں تھا۔۔۔۔پر تب بھی نہیں ہوا تو سارا غصہ شیشے کی خوبصورت میز کو لات مار کر نکالا اور کانچ کے سفید چمکتے ٹکروں کو دیکھنے لگا۔۔۔۔اسکا چہرا اور بھوری آنکھیں غصے سے سرخ انگارہ تھی۔۔۔۔آنکھوں سے آگ کے شولے اسے جلسا رہے تھے۔۔۔۔کتنا خوش تھا آتے ہوئے کہ وہ اب اسکا چہرا دیکھے گا۔۔۔اسے محسوس کرے گا۔۔۔۔پاپا سے کہہ کر اسے مانگے۔۔۔گا پر اسنے کیا کیا۔۔۔۔۔

کیوں پری بتائو۔۔۔۔کیوں۔بھاگ رہی ہو۔۔۔۔۔بے بسی سے شکوہ کرتا۔۔۔

اور بھڑکتے دماغ کو ہاتھوں سے تھام کر زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔۔وہ چیخنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔پر دل کر رہا تھا زور سے دھاڑے کہ پوری منزلیں اپنے اوپر گرا کر خود کے ذرے ذرے میں تقسیم کر دے۔۔۔۔اسنے اپنے ہاتھ کا مکہ بنا کر زور قالین پر پڑے

ان شیشے کے ٹکروں پر مارا۔۔۔ کانچ کے ذرے اسکے ہاتھ کی پشت پر چھب گئے اور خون سے ہاتھ رنگ گیا۔۔۔۔ درد کی ایک لہر اسکے تن بدن میں اٹھی۔۔۔ جس کا مقابلہ دل کے درد سے کرنے لگا۔۔۔۔

جس کے آگے وہ کچھ نا تھا تو پھر دماغ بھڑک اٹھا۔۔۔ وہ اسے سب تہس نہس کرنے کو چاہتا تھا۔۔۔ جسے کرنے سے اسے انکار تھا۔۔۔ وہ اپنی بہنوں کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہا تھا اپنی ماں کو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔ پر اپنے آپ کو کیا کرتا جسکے اندر بے سکونی ہی بے سکونی اور تڑپ تھی۔۔۔۔ دل کی بے ترتیب دھڑکنوں کو آرام چاہیے تھا ۔۔۔۔ جو کہاں سے لاتا۔۔۔۔ سکون دینے والی تو آس پاس بھی موجود نہیں تھی ۔۔۔۔

پھر ایک گہرا سانس لے کر اسنے شیشے کے ٹکروں کو دیکھا۔۔۔اور زخمی ہاتھ۔۔۔جو خون سے رنگا چھوٹے چھوٹے کانچ چھبے ہوئے تھے اس میں۔۔۔۔اس ہاتھ کی مدد سے اپنی شرٹ گریبان سے پھاڑ دی۔۔ مطلب صرف خود کو تکلیف دینا تھا۔۔جس میں وہ ناکام جا رہا تھا۔۔۔

اب پھٹی ہوئی شرٹ سے اسکا سفید چوڑا مضبوط سینہ نمایا ہوا۔۔۔۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر ایک نوکدار شیشے کا ٹکرا اٹھایا اور بغیر ہچکچاہٹ کے۔۔۔وہ اپنے سینے پر اسکی نوک چھبا کر بڑے سے حرفوں میں "پریہ" لکھنے لگا۔۔۔۔جیسے جیسے وہ لکھتا گیا خون ہاتھ شرٹ اور سینے کو اپنے رنگ میں رنگتا چلا گیا۔۔۔۔ایسے کہ کوئی بھی دیکھے تو شاید چیخیں مارے۔۔۔۔اسکے جنون پر وہ کہیں سے بھی۔۔۔ایک میجر نہیں لگ رہا تھا بلکہ وہ ایک جنونی اور پاگل لگ رہا تھا۔۔۔۔

وہ کوئی درندہ لگ رہا تھا۔۔۔جو اپنی درندگی سے خود کو ہی تکلیف دے رہا تھا۔۔۔۔۔

اسکا دماغ شاید کام کرنا چھوڑ چکا تھا۔۔۔اسی لیے سینے سے اٹھتی درد کی لہریں محسوس نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔پر اس درد اذیت کا اندازہ بھینچے سرخ لبوں سے جامنی ہوئے رنگ سے پتا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

جب اسنے مکمل نام لکھ لیا تو شیشے کے ٹکرے کو دیکھا جس سے خون کی بوندیں ٹپک رہی تھی پھر مسکرا کر نام کی طرف دیکھا۔۔۔۔تو اسکے چوڑے سنے پر وہ نام اپنے آب و تاب سے خون میں جگمگا رہا تھا۔۔۔۔۔

خون نام سے دھاڑے مار اسکا پورا سینہ لہولہان کر گیا۔۔ قالین بھی خون سے رنگ رہی تھی۔۔۔آنکھیں سے بھی مانو لہو ٹپک رہا ہو۔۔۔۔

اسنے سکون سے آنکھیں موند لی جیسے سینے میں دھڑکتے بے ترتیب دل کو سکون آگیا تھا

۔۔۔۔وہ قریب محسوس ہونے لگی بالکل پاس۔۔۔۔

ہاتھ میں پکڑا وہ ٹکڑا وہیں پھینک کر قہقہہ لگا کر اٹھا۔۔۔۔

اور دھرام سے بیڈ پر گر گیا۔۔۔۔" کبھی نہیں جانے دونگا کبھی نہیں"۔۔۔۔

"صرف ایک بار واپس قدم رکھو میرے قید میں۔۔۔۔ چھین لونگا تمہیں تم سے۔۔۔۔۔

ہر لمحے کا حساب لونگا"۔۔۔۔۔

"تمہیں بھی خود کی طرح پاگل بنا دونگا جیسے مجھے بنایا ہے"

ایک عزم سے بڑبڑاتا آنکھیں موندیں۔۔۔جب کچھ خیال آتے موبائل اٹھایا اور سینے

سے اٹھتی درد ٹیسوں کی طرف بغیر دھیان دیے۔۔۔۔

کال ملائی۔۔۔۔جس پر دوسری طرف جلدی سے پک کر لی گئی۔۔۔۔۔

کچھ سرد سے آواز میں مخاطب کو ھدایت دیتے کال کاٹ لی۔۔۔

اور موبائل میں موجود اسکی تصویروں پر اپنے لب رکھ کر پھر سے آنکھیں موند گیا

۔۔۔۔ آہستہ آہستہ سینے سے نکلتا خون وہیں جمتا گیا۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

صبح سب ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے حور کو کمرے میں ہی ملازمہ ناشتا دے کر گئی تھی

۔۔۔

شیری کو عائمہ بیگم بلانے گئی تو۔۔۔ اسنے کوئی جواب نہیں دیا شاید ابھی تک سو رہا تھا

۔۔۔

پھر وہ واپس ٹیبل پر آگئی۔۔۔۔ احمد صاحب بہت خوش تھے جس کا اظہار اسکی مسکراہٹ کر رہی تھی۔۔۔ آخر کیوں نا ہوتا اسکا شیر بیٹا جو اتنا شیر دل تھا۔۔۔۔

جسنے فخر سے اسکا سر بلند کر دیا تھا۔۔۔پہلے کی طرح چہرے پر پریشانی نہیں بلکہ سکون تھا۔۔۔

حماد صاحب اپنے بھائی کے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر خود بھی مسکرا دئے۔۔۔۔وہ بات بات پر پاک آرمی کے بارے میں بتا رہے تھے انکی زندگی اور انکی وطن کی حفاظت کی جہد وجہد کے بارے میں۔۔۔۔

جس پر سب مسکرا کر سن رہے تھے۔۔۔پھر سب ناشتہ شروع کیا تو وہ چپ ہو گئے۔۔۔
دل ایک خوائش تھی کہ شہریار کو سینے میں بھینچ کر اسکا ماتھا چوم لے۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

وہ دونوں ہاتھ پکڑے ایئرپورٹ میں کھڑے تھے۔۔۔۔الطاف صاحب اور احمد حماد صاحب سب کے یقین ڈلانے پر وہ آئی تھی۔۔۔پر الطاف صاحب سے واعدہ لے کر آئی تھی کہ وہ جلدی آنے کی کریں۔۔۔

آپی کبھی سوچا تھا کہ ہم دونوں کبھی ایسے ساتھ چلیں گے۔۔۔مطلب ساتھ سفر کریں گے۔۔۔۔

مصطفیٰ نے اسے کھویا دیکھ کر اسے ہی اسے اپنے طرف متوجہ کرنے کے لیے سوال داغا

۔۔۔۔

یہ۔۔۔یہ کیسا بے وقوف سوال ہے مم۔۔۔مجھے کیسے پتا لگے گا پہلے۔۔۔وہ اسکے سر پر چپت مارتی بولی۔۔۔

او۔۔۔اور میں ایسے ڈڈ۔۔۔ڈرائونی سوچ رکھتی نہیں۔۔۔وہ منہ بنا کر بولی اور پھر یہاں وہاں دیکھنے لگی اسے ہوا میں سے خطرے کی بو آرہی تھی۔۔۔

وہ خود کو جیسے کسی کی تپش دیتی نظروں کے حصار میں پا رہی تھی۔۔۔۔ اسکے ارد گرد نظریں پھیرنے پر بھی کوئی تو نہیں دیکھا جو اسے مشکوک لگے یا کسی سے شیری کی جھلک محسوس ہو۔۔۔ گھبراہٹ اور ڈر سے چہرے پر پسینا آ گیا تھا۔۔۔۔

جسے وہ گلے میں پڑے دوپٹے سے پونچھنے لگی۔۔۔۔ بب۔۔۔ بھائی گ۔۔ گاڑی کہاں ہے ۔۔۔ وہ یہاں وہاں اپنے نام کا بورڈ دیکھنے لگی۔۔۔۔ اور بوکھلائی سی بولی۔۔۔ جس پر مصطفیٰ نے سر پر ہاتھ مارا۔۔۔۔ مطلب کچھ بھی ہو جائے وہ وہی کی وہی۔۔۔۔۔

نام کا بورڈ دیکھتے ہی اسنے شکر کا سانس لیا۔۔۔۔

ڈرائیور ملک ولا سے تھا۔۔۔ وہ جلدی سے قدم بڑھاتی اسکے طرف جانے لگی مصطفیٰ کو گھسیٹتی۔۔۔ اور وہ بھی ہنستا تیز تیز چلنے لگا۔۔۔۔

باس لڑکی آگئ ہے اور ساتھ ایک چھوٹا لڑکا بھی ہے۔۔۔۔فواد کے آدمی نے پری پر اپنی غلیظ نظریں گاڑھے دوسری طرف موبائل پر موجود فواد سے بولا۔۔۔جو سامنے ہی گاڑیوں کی بھیڑ میں اپنی کار میں بیٹھا تھا۔۔۔

بچے کو کچھ نا ہو اور اسے جلدی سے اٹھا لائو۔۔۔وہ کچھ کرختگی سے بولا۔۔۔کیوں کہ اسے ڈر تھا کہ معزور ہونے پر وہ اسے دوکھ نا دے جائے۔۔۔

پر باس آپکو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔آپکی ایک بچی ٹانگ کو خطرا بھی ہو سکتا ہے۔۔۔وہ مزاق میں کہتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔۔

بکواس بند کرو اور جلدی کرو۔۔۔۔وہ غصے سے دھاڑا۔۔۔۔

جس پہ اسے کوئی اثر نا ہوا۔۔۔کیونکہ پری کو دیکھ اسکا غلیظ دل گداری پر اتر آیا تھا۔۔۔۔۔

چیز ایسی ہی کہ آپکے حوالے کرنے کو دل نہیں کر رہا۔۔۔۔ وہ پری کے سراپے پر اپنی گندیں نظریں گاڑھے کچھ معنی خیزی سے بولا۔۔۔

پہلے ہم کچھ اس سچ مچ کی پری کی کے سنگ سیر کریں پھر آپ تک پہنچا دیں گے۔۔۔۔

کہنے کے ساتھ قہقہہ لگاتا فواد کی دھاڑوں پر موبائل بند کر گیا۔۔۔

اور جیب سے رومال نکال کر انکے پیچھے ہوا۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں ڈرائیور کے ساتھ چلتی اپنی گاڑی کے طرف جا رہی تھی جب پری اور مصطفیٰ کے بیچ کچھ عورتیں گذریں وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔۔۔ ڈرائیور اور اسکا بھائی ایک طرف اور وہ دوسری طرف ہو گئی۔۔۔۔ انسے الگ ہو کر اسکی جیسے جان نکلنے کو آ گئی۔۔۔

اور ان اچانک مصیبتوں پر بھڑک اٹھی۔۔۔۔ایک کی چادر پکڑ کے ابھی کچھ بولی ہی والی تھی جب پیچھے سے کسی بھاری ہاتھ نے منہ پر رومال رکھ دیا۔۔۔اور اس میں نکلتی بو نے سیکنڈ بھی نہیں لگایا اسے ہوش وحواس گھم کرتے یہاں تک کے وہ ہلکی سی مزاہمت بھی نا کر سکی اور حملا آور کے بہاہوں ڈھیر ہو گئی۔۔۔اور اسکے نازک وجود کو اپنی بازوں میں لیے ہوا کے جھونکے کی طرح غائب ہو گیا۔۔۔

فواد صرف دیکھتارہ گیا۔۔۔۔

عورتوں کے ہٹتے ہی مصطفیٰ چیخا۔۔۔پری کو وہاں نا پا کر۔۔۔۔وہ چھوٹا بچا پاگل ہو گیا ۔۔۔اور آپی آپی کرتے گاڑیوں کے بیچ اسے ڈھونڈنے لگا۔۔۔۔جو شاید اب تک اسکی پہنچ سے دور ہو چکی تھی۔۔۔

چیختے مصطفیٰ کی نظر اچانک وہاں سے بھاگتے فواد کی گاڑی پر پڑی۔۔۔

وہاں کے سب لوگ اسکی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔۔۔اور ہر کوئی اس چیختے کہتے۔۔۔چھوڑو میری آپی کو۔۔۔بولتے اس پر ترس کھانے لگے۔۔۔

ڈرائیور نے روتے مصطفیٰ کو سنبھالتے ملک ولا کال کر کے وہاں سب کے سروں پر بم پھاڑے۔۔۔۔

💗💗💗💗💗

وہ واش روم میں سینے پر جمع خون کو روئی سے مرر میں دیکھتا صاف کر رہا تھا۔۔۔ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جب دروازے پر کسی نے تیز دستک دی۔۔۔شاید دونوں ہاتھوں سے دروازے پر دستک دے رہی تھی۔۔۔

اسنے جھنجھلا کر روئی پھیکا اور ایک نظر سوچ گھرے نام پر ڈالی جس میں سے اسکا سرخ گوشت نظر آ رہا تھا۔۔۔نام بہت ہی گہرائی اور موٹے شیشے سے لکھا گیا تھا۔۔۔ اس لیے اندر کا گوشت واضح تھا۔۔۔

اگر اس جگہ کوئی ہوتا تو شاید یہ درد سہہ نہیں پاتا۔۔۔پر اسے تو یہ درد محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔

باہر نکلا اور ایک بلیک شرٹ نکال کر پہنی۔۔۔اس لیے کہ اس میں سے خون نا دیکھے

۔۔۔۔

کمرا اسنے ملازمہ سے پہلے ہی صاف کروالیا تھا۔۔۔

کیا ہوا گڑیا رو کیوں رہی ہو۔۔۔دروازے پر حوریہ کو روتے دیکھ وہ پریشان ہو گیا

۔۔۔۔

ب۔۔بھائی۔۔وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔۔۔گھر میں کوئی نہیں تھا عورتوں کے علاوہ سب ایئرپورٹ گئے ہوئے تھے۔۔۔

ہاں۔۔۔بولو۔۔وہ اسے سر پر ہاتھ رکھے چپ کراتے فکرمندی سے پوچھا شاید خود بھی پریشان ہو گیا تھا یہ اچانک کیا ہو گیا صبح صبح۔۔۔

بھائی پری کو فواد انکل نے کڈنیپ کر لیا ہے۔۔۔ اور سب کے ڈھونڈنے پر بھی نہیں مل رہا۔۔۔پپ۔۔۔ پلیز بھائی آپ کچھ کریں نا پلیز۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ پکڑ کر التجا کرنے لگی۔۔۔ بغیر اسکے ہاتھ کی پشت کی حالت دیکھے۔۔۔۔

اسکی بات پر شیری کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا۔۔۔ جسے حور نے محسوس کر لیا تھا ۔۔۔ اسنے ہونٹ بھینچ لیے شاید غصے سے۔۔۔

پھر روتی حور کو دیکھا۔۔۔۔

بس بیٹا روتے نہیں۔۔۔ وہ اسے چپ کرواتے نیچے لے آیا۔۔۔ جہاں مشال عالیہ عائمہ بیگم سب کی آنکھیں سرخ اور پریشان تھی۔۔۔

شیری۔۔۔ شیری۔۔۔ بیٹا کچھ کرو۔۔۔ بیٹا اس بچی کو بچالو۔۔۔ وہ حیوان اسے مار ڈالیں گے۔۔۔

عائمہ بیگم اسکے طرف لپکی۔۔۔۔

جب تک یہاں تھی ہمنے اسے محفوظ رکھا۔۔۔اسکو ذرا تکلیف بھی نہیں ہونے دی ۔۔۔۔پر اب جب وہ خوشی اور اپنے باپ کے تحفظ میں گئی اپنی مرضی سے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔۔ویسے بھی جب میرے باپ کو میرا خیال نہیں آیا۔۔۔جب وہ پیپر ریڈی کروا چکے ہیں تو اب میرا ابھی کچھ نہیں۔۔۔۔وہ کتنی سفاکی سے بولا کہ عائمہ بیگم سب دنگ رہ گئی۔۔۔مشال اور حور کا بھی یہی حال تھا۔۔۔۔

شیری یہ کیا۔بول رہے ہو۔۔۔۔۔تم تو اس سے پیار کرتے ہو۔۔۔۔عالیہ بیگم نے بے یقینی سے پوچھا۔۔۔۔

ہاں کرتا ہوں۔۔۔اور کرتا رہونگا۔۔۔۔وہ بے فکری سے کہتا کندھے اچکا گیا۔۔۔۔ جیسے اس بات میں میری محبت کا کیا سوال۔۔۔۔

تو پھر تم کیسے اسے اکیلا ان درندو کے پاس چھوڑ سکتے ہو۔۔۔عائمہ بیگم غصے سے تیز بولی

۔۔۔۔۔

وہ ڈائینگ روم کی طرف جاتے رکا۔۔۔۔

جیسے اسنے جانتے ہوئے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں چلی گئی۔۔۔ٹھیک ویسے۔۔۔اور دوسری بات مماشاید آپ بھول گئی۔۔آپنے کہہ تھاوہ مجھ سے ڈرتی ہے تو میں کیسے اسے ڈھونڈو۔۔۔وہ میری پرچھائی سے بھی بھاگتی ہے۔۔۔اورویسے بھی سب گئے ہیں ڈھونڈنے۔۔۔مل جائے گی اگر ملنی ہوگی تو۔۔۔۔وہ آخری لفظ کچھ غیر سنجیدہ سا بولا

۔۔۔

مجھے ناشتا دیں۔۔۔۔کہتا جب ایک اور قدم بڑھایا تو پیچھے سے دونوں بولی۔۔۔

بھائی آپ ایسے کیسے کرسکتے ہیں۔۔۔حور کی آواز اور مشال کے ساتھ وہ کچھ غصے سے مڑا۔۔۔۔

میں یہ ہر گز برداشت نہیں کرنے والا گڑیا کہ تم اپنی کل کی رسم یا آئندہ کی زندگی کو چھوڑ کسی اور فالتو چیز یا بات کی طرف دھیان دو۔۔۔۔ کل تمہاری رسم ہے تو میں چاہتا ہوں سب کچھ بھلائے اپنے بارے میں سوچو۔۔۔۔۔ دماغ فریش رکھو۔۔۔۔۔۔

اور مشال تم بھی اسے سمجھانے کے بجائے ساتھ دے رہی ہو۔۔۔۔ سب یہ مت سوچنا کہ کسی کے وجہ سے میں اس شادی میں رکاوٹ آنے دونگا۔۔۔۔۔ وہ کہتا رکا نہیں ۔۔۔۔ سب کو شاک میں چھوڑتا۔۔۔۔ ڈائیننگ روم میں چلا گیا۔۔۔۔۔

پیچھے وہ سب اسے سمجھنے کی کوشش میں تھی۔۔۔ پر شاید کوئی سمجھ نا سکا۔۔۔ اسے سمجھنا اتنا آسان نہیں تھا۔۔۔۔۔ جتنا وہ دیکھتا تھا۔۔۔۔۔

الطاف صاحب کا رو رو کر برا حال تھا۔۔۔کیسے وہ اتنی بڑی غلطی کر سکتا ہے۔۔۔اتنا ٹائم گذر گیا کوئی کچھ بھی نا ملا۔۔نا کوئی ثبوت ملا۔۔۔۔

اپنے بیٹے سے پوچھا تو اسنے فواد کا بتایا کہ وہ بھی وہاں تھا اور ہماری طرف دیکھ رہا تھا

۔۔۔۔۔

یہ سب سنتے اسکا اور بھی برا حال ہو گیا۔۔۔۔شیری کو کوئی فکر نا تھی۔۔۔وہ آرام سے بیٹھا انکی حالت دیکھ رہا تھا۔۔۔احمد صاحب تو شرمدگی سے کچھ نا بول سکے پر حماد صاحب کے کہنے پر اسنے کہا۔۔۔

معاف کرنا بڑے پاپا یہ سب آپ لوگوں کو اسے چھوڑتے اور پھوپھا کو اکیلے یہاں آنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔۔جب آپ لوگوں کو پتا تھا وہ اسکا سوتیلا ماموں اسکے پیچھے تھا۔۔۔(یہ لفظ ایسے چبا چبا کر بولا کہ الطاف صاحب کا سر شرمندگی سے جھک گیا ۔۔۔)

تو اسے اکیلے نا آنے جانے دیتے۔۔۔۔اب یہ تو آپ سب کی غلطی ہے۔۔۔

دراب سفیان اور حسن تینوں صبح سے کراچی کا چپا چپا ڈھونڈ رہے تھے پر کچھ بھی ہاتھ نا لگا ۔۔۔۔الطاف صاحب پتا نہیں کتنی بار بے ہوش ہو چکے تھے۔۔۔

ڈاکٹر بھی وارن کر گیا تھا کہ اب زیادہ دماغی دباؤ آپکی جان کو خطرا ہو سکتا ہے۔۔۔پر اسے کہاں اپنی جان کی پروہ تھی۔۔۔۔

کیسے محافظ ہو جو اپنے عورتوں کی حفاظت نہیں کر سکتے۔۔۔عائمہ بیگم سے کچھ اور نا ہوا ۔۔۔تو اب طنز پر اتر آئی۔۔۔جس سے شیری کا چہرا سرخ ہو گیا۔۔۔اسکے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔۔۔سب نے اسے دیکھا۔۔۔

میں ویسا ہی محافظ ہوں جیسے سب ہوتے ہیں۔۔۔۔ مینے نہیں کہہ تھا اس بے وقوف عورت کو کہ یہاں سے نکلے۔۔۔۔

اور ویسے بھی جس معصومیت کا آپ سب کہہ رہے ہیں اسکا تو میرے سامنے ذکر نا کریں اگر اتنی معصوم ہوتی تو مجھ سے نا بھاگتی میں کیا اسے کھائے جا رہا تھا یا مار رہا تھا۔۔۔ مانتا تھا مجھ سے غلطی ہوئی تھی پر بار بار اس غلطی کی معافی بھی مانگی۔۔۔ پر کیا ہوا وہی جلاد بنا پھر ا اسکی نظر میں اور جو اسکا باپ جسنے ساری زندگی اسے تکلیف دی اسکے اشارے پر ہی سب کچھ بھول گئی۔۔۔ اسے کے ہاتھ سامنے کرتے ہی معافی مل گئی۔۔۔۔

اسکی بات پر الطاف صاحب تو جیسے اندر سے کٹ گئے۔۔۔

سب لب بھینچ کر رہ گئے۔۔۔۔

وہ اٹھ کر منہ بناتا وہا سے جانے لگا۔۔۔۔ جب پیچھے سے الطاف صاحب نے رکا۔۔۔

بیٹا شہریار۔۔۔۔۔۔

اسکے خوبصورت چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ نمودار ہوتی وہیں دم توڑ گئی۔۔۔۔

وہ چہرے پر بیزاری لیے مڑا۔۔۔اور بولا۔۔۔۔

جی کہیے۔۔۔۔؟

احمد صاحب ساری کاروائی دوران چپ چاپ پریشان سے کھڑے تھے۔۔۔

بیٹا کیا تم اسے میری بے وقوفی اور میری بیٹی کی نادانی سمجھ کر در گذر نہیں کر سکتے۔۔۔۔

بیٹا مجھے پتا ہے تم ہی اسے بچا سکتے ہو۔۔۔ آخر کار وہ تمہاری منکوحہ ہے۔۔۔۔ یہ لفظ کچھ شرمدگی سے بولا کیونکہ ایک دن پہلے طلاق کی باتیں ہو رہی تھی۔۔۔اب منکوحہ یاد آگئی۔۔۔۔

بیٹا اسکی اتنی بڑی سزا نا دو مجھے میری بچی لا دو۔۔۔۔ میں ہاتھ جوڑتا ہوں تمہارے سامنے۔۔۔۔۔

وہ روتے گڑگڑاتے بولے۔۔۔۔ جس سے شہریار کو جیسے سکون مل رہا تھا۔۔۔۔ پر اسکے جو اگلے لفظ تھے وہ سب کو ساکت کر گئے۔۔۔۔ اور اسکے پتھر دل کی صاف گواہی دے رہے تھے۔۔۔۔۔

سوچ لیں اگر میں اس تک پہنچ گیا تو وہ آپ سب کی پہنچ سے دور ہو جائے گی ۔۔۔۔۔ اب فیصلا آپ کر سکتے ہیں۔۔۔۔ یا ویسے بھولیں یا ایسے۔۔۔۔۔ پر میری طرف سے رخصتی سمجھنا۔۔۔۔۔

نکاح کو تو اب آپ سب بھی مان گئے ہیں۔۔۔۔۔ وہ ہر لفظ طنز میں مار رہا تھا۔۔۔۔ اپنا پورا حساب لے رہا تھا۔۔۔۔

پر فائدے کی بات بتاؤ اگر میری سائیڈ ہوئے تو گڑیا کی شادی میں شاید چانس مل جائے دیکھنے کا۔۔۔۔۔

جہاں سب ساکت ہوئے پورے ملک ولا میں سکوت چھایا وہیں الطاف صاحب اسکی بات کو اسکی چلاکی کو اسکا دریا دل سمجھ کر۔۔۔۔۔بغیر وقت لیے بولے۔۔۔۔۔ہاں ہاں بیٹا میں تمہارے ساتھ مجھ سے میری معصوم بچی اسے دندرے سے بچا کے دو۔۔۔۔اور اس بات پر حماد اور احمد صاحب نے بھی ساتھ دیا۔۔۔۔اور خوش بھی ہوئے کچھ تو رحم آیا اس سوئے ہوئے شیر کو۔۔۔۔۔

سوری غلطی درست کریں۔۔۔بچا کے دو نہیں بچا کے اپنی امانت لو۔۔۔۔اور

آپ کیا کہتے ہیں بڑے پاپا اور پاپا جانی۔۔۔۔اجازت ہے۔۔۔۔وہ سب کی رائے لینے لگا۔۔۔۔مسکرا کر۔۔۔۔

میری جان مجھے پتا ہے۔۔۔تم بہت پیار کرتے ہو۔۔۔۔میں تمہیں سمجھ نا سکا اس لیے مجھے خود پر افسوس ہے۔۔۔۔جو بیٹا اپنے باپ کی ایک خوائش کو اتنا اہم سمجھ سکتا ہے

۔۔۔اگر اس بیٹے کے پاس اسکی محبت گئی تو اس میں اجازت کیوں لے رہے ہو جائو میرے شیر۔۔۔۔۔

سب جیسے پھر سے کھل اٹھے۔۔۔۔ الطاف صاحب نے روتے آنکھیں صاف کی ۔۔۔۔اور بولے۔۔۔بیٹے ایسی سخت سزا دینا اس کو کہ آئندا یہ بات تصور میں بھی لاتے وقت کپکپائے۔۔۔۔ثابت کر دینا ایک محافظ ہو۔۔۔۔۔

شیری خاموشی سے سنتا اپنے کمرے میں چلا گیا اور کچھ ہی دیر میں اپنا موبائل گاڑی کی چابی لیکر سب سے ملتا۔۔۔حور کی طرف آیا جب وہ خوشی سے اسکے گلے لگی۔۔۔۔ شیری لب بھینچ کر رہ گیا۔۔۔۔

تھینک یو بھائی یو آر مائے سپر ہیرو۔۔۔۔۔۔وہ خوشی بولی۔۔۔

اسکا سر چوم کر بولا۔۔۔اور میری دونوں سپر سسٹرز۔۔۔۔کہتا مڑا۔۔۔۔اور عائمہ عالیہ بیگم کے ماتھا چومنے کے بعد وہ واپس ملک ولا سے نکلا۔۔۔جب پریشان سے تینوں ملک ولا میں داخل ہوئے۔۔۔

مجرم گھر میں بیٹھا ہے اور یہ بیوقوف دنیا ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔بڑبڑاتا اپنی مسکراہٹ کچلنے لگا۔۔۔

شکر ہے کچھ تو شرم کی۔۔۔دراب نے دیکھتے شرم ڈلائی۔۔۔۔

ظاہر ہے کرنی پڑی بیوی جو ٹھہری۔۔۔۔وہ پریشانی سے دیکھنے لگے۔۔۔تو کیا پہلے نہیں تھی۔۔۔۔سفیان کچھ چبھتے بولا۔۔۔

تھی پر تم لوگوں کی طرح کوئی مان نہیں رہا تھا۔۔۔

سنجید گی سے گویا ہوتا گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔. آل دے بیسٹ۔۔۔اسکی مجھے نہیں کسی اور کو ضرورت پڑنے والی ہے۔۔۔ معنی خیزی سے بولا۔۔۔ گاڑی اڑاتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

پیچھے وہ نا سمجھی سے دیکھتے رہ گئے۔۔۔۔

پاپا کیا اب آپی نہیں آئے گی میرے پاس۔۔۔ چھوٹے مصطفیٰ شیری کی پشت کو دیکھتا روتے اپنے باپ سے پوچھا۔۔۔ الطاف صاحب کچھ بھی جواب دئے اسے سینے میں بھینچ گئے۔۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤🖤

مری کے راستوں پر چلتی اسکی گاڑی ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔اور وہ گنگناتا جا رہا تھا جب اسکی موبائل پر بلال کی کال آئی۔۔۔۔گاڑی سائیڈ پر کرتے کال پک کی۔۔۔۔

ہاں بلال۔۔۔۔

سر ان دونوں کے ساتھ کیا کرنا ہے۔۔۔۔بلال نے تہہ خانے میں لٹکے بندھے فواد اور اسکے آدمی کی طرف دیکھتے پوچھا۔۔۔۔

کچھ نہیں کچھ دن اسے ہی رہنے دو۔۔۔۔پھر جب عالم کی طرف سے سپیشل ڈش آئے تو مجھے اطلاع کر دینا۔۔۔۔پھر ملاقات کریں گے۔۔۔۔ابھی مجھے کوئی ڈسٹرب نا کرے۔۔۔۔وہ کچھ سخت آواز میں کہتا موبائل بند کر دیا۔۔۔۔

بلال نے تو ڈش لفظ سنتے ہی جھر جھری لی۔۔۔۔بیچارہ رستم ڈش بن گیا۔۔۔۔ہاہاہاہاہا۔

۔۔۔۔۔

قہقہہ لگاتے ایک ترس بھری نظر ان پر ڈال کر تہہ خانے کا دروازہ بند کرتا باہر۔۔۔ آیا

۔۔۔۔۔۔

پیچھے وہ بندھے پرندے کی طرح پھڑ پھڑاتے رہ گئے۔۔۔۔۔ چیخیں بھی پر کچھ نا ہو سکا

۔۔۔۔ ویسے ہی لٹکے رہے۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

گاڑی بڑے سے بنگلے کے پار کنگ ایریا میں رکی۔۔۔۔ یہ بنگلہ مری کی خوبصورت برفانی

جگہ۔ پر تھا۔۔۔۔ باہر ہر چیز برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔۔۔

پر بنگلے کے اندر کمرے اور لائونج کو بالکل ہیٹر سے گرم رکھا گیا تھا۔۔۔ وہ اندر داخل ہوا

تو وہی تینوں عورتیں موجود تھی۔۔۔ جو مشال کی شادی میں پری کے ساتھ تھی۔۔۔۔

ہر چیز جو جو پری نے اسے اپنی پسند بتائی تھی سب موجود تھی۔۔۔۔ پھول پانی برف ۔۔۔۔ جیسے اسکی سوچ کو پڑھ کر گھر بنایا گیا ہو۔۔۔۔

شیری کو دیکھتے ملازموں نے سلام کیا۔۔۔۔ وہ سر ہلا کر جواب دیتا سرد آواز میں پوچھا۔۔۔۔ کہاں ہے۔۔۔۔

سر وہ اپنے کمرے میں۔۔۔۔ ان میں سے ایک سر جھکا کر بولی۔۔۔۔ دوسری پھولوں کی دیکھ بھال کے لیے تھی۔۔۔۔ تیسری کچن کے لیے۔۔۔۔

وہ سر ہلاتا۔۔۔۔ سیڑھیاں طے کرتا۔۔ آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھولا ۔۔۔ وہ کافی بڑا تھا اور بہت خوبصورت۔۔۔۔

بنگلے میں ٹوٹل چار رومز تھے دو اوپر دو نیچے۔۔۔۔خوبصورت سا لائونج جس کی وسط میں تین قیمتی صوفے رکھے تھے۔۔اور بیچ میں شیشے کی ٹیبل جس پر خوبصورت مہنگا گلدان رکھا تھا۔۔۔اوپن کچن۔۔۔۔ڈائننگ روم۔۔۔

اگر پری ہوش میں ہوتی دیکھتی تو شاید کھو سی جاتی اسکی خوبصورتی میں۔۔۔

آ ہی گئی چڑیا قید میں۔۔۔۔پر اسرار سا بڑبڑاتا۔۔۔کمرے میں داخل ہوتے۔۔۔

اندھیرے میں واپس دروازہ بند کرتے لائٹ جلائی۔۔۔تو چھت پر لگا خوبصورت فانوس جلملاتا روشن ہو گیا اور پورے روم کو اپنی روشنی میں لپیٹ گیا۔۔۔۔

اسکی نظریں سیدھا بیڈ پر پڑی۔۔۔جہاں وہ دنیا جہاں سے گھم جہازی سائیز بیڈ پر پڑی پنک پردھے اسکے چاروطرف تھا۔۔۔

سوتے ہوئے وہ کوئی پریوں کی دیس کی ملکہ ہی لگ رہی تھی۔۔۔ ایک ہاتھ تکیے پر رکھے بالوں کو پورا پھیلایا ہوا تھا۔۔۔ دوسرا اپنے پیٹ پر تھا۔۔۔

معصومیت تو اتنی تھی کہ دنیا تباہ کردے۔۔۔

وہ اس پر نظریں مرکوز کیے مسکراہٹ سجائے۔۔ گاڑی کی چابی انگلی میں گھماتا چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا اور شوز کو پیروں سے آزاد کرواتے۔۔۔ پردے ہٹا کر اسکے پاس بیٹھ گیا۔۔۔۔

بہت ستایا مجھے جانم۔۔۔ سرگوشی میں کہتا قریب ہوتے انگلیاں اسکے بالوں میں پھنسا دی۔۔۔۔ اب تمہاری باری۔۔۔ کیا کہہ رہی تھی۔۔۔ مجھے محفوظ رکھیں۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ بہت اچھی طرح محفوظ کرلونگا۔۔۔۔

وہ شاید ابھی دوا کے زیر اثر تھی اسلیے نا اسکے قہقہہ پر اٹھ رہی تھی نا اسکی بالوں میں چلتی انگلیوں کے لمس پر۔۔۔۔

اب جلدی سے ہوش میں آئو تو حساب کتاب شروع کریں اور وہاں میری کال کے منتظر بیٹھے ہماری فیملی کو بتائیں کہ تمہارے ہوش ٹھکانے لگا چکا ہوں۔۔۔۔۔

اسکے سرخ ہونٹوں کو فوکس میں لیے معنی خیزی سے کہتا جھک کر اسے چھو لیا۔۔۔۔ پھر ساتھ ہی لیٹ گیا۔۔۔۔ دل تو اسے خود میں بھینچنے کے لیے چاہتا تھا پر سینے پر لکھا نام ابھی تازا تھا ایسا کرنے سے واپس خون نکل سکتا تھا اسلیے صرف مجبور نظروں سے ہی اپنا سکون حاصل کر رہا تھا۔۔۔ اور ہاتھ بڑھا کر شرٹ اتار کر بیڈ سے نیچے پھینک کر اسکے بال منہ پر پھیلا کر انکی مہک کو اپنے اندر اتارنے لگا اور آنکھیں موند گیا۔۔۔۔ ویسے بھی اب وہ ہر طرح سے آزاد تھا۔۔۔۔ سب کی اجازت سے حاصل کر چکا تھا۔۔۔۔

وہ ویسے ہی لیٹا ہوا تھا جب صبح کی ساری کارکردگی آنکھوں کے سامنے چلنے لگی۔۔۔۔

اسکے ہونٹوں پر کمینگی مسکراہٹ تھی۔۔۔

کل رات۔۔۔۔

ابھی چار بجے تھے۔۔ جب وہ اٹھا۔۔۔ ویسے ہی پڑے پڑے اسکی آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔ پیر بیڈ سے نیچے لٹک رہے تھے۔۔ خون بیڈ شیٹ اور اسکے سینے پر جم کر سوکھ گیا تھا۔۔۔ اس لیے بازو یا ہاتھ کو حرکت دیتے ہوئے وہ گہرا نام تکلیف دے رہا تھا۔۔۔

آہستہ سے اٹھا۔۔ وارڈروب سے ایک ہُڈی نکال کر وہ پہنی۔۔۔ شرٹ اسنے نہیں پہنی تھی۔۔۔ بلیک ٹراؤزر میں بلیک ہُڈی اس پر بہت ہی اچھی لگ رہی تھی۔۔۔ اس میں اسکا لمبا قد اور بھی نمایا ہو رہا تھا۔۔۔

آہستہ سے سب کا جائزہ لیا اور جب موبائل پر بلال کے پہنچنے کا پیغام وصول ہوا تو۔۔۔

کھڑکی کھول کر اس سے لٹکتے پائپ کے ذریعے کھسکتے ہوئے پیچھے لان میں گرا۔۔۔۔

مالی بابا جاگ گیا تھا تو وہ بہت احتیاط سے وہاں سے نکلا۔۔۔

بلال کو گاڑی روکے اسکی طرف کا دروازہ کھولتے دیکھ اسنے منا کر دیا اور خود دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

ہم کچھ جلدی نہیں جا رہے۔۔۔ شیر۔۔ وہ ٹائم دیکھ کر بولا۔۔۔

کیوں بھابھی کو مس کر رہے ہو۔۔۔ اسکی بات پر ڈرائیو کرتے بلال کا قہقہہ لگا۔۔۔۔

مجھے لگ رہا مس تو ہمارہ شیر کر رہا ہے۔۔۔۔ تبھی صبح صبح گھر سے نکلا ہے۔۔۔۔

اسکی بات پر شیری نے مسکراہٹ روکی۔۔۔۔

لگتا ہے پھر تھوڑی بائیوں کی گرمائش دینی پڑے گی۔۔۔ وہاں سے کچھ جتانے لگا

ہاہاہا۔۔۔ جتنی گرمائش دینی ہو دے لو۔۔لاتوں یا مکوں کی۔۔۔۔ پر مجھے لگتا ہے گرمائش کی تمہیں ضرورت ہے۔۔۔ بیٹھے بیٹھے یاد میں ٹھنڈے پڑ رہے ہو۔۔۔۔

وہ کہتا موڑ کاٹنے لگا۔۔۔ شیری صرف مسکرا دیا۔۔۔۔۔

سب جاگ جاتے پھر یقین ڈلانا مشکل ہو جاتا کہ میں روم میں ہی تھا۔۔۔ کیونکہ کل ہی غصہ کیا تھا۔۔۔ تو سب یہ اسکاری ایکشن سمجھتے۔۔۔

اب آگیا میرے ٹھنڈے پن کا سبب سمجھ۔۔۔۔

ویسے یہ تو بات ایسے ہی کہی ہے کہ یقین ڈلانا مشکل ہو جاتا۔۔۔۔ تم سے تو خدا ہی پناہ دے۔۔۔۔ عالم کا رائٹ ہینڈ عزل بھائی کو نہیں تمہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔

وہ کچھ جھرجھری دیتے انداز میں بولا۔۔۔۔

تو تمہارہ مطلب ہے میں عالم ٹائپ ہوں۔۔۔؟ اسنے آئی برو اچکا کر پوچھا۔۔۔

اس میں کوئی شک۔۔۔وہ بھی کندھے اچکا کر بولا۔۔۔

چلو تو پہلے تم سے سٹارٹ کرتا ہوں۔۔۔وہ اسکے آنکھ کے قریب پین لے گیا۔۔۔

شیر تمہیں بھابھی کا واسطہ ڈرائیو کر رہا ہوں یار۔۔۔ مریں گے ساتھ۔۔۔وہ ڈرتے چیخا۔۔۔

تم بار بار یہی بے وقوفوں والی غلطی کرتے ہو۔۔۔ہاہاہا۔۔ شیری نے اسکی حالت پر قہقہہ لگایا۔۔۔

پھر کچھ گھنٹے انتظار کے بعد وہ اسے دیکھی۔۔۔اپنے مخصوص پہناوے میں جس سے اسکا پارہ ہمیشہ ہی ہائے کرتی۔۔۔

گلے میں لاپرہ دوپٹہ بالوں کی پونی بنائے۔۔۔جو کمر پر جھول رہے تھے۔۔۔

شارٹ گرے آنکھوں سے میچ شرٹ۔۔۔ٹائٹ بلو جینز۔۔۔۔شہریار کا دل کر رہا تھا ایسا حشر کر دے کہ آئندہ ایسے کپڑے پہننے سے بھی توبہ کرے۔۔۔۔

ارد گرد لڑکوں کی نظر بھٹک کر اس پر جا رہی تھی۔۔۔۔جس پر اسکا دھیان نہیں تھا۔۔۔پر شیری کے اندر تو جیسے طوفان اٹھ رہا تھا۔۔۔شولہ بھڑک رہا تھا۔۔۔

آخر تم چاہتی کیا ہو۔۔۔جو مجھے سمجھ نہیں آتا۔۔۔۔وہ غصے سے بڑبڑایا اور مٹھیا بھینچی ۔۔۔۔جس پر بلال ملازموں کو سمجھاتا اپنی مسکراہٹ چھپانے لگا۔۔۔۔

اسکی بھی نظر اچانک گئی تھی۔۔۔۔جس پر اسنے فوراً نظریں پھیر لی۔۔۔بلاشبہ وہ ایک مکمل حسین اور معصوم لڑکی تھی۔۔۔اور سب سے واضح دلکش اسکی آنکھیں تھی

۔۔بڑی سرمئی آنکھوں پر دراز گھنی پلکوں کا جالر۔۔۔جو آنکھیں جھپکنے پر ہی انکے شیر کا دل دھڑکا جائے۔۔۔۔

پر بیچاری تھوڑی سی ناسمجھ۔۔۔جو آسپاس کی نظروں کو سمجھ نہیں پارہی تھی۔۔۔

اسنے افسوس کرتے شیری پر۔۔۔واپس ملازمیں کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔بہت مشکل ہے تیری زندگی۔۔۔بیٹا شیر۔۔۔۔دل تو کر رہا تھا قہقہہ لگائے پر مجبور تھا۔۔۔ اس دن بھی اچھی خاصی گرمجوشی دی تھی۔۔۔

جس پر اسکی بیوی نے پٹیا باندھ باندھ کر ٹھیک کیا تھا۔۔۔پھر سے ایسا کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

سر پہنچ گئے دونوں۔۔۔۔ آپکا شک درست نکلا۔۔۔فواد بھی ہے۔۔۔بلال فواد کی گاڑی کو دیکھتا اس میں سے اسکے آدمی کو نکلتا دیکھ شیری سے مخاطب ہوا۔۔۔۔

تو تمہیں وہ میر اشک لگا تھا۔۔رائٹ۔۔ نظریں پری پر ٹکائے بولا۔۔۔اسکے چہرے پر مسکراہٹ سی تھی۔۔۔ پری کی جھنجھلاہٹ دیکھ۔۔۔جو خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتی یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔۔۔پر وہ اسکی نظروں سے دور تھا۔۔۔یا اسکی پہچان سے۔۔۔۔

نہیں مینے تو بس۔۔۔۔۔

چلو کام پے لگو۔۔۔وہ انہیں حکم دیتا۔۔۔۔ آنکھوں پے بلیک گلاسس لگائے۔۔۔ پری کے پیچھے ہو گیا۔۔۔پر اسکی پہنچ سے دور۔۔۔۔

بلیک ہُڈی میں لمبا قد۔۔۔چوڑا سینے کسرتی بازوں۔۔۔ بھوری آنکھوں کو بلیک گلاسس سے چھپائے مغروریت سے چلاتا آس پاس ہر کسی کو اپنی طرف ناچاہتے ہوئے بھی متوجہ

کر رہا تھا۔۔۔اسکی منفرد پر سنیلٹی کی وجہ سے لوگ خود بے خود سائیڈ پے ہوتے جا رہے تھے۔۔۔

وہ جیسے جیسے آگے بڑھی۔۔۔اور ڈرائیور کے ساتھ گاڑی کی طرف جانے لگی۔۔۔اسنے ملازموں اشارہ کیا تو وہ سب دونوں بھائی بہن کے بیچ آگئی اور کچھ پیچھے لوگوں کی نظروں سے محفوظ رکھنے کے لیے۔۔۔۔

اسنے ایکدم اسکے ناک پر رومال رکھ کر اس پر برقع الٹ دیا۔۔۔اور اسے سنبھال کر اپنی تینوں ملازموں کے حوالے کیا جسے وہ تیزی سے سہارہ دے کر وہاں سے غائب کر گئی

۔۔۔۔

فواد کا آدمی جیسے بات ختم کرتے ابھی آگے بڑھ رہا تھا جب پیچھے سے بلال نے ہاتھ میں پکڑی گن جو کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھی۔۔۔اسکی کمر پر رکھ کر اسے وہاں سے چلنے کا کہا

۔۔۔۔

وہ اچانک حملے پر بوکھلا گیا رومال ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گرا اور فق چہرے کے ساتھ بلال کے اشاروں کی طرف قدم اٹھانے لگا۔۔۔

وہ دونوں اسے جا رہے تھے جیسے دوست ہوں۔۔۔۔

اسے ساتھ لا کر اپنی گاڑی میں بیٹھنے کا کہہ اور کار سٹارٹ کر دی۔۔۔۔گن ویسے ہی نشانے پر رکھی۔۔۔جس وہ سے وہ مجبور ہو کر کار میں بیٹھ گیا۔۔۔

تت۔۔۔تم کون ہو۔۔اور مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔۔۔

کچھ نہیں بس لانگ ڈرائیونگ پر جا رہے ہیں۔۔۔کہنے ساتھ خود ہی قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

فواد اپنے آدمی کی گداری پر جلتا کڑتا۔۔۔ اپنے روتے بھانجے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔ اسکی تو دور دور کی سوچوں میں بھی نہیں تھا کہ وہ اسکے ساتھ ایسا کریگا۔۔۔۔

وہ ابھی اسی بے بسی میں تھا جب کار سٹارٹ ہو گئی۔۔۔ اسنے ہڑبڑا کر دیکھا تو جیسے سانس رک گئی شیری کو دیکھ۔۔۔ جو اسے دیکھ آنکھ دبا کر مسکرا دیا۔۔۔۔

ویسے ٹانگ کیوں کٹوادی ماموں جی۔۔۔ مجھ سے کہتے تو میں آرام سے گولی نکال دیتا گھٹنے سے۔۔۔

سچ کہوں تو مجھ بہت دکھ ہو رہا ہے۔۔۔ میری ڈارلنگ کے کمینے ماموں کی لنگری حالت دیکھ کر۔۔۔

ملطب اب کیسے رہو گے کیسے چلو گے۔۔۔ تمہارا کتا تو تمہاری لنگری حالت دیکھ تمہے ٹھینگا دیکھا گیا۔۔۔۔ وہ اسکی کٹی ٹانگ کو دیکھا افسوس سے کہتے مزاق اڑانے لگا جیسے سب سے بڑا دکھ صدمہ اسے ہوا ہو۔۔۔۔ پھر پراسرار سا قہقہہ لگایا۔۔۔۔

افففف میں تو بھول گیا۔۔۔۔ وہ پھٹی آنکھوں میں دیکھ بھولے پن سے بولا۔۔۔۔

تمہیں تو آگے چلنا ہی نہیں پڑے۔۔۔۔ گا کیونکہ اب اتنا تو میں بھی پتھر دل نہیں کہ ایک لنگرے آدمی کو اتنی تکلیف دوں۔۔۔۔ اور ویسے بھی تم مجھ سے بڑے ہو۔۔۔۔ اس لیے تمہاری عزت کرنا مجھ پر فرض ہے۔۔۔۔ کہنے کے اسکی کٹی ٹانگ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر پورا وزن ڈالکر اسکی طرف جھکا بغیر اسکی چیخون کی پروہ کیے۔۔۔۔

ہاتھ ہٹائو (گالی) مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔۔ میں مر جائو نگا درد سے۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ جوڑتے چیخنے لگا۔۔۔۔ اسنے ہاتھ ہٹانا چاہا تو شیری نے اور مزید زور دیا۔۔۔ جس سے اسکے ٹانگ پر لگے ٹانکے جو ابھی کچے تھے۔۔۔۔ سب ٹوٹ چکے تھے۔۔۔ خون دھاڑے مار کر نکلا شروع ہوا۔۔۔ تب بھی اسنے اپنی بات جاری رکھی بغیر اسکی حالت کی طرف دیکھے۔۔۔۔

کل کلاں میرے بچے ہونگے۔۔۔۔ جو جلدی ہی ہونگے انشااللہ۔۔۔۔ رازداری سے کہتے خود ہی اپنی بات انجوائے کرنے لگا۔۔۔۔ آج میں بڑوں کی عزت کروں گا تو کل وہ مجھ سے کچھ سیکھیں گے ۔۔۔۔ ورنہ ماں کا پوچھو مت بہت معصوم ہے اتنی کہ۔۔ ایک زوردار پنچ اسکے ناک مارا جس پر مزید ندحال ہو گیا۔۔۔۔

ایک تو کٹی ٹانگ پر اسکا وزن دوسرا زوردار مکہ اسے سچ میں جہنم کی سیر کروا کے آیا تھا یہ مکہ ہی۔۔۔۔

وہ بیزاری سے اسکی چیختی حالت کو دیکھنے لگا پھر سیٹ پر رکھی کٹی ٹانگ جو مسلسل خون بہا رہی تھی اسکے ہاتھ کے وزن پر۔۔۔۔

وہ جیسے جیسے تیز چیختا وہ اور زیادہ وزن ڈالتا۔۔۔۔ یہاں تک کہ تکلیف پر چیخنے سے آنکھوں میں آنسوں اور منہ سے خون کی بوندیں کے ساتھ جھاگ نکل آئی تھی۔۔۔۔۔

تم اسے بند ہونے والے نہیں۔۔۔وہ اس وقت سنسان سڑک پڑ تھے تبھی کوئی اسکی چیخیں نہیں سن سکا۔۔۔

اسنے اپنی بیلٹ میں لگی سائلنس گن نکال کر۔۔۔اسے دیکھا۔۔۔جو مسلسل نفی کر رہا تھا روتے۔۔۔ہاتھ جوڑ رہا تھا۔۔۔مجھے معاف کر دو بیٹا۔۔۔میں بہت گھٹیا انسان ہوں۔۔۔معافی کے لائق نہیں۔۔۔پر معاف کرنے پر تو خدا راضی ہو تا ہے۔۔۔تم بھی مجھے معاف کر دو۔۔۔میں آئندا کبھی ایسا گناہ نہیں کرونگا۔۔۔

ہاہاہاہاہا اچھی ایکٹنگ تھی۔۔۔پر یہاں فلم کی شوٹنگ نہیں ہو رہی۔۔۔اور نا ہی میں اسکا شریف ہیرو ہوں جو معاف کرتا پھروں۔۔۔اسکی حالت پر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔۔پھر مزید بولا۔۔۔

سوری بتادوں معافی والے سیل مجھ میں نہیں پائے جاتے۔۔۔۔اور اسکے ساتھ کٹی ٹانگ کا نشانہ لیا۔۔۔خاموش فائر فواد کے ہوش وحواس سے گھم کر گیا۔۔۔

پھر بلال کے ساتھ ملکر اسنے اسے کار سے باہر نکال کر اپنی گاڑی کی سیٹ پر ڈالا اور اسکے آدمی کی طرف آیا جو اسے دیکھ حیران اور فواد کی حالت پر خوفزدہ تھا۔۔۔۔فواد کی آدھی ٹانگ گولی لگنے کی وجہ سے گوشت کے چیتھڑے لٹک رہے تھے۔۔۔

شیری کو اپنی طرف کا دروازہ کھولتے اور اسے کالر سے پکڑ کر باہر پھینکا ۔۔۔وہ چیختا سیدھا جا کر زمین پر گرا اور منہ کے آگے ہاتھ رکھ گیا۔۔۔۔

سر۔۔۔سر میںنے کچھ نہیں کیا۔۔۔مجھے صرف اس نے کہا تھا۔۔۔لڑکی اٹھانے کے لیے ۔۔۔وہ موت کو قریب دیکھتے دھاڑے مار کر رونے لگا جیسے کوئی بچا ہو۔۔۔بلال پہلے حیران ہوا اور پھر جو ہنساہنستا ہی چلا گیا۔۔۔۔شیری کے بھی لبوں پر مسکراہٹ تھی

۔۔۔۔اس سے پہلے وہ ہاتھ بڑھاتا جب اسکی پینٹ کی طرف دیکھتے بلال ہنس کر مرنے جیسا ہو گیا۔۔۔۔

بس بس شیر اور کچھ نا کر اسے بعد میں دیکھیں گے۔۔۔۔مجھے فرصت میں اسکا حال دیکھنا ہے۔۔۔۔بلال نے اپنے قہقہے روکنے کی ناکام کوشش کرتے شیر سے کہا اور پیچھے اس لڑکے کے سر پر وار کیا جس پر وہ چیختا بے ہوش ہو گیا۔۔۔

دونوں کے فضا میں قہقہے گونجے۔۔۔باتیں تو فواد سے ایسے کر رہا تھا جیسے کہیں کا گینگسٹر ہو۔۔۔بلال قہقہہ مارتے بولا۔۔۔اور اسے گھسیٹتا گاڑی کے اندر لے گیا فواد کے ساتھ بیٹھا کر ہاتھ پیر منہ باندھ لیا۔۔۔۔۔۔

شیری سر جھٹک کر فواد کی کار پر پیٹرول چھڑک کر اپنی گاڑی میں بیٹھا۔۔۔۔

اور لائٹر سے سگریٹ سلگا کر اسے پیٹرول میں نہائی کار سمیت پھینکا۔۔۔۔جب تک وہ دھماکہ دیتی وہ کافی دور ہو گئے شولوں کی پہنچ سے۔۔۔۔

روم میں آکر وہ واپس بیڈ پر گر گیا۔۔۔اور کچھ دیر میں گھر میں ہلچل سی مچ گئی۔۔۔۔۔وہ اٹھا اور اپنے تیز دماغ کو آگے کے لیے چلاتا واش روم میں آگیا۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

ملک ولا میں سکون کی لہر دور گئی جب دراب کی موبائل پر پری کی سکون سے سوئی ہوئی تصویر شیری نے بیجھی۔۔۔۔

ہر کوئی اس پاک ذات کا شکر گذار تھا۔۔۔۔الطاف صاحب تو روتے سجدے میں گر گئے ۔۔۔۔

سفیان کو جب تک اسکی چالا کی سمجھ آئی تب تک دیر ہو چکی تھی۔۔۔ اور ویسے بھی اسنے اپنی امانت لیکر اچھا ہی کام کیا تھا۔۔۔ آج یہاں سے خطرہ ہوا کل کہیں اور سے۔۔۔ یہ سب سوچ کر وہ چپ ہو گیا۔۔۔

باری باری سب نے شیری سے بات کی تھی۔۔۔ اور اسنے سب کو یقین ڈلایا کہ وہ ٹھیک ہے۔۔۔ اسے کچھ نہیں ہوا ہے۔۔۔

اور پھر سب اپنے اپنے کام میں لگ گئے مصطفیٰ مسلسل رو رہا تھا۔۔۔ جسے نوشین سنبھال رہی تھی۔۔۔ اسے وہ کافی پسند آیا تھا۔۔۔ اور الطاف صاحب سے پوچھ کر اسے اپنے ساتھ فراز ولا لے گئی۔۔۔

♥♥♥♥♥

مشال دراب کے کپڑے پریس کر رہی تھی۔۔۔اور وہ بیڈ پر بیٹھا مسلسل اسے اپنی نظروں سے تنگ کر رہا تھا۔۔۔۔

دراب اگر اب آپنے مجھے دیکھنا بند نہیں کیا تو۔۔۔آگے اسے کچھ سمجھ نا آیا کیا بولے ۔۔۔۔

دراب مسکراہٹ چھپائے گہری نظروں اور سنجیدہ سے پوچھا۔۔۔تو؟ البتہ آنکھوں میں واضح شرارت تھی۔۔۔۔

تو میں رو دونگی۔۔۔اسکی بات مکمل ہوئی دراب کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔۔۔۔اور میں تمہارے سارے آنسوں پی جائونگا چن چن کر۔۔۔وہ کچھ بھاری اور معنی خیزی سے بولا ۔۔۔۔جس پر مشال سرخ ہو کر چہرا تپنے لگا۔۔۔۔اور غصے سے جھنجھلا کر بولی۔۔۔۔

اگر اب تمنے کوئی ایسا جملا کسا تو میں سچ میں بغیر آنسوں کے رو دونگی۔۔۔۔۔وہ اسے وارن کرنے لگی اسکی پہلے کی بات دماغ میں رکھتی۔۔۔۔

پھر میں تمہاری روتی خوبصورت آنکھوں کو چوم لونگا۔۔۔ اسکا بھی آج فل موڈ تھا ۔۔۔ اسے تنگ کرنے کا۔۔۔

وہ جھینپ گئی۔۔۔ میں یہ سب باتیں بڑی مما کو بتاؤنگی۔۔۔ وہ اپنی جھینپ مٹانے کے لیے سیریس ہو کر غصے سے بولی۔۔۔

یہ تو قصور تمہارے منہ کا ہوگا۔۔۔ تو پھر میں۔۔۔۔ اسکا ابھی جملا مکمل نہیں ہوا تھا اس سے پہلے مشال نے صوفے سے کشن اٹھا کر اسکا نشانا لیا۔۔۔ جسے اسنے مہارت سے پکڑ لیا ۔۔۔

آگے ایک لفظ بھی نہیں بولنا۔۔۔ شرم نام کی کوئی چیز ہوتی ہے۔۔۔ انگلی سے اسے وارن کرتی بولی۔۔۔ چہرا سرخ انار جیسا تھا۔۔۔

لو بیوی اب اس میں کیسی شرم یہ تو میں۔۔۔۔وہ اسکی جھنجھلائی شرمائی حالت سے محظوظ ہوتے آدھا جملا چھوڑا۔۔۔۔

مشال بیچاری کا تو یہ حال تھا کہ الفاظ گلے میں اٹک گئے۔۔۔۔وہ بغیر کوئی جواب دئے ۔۔۔کپڑے اسکے سامنے بیڈ پر رکھتی۔۔۔کمرے سے بھاگنے ہی والی تھی جب دراب ایک جست میں اس تک پہنچا اور اسکے بوکھلائے سرخ جھکے چہرے کو دیکھتے دروازے کے دونوں طرف ہاتھ رکھ کر اسے اپنے حصار میں قید کر لیا۔۔۔

مشال کی تو سٹی گھم ہو گئی۔۔۔۔جب اسکا چہرا اوپر اٹھائے دراب جھکنے لگا۔۔۔۔

دراب آپکو دیر ہو رہی ہے۔۔۔وہ اپنا چہرا چھڑوا کر منہ پھیر گئی۔۔۔جس پر وہ مسکرا دیا ۔۔۔

نہیں مجھے ابھی کوئی جانے کی جلد بازی نہیں۔۔۔۔وہ اسکے کان میں سرگوشی میں بولا ۔۔۔۔مشال کا دل دھڑک اٹھا۔۔۔

جب اسنے پھر سے اسکے چہرے کا رخ اپنی طرف کیا اور جھکنے لگا۔۔۔مشال نے فرار کے راستے بند ہوتے دیکھ آنکھیں ہی بند کرلی۔۔۔۔

دونوں میں ابھی انچ بھر کا فاصلا تھا جب پیچھے دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔۔دونوں ہی بوکھلا گئے اور دراب اسکے شرم سے چور چہرے کو دیکھتا سر کھجا گیا۔۔۔۔مشال کی تو سانسیں رک گئی۔۔۔

پسینا ماتھے پر نمودار ہوا۔۔۔

جب عالیہ بیگم کی آواز پیچھے سے آئی۔۔۔مشال بیٹا کیا ریڈی ہو۔۔۔آجائو میں ویٹ کر رہی ہوں۔۔۔۔مشال کو عالیہ بیگم کے ساتھ کچھ شاپنگ کرنی تھی تو وہ دونوں ساتھ جا رہی تھی۔۔۔۔

ج۔۔جی بڑی مما میں بس آئی۔۔۔وہ ایک غصے بھری نظر مسکراتے دراب پر ڈالتی ہلکلاتی بولی۔۔۔۔اور دراب سے اپنا قہقہہ دبانا مشکل ہو گیا۔۔۔پیچھے عالیہ بیگم کی وجہ سے

۔۔۔۔

کچھ نہیں ہوا جانِ دراب مما سمجھ گئی ہوں گی کہ انکا سنجیدہ بیٹا کچھ رومانٹک پل گزار رہا ہو گا۔۔۔تبھی بہو ہلکلا رہی ہے۔۔۔۔وہ اسکی پھٹی آنکھوں کو دیکھ کر شرارت سے کہتا آنکھ دبا کر باتھروم میں چلا گیا۔۔۔۔

پیچھے وہ اسکی باتوں پر کانوں کو ہاتھ لگاتی۔۔۔لاحول ولا قوت پڑھتی کمرے سے چلی گئی

۔۔۔۔۔

♥♥♥♥ ♥♥♥♥

مری کی ہر رات کی طرح یہ بھی یخ بستہ ٹھنڈی برفانی تھی۔۔۔باہر روئی کے مانند آسمان سے گرتی برف سیاہ رات کو سفیدی میں لپیٹ چکی تھی۔۔۔۔ہر سو گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا ۔۔۔رات کے بارہ بجھ رہے تھے۔۔۔ملازمہ نے شیری سے ڈنر کا پوچھا تو اسنے منا کر دیا ۔۔۔اسکی جان نے کچھ نہیں کھایا تھا تو وہ کیسے کچھ کھاتا۔۔۔

سوچتے سوچتے اسکی آنکھ کب لگی اسے پتا نا چلا ایک تو کتنے دنوں سے سویا نہیں تھا اوپر سے قریب اسکی جان سوئی ہوئی تھی۔۔۔جو اسکا سکون تھی تو کیسے نیند نہیں آتی ۔۔۔جب سکون قریب ہی تھا تو اندر کیسے بے سکونی ہوتی۔۔۔۔

کل وہ جتنا غصہ میں تھا۔۔۔آج اسکے نسبت بے انتہا خوش تھا۔۔۔

کل وہ تھوڑا دور ہوئی تھی اور آج زندگی بھر کے لیے حاصل کر لیا تھا۔۔۔

پری کو جب ہوش آیا تو وہ تھوڑا کسمسائی اور اپنی موندی آنکھوں کو ہاتھ سے مسل کر نیند بھگانے لگی پھر خود کو روئی جیسے نرم گرم بستر پہ پا کے مسکرائی۔۔۔اسکا دماغ ابھی بیدار نہیں ہوا تھا۔۔ تبھی وہ خود کو شاید اپنے کمرے میں تصور کر رہی تھی۔۔۔

آہستہ سے خود پہ پڑا کمبل ہٹا کر وہ اٹھ بیٹھی تو اسکے بال شیری کے چہرے سے سرکتے کمر پر بکھرے۔۔۔۔ پھر ایک بھرپور انگڑائی لی اور منہ پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

کمرے میں اندھیرا دیکھ وہ مسکرائی۔۔۔ دماغ ابھی بوجھل سا تھا۔۔۔ لل۔۔۔ لگتا ہے ا۔۔ ابھی رات ہے۔۔ وہ بڑبڑاتی ہوئی واپس بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹ گئی۔۔۔ مزا ہی اتنا دے رہا تھا بیڈ۔۔۔ اچانک اسکے ناک کے نتھنوں سے وہی اسکے دماغ میں

رچی خوشبو ٹکرائی۔۔۔وہ مسکرا دی۔۔۔اسے لگا اسکی شرٹ سے خوشبو آرہی ہے

۔۔۔۔

اسنے آنکھیں بند کرتے بائیں جانب جہاں سے خوشبو آرہی تھی کروٹ بدلی شیری کی طرف۔۔۔اور اپنے ناک سے مزید قریب ہوتی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگی تھی کہ اچانک لگا جیسے کمرے کی لائٹ روشن ہوئی ہے۔۔۔۔

اور اس اچانک لائٹ جلنے سے اسکے سارے حواس لوٹ چکے تھے۔۔۔خوشبو کا سحر جیسے ٹوٹ چکا تھا۔۔۔۔

ڈرتے ڈرتے آنکھیں تھوڑی سی کھولی جیسے صرف پلکوں کو حرکت دی۔۔۔۔مسکراہٹ لبوں سے غائب ہو چکی تھی۔۔۔۔دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں سی بجنے لگی۔۔۔

اسے لگا تھا لائٹ کا جلنا صرف اسکا وہم ہو گا۔۔۔پر نہیں کالی گھنی پلکوں میں چھپی جب سرمئی آنکھوں سے روشنی ٹکرائی تو وہ بدحواس سی ہو گئی۔۔۔۔ایکدم اسنے پوری آنکھیں کھول دی۔۔۔۔سامنے پڑے وجود کو دیکھ لمحے کے ہزار حصو میں صبح کا واقعہ اسکی آنکھوں میں چلنے لگا۔۔۔۔اسکا بدن ٹھنڈا پر گیا آنکھیں پتھرا سی گئی۔۔۔۔گلابی رنگت میں زردی گھلنے لگی۔۔۔۔بیڈ پر پڑے پڑے وہ کانپنے لگی۔۔۔ہاتھ پائوں کی لرزش اور تیز ہو گئی۔۔۔۔

اسنے سوئے ہوئے شیری سے اپنی خوفزدہ آنکھیں ہٹا کر جگہ پر ڈالی یہ دیکھ وہ اوسان باختہ ہو گئی۔۔۔۔پنک جالیدار پردوں کے بیچ وہ بڑے سے روئی جیسے نرم بیڈ پر پڑی تھی ۔۔۔۔یہ تو کمرا نا اسکا تھا نا ہی ملک ولا میں کسی کا۔۔۔۔۔

کک۔۔۔کیا مم۔۔۔مجھے کڈنیپ کیا ہے۔۔۔۔وہ بڑبڑاتی۔۔۔۔نن۔۔۔نہیں یہ خخ۔۔خواب ہے۔۔۔ابھی ٹوٹ ج۔۔جائے گا۔۔۔۔وہ پسینے میں نم اپنے وجود کو حرکت دیتی اٹھ بیٹھی اور اس خوفناک خواب کو توڑنے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا ۔۔۔بغیر شرٹ کے اسکا کسرتی وجود نمایا تھا۔۔۔سانسیں لینے سے اسکا سفید پٹیوں سے جکڑا سینا اوپر نیچے ہورہا تھا۔۔۔پری کی بند ہوتی سانسوں کی طرح۔۔۔

دو آنسوں پلکوں کا بار توڑ کر گلابی گالوں پر بہہ نکلے۔۔۔۔اسنے ڈرتے ڈرتے پیچھے کو کھسکتے جو خوشبو کے نشے میں بالکل پاس آگئ تھی۔۔۔۔اپنا کانپتا ہاتھ بڑھایا۔۔۔اسکی گھٹی سی ہچکی نکلی جب وہ خواب نا ٹوٹا۔۔۔۔وہ حقیقت میں تھا۔۔۔اور وہ واپس اسکے قید میں۔۔۔۔

پاپا۔۔۔۔۔وہ ایکدم چیختی بیڈ سے نیچے گری۔۔۔۔اور تیز چیخنے لگی۔۔۔۔مم۔۔مجھے پاپا کک۔۔کے پاس جانا ہے۔۔۔۔وہ کہتی خود کو بیڈ کے الجھے پردے سے آزاد کراتی روتی سسکتی لرزتی ٹانگوں سے دروازے کی سمیت بھاگی۔۔۔۔

جب شیری کی بھوری سردسی مسکراتی آنکھیں کھلی۔۔۔۔وہ تو اسکے کسمسانے پر ہی اٹھ گیا تھا۔۔۔۔اور اسکی ہر حرکت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔اسکا قریب آنا اور حواس بحال ہونے پر پیچھے جانا۔۔۔۔۔اسکا خواب سمجھ کر چھونا۔۔۔۔۔

شاید مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔اسکی حالت پر مسکراتا بٹن دبایا تو بیڈ سے پردے اوپر ہو گئے اور اسکی چھت کی شکل اختیار کر گئے۔۔۔۔۔اسنے کہنی تکیے پر رکھ کر اسکے ہاتھ پر اپنا سر رکھا اور کروٹ اسکے طرف بدلی۔۔۔۔۔اب وہ سکون سے اسکی ساری کارکردگی دیکھنے لگا۔۔۔۔۔بہت دلچسپی سے۔۔۔۔کالے لمبے بال بکھرے کمر پر پڑے لہرا رہے تھے۔۔۔۔بغیر دوپٹے کے اسکی طرف پشت کیے دونوں ہاتھوں سے دروازہ پیٹ رہی تھی۔۔۔۔

جہاں وہ اپنی پوری کوشش لگاتی لاک دروازے کو کھولنے کی کوشش کرتی روتے ہوئے الطاف صاحب کو پکار رہی تھی۔۔۔

پ۔۔پاپا۔۔۔پلیز مجھے بب۔۔۔بچالیں۔۔۔۔وہ۔۔۔وہ مجھے مارے گا۔۔۔۔پلیز۔۔۔ بب۔۔بڑے پاپا۔۔۔۔دراب ب۔۔بھیا۔۔۔۔ایک ایک کر کے سب کو مدد کے لیے بلانے لگی پر کوئی ہوتا تو آتا۔۔۔۔

ح۔۔حور تم آ آ۔۔آجائو۔۔۔۔ٹھک کر حور کو پکارنے لگی۔۔۔پر اس بار بھی کوئی نا آیا ۔۔۔۔تو روتے ہوئے دروازے پر اپنا سر ٹکا گئی۔۔۔

اسکا بدن ہچکیوں کی زد میں تھا۔۔۔

اا۔۔اب وہ مجھے نہیں چھوڑے گا۔۔۔ پھر سے مم۔۔۔مارے گا اور۔۔ کوئی نہیں بچائے گا۔۔۔۔ میں چھپ سکتی ہ۔۔ ہوں۔۔۔ہاں میں اسکے اا۔۔۔ اٹھنے سے پہلے چھپ جائونگی۔۔۔۔۔ اچانک روتے ہوئے اسکے دماغ میں چھپنے کا خیال آیا۔۔۔۔ جس پر اسنے فوراً عمل کرنے کا سوچا۔۔۔۔ شاید اس سے وہ بچ جائے۔۔۔۔ اا۔۔۔اور پھر صبح ہوتے ہی منہ بھاگ۔۔۔۔ جائونگی واپس۔۔۔۔ پاپا کے پاس۔۔۔۔ پھ۔۔۔۔ پھر سب کو بتائونگی ۔۔۔۔وہ خوف سے اتنا تیز بڑبڑا رہی تھی کہ شیری واضح سن رہا تھا۔۔۔۔۔

اسکے واپس بھاگنے کی بات پر اسکا دماغ گھوما۔۔۔۔ جو اتنی دیر چپ چاپ دیکھ رہا تھا سارا غصہ واپس ڈلا گئی۔۔۔۔ تم اسے نہیں سدھرنے والی۔۔۔۔ وہ اٹھا اور جو آہستہ آہستہ بغیر اسکی طرف دیکھے دیوار سے چپکتی ڈریسنگ روم کی طرف جا رہی تھی۔۔۔۔

رکو۔۔۔۔ اچانک اسکی دھاڑ پر کانوں کو ہاتھ رکھتی چیختی۔۔۔ اور ہاتھ پیر کسی پاگل کی طرح مارتی دیوار سے جا لگی۔۔۔۔۔ مسلسل زور زور سے نا نا کرنے لگی۔۔۔۔ آنکھیں میچے۔۔۔۔۔

بغیر دوپٹے کے اسکا وجود پورا پسینے سے بھیگا تھا۔۔۔ چہرا سرخ آنسوں سے تر تھا۔۔۔۔

جب شیری اسکے سر پر پہنچ کر بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔۔۔۔وہ کراہ کر چیخی۔۔۔ آہہہ ۔۔۔جب اسکا چہرا بالوں سے پکڑ کر اسنے اوپر کیا۔۔۔

بتاٶ کیوں گئی تھی وہاں سے ؟؟۔۔۔وہ بھوری سرخ آنکھوں سے اسکے مٹھی میں جکڑے بالوں کو جھٹکا دے کر منہ پر دھاڑا۔۔۔۔

وہ اپنے بالوں کو ہاتھوں سے آزاد کرانے کی کوشش کرتی۔۔۔۔زور سے چیخی۔۔۔ جاٶنگی پھر جاٶنگی۔۔۔پتا نہیں یہ لفظ کیسے اسکے منہ پر آگئے پر ایکدم چپ کرتے کسی

خوفزدہ سہمے بچے کی طرح لرزتی آنسوں بہاتی اسکی شولا ٹپکاتی آنکھوں میں اپنی ناچتی موت کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

کیوں۔۔۔۔ اسکے بالوں کو چھوڑ کر گلے سے پکڑا اور اسے دیوار سے لگائے منہ پر غرایا ۔۔۔۔۔ پری کی آنکھیں جو پہلے سے ہی پھٹی ہوئی تھی اسکے گلے سے پکڑ پر سرخ ہو گئی اور منہ سے خوفناک چیخ نکلی اسے لگا وہ اسے اب مار دیگا۔۔۔

اسکی وہشت سے آہستہ سارا بدن خود کا بوجھ اٹھانے سے انکاری ہو گیا۔۔ مسلسل لرزش سے ہاتھ پائوں ٹھنڈے ہوتے سن ہو گئے۔۔۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے جسم کا کوئی حصا نہیں تھا۔۔۔ دل کی دھڑکنوں کا شور اتنا تیز تھا کہ اسے لگا سارے کمرے میں گونج رہی ہیں۔۔۔۔۔۔

گردن پر شیری کی پکڑ سخت نا ہونے کی وجہ سے وہ کسی درخت کی کٹی ہوئی ٹہنی کی طرح جھول کر اسکے بازوں میں گری۔۔۔۔

شیری بوکھلا گیا اسکے ٹھنڈے یخ بدن کو اچانک لڑکھ کر گرنے پر اپنے بازوں میں سیدھا کیا تو موندیں آنکھوں سے آنسوں بہاتی بڑبڑا رہی...

شیری بوکھلا گیا اسکے ٹھنڈے یخ بدن کو اچانک لڑکھ کر گرنے پر اپنے بازوں میں سیدھا کیا تو موندیں آنکھوں سے آنسوں بہاتی بڑبڑا رہی تھی۔۔۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں جاؤنگی۔۔۔۔۔ کک۔۔۔ ک۔ کبھی ن۔ نہیں جاؤنگی۔۔۔۔

ہڑبڑا کر اسے اپنے بازوں میں اٹھائے بیڈ پر ڈالا۔۔۔۔ اور خود قریب بیٹھ کر اسکے نم بے ہوش وجود کو ہلانے لگا۔۔۔۔ پری۔۔۔ پری میری جان کیا ہوا۔۔۔ وہ اس پر

جھک کر اسے چہرے پر ہاتھ پھیر کر بولا۔۔۔اسکی خود کی سانسیں جیسے تھم رہی تھی

۔۔۔۔

افففف یہ کیا ہو گیا مجھ سے۔۔۔۔۔ آئی ایم سوری ہنی۔۔۔ سو سوری۔۔۔اسکے دونوں یخ بستہ ٹھنڈے ہاتھوں کو اپنے گرم ہاتھوں میں لیکر انہیں رگڑنے لگا۔۔پھر پائوں کو رگڑا۔۔۔۔وہ پہلی بار بے انتہائی شرمندگی محسوس کر رہا تھا۔۔۔جب وہ بڑبڑائی ۔۔۔۔مم۔۔۔میری سانسیں۔۔۔شاید اسکی سانسیں سینے میں اٹک رہی تھیں

۔۔۔۔۔

ک۔۔کیا ہوا سانسیوں کو۔۔۔۔

جھٹکے سے اسے اپنے سینے سے لگائے۔۔۔گھبراہٹ سے پوچھا۔۔

مجھے معاف کر دو۔۔۔۔

وہ لمبی لمبی سانسیں لینے لگی۔۔۔۔اسکی سانسیں بند ہونے کو ہوئی۔۔۔۔

وہ خوف سے رونے لگی۔۔۔۔۔مم۔۔۔میری سس۔۔سانسیں نن۔۔۔نہ۔۔وہ مزید بول ناپائی۔۔۔اور اسکی باہوں میں گہرے سانس لینے لگی۔۔۔۔

رات کے بارہ بجے اسکی اچانک بگڑتی حالت اسے پاگل بنارہی تھی۔۔۔دل کر رہا تھا خود کو فنا کر دے۔۔۔۔اسکی مدہم بڑبڑاہٹ پر اسے بیڈ پر لیٹایا اور دونوں ٹھنڈے ہاتھوں کو اپنے گرم ہاتھوں میں لیے۔۔۔۔

بغیر وقت لیے ایک گہرا سانس بھر کر اسے مصنوعی سانس دینے کے لیے اس پر جھکا

۔۔۔۔۔

ابھی کچھ دیر ہی ہوئی تھی جب پری نے اپنی پھٹی بڑی آنکھیں پوری کھولی۔۔۔۔۔ شیری کو خود پر جھکا دیکھ اور اسکی سانسوں کو خود میں اترتی محسوس کرتی وہ خوف سے بوکھلائی ۔۔۔۔

پھر جھٹکے سے اپنا منہ موڑ کر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔۔ شیری نے جب ایسا کرتے دیکھا تو خوش کی ایک لہر اسکے تن بدن میں دوری۔۔۔۔

وہ ویسے ہی دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اس پر جھکا ہوا اسکے سرخ چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔ سوری جان۔۔ آئی ایم سو سوری۔۔۔۔ غلطی ہو گئی آئندا کبھی اپنی ہنی پر غصہ نہیں کرونگا۔۔۔۔ اپنی سانسیں اسکی رخسار پر چھوڑتا ندامت کی گہرائیوں سے بولا۔۔۔۔

پری غصے سے اپنے ہاتھ چھڑوانے لگی۔۔۔ ہچکیاں لیتے۔۔۔۔۔ جھ۔۔۔۔ جھوٹ بولتے۔۔۔۔ ہو بالکل جج۔۔ جھوٹ بولتے ہو۔۔۔۔۔ بار بار غصہ ک۔۔ کرتے ہو۔۔۔ بار بار۔۔۔۔۔وہ چیخی۔۔۔

ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکال کر جو شاید شیری نے چھوڑ دیے۔۔۔۔۔ بغیر شرٹ کے کسرتی وجود سمیت اس پر جھکے اسکے چوڑے شانوں سے پکڑ کر دور کرتی پیروں کی مدد سے اوپر کھسکی۔۔۔۔ اور واپس روتے ہوئے بیڈ سے اتری۔۔۔۔۔ شاید زندگی میں پہلی بار اسے اتنا غصہ آیا تھا شیری پہ کہ دل کر رہا تھا پتھروں سے مارے۔۔۔۔۔

کچھ دیر پہلے اسے لگا تھا وہ اب نہیں بچے گی۔۔۔ اسنے اسے مار ہی تو دیا تھا۔۔۔۔ پر نہیں وہ مرنے بھی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔۔

کانپتی ٹانگوں لیے روتے واپس دروازے کی سمیت گئی۔۔۔۔اور پھر سے اسے پیٹنے لگی ۔۔۔۔شہریار ایک گہرا سانس لیے مڑا۔۔۔وہ اسکی معافی کو نظر انداز کر گئی تھی اور اب بھی جانے کی واپس ضد کرنے لگی تھی۔۔۔۔

بہت ضدی ہو۔۔۔۔بڑبڑاتا ہوا بیڈ سے اترا اور اسکی طرف قدم اٹھائے۔۔۔پری قدموں کی چاپ سنتی مڑی۔۔۔۔اور شیری کو اپنی طرف آتے دیکھ۔۔۔۔واپس چیختے ہاتھ پیر مارنے لگی۔۔۔

نن۔۔۔نہیں رہنا مم۔۔مجھے یہاں۔۔۔۔وہ زور سے دھاڑی۔۔۔۔ جس پر وہ مسکرا دیا۔۔۔۔اور؟؟ پوچھتا ایک ہاتھ سے۔۔ دونوں ہاتھوں سے خونخوار شیرنی بنی اس پر جھپٹی اسکے دونوں ہاتھ پکڑے اور دوسرا اسکی کمر میں ڈالکر اسے اپنے کندھے پر ڈالا۔۔۔

لگتا ہے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے ڈارلنگ۔۔۔۔۔ کہتا آگے اسکی لاتوں پیچھے اسکی مکوں کی پروہ کیے بغیر بیڈ کی طرف اسکی سائیڈ پر آیا اور اسے بیڈ پر ڈالا جو اسے مارنے کو جھپٹنے لگی تھی۔۔۔

پورے بال بکھر گئے تھے پسینے سے بھیگی۔۔۔ سرخ سرمئی آنکھوں میں غصہ لیے اسے آج شاید مارنا چاہتی تھی۔۔۔

افففف اتنا غصہ خونخوار شیرنی۔۔۔ ہاہاہاہا۔۔

شیری اسکی حالت پر قہقہہ لگا کر ایک ہاتھ سے اسکے ہاتھ اور دوسرے سے پاؤں پکڑ لیے۔۔۔ جس وجہ سے وہ کوئی حرکت نہیں دے پا رہی تھی اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو۔۔۔۔ جب ایسا نا کر سکی تو اپنے وجود کو جھٹکے دیتی رونے لگی۔۔۔۔

پپ۔۔۔پلیز چھوڑ دو۔۔۔کافی کوشش کے بعد جب خود کو آزاد نا کروا سکی تو تھک کر سسکتے بولی۔۔۔

اور شیری کو بھی شاید اس پر رحم آگیا تھا تبھی اسے آزاد کر دیا۔۔۔ویسے بھی اب وہ خاموش لگ رہی تھی۔۔۔

بیڈ پر پڑا اسکا نازک وجود مسلسل ہچکیوں کے زد میں تھا۔۔۔ابھی وہ ہاتھ چھوڑ کر دور ہونے ہی والا تھا کہ وہ اٹھ کر اسکے شانوں پر جھپٹی۔۔۔اور اپنے دانت اسکے کندھے پر گاڑھ دیے۔۔۔

وہ اسکے حملے کے لیے تیار نہیں تھا اس لیے خود کو بچا نا سکا۔۔ اسکے ناخون اپنی گردن اور دانتوں کا تیز دبائو محسوس کر تا لب بھینچ کر رہ گیا۔۔ اور وہ کسی چڑیلوں کی طرح اس پر چمٹی ہوئی تھی اور تیز سے اسے کاٹنے لگی اسکے سوائے کر بھی کیا سکتی تھی۔۔۔۔۔۔

اور شیری نے بھی کوئی چھڑوانے کی مزاہمت نہیں کی۔۔۔۔ الٹا اسکی کمر کے گرد دونوں ہاتھ باندھ کر اسے اور خود میں بھینچ لیا۔۔۔۔ یہ تو بچوں والی سزا تھی اسکے لیے ۔۔۔ تبھی بھرپور انداز میں مسکراتا اسکے بالوں میں منہ چھپائے اسکی گردن کو لبوں سے چھونے لگا۔۔۔۔۔ اسکا چہرا تیز کاٹنے سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

اسکی حرکت پر پری کو جیسے کرنٹ سا لگا۔۔ وہ بدک کر اس سے پیچھے ہونے لگی۔۔۔ پر ایسا نا ہو سکا شیری کے حصار کی وجہ سے۔۔۔

اسنے اسکے کندھے پر اپنے دانت اتنے تیز گاڑھے تھے کہ وہاں سے خون کی بوندیں نکل رہی تھی۔۔۔ گردن پر بھی ناخونوں سے وار کرکے خون نکال دیا تھا۔۔۔۔ اسے لگا وہ چیخے گا اسکی طرح روئے گا پر یہ تو اسکی سوچ کے بالکل الٹ ہو گیا تھا۔۔۔۔

شیری کی آنکھوں میں خمار سا پھیلنے لگا۔۔۔۔ اسکی خوشبو پر۔۔۔ پری دیکھتے اسکی آنکھوں میں غصے کی جگہ پھر سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔۔

ممم۔۔۔ مجھے چھ۔۔۔ چھوڑو۔۔۔۔ آواز بھی مشکل سے نکلی اسکی حلق سے۔۔۔۔ اور ہراساں ہوتی خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔۔

اچانک مار مارنے کی جگہ کمرے کا سارا ماحول بدل گیا۔۔۔ جو پری کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ پھیلانے لگا۔۔۔۔

شیر ی کی بھوری آنکھیں اسکی سر مئی خوفزدہ آنکھوں سے ہوتی پھر پھر اتے ہونٹوں پر آئی۔۔۔۔۔پری کو اب حقیقت میں اپنی بے وقوفی کا احساس ہوا۔۔۔۔

چھ۔۔۔چھوڑو۔۔۔۔۔اسکی نظروں سے گھبر اتی روتے ہاتھوں میں چہرا چھپا گئی۔۔۔۔

شیر ی کی تیز دھڑکنیں خود میں محسوس کرتی وہ اور تیز رونے لگی۔۔۔۔منہ ویسے ہی چھپا ہوا تھا۔۔۔۔بھاگنے مارنے کی باتیں دماغ سے کہیں غائب ہو گئی تھی۔۔۔۔۔اور شیر ی چاہتا ہی کیا تھا۔۔۔۔اپنی بے ساختہ مسکراہٹ کو روکے آہستہ سے اسے بیڈ پر لیٹایا ۔۔۔۔اس پر جھکنے کے انداز میں۔۔۔۔۔

اسنے جیسے اسے بیڈ پر لیٹایا۔۔۔۔پری اسکے ہاتھ جھٹکتی۔۔۔۔کمبل سر تک لے کر اندر گھس گئی۔۔۔۔

شیری کا دل کر رہا تھا زور زور سے قہقہے لگائے۔۔۔۔ آج اسے واقعی خود پر جیسے فخر ہونے لگا۔۔۔ مسکراہٹ روکنے کے لیے اسنے اپنا نچلا لب دبا لیا۔۔۔۔

ایک نظر کمبل کے اندر کانپتے اسکے وجود پر ڈالکر ڈریسنگ آئینے کے سامنے گیا مرر میں اپنے گردن اور کندھے کو دیکھا۔۔۔۔ اور مسکرا کر ہونٹوں کو وائو کی شیپ میں دیکر اسکے بدلے کو داد دی۔۔۔۔

جہاں سے صرف گوشت کا ٹکرا ہی نکالنا باقی تھا۔۔۔۔ وہ بھی نکال کر کھا جاتی۔۔۔۔۔ بڑبڑاتا۔۔۔ اسے صاف کر کے۔۔۔ آہستہ سے بغیر آواز کے دروازہ کھول کر باہر گیا ۔۔۔ اور کچھ ہی دیر میں ٹرے میں اسکے لیے کھانا لیکر آیا۔۔۔۔۔ جسنے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا۔۔۔

ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اسکے پاس بیٹھا۔۔۔۔ جس پر پری اور سمٹ سی گئی کمبل میں

۔۔۔۔۔

اٹھو میری شیرنی کھانا کھائو۔۔۔۔ ورنہ رات کو کوئی شک نہیں کہ میری گردن کو اپنی بھوک کا نشانہ بنائو۔۔۔۔ اسکی مسکراتی آواز اور کھانے کا سن کر پری نے تھوڑا سا کمبل منہ سے ہٹایا۔۔۔۔ ایسا بھی نا کرتی اگر اسے شدید بھوک نا لگی ہوتی۔۔۔۔

اور پھر شیری کو دیکھنے لگی۔۔۔۔ جو ٹرے اسکے سامنے رکھ رہا تھا۔۔۔۔

شیری کی نظر جب اسکی طرف اٹھی تو پری نے جلدی سے واپس کمبل ڈال دیا۔۔۔۔۔

وہ سمجھ گیا تھا بھوک تو لگی ہے پر اس سے ڈر رہی ہے۔۔۔۔۔

چلو شاباش تم کھانا کھائو میں تب تک فریش ہو کر آتا ہوں۔۔۔۔ کہتا اٹھ کر باتھ روم میں چلا گیا۔۔۔۔ اسے کھانا سکون سے کھانے کے لیے چھوڑ کر۔۔۔۔۔

پری نے جب اسکی آواز سن کر باتھروم کا دروازہ کھلتے اور بند ہونے کی آواز سنی تو آہستہ سے پھر کمبل سے سر نکالا۔۔۔۔۔۔ کہیں وہ جھوٹ تو نہیں بول رہا۔۔۔۔۔۔ پر وہ وہاں سچ میں نہیں تھا۔۔۔۔۔

اسکے آنے سے پہلے ہی وہ جلدی سے اٹھی اور تیزی سے تھوڑا سا کھا کر جس سے بھوک کی شدت ختم ہوئی تو ٹرے ٹیبل پر رکھ کر واپس کمبل میں گھس گئی۔۔۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد جسم میں تھوڑی سی جان آئی اور کپکپاہٹ بھی تھوڑی سے کم ہوئی تھی۔۔۔۔ اور ٹانگوں میں بھی جان واپس لوٹ آئی۔۔۔۔۔ تو وہ ریلیکس ہو کر آنکھیں موند گئی۔۔۔۔۔

جیسے گہری نیند میں ہو۔۔۔۔

شیری نائیٹ ریلیکس ڈریس میں باتھروم سے باہر نکلا۔۔۔۔ایک نظر پری پر ڈالکر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہیٹر کا ٹمپریچر لو کر کے وہ واپس بیڈ پر آیا۔۔۔۔۔پری شاید واپس سو چکی تھی۔۔۔۔۔یا سونے کا ناٹک کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

پر وہ بھی شیر تھا خوب سمجھ رہا تھا۔۔۔۔۔مسکراہٹ روکے خود پر کمبل ڈالے ہاتھ بڑاھ کر اسکی کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کیا جس سے پری کی پشت اسکے سینے سے لگی۔۔۔۔۔۔

پری جو اپنے ساتھ اسکے ایک بیڈ پر سونے سے ہی شاک میں اور ڈری ہوئی تھی شیری کے ایسا کرنے پر شدید قسم کا جھٹکا سا لگا۔۔۔۔۔آنکھیں حیرت سے پھٹ گئی تھی۔۔۔

وہ بوکھلائی کچھ کرتی اس سے پہلے ہی اپنے کان میں شیری کی سرگوشی پڑی۔۔۔۔

ششش۔۔۔۔ سوجائو بہت رات ہو گئی ہے۔۔ اور ہم بہت دور ہیں گھر سے۔۔۔ چڑیلیں بھی موجود ہیں باہر اگر تمہیں جاگتے دیکھا تو اللہ ہی خیر ہے۔۔۔۔۔ باقی کی لڑائی صبح کے لیے رکھو۔۔۔۔۔۔۔۔

اور ہاتھ اسکے گرد پھیلا کر اسے اپنے حصار میں لیے اپنے چوڑے سینے میں چھپائے آنکھیں موند گیا۔۔۔۔ پر وہ بیچاری اسکی بھاری سرگوشی پر سانسیں روکے آنکھیں میچے بغیر کسی مزاہمت کے پڑی تھی۔۔۔۔ اسکی چڑیل والی بات پر ٹانگوں میں واپس کپکپاہٹ شروع ہونے لگی تھی۔۔۔۔۔ پشت پر اسکی دھڑکنے محسوس کرتی ۔۔۔۔ خوف سے انگلیاں دانتوں کے بیچ رکھ لی۔۔۔ اور ان پر اپنے دانتوں کا دبائو دینے لگی۔۔۔۔۔ تکلیف سے آنکھوں میں آنسوں آگئے۔۔۔۔

مزید تیز کپکپاہٹ ہوتی جب شیری کی بھاری ٹانگیں اسکی ٹانگوں کو چھپا گئی ۔۔۔۔۔۔اسنے آزاد کروانے کی کوشش کی پر کروا نا سکی۔۔۔۔

پھر نا جانے کب میچی میچی آنکھوں میں نیند آئی اسے خود پتا نا لگا۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

رات کو الطاف صاحب نے احمد اور حماد صاحب سے ایک درخواست کی تھی۔۔۔۔ جسے سن کر انہیں بھی خوشی ہوئی عائمہ بیگم کے تو پائوں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔۔۔۔

عالیہ بیگم بھی اس فیصلے سے بہت خوش تھی کہ حوریہ کے ساتھ پری کی بھی ساری رسمیں کر کے اسے شیہریار کے ساتھ رخصت کریں۔۔۔۔

حور کو مشال نے جب یہ خبر سنائی تو ساری رات اسکے دانت باہر تھے۔۔۔۔۔ مطلب اسکے بھائی اور کزن + بھابھی + دوست کی شادی بھی اپنے ساتھ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ سفیان کے رویے کو بھلائے اپنے زندگی کے خوشی بھرے لمحوں کو انجوائے کرنے لگی تھی۔۔۔۔ اور یہ سب نوشین اور مشال نے اسے سمجھایا تھا۔۔۔۔۔۔

وہاں سفیان بہت دور دور کی سوچ کر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

مطلب کیسے بھی کر کے اظہارِ محبت تو حور کے منہ سے سن کر رہے گا۔۔۔۔۔

ناشتے کے بعد بڑے سب لائونج میں بیٹھے جب حماد صاحب نے شیری کے نمبر پر کال کی

۔۔۔۔۔۔

مشال بھی دراب کے ساتھ بیٹھی دعائیں کر رہی تھی کہ شیری راضی ہو جائے۔۔۔۔۔ وہ بہت خوش تھی کہ اسکے بھائی کی شادی اسے ہو جیسے سب کی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ مطلب وہ بھی ہر بہن کی طرح دل میں خوائش لیے بیٹھی تھی۔۔۔۔

اگر شیری راضی ہو گیا تو وہ سب تیاریاں کر کے رکھنے گے اور انکے آتے ہی پری کو بھی حور کے ساتھ مایوں میں بٹھائیں گے۔۔۔۔۔

یہ سوچ کر سب کے دل خوشی سے نہال ہو رہے تھے جب وہ معصوم سی پری دلہن کے روپ میں انکے شہریار کی دلہن بنے گی۔۔۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

مسلسل بجتے موبائل کی آواز پر وہ جھنجھلا گیا۔۔۔۔ہاتھ بڑھا کر آنکھیں کھولے دیکھا تو ملک ولا سے حماد صاحب کی کال تھی۔۔۔۔

اب کیا ہو گیا۔۔۔ سانسیں واپس چھین رہے ہیں کیا۔۔۔۔ بڑبڑاتے موبائل سائلنس پہ کرتے ٹیبل پر رکھا۔۔۔۔

اور نظریں اپنے حصار میں سوئی ہوئی پری پر ڈالی تو بے ساختہ عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔ جو کمرے میں ٹھنڈ کی وجہ سے کمبل سینے سے لگائے اسکے بازو پر سر رکھے کسی معصوم بچی کی طرح سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ گردن اور چہرے پر کالے بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔

کچھ پل تو وہ بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔ اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل ہو گیا کہ وہ سوتے ہوئے زیادہ خوبصورت لگتی ہے یا جاگتے وقت۔۔۔۔۔ یا سہمی ڈری ہوئی۔۔۔۔۔ شاید بہت مشکل تھا سوچنا یا کسی ایک روپ کو خوبصورت کہنا۔۔۔۔۔

وہ ہر روپ میں جان لیوا تھی۔۔۔۔۔ ہر روپ اسکا دلکش خوبصورت تھا۔۔۔۔۔

اسنے آہستہ سے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اسکے چہرے اور گردن سے بال ہٹا کر پیچھے کیے ۔۔۔۔۔ اب اسکا چہرا بالکل واضح تھا۔۔۔۔۔ جہاں دیکھتے وہ کھوسا گیا۔۔۔۔۔

لگتا ہے بہت فرصت سے تمہیں رب نے بنایا ہے میرے لیے۔۔۔۔۔ مدہم سرگوشی کی اسکے کان میں کی ایسے کہ صرف جیسے لب پھر پھرائے ہوں۔۔۔۔۔

"تو اس طرح سے میری زندگی میں شامل ہے جہاں بھی جائوں لگتا ہے تیری محفل ہے"

ایک بار پھر اسکے لب پھر پھرائے۔۔۔۔۔

گڈ مورنگ ڈارلنگ۔۔۔۔۔۔

کان میں بولتا لو کو چوم لیا۔۔۔۔۔ جس پر وہ کسمسا کر کمبل ٹھیک کرتی پھر سے سوگئی ۔۔۔۔۔ شیری اسکی نرم گرم سانسیں سینے پر محسوس کرتے دل ہی نہیں کر رہا تھا اٹھے

پر حماد صاحب والوں کی کال پر مجبور ہو کر اسکا سر آہستہ سے تکیے پر رکھ کر کمبل ٹھیک کیا ۔۔۔۔۔جب اسکی نظریں گلابی گالوں پر بچھی اسکی گھنی پلکوں سے ہوتی سرخ ہونٹوں پر آئی۔۔۔۔۔

دھڑکوں نے جیسے شور سا مچا دیا۔۔۔۔۔دماغ گستاخی کرنے پر اکسانے لگا۔۔۔۔

مجبور ہو کر وہ جھکا اور پہلے اسکی دونوں آنکھوں کو باری باری چوما پھر چھوٹی سی سرخ ناک کو اور اس سے ہوتے لبوں پر آیا۔۔۔۔

آنکھیں بند کیے فیل کرنے کے انداز میں اسکے سرخ نازک لبوں کو ہلکا سا چھو کر پیچھے ہوا ۔۔۔۔اور پھر موبائل اٹھائے کمرے کا دروازہ بند کر کے نیچے لائونج میں آیا۔۔۔۔

پھر صوفے پر گر کر حماد صاحب کو بیک کال کی۔۔۔۔۔ جس پر فوراً اٹھالی۔۔۔۔۔ شیری دیکھ کر کندھے اچکا گیا۔۔۔۔۔ پر یہ بات تو ضرور سمجھ گیا تھا۔۔۔۔۔ بات کچھ خاص ہے تبھی اسکے کال کے انتظار میں تھے۔۔۔۔۔۔

سلام اور خیر خیریت کے بعد حماد صاحب سیدھا مقصد پر آئے۔۔۔۔

شہریار بیٹا آج تمہارا یہ بڑے پاپا تم سے کچھ مانگنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔۔ اسکی بات پر وہ سمجھ گیا معاملا کیا ہے۔۔۔۔۔۔

جی بڑے پاپا آپ مانگیے نہیں حکم کریں مانگنا تو ہم بچوں کا کام ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ آپ ہمارے بڑے ہیں آپ صرف حکم کریں۔۔۔۔۔۔ اسکی باتیں سنکر وہاں موجود سب کھل اٹھے۔۔۔۔

احمد صاحب اور حماد صاحب خوشی نحال ہو گئے۔۔۔۔ عائمہ بیگم کا بھی یہی حال تھا

۔۔۔۔۔

الطاف صاحب کو بھی خوشی ہوئی شیری کی سوچ سنکر۔۔۔۔۔۔ اسے اپنی بیٹی کے نصیب پر فخر ہونے لگا۔۔۔۔

بیٹا ہم سب چاہتے ہیں کہ تمہاری اور پری بٹیا کی شادی پوری رسموں سے کریں یہ تمہاری دونوں ماؤں کی خوائش ہے۔۔۔۔۔

اسکی بات پر پہلے تو چپ ہو گیا پھر ٹھیک ہے بولتا۔۔۔۔۔ کچھ دیر سب کی دعائیں سنتا ۔۔۔۔۔۔ رہا اور پھر انہیں ٹائم پہنچنے کا بتا کر کال کاٹی۔۔۔۔۔۔

تو ڈارلنگ تمہارے لیے مزید امتحان آرہے ہیں۔۔۔۔ کہتا مسکرا دیا۔۔۔۔۔۔۔ ویسے فیصلا اچھا تھا۔۔۔۔۔۔

بولتا کمرے کے بند دروازے کو دیکھنے لگا اوپر۔۔۔۔۔۔۔ واپس چلنے کا سن کر پتا نہیں کیا ری ایکٹ کریگی گی رات کے مقابلے میں۔۔۔۔۔۔ رات کو کاٹا تھا اب کس کری گی کیا ۔۔۔۔۔۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتا سوچتے خود ہی مسکرا دیا۔۔۔۔ اور ہاتھ بڑھا کر کندھے پر شرٹ کے اوپر رکھا۔۔۔۔۔۔ افففف اللہ بچائے شیر بیچارے کو شیرنی سے۔۔۔۔۔ پتا نہیں واپس لانے کے لیے کونسی جتن کرنی پڑیں گی۔۔۔۔۔۔

وہ ابھی خود سے ہی بڑبڑا رہا تھا جب ملازمہ اسے ہوش کی دنیا میں لائی۔۔۔۔۔۔

سر ناشتے میں کیا لینگے۔۔۔۔۔؟؟

میرے لیے پہلے جو بناتی تھی وہ ہی بنائو کہتا اسے پری کے ناشتے کے بابت سمجھانے لگا

وہ یس سر کہتی چلی گئی۔-----

وہ اٹھ کر کمرے میں جانے والا تھا جب موبائل پر سفیان کا میسج آیا۔-----

توکیسی رہی شیر کی فرسٹ نائٹ معصوم بیوی کے ساتھ۔-----میسج کے ساتھ ہی نیچے ہنسنے کے انداز میں ہاہاہاہا لکھا۔-----

جسے شیری پڑھ کر مسکرا دیا۔-----

بڑے ہی کمینہ ثابت ہونے والے ہو۔۔۔۔۔۔۔ یہ ٹائپ کر کے نیچے لکھا۔۔۔۔۔ (بہت انوکھی) ساتھ خود بھی ہنسنے لگا۔۔۔۔۔ اور موبائل جیب میں رکھ کر سیڑھیاں طے کرتا روم میں آیا جہاں وہ ویسے ہی سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

اففف یہ نیند۔۔۔۔۔۔ اتنی کہاں سے لاتی ہے۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

وہ چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا۔۔۔۔۔ جہاں وہ میٹھی نیند کے مزے لے رہی تھی ۔۔۔۔۔ پھر آہستہ سے پاس بیٹھ کر اسے دیکھتے جھکا اور چہرے پر پھونک ماری۔۔۔۔۔ جس سے پری نے پلکوں میں جنبش دی۔۔۔۔

اب اٹھ بھی جائو۔۔۔۔ گال اسکی گال سے مس کرتے کان میں سرگوشی کی۔۔۔۔ ۲۴ گھنٹے سوئی ہو۔۔۔۔۔ پری اپنے نازک گال پر اسکی چھبتی شیو اور کان پر سانسیں محسوس کرتی۔۔۔۔ ایکدم آنکھیں کھول گئی۔۔۔۔۔

اور ہڑبڑا کر بولی۔۔۔۔ پی۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہہ۔۔۔ ہو ہٹو پپ۔۔۔ پیچھے ۔۔۔۔ شیری اسکی گھبرائی آواز سن کر مسکراتا دور ہوا۔۔۔۔ اور پھر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ جو نیند سے گلابی تھیں۔۔۔۔

پری اسکی بھوری آنکھوں کی تپش پر تکیے میں سمٹنے لگی۔۔۔ کہ

اچانک اسکی آنکھوں میں رات کا ہر لمحہ کسی فلم کی طرح چلنے لگا۔۔۔۔۔ اسکا موڈ پھر سے بگڑنے لگا۔۔۔۔

اور بے ساختہ اسکی نظر شیری کے گردن کے ارد گرد گھومنے لگی۔۔۔۔ پر شرٹ کی وجہ سے دیکھ نا سکی اور منہ بنا کر چہرا موڑنے ہی والی تھی۔۔۔۔۔ جب نظریں سفید کرتے پر سینے پر گئی جہاں ہلکے ہلکے خون کے دھبے تھے۔۔۔۔۔

شیری اسکی نظریں سینے پر دیکھتا خود بھی اپنے سینے کو دیکھنے لگا جہاں نیچے کی گئی پٹیوں سے خود کے دھبے شرٹ پر لگ گئے تھے۔۔۔۔۔

پھر اسے دیکھتی پری کو دیکھا جو کنفیوز لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

کچھ نہیں جانم تمنے جو کاٹا تھا اسکے خون کے دھبے ہیں۔۔۔۔۔ وہ اسے خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا تھا اپنا سینا دیکھائے۔۔۔۔ کل ہی اسنے اچھی طرح پٹی کر لی تھی۔۔۔

خیر یہ چھوڑو یہ بتاؤ میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو یا ملک ولا چلیں۔۔۔۔۔ اسکے دونوں ہاتھوں کی نازک انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں پھنسائے تکیے سے لگائیں۔۔۔۔

پری ایسا کرنے پر بوکھلا سی گئی۔۔۔۔اور چہرے پر گھبراہٹ کے آثار نمایا ہونے لگے
۔۔۔۔

پر واپس چلنے کا سنکر حیرت سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

پپ۔۔۔پاگل ہیں آ آ۔۔۔آپ پہلے کہتے ہیں نہیں جج۔۔۔جائیں گے۔۔۔پھ۔۔پھر کہتے ہیں چلے گے۔۔۔۔وہ اپنی انگلیوں کو آزاد کروانے کی کوشش کرتی غصے سے بولی ۔۔۔۔۔اسکی ناک سرخ ہو گئی۔۔۔۔

شیری صبح صبح اسکا یہ روپ دیکھ کر پہلے تو حیران ہوا پھر ہنس دیا۔۔۔۔۔

اففف۔۔۔۔ اتنی غصے والی ہو رہی ہو۔۔۔ ہنی میرے بچوں کا کیا بنے گا۔۔۔۔۔ وہ تو تم سے خوفزدہ رہیں گے۔۔۔۔۔۔ وہ کچھ فکرمندی اور شرارت سے اسکی سرخ چھوٹی سی ناک کو اپنی ناک سے مس کرتے بولا۔۔۔۔۔

پری کو تو حیرت کا جھٹکا سا لگا۔۔۔۔۔۔۔ بچوں کا لفظ سنکر۔۔۔۔۔

کک۔۔۔ کہاں ہہ۔۔۔ ہیں آپکے بچے ؟؟۔۔۔۔ وہ ملک ولا جانے کا بھول کر اسے گھور کر پوچھنے لگی۔۔۔۔

شیری نے پہلے اسکے پھٹی حیران آنکھوں میں دیکھا پھر جھک کر کان میں بولا۔۔۔۔۔

ابھی ہیں تو نہیں پر انشاءاللہ وہ وقت دور نہیں جب میری دس بیٹیاں اور دس بیٹے ہوں گے ۔۔۔۔۔ بیٹیاں سب میری ہنی جیسی ہونگی اور بیٹے میرے جیسے۔۔۔۔۔۔ وہ کان میں سرگوشی کرتے اس پر اپنے لب رکھ لیے۔۔۔۔۔۔

بس بچے۔۔۔۔۔۔۔ آ آپکے۔۔۔۔۔۔ وہ اسے پیچھے کرتی معصومیت اور حیرت سے
چیخی۔۔۔۔۔۔

شیری اسکی حالت پر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔۔۔

کیوں کم ہیں۔۔۔۔۔۔ شرارت سے پوچھتا اسے اپنے حصار میں لیکر بیڈ پر لیٹ گیا
۔۔۔۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں بب۔۔۔ بہت زیادہ ہیں۔۔۔ اتنے تو کسی کے نن۔۔۔ نہیں ہہوتے
آ آ۔۔۔ آپکے کیسے ہونگے۔۔۔۔۔۔ اسکے حصار کو توڑنے کی کرتی حیرت سے بولی
۔۔۔۔۔

صرف میرے نہیں تمہارے بھی ہونگے۔۔۔۔ مطلب ہمارے۔۔۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں میرے نن۔۔ نہیں ہونگے۔۔۔ صرف آ آ۔۔ آپکے ہونگے۔۔۔۔۔وہ خود کا سوچ کر جلدی سے بولی۔۔۔۔۔

یہ تو وقت بتائے گا کہ کس کے ہونگے۔۔۔۔۔۔ پر ابھی یہ بتاؤ کیا چلنا ہے واپس ۔۔۔؟ وہ اسکی رونے جیسے صورت کو دیکھ مسکراہٹ دبا کر بات گھما گیا۔۔۔۔۔ اور اسکی حصار توڑتی مزاہمت کو نظر انداز کرتا پھر سے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔۔

آ آ آ۔۔۔۔ آپ لے جائیں گے۔۔۔۔؟ وہ الٹا کچھ التجا اور کچھ بے یقینی سے پوچھنے لگی ۔۔۔۔۔۔

ہاں لیجائونگا اگر تمنے میری بات مانی تو؟۔۔۔۔وہ انگوٹھا اسکے کان پر پھیرتا کچھ گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔

پری کی جو اسکی ہاں پر آنکھیں چمکی تھی پر اسکی آواز اور حرکت گھبرا گئی۔۔۔۔اور ہڑبڑا کر چہرا جھٹکنے لگی۔۔۔۔۔

کک۔۔۔کونسی بات۔۔۔؟وہ آنکھیں میچے اسکے انگلیوں کو گردن پر پھیرنے سے سانس روک کر خشک حلق سے بولی۔۔۔۔

اگر تم مجھے کس کروگی تو میں تمہیں لے جائونگا سب کے پاس۔۔۔۔۔اور زیادہ تنگ بھی نہیں کرونگا۔۔۔۔۔وہ دونوں ہاتھوں سے گرفت کچھ مضبوط کر کے بولا۔۔۔۔۔

نن۔۔۔ننہیں۔۔۔۔مم۔۔میں ایسان۔۔نہیں کرونگی۔۔۔۔وہ ایکدم اسکی بات پر آنکھیں پھاڑے بولی۔۔۔۔۔

اوکے کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ پھر یہیں ہیں۔۔ ہمیشہ کے لیے میں اور تم۔۔۔۔ ہم دونوں ایک ساتھ پوری زندگی یہیں گذاریں گے اکیلے اکیلے بیس بچوں کے ساتھ۔۔ اور تم کبھی اپنے بھائی اور باپ کو دیکھ بھی نہیں سکو گی۔۔۔۔۔ وہ اسکا انکار سن کر اسے ایسے ہی ڈرانے لگا۔۔۔۔ اور وہ سچ میں آنکھوں میں آنسو لا کر بولی۔۔۔۔

کک۔۔۔ کیا کک۔۔ کچھ اور۔۔۔۔ مم۔۔ میرا مطلب ییییہ۔۔۔ یہ ننہیں۔۔۔۔۔ وہ ڈرتی اسکی باتوں پر دکھ سے بولی۔۔۔۔۔ اسکی جان اٹک گئی جب وہ ہمیشہ کے لیے بولا

۔۔۔۔۔

نہیں کرنا تو یہی ہے۔۔۔ اب آگے تم جانو یا تمہارا مسئلا۔۔۔۔۔ وہ بھی ضدی ہو کر بولا

۔۔۔۔

آ آ۔۔۔ آپ بہت برے ہہ۔۔۔ ہیں۔۔۔ وہ آنسوں صاف کرتی بولی۔۔۔۔

ہاں میری ہنی کہتی ہے۔۔۔۔۔

تو کیا کہتی ہو۔۔۔۔۔؟ جلدی بتائو پھر چلنا بھی ہے۔۔۔۔۔وہ بے صبر ہوا۔۔۔۔۔

پیپلل۔۔۔اسکے لفظ ابھی نکلے نہیں تھے جب وہ پہلے بولا۔۔۔۔۔ صرف جواب۔۔۔۔۔

پری ایک بے بس نظر اس پر ڈالی جو منتظر تھا جواب کے۔۔۔۔۔

آ آ۔۔آنکھیں۔۔۔۔۔۔اسنے ہار مانتے ہوئے اسکی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔

شیری نے پہلے تو بے یقینی سے دیکھا۔۔۔۔پھر ایکدم خوش ہوتے آنکھیں بند کر لیں

۔۔۔۔۔

پری اسکا حصار توڑ کر اٹھ بیٹھی۔۔۔۔۔جس پر شیری نے آنکھیں کھول دی۔۔۔۔۔۔

پر اسے قریب بیٹھا دیکھ پھر سے مسکرا دیا۔۔۔۔۔

آ آ آ ۔۔۔ آپ جھوٹ تو نن ۔۔ نہیں بول رر ۔۔۔ رہے نا ۔۔۔۔ ؟ پپ ۔۔ پہلے پرامس کریں لل ۔۔ لیکے جائیں گے ۔۔۔۔ وہ کچھ خوفزدہ سی کانپتے ہاتھ آگے کرتے وعدہ لینے لگی ۔۔۔۔۔

اور پھر پری نے لرزش کرتے اپنا ہاتھ کو کپکپا کر اسکی آنکھوں پر رکھا ۔۔۔۔ سانسیں جیسے کوئی جسم سے چھین رہا تھا ۔۔۔۔ بے جان ہاتھ اسکی آنکھوں پر رکھ کر خود بھی آنکھیں بند کیے اس پر جھکی ۔۔۔۔۔۔

اور اسکی گال پر آہستہ سے اپنے پھر پھراتے ہونٹ رکھے ۔۔۔۔ اور جلدی سے پیچھے ہوئی جیسے وہ کوئی بھوت ہو ۔۔۔۔ ماتھے پر پسینے اور ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھی بھیگ گئی تھی ۔۔۔۔ جب وہ اسکا کانپتا ہاتھ آنکھوں سے ہٹا کر بولا ۔۔۔

یہ کیا تھا۔۔۔۔اسکی آواز میں حیریت اور بے یقینی تھی۔۔۔۔۔

پری دھڑکتے دل اور شرم سے سرخ جھکے چہرے سے خشک اٹکتی آواز میں بولی۔۔۔۔

کک۔۔۔کس۔۔۔۔شیری صدمے میں اسکے چہرے کے رنگ اور لبوں پر مسکان بھی محسوس نا کر پایا۔۔۔۔۔

اگر یہ تمہاری کس تھی تو بیٹھی رہو یہاں۔۔۔۔وہ منہ بنا کر خفگی سے بولا۔۔۔۔پری کو جیسے جھٹکا لگا۔۔۔۔

پپ۔۔پر آپنے پرامس۔۔۔۔۔وہ بھرائی آواز میں اسے یاد ڈلانے لگی۔۔۔۔

ہاں یاد ہے پرامس پر تم بھی کس کرو نا کہ بچوں کی طرح میرے گال چومو۔۔۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔پری جو اتنے میں ہی مر رہی تھی اسکی بات پر سمجھتی۔۔۔۔۔

نن۔۔نہیں۔۔۔۔کرتی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔

ٹھیک ہے مجھے کیا۔۔۔ اٹھو فریش ہو جائو۔۔۔ وہ پھر چالا کی سے بے فکری میں بولا جیسے کہہ رہا ہو اس میں فائدہ تمہارا ہے مجھے کیا۔۔۔۔۔

وہ اٹھ کر جانے لگا جب پیچھے سے مجبور ہو کر پری نے اسکی انگلیاں پکڑ لی۔۔۔۔۔

وہ مسکراتا بغیر مڑے بولا۔۔۔۔۔

بولو۔۔۔؟ جب مدہم سی کانپتی آواز اسکے کان میں پڑی۔۔۔۔۔ آئو۔۔۔۔۔

وہ بھی پھر خاموشی سے احسان کرنے والے انداز میں واپس بیٹھا۔۔۔ اور اسے اپنی لپس کی جانب اشارہ کیا۔۔۔۔ پری سرخ چہرے سے سر جھکا گئی۔۔۔ آنکھیں۔۔۔۔؟ پھر بولی۔۔۔۔

کرلیں۔۔۔۔ اسنے آدھی آنکھیں بند کی۔۔۔۔

پری نے ڈرتے ڈرتے سر اٹھایا۔۔۔۔اور شرمائی سی مسکان ہونٹوں میں دبائے اسکی جانب کھسکی۔۔۔۔شیری پلکوں کی لکیروں سے اسے دیکھ کر خود بھی مسکراہٹ کا گلا گھونٹ گیا۔۔۔۔

وہ قریب ہو کر شانوں سے اسکی شرٹ اپنی کانپتے لرزتی مٹھیوں میں پکڑ کر آنکھیں بند کر گئی۔۔۔۔۔

اور وہ سرشار سا ہو کر ایک ہاتھ سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا اور دوسرا اسکی کمر کو جکڑنے لگا۔۔۔۔

دونوں ایک دوسرے میں کھو سے گئے۔۔۔۔اسکی بڑھتی شدتوں پر وہ اور مضبوطی سے اسکی شرٹ کو پکڑ گئی جب اچانک کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔۔اور دونوں کو ایک دوسرے میں جکڑنے والا سحر سا ٹوٹا۔۔۔۔۔

پری اچانک آواز پر خوفزدہ سی ہوتی دھڑکتے دل کے ساتھ اسے پیچھے دھکیلتی بیڈ سے اتر کر بھاگی۔۔۔۔ جیسے چور کے پیچھے پولیس پڑی ہو۔۔۔۔۔اور باتھ روم گھس کر دروازہ بند کرتی اسکے ساتھ فرش پر بیٹھتی کانپتی گھٹنوں میں سر دیکر منہ چھپا گئی۔۔۔۔۔۔اسکا سارا وجود کانپ رہا تھا۔۔۔۔دل تھا کے جیسے باہر کو آرہا تھا۔۔۔۔

جب پیچھے سے شیری کے بلند قہقہے سنائی دیے۔۔۔۔۔وہ اور مضبوطی سے خود کو بھینچ گئی

۔۔۔۔۔۔

اپنی اچانک بدلتی دل کی دھڑکنے اسے خوفزدہ کر گئی۔۔۔۔۔چہرا سرخ ہو کر تپنے لگا تھا ۔۔۔۔۔وہ گہرے سانس لیتی خود کو ریلیکس کرنے لگی پر ناکام۔۔۔۔۔

خود بے خود ہونٹ ایسی حالت میں بھی مسکرا اٹھے۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

دروازے پر ملازمہ کو دیکھ شیری نے سرد آواز میں اسے جانا کا کہتے واپس دروازہ بند کر گیا ۔۔۔۔۔اور ایک نظر باتھروم کے بند دروازے کو دیکھ کر مسکراتا۔۔۔۔۔پھر وارڈروب سے اسکا اور اپناڈریس نکالنے لگا۔۔۔۔۔۔

پری کے لیے بلیک خوبصورت فراک اور اوورکوٹ نکال کر ایک اور سوئٹر نکالا پھر بلیک ٹوپی اور دستانے کے ساتھ لانگ بوٹ نکال کر باتھروم کے دروازے پر دستک دی ۔۔۔۔۔۔

ہنی۔۔۔۔؟اسکی پکار پر پری بدک کر پیچھے ہوئی۔۔۔۔اور کھڑی ہو کر پوچھنے لگی کانپتی آواز میں۔۔۔۔

کک۔۔کیا۔۔۔۔

چلنا نہیں کیا۔۔۔۔وہ مسکراہٹ روکے سنجیدہ سا پوچھا۔۔۔

چچ۔۔چلنا ہے۔۔۔۔وہ بھرائی آواز میں بولی۔۔۔۔۔

اب وہ اپنی مسکراہٹ بھی نا روک سکا۔۔۔۔اور باتھروم کا دروازہ کھولکر بغیر اسے خوفزدہ کیے ڈریس دیکر واپس دروازہ بند کر گیا۔۔۔۔جلدی کر ولیٹ ہو جائیں گے ۔۔۔۔اور اپنا ڈریس جرسی اٹھا کر دوسرے روم میں چلا گیا فریش ہونے۔۔۔۔۔

پری تو اسکے اچانک اندر آنے اور جانے پر جیسے شاک میں تھی۔۔۔۔وہ تو بغیر اسے دیکھے چلا بھی گیا تھا پر پری ابھی تک ہل نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔

جب دروازہ کھلنے کی آواز سنی تو ہوش میں آتے جلدی جلدی فریش ہوتی۔۔۔۔اسکا دیا ہوا ڈریس پہن کر باہر آئی۔۔۔۔پر شیری ابھی وہا نہیں تھا۔۔۔۔وہ بیڈ پر کوٹ دستانے اور نیچے بلیک لانگ بوٹ دیکھ کر حیران ہو گئی۔۔۔۔جب شیری کے لفظ یاد

آئے۔۔۔(ہم گھر سے بہت دور ہیں) اسکے دماغ میں الجھن ہونے لگی اور وہ چلتی کھڑکی کے طرف آئی۔۔۔۔

کھڑکی کھول کر اسکی نظریں جیسے نیچے زمین پر گرتی روئی نما برف پر پڑی تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہوا۔۔۔۔وہ سب کچھ بھولا کر خوشی سے یاہووو کہتی چیخی

۔۔۔۔۔۔

اور دروازے کی طرف دوڑ لگائی تو وہاں پر شہریار کو پاکر خوشی سے منت سماجت کرنے لگی۔۔۔۔

پپپ۔۔۔پلیز مم۔۔مجھے نیچے جانے دیں پپ۔۔پلیز۔۔۔۔خوشی سے اسکا چہرا سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔وہ اپنی پسندیدہ چیزوں پر اتنی پاگل جنونی تھی کہ ننگھے پائوں بغیر دوپٹے اور بھیگے بالوں سے برف میں جانا چاہتی تھی۔۔۔۔

پپ۔۔پلیز دیکھو مم۔۔۔ یمنے آ آ۔۔۔ آپکی بات مانی اب آپ جانے دیں۔۔۔۔وہ اسے خاموش دیکھ پھر سے التجا کرنے لگی۔۔۔۔۔

نہیں ڈارلنگ تمنے ابھی باتھ لیا ہے تو بیمار ہو جائو گی۔۔۔۔۔ ہم نیکسٹ ٹائم انجوائے گرینگے۔۔۔۔۔وہ اسے سہولت سے منا کرتا بازوں سے پکڑ کر ڈریسنگ مرر کے سامنے لایا۔۔۔۔اور اسکے بالوں میں برش کرنے لگا۔۔۔۔۔

نن۔۔نہیں ہوتی بب۔۔۔بیمار مجھے جانا۔۔۔۔وہ ضدی ہو کر بولی اور سر کو جھٹکے دیتی اسکے برش دیتے ہاتھوں کو ناکام کرنے لگی۔۔۔۔۔

شیری اسے مسلسل ایسا کرتے دیکھ کچھ سخت آواز میں بولا۔۔۔

اگر اب تمنے سر ہلایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

پری اپنی خوائش کے اتنے قریب آتے بغیر محسوس کیے جانے پر جیسے تڑپ ہی تو گئی تھی

آ آ۔۔۔ آپ سے برا ہے بب۔۔ بھی کوئی نہیں۔۔۔۔ وہ روتی آنکھیں مسلتی غصے اور نارضگی سے بولی۔۔۔۔

پر کچھ اسکی سخت آواز پر خاموش اسے مر رمیں دیکھتی آنسو بہانے لگی کہ شاید رحم آجائے۔۔۔۔ پر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔۔

وہ بھی خاموش اسکے لمبے بالوں کو کلپ میں جکڑے۔۔۔۔ شانوں سے پکڑ کر بیڈ کے قریب لایا۔۔۔۔ پری بھی نرم قالین پر پیر پٹکنے کے انداز میں رکھتی ساتھ زبردستی آئی

اور شیری نے پہلے اسے سلیولیس سوئٹر فراک کے اوپر پہنا کر اور اسکے اوپر سے اوور کوٹ پہنایا۔۔۔ جس میں وہ بالکل چھپ گئی تھی۔۔۔۔ پر پھولے منہ غصے سے کچھ بھی

نا بولی خاموش وہ جیسے کرتا گیا ویسے ہوتی گئی۔۔۔۔ البتہ ہاتھ اور نظروں کی حرکت میں شدید غصہ اور ناراضگی نمایا تھی۔۔۔۔ جس پر شیری زبردستی اپنی مسکراہٹ روکے رکھا تھا۔۔۔۔۔ وہ اسے ایسی کیوٹ لگ رہی تھی کہ دل کر رہا تھا۔۔۔۔ اسکے پھولے سرخ رخساروں کو چوم لے۔۔۔۔ پر ایسا نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔ پتا نہیں غصے میں کیا کرے۔۔۔۔

اسکے گلابی چھوٹے ہاتھوں میں دستانے پہنائے تو اسنے غصے سے اپنے ہاتھ جھٹک لیے پر وہ بغیر دھیان دیے کچھ سختی سے پھر پکڑ کر پہنانے لگا۔۔۔ اور پھر اسکے سر پر ٹوپی پہنا کر اسے بیڈ پر بٹھایا اور بوٹ پہنانے لگا۔۔۔۔

پری اسے اپنے ہر رویہ سے غصہ اور ناراضگی دیکھا رہی تھی۔۔۔ پر اس پر کوئی اثر نا دیکھتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔

مجھے جانا ہے۔۔۔۔۔زور زور سے زمین پر لانگ بوٹ میں مقید پائوں مارتی بولی۔۔۔۔

پر شیری اسکی کاروائی پر بغیر دھیان دئے اپنے بازوں میں اٹھا کر روم سے نکلا۔۔۔۔

نن۔۔۔نہیں جانا مجھے۔۔۔۔چھوڑو۔۔۔وہ بھی ہر کوشش ناکام دیکھ کر زور سے چیخی۔۔۔تینوں ملازمہ کی نظریں کوٹ میں چھپی شیری کے بازوں میں جھٹکے دیتی نیچے اترنے کے لیے اس پر پڑی تو بے ساختہ مسکرا دیں۔۔۔۔

انہیں وہ کافی پسند آئی تھی اپنے سر کے لیے۔۔۔۔

جو تم چاہتی ہو وہ اس بار ناممکن ہے۔۔۔وہ بھی کچھ تیز آواز میں بولتا اسے چپ کروا گیا۔۔۔۔پر وہ مسلسل ہچکیاں دے رہی تھی۔۔۔شیری نے ایک گہرا سانس لیکر اسے

چیئر پر بٹھایا اور اسکی ہچکیوں اور مزاحمت کی پرواہ کیے بغیر اسے ناشتا کروایا۔۔۔۔جو اسنے ہر ہر نوالہ روتے کھایا۔۔۔۔

پھر اسے لیکر ڈرائننگ روم سے لیکر لائونج میں آیا۔۔۔۔پری کا روتا ہوا منہ کھل گیا گھر کو دیکھ کر۔۔۔۔۔

شیری کو اچانک موبائل اور گاڑی کی چابی یاد آئی تو وہ اسے صوفے پر بٹھا کر باہر نا جانے کی ہدایت دیتا اوپر جانے لگا۔۔۔۔۔

پری ایکدم رونا بھولکر اسے جاتے دیکھنے لگی۔۔۔۔اسکے کمرے میں قدم رکھتے ہی وہ اوور کوٹ جو بھاری تھا اتار کر پھینکتی داخلی دروازے کی سمیت بھاگی۔۔۔۔۔

اور ایک نظر پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔خوشی کی ایک لہر اسکے تن بدن میں دوڑی۔۔۔۔

ٹوپی اور سلیو لیس سوئٹر پہنے باہر ٹھر ٹھراتی جسم کو سن کرنے والی برف میں بھاگتی جا کر گھٹنو کے بل گری اور اوپر سے گرتی برف کو وہاں پر لیٹ کر محسوس کرنے لگی۔۔۔۔وہ اس سہانے موقعے سے پورا فائدہ اٹھانے لگی۔۔۔

پھر خوشی سے اٹھی اور مٹھیاں بھر بھر خود کے اوپر ڈالنے لگی۔۔۔۔۔یہاں تک کہ بلیک فراک بھی سفید ہو گیا۔۔۔۔ناک اور چہرا ٹھنڈ سے سرخ نیلا ہونے لگا۔۔۔۔۔ ابھی اسے لمحہ بھی نہیں گذرا تھا کہ یہ حال تھا۔۔۔۔۔

پر وہ اس سب کی پروا کیے بغیر برف سے کھیلتی رہی۔۔۔۔۔

شہریار چابی اور موبائل لیکر سیڑھیاں اترتا نیچے آیا تو صوفے کے قریب نیچے پڑے اسکے اوور کوٹ کو دیکھ وہ بھاگتا ہوا تیزی سے نیچے آیا اور اسے اٹھا کر ملازموں پر چیخا جس وہ سب ہڑبڑا گئی۔۔۔۔

س۔۔سوری سر یہی تھی۔۔۔۔۔ کہتی سر جھکا گئی۔۔۔۔۔

یہاں کیوں کھڑی ہو جائو سوئٹر اور شال لیکر آئو۔۔۔ وہ دھاڑا تو تینوں ہڑبڑا کر اوپر کو بھاگی۔۔۔۔

اور شیری وہ کوٹ اٹھائے باہر بھاگا۔۔۔۔ وہ کیسے بھول گیا کہ وہ کتنی ضدی ہے ۔۔۔۔

وہ جیسے باہر لان میں آیا تو سامنے ہی وہ برف پر بیٹھی اس سے کھیل رہی تھی۔۔۔ اور شاید خوش سے چیخ بھی رہی تھی۔۔۔۔ نیلی پڑتی۔۔۔

اسکا ہاتھ خود بے خود بل پڑے ماتھے پر گیا۔۔۔۔ اور دوڑ کر اس تک پہنچا۔۔۔۔۔

کبھی نہیں سدھر سکتی۔۔۔۔ مینے کہاں تھا نا کہ مت جانا باہر اب اپنا حال دیکھو۔۔۔۔ غصے میں بولتا اسکے کانپتے یخ ٹھنڈے وجود کو باہوں میں بھر کر وہاں سے گاڑی کی طرف بھاگا۔۔۔۔۔ وہ کلفی کی طرح بن گئی تھی ایک منٹ میں اسکا یہ حال تھا۔۔۔ کہ کوئی مزاہمت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔ شاید وہ شیری کے منا کرنے سے اس حد تک چلی گئی تھی ضد میں۔۔۔۔

گاڑی کی چابی ملازمہ کو دی تو اسنے جلدی سے دروازہ کھولا وہ خود بوکھلائی ہوئی تھیں ۔۔۔۔ شیری نے اسے اندر فرنٹ سیٹ پر ڈالکر ملازموں سے دو شال اور سوئٹرز لیکر خود دوسری طرف سے آیا۔۔۔۔

پری ایسے ہی پڑی تھی سیٹ پر۔۔۔۔۔۔ شیری نے ہیٹر چلایا اور دونوں طرف دروازے بند کیے۔۔۔۔۔۔ ملازموں کو اسنے جانے کا بول دیا تھا۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھوں سے دستانے اتار کر اپنے ہاتھوں میں اسکے ٹھنڈے ہاتھوں کو کچھ دیر رگڑا ۔۔۔۔۔ اور پھر دوسرے پہنا کر اسے تین موٹے سوئٹرز پہنائے اور اوپر اوور کوٹ پہنایا اسکے گرد ڈبل شال اوڑھلیں۔۔۔۔ شال میں چھپے اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ دئے

۔۔۔۔۔

جان نکال دیتی ہو۔۔۔۔ بدتمیز لڑکی۔۔۔۔۔۔ اسکے گالوں چھو کر اسکے بھالو نما سر کو اپنے کندھے پر ٹکائے گاڑی اسٹارٹ کر دی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

گاڑی میں چلتے ہیٹر اور ڈبل شالوں کوٹ اور تین سوئٹر نے جیسے جسم میں گرمائش پیدا کر دی۔۔۔۔وہ کسمسا کر انہیں اتارنے لگی جب شیری نے ایک ہاتھ سے اسکے ہاتھ پکڑ ایسا نا کرنے دیا۔۔۔

پری ایکدم آنکھیں کھول کر ماحول کو دیکھنے لگی۔۔۔۔وہ تو برف پر کھیل رہی تھی ۔۔۔۔پھر یہاں۔۔۔

مم۔۔۔میری برف۔۔۔؟وہ شیری کے شانوں سے سر ہٹا کر شال کو چہرے سے ہٹائے پوچھنے لگی۔۔۔۔۔

اسکی میری برف کہنے وہ مسکرا دیا۔۔۔

کونسی تمہاری برف۔۔۔۔

ایک نظر اس پر ڈالکر واپس راستے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

آ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ مطلب ہم جا رہے ہیں۔۔۔؟ اور وہاں برف۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے واپس جانا ہے۔۔۔۔ وہ اسکے کندھوں کو ہلا کر ضدی آواز میں بولی۔۔۔۔۔

ہنی دیکھو پہلے ہی تمہاری حرکت پر میرا دماغ گھوما ہوا۔۔۔۔ جو ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا ہے تو بھلائی اس میں ہے کہ چپ کر کے بیٹھی رہو۔۔۔۔ پہلے ہی میرے منا کرنے پر بہت کچھ کر چکی ہو۔۔۔۔۔

وہ کچھ وارنگ دیتے بولا۔۔۔۔۔

آ آ۔۔۔ آپ بالکل بھی اچھے نن۔۔۔۔ نہیں ہیں مم۔۔۔ میں سب جا کر بڑے پاپا کو بتاؤ نگی۔۔۔۔۔۔ وہ منہ بنا کر شکایتی انداز میں بولی اور باہر شیشے سے برف کو دیکھنے لگی ۔۔۔۔ کتنا مزا تھا میں سب حور کو بتاؤ نگی۔۔۔۔۔۔ وہ خوش ہوتے سوچنے لگی۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم یہ بتانا اور میں وہاں سب کو یہ بتاؤنگا کہ آپکی معصوم بھولی بھالی بیٹی نے دن دھاڑے آپکے بیٹے کو کس کیا۔۔۔۔۔ پھر دیکھتے ہیں کسے ڈانٹ پڑتی ہے۔۔۔۔

شرارت سے کہتا اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا گیا۔۔۔

پری کو جیسے ہزار وولٹ کا جھٹکا لگا۔۔۔۔وہ گھبرا گئی۔۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں آپ نہیں بب۔۔۔بتائینگے۔۔۔۔وہ سرخ جھکے چہرے سے دستانے سمیت ہاتھ مسلتی بھرائی آواز میں بولی۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔وہ تو آپنے کہا تھا۔۔۔۔ پھر سے تھوڑی ہمت کر کے سچ بولی۔۔۔۔

اچھا تو وہاں کون بتائے گا کہ میںنے ایسا کہا تھا۔۔۔۔یہ تو سچ ہے نا کے کس تمنے کیا ۔۔۔۔۔وہ اسکی حالت پر محظوظ ہوتا بولا۔۔۔

یہ تو سچ کہہ رہا ہے وہاں میری گواہی کون دیتا۔۔۔۔وہ سوچ کر آنکھوں میں آنسوں لے آئی۔۔۔۔

اچھا رو نہیں مجھ سے ڈیل کر لو۔۔۔۔۔۔وہ سیدھا پوائنٹ پر آیا۔۔۔

کک۔۔۔کیسی ڈیل۔۔۔۔۔ نظریں اٹھا کر دیکھتی پوچھنے لگی۔۔۔۔اسی میں ہی فائدہ تھا۔۔۔۔

یہی کہ تم گھر میں کسی کو نہیں بتاؤ گی کہ میںنے تمہیں کڈنیپ کیا تھا حور کو بھی نہیں ۔۔۔۔۔اور یہ کہو گی میںنے تمہیں تمہارے سوتیلے ماموں سے بچایا ہے۔۔۔۔۔۔ٹھیک ؟۔۔۔بولتا وہ جو اسکو پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔اسکی ناک دبائی۔۔۔۔

ہہہ۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔اسکے پاس ہاں کرنے کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔

گڈ گرل۔۔۔۔

پھر وہ خاموشی سے باہر گرتی برف کو دیکھ رہی تھی اور شیری کبھی کبھی اس پر نظریں ڈال لیتا۔۔۔۔

جانم۔۔۔۔اسکے ابھی لب ملے جب وہ پہلے سے ہی اسکی بات کاٹتی بولی۔۔۔۔۔

مم۔۔۔میں ناراض ہوں۔۔۔۔پھر چھوٹی سی ناک چڑھا کر آنکھیں موند گئی

۔۔۔۔۔۔

اگر ایسے کرو گی تو میں کھا جائوں گا تمہیں۔۔۔۔اسے اسکی معصوم ادا بہت پسند آئی

۔۔۔۔۔۔

آ آ۔۔۔ آپ انسان کھاتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے پوچھنے لگی

۔۔۔۔۔۔

نہیں انسان نہیں کھاتا صرف میری جانم کو کھانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ تھوڑا اسکی اور جھک

کر آہستہ سے بولا۔۔۔۔۔

ییہ۔۔۔۔ یہ بات میں ضرور بتاؤ نگی۔۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔ باتیں ہضم نہیں ہو رہیں کیا۔۔۔۔ وہ قہقہہ لگا کر بولا۔۔۔۔

ہوں۔۔۔۔۔۔ میں ناراض ہوں۔۔۔۔۔ وہ اپنی بات پر زور دیتی بولی۔۔۔۔۔

کیوں وجہ۔۔۔۔۔؟؟ شیری نے ایک آئی برو اچکا کر پوچھا۔۔۔۔۔

کک۔۔ کیا آ آ۔۔۔ آپ مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ وہ اپنے منہ سے شال ہٹا

کر پوچھنے لگی۔۔۔۔۔۔

ہاں بہت بہت باتیں۔۔۔۔۔وہ بھی کچھ ترسے ہوئے انداز میں بولا جس پر وہ اپنی خوشی سے مسکراہٹ روکنے لگی۔۔۔۔۔

توپھ۔۔۔۔پھر ہم یہاں پر تھوڑا کھ۔۔۔کھیل لیں۔۔۔۔۔وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر باہر برف کی طرف اشارہ کرتی بولی۔۔۔۔۔

دیکھو میری جان سمجھنے کی کوشش کرو بیمار ہو جائو گی۔۔۔۔۔بہت نازک ہو تم۔۔۔۔۔وہ اسے لاڈ سے بولتے دیکھ پیار سے سمجھانے لگا۔۔۔۔۔۔جس پر پری نے منہ بنایا۔۔۔۔۔

میں نازک ننن۔۔۔۔نہیں ہوں۔۔۔۔۔رات کو آ۔۔۔آپنے دیکھا نہیں میںنے کک۔۔۔۔کیسے کاٹا تھا۔۔۔۔۔وہ اسے اپنی طاقت کا یقین دلانے لگی۔۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔یہ تو بات ہے پر تم طبعیت کے حساب سے بہت نازک ہو۔۔۔۔وہ ہنستا بولا ۔۔۔۔۔

جھ۔۔۔ جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم ناجائیں۔۔۔۔اا۔۔اب مجھ سے بات نا کریں ۔۔۔۔۔اور نن۔۔۔ناہی مجھے دیکھیں۔۔۔۔وہ چڑتی غصے سے بولتی ساری شال اتار کر پھینکی۔۔۔۔

شیری صرف ایک مسکراتی نظر ڈالکر رہ گیا۔۔۔۔جو باہر ترسی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤

گاڑی ملک ولا کے پارکنگ ایریا میں رکی۔۔۔۔۔ تو اسنے اسکے کندھے پر سر رکھے سوئی ہوئی پری کو ہلایا۔۔۔۔ جسے خدا ہی جانے اتنی نیند کہاں سے آتی تھی۔۔۔۔

اسنے راستے میں ہی غصے میں آہستہ آہستہ بوٹ ٹوپی دستانے سوئٹرز کوٹ سب اتار کر پیچھے پھینک دئے تھے۔۔۔۔ کہ اسے غصہ آئے۔۔۔ پر وہ اندر ہیٹر کے ٹمپریچر کی وجہ سے کچھ نا بولا۔۔۔۔

تو اسنے منہ بنا کر ایک شال اٹھالی۔۔۔ پھر جب تک بیٹھی رہی جان بوجھ کر کوئی نا کوئی ایسی حرکت کرتی رہی جس سے اسے غصہ آئے اور بولے تو وہ اسے باہر جانے کے لیے کہے

۔۔۔۔

پر شیری کو اسکی یہ حرکت بے انتہا پسند آرہی تھیں جس وجہ سے وہ چہرے سنجیدہ تاثر لیے چپ چاپ ڈرائیونگ کرتا رہا۔۔۔ اور پری آخری بار اسکے بوٹ پر اپنا پائوں مارتی

غصے سے ٹشو باکس اٹھا کر ان سے کھیلنے لگی۔۔۔۔ مقصد صرف اسے متوجہ کرنا تھا جس میں اسے لگا وہ ناکام گئی ہے۔۔ تو تھک ہار کر سر سیٹ سے لگائے آنکھیں موند گئی

۔۔۔۔۔

شیری نے مسکرا کر اسے دیکھا جو منہ پھولائے آنکھیں موندے پڑی تھی تو اسے آہستہ سے اپنے کندھے پر رکھ لیا اسکا سر۔۔۔۔

ہنی اٹھو گھر آ گیا۔۔۔ اسکے گال تھپتھپانے پر آنکھیں کھولی تو ملک ولا کو دیکھ کر۔۔۔۔ غصے میں بھرائی آنکھوں سے اسکے ہاتھ جھٹکتی وہاں سے نکل کر بھاگی۔۔۔۔

شیری بس بے بس نظر اسکے شال میں ڈھکی پشت پر ڈالکر رہ گیا۔۔۔۔

اور خود بھی اسکے سوئٹرز لیے اندر داخل ہوا جہاں وہ الطاف صاحب کے سینے سے لگی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔۔

شہریار پریشان سا ہو گیا۔۔۔ افففف۔۔۔ اب کیسے مناؤ اپنی جانم کو۔۔۔

🖤🖤🖤🖤🖤

حور اپنے روم میں بیٹھی موبائل ایسے ہی ہاتھوں میں گھماتی سوچوں میں تھی کہ اس پر میسج ٹون بجا۔۔۔

جسنے اسے وہاں سے نکالا۔۔۔ اسنے دیکھا تو سفیان کا میسج تھا۔۔۔۔

اسکی ایک ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔۔۔۔وہ جیسے جیسے شادی کے دن قریب آرہے تھے تو اسکے بارے سوچتی تو آس پاس تتلیاں سے اڑتی محسوس ہوتی۔۔۔۔

رنگ بے رنگی اور وہ ان میں کھو سی جاتی سفیان کے سنگ۔۔۔۔

کانپتی انگلیوں سے اسنے میسج باکس کھولا تو وہاں لکھا میسج پڑھ کر ہاتھوں سمیت لال ٹماٹر ہوگئی۔۔۔۔چہرے پر شرم حیا کے رنگ لہرانے لگے۔۔۔۔

مت پوچھو کس قدر آتا ہے پیار تجھ پر دل کرتا ہے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھ کر پی جائوں سانسیں تیری۔۔۔۔۔

حور کے ہاتھ کانپنے لگے جب دوسرا میسج پڑھا۔۔۔۔

سوری غلطی سے آگیا میں یہ کسی اور کو بھیج رہا تھا تو تمہاری طرف آگیا۔۔۔۔غلط جگہ

۔۔۔۔۔

وہ ہر ہر لفظ میں حور کو حیران کر گیا۔۔۔۔

میرے علاوہ یہ کسے ایسے بے ہودہ میسج کرنے والا تھا۔۔۔۔۔اسکے اندر حسد کے اور غصے کا لوا ابلنے لگا۔۔۔۔

ابھی اسکاری ایکشن دیکھاتی جب نیچے سے پری کی چہکتی روتی آوازیں آنے لگی۔۔۔۔

وہ غصے سے موبائل وہیں پھینکتی نیچے کو بھاگی۔۔۔۔

پر یہ تو طے کر لیا تھا ہر حساب لیگی اس آوارہ منکوح سے۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

وہ سب سے ملکر جب حماد اور احمد صاحب کے پاس آئی تو سیڑھیاں طے کرتے شیری کو دیکھ کر روتے ہوئے تیز آواز میں بولی۔۔۔۔

کہ دراب کے ساتھ بات کرتے سفیان کے بھی کان کھڑے ہو گئے۔۔۔

بڑے پاپا ہہ۔۔۔ ہم جب آ رہے تھ۔۔۔ تھے تو گاڑی مم۔۔۔ میں انہوں نے مم۔۔۔ مجھے سے کہا کہ وہ مجھے کھا جائیں گے۔۔۔ او۔۔۔ اور۔۔ مصنوعی ہچکی لی۔۔۔۔ رات کو جب مم۔۔ مجھے ہگ کیا اور میںنے چھ۔۔۔ چھڑوانا چاہا تو بولے یہاں پر چ۔۔ چڑیلیں ہیں ۔۔ وہ مجھے کھا جائیں گی۔۔۔

بب۔۔ بہت ڈرایا۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر رودی۔۔۔ مقصد صرف شیری کو ڈانٹ پڑوانی تھی۔۔۔ جو اسے برف سے واپس لے آیا تھا۔۔۔

سب کے چہرے مسکراہٹ روکے جھک گئے تھے۔۔۔۔ الطاف صاحب خود اپنی بیٹی کو دیکھ شرمندہ ہو گئے۔۔۔۔

عالیہ اور عائمہ بیگم خود مسکراہٹ روکے ہوئی تھی۔۔۔۔

سفیان کا وہاں ہنس ہنس کے برا حال تھا۔۔۔۔ دراب ایک نظر شیری پر ڈالتے جو پری کی بات پر سرخ چہرا لیے سیڑھیوں پر کھڑا تھا۔۔۔۔ کھانستے روم کی طرف چلا گیا

۔۔۔۔

بھائی۔۔۔۔ حور کی صدمے بھری آواز آئی۔۔۔۔ آپ نے پری کو ڈرایا۔۔۔۔

کوئی نہیں ڈرایا کل سے دماغ سے فارغ ہو گئی۔۔۔۔ تمہاری یہ معصوم پری۔۔۔۔ غصے سے چبا کر کہتا بغیر پیچھے دیکھے وہاں سے روم میں چلا آیا۔۔۔۔

اسے سچ میں یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ یہ سب بولے گی۔۔۔۔ اسکا موڈ خراب ہو گیا تھا کہ وہ اپنی پرسنل باتیں سب کے سامنے شیئر کر رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ خاموش ایک نظر رات کے فنکشن کے ڈریس پر ڈالکر بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔۔ کمر جو اکڑ گئی تھی ڈرائیونگ کرتے کرتے۔۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

پری نے ابھی کچھ دوسرا بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب عائمہ بیگم ہڑبڑا کر اٹھی۔۔۔۔۔

چلو پری بیٹا فریش ہو جائو۔۔۔۔ تیار بھی ہونا ہے۔۔۔۔ وہ اسے حماد صاحب کے پاس سے اٹھا کر ہاتھ پکڑتی اوپر جانے لگی۔۔۔۔ جب وہ بولی۔۔۔۔

مم۔۔۔مجھے ابھی بب۔۔۔بہت کچھ بتانا ہے مما۔۔۔عالیہ بیگم بھی اٹھ کر ساتھ آئی ۔۔۔۔ہاں ہم باتیں کرتے ہیں آپ چلو۔۔۔وہ اسے آنسو صاف کرتے حیران اور پریشان چہرے کو دیکھ کر بولی۔۔۔۔

پری کو تو یہی بات کھائے جا رہی تھی کہ اسکے اتنا کچھ بتانے پر بھی کسی نے شیری کو نہیں ڈانٹا۔۔۔۔

الٹا اسے وہاں سے لے آئے۔۔۔۔

کمرے میں لا کر دونوں نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔۔۔۔

دیکھو میری جان ایسی باتیں سب کے سامنے نہیں کرتے وہ تمہارا شوھر ہے۔۔۔

کک۔۔۔کیوں نن۔۔ نہیں کرتے اسنے مجھے برف میں کھیلنے نن۔۔۔ نہیں دیا مینے بہت منت کی پھر بھی۔۔۔۔وہ ڈانٹتا رہا کہ نہیں بیمار ہو جائو نگی۔۔۔۔وہ بھرائی آواز میں انہیں اپنے دکھڑے اور شیری کے ظلم کے بارے میں بتانے لگی۔۔۔

جس پر دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر اور مسکرا دیں۔۔۔۔عالیہ بیگم نے اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھ کر بولی۔۔۔۔

میری پیاری سی بیٹی۔۔۔۔۔بالکل معصوم گڑیا جیسی۔۔۔۔۔

اور وہ وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

پری بھی مسکرا دی اور جب نظر سامنے ییلو قیمتی خوبصورت لہنگے پر پڑی تو وہاں سے اٹھ کر وائو کہتی اسکے پاس پہنچی۔۔۔۔

یہ کتنا خ۔۔۔خوبصورت ہے نامما۔۔۔ایک نظر انکے مسکراتے چہرے پر ڈالکر واپس لہنگے کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔

ییہ۔۔۔یہ حور کا ہے۔۔؟وہ اسے ہاتھوں میں لیے پوچھنے لگی جب عائمہ بیگم قریب آکر اسکے سر پر ہاتھ رکھتی بولی۔۔۔۔

نہیں تمہارا ہے۔۔۔مایوں کے لیے۔۔۔۔پری اسکی بات نا سمجھی۔۔۔

مم۔۔۔میں اتنا بھاری لہنگہ کیسے پہنو گی۔۔۔او۔۔۔اور اگر پہنو گی تو شش۔۔شیری پھر مجھے گود میں اٹھا لے گا۔۔۔۔اور مجھے بب۔۔۔بہت شرم آتی ہے۔۔۔۔

عائمہ بیگم اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے ہنس دی۔۔۔۔کتنی معصوم اور نا سمجھ تھی کہ اپنے جزبات نہیں سمجھ پا رہی تھی۔۔۔

آج وہ تمہیں نہیں اٹھائے گا۔۔۔کیونکہ آج ہماری پری کی مایوں کی رسم ہے اور پھر مہندی اسکے بعد شادی۔۔۔۔۔وہ اسے سمجھاتی بولی۔۔۔

پر پری کو تو جیسے شاک لگا تھا۔۔۔وہ چیخی۔۔۔ششششادی۔۔۔۔

و۔۔و۔۔وہ اس ظالم کے ساتھ۔۔۔

جو مجھے کچھ کھیلنے۔۔بب۔۔بال کھولنے۔۔۔چاکلیٹ کھانے۔۔۔اور۔۔۔اور سانس لینے ن۔۔نہیں دیتا۔۔۔میں نہیں کرونگی کوئی ش۔۔شادی وادی۔۔۔اور۔۔۔اور اسکے بب۔۔۔بیس بچے ہیں۔۔۔جنکے ب۔۔بارے میں کہہ رہا ہے ہمارے ہیں۔۔۔ مم۔۔۔میں کیسے سنبھالونگی۔۔۔اسکے ب۔۔۔بیس بچے۔۔۔۔وہ بھرائی آواز میں کہتی اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔اور عائمہ بیگم کی تو ہنسی نہیں رک رہی تھی۔۔۔

بس میری بچی۔۔۔۔وہ اسکے پیٹھ سہلاتی اسے چپ کروانے لگی۔۔۔۔

یہ سب اس لیے کہتا ہے کہ تم اسکی بیوی ہو بیٹا۔۔۔۔اسکا نکاح تمسے پہلے ہی ہو چکا ہے اور ان رسموں سے کوئی فرق نہیں پڑتا وہ تو پہلے ہی تمہارا شوھر ہے۔۔۔۔یہ بس دنیاوی رسمیں ہیں میری جان۔۔۔۔۔

اور اگر تم یہ رسمیں نبھاؤ گی تو میں شہریار سے کہہ کر تمہاری ہر خواہش پوری کرواؤنگی ۔۔۔۔ اور جو تم کہو گی جہاں گھومنا چاہو گی وہیں تمہیں لے جائے گا اور کبھی غصہ بھی نہیں کرے گا۔۔۔

مزاق کرتا ہے بدمعاش کوئی بیس بچے نہیں ہیں اسکے۔۔۔ ایسے ہی تمہیں تنگ کر رہا ہے۔۔۔۔

عائمہ بیگم اسے پاس بیٹھا کر سمجھاتی رہی اور وہ گھور گھور کر انہیں دیکھتی رہی۔۔۔

ت۔۔ تو مطلب میں شش۔۔۔ شیری کی بیوی ہوں۔۔۔۔ جیسے آپ چھوٹے پاپا کی ہیں۔۔۔ وہ حیریت اور بے یقینی سے پوچھنے لگی۔۔۔ اسکی بات پر عائمہ بیگم کا قہقہہ لگا ۔۔۔۔

ہاں جیسے میں آپکے چھوٹے پاپا کی ہوں۔۔۔۔ وہ اسکے سر پر بوسہ دیتی بولی۔۔۔۔

تو۔۔ تو کیا میں بھی ہہ۔۔۔ ہلدی لگاؤں گی آج۔۔۔ اور پھر مہندی اور شادی۔۔۔۔
پھر اسکے بعد۔۔۔ مجھے واپس مری ل۔۔ لیکر جائیں گے۔۔۔ پھر مجھے کھ۔۔۔ کھیلنے سے

نہیں روکیں گے۔۔۔ مطلب سچی۔۔۔۔۔ وہ بے یقینی اور کچھ چہکتے پوچھ کر تسلی لینے لگی

۔۔۔۔۔

ہاں سچی۔۔۔۔

پپ۔۔۔ پر آپ اس سے کہیے گا۔۔۔ کک۔۔۔ کہ مجھے پھر یہاں لیکر آئے پاپا اور آپ لوگوں کے پاس۔۔۔۔۔

ہاں میں اسے سمجھا دونگی وہ جلد ہی تمہیں لیکر آئے گا۔۔۔۔۔

اور پھر کچھ باتیں اسے سمجھائیں جیسے پری سر جھکائے سنتی کبھی آنکھیں پھاڑے۔۔۔۔

وہ حور سے ملی اور اسے شیری کے وہاں گھر اور اپنی برف میں کھیلنے کا بتایا۔۔۔۔ جس پر حور ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئی۔۔۔۔

وائو پری تم کتنی چالاک ہو گئی ہو۔۔۔۔

اسکی بات پر پری نے مصنوعی کالر جھاڑا۔۔۔۔ ویسے یہ فراک کتنا پیارا ہے نا۔۔۔۔ اور میرا بھائی دیکھو کتنا پیار کرتا ہے تم سے۔۔۔۔ تم بھی چھپ کر اسکی شرٹ سے محبت کرنا چھوڑو سیدھا بہادر ہو کر منہ پر کہو جیسے میرا بھائی کہتا ہے۔۔۔۔۔ اسکی بات پر پری کچھ خوفزدہ سی ہوتی شرمندہ نظریں جھکا گئی۔۔۔۔

مم۔۔۔ میںنے نہیں کی وہ خود آ آ۔۔۔ آگئی بب۔۔ بیگ میں۔۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ مسلتی بولی

۔۔۔۔۔

مینے کب کہا تمنے چوری کی۔۔۔۔ میں تو کہہ رہی ہوں بھائی شرٹ کو چھوڑے منہ پر اظہار محبت کرو۔۔۔۔۔ وہ قہقہہ لگا کر شرارت سے۔۔۔

جس پر پری نے گھور کر غصے سے دیکھا اور حور اسکی چھوٹی ناک دبا کر پھر بولی۔۔۔۔۔

اللہ پاک تم دونوں کو ایسے ہی خوش رکھے۔۔۔ آمین

وہ اسے دل سے دعا دینے لگی۔۔۔۔۔

جس پر شرمائی سی پری مسکرا دی۔۔۔۔۔ یہ بھی کک۔۔۔ کہو کہ وہ مجھے بہت سارے چاکلیٹ لا کر دے۔۔۔۔ اور میں جیسے کھاؤں مجھے منانا کرے۔۔۔۔ اور اسے ہی اچھے سے مم۔۔ میرے بال بنائے۔۔۔۔

اسے اپنے مطلب کی بات یاد ڈلانے لگی۔۔۔ جس پر وہ منا کرتا تھا۔۔۔۔ حور مسکرا کر ہر وہ دعا کرنے لگی جس میں اسکی خوش ہو۔۔۔ اور وہ پیچھے آمین کہتی گئی۔۔۔۔۔

ویسے بھابھی جی ایک بات تو بتائو۔۔۔۔؟ حور شرارت سے اسے بھابھی کہتی آنکھیں سکیڑ کر بولی۔۔۔۔۔

ہیں میں بھ۔۔بھابھی نہیں ہوں۔۔۔وہ آنکھیں نکال کر سختی سے بولی۔۔۔

اوہ۔۔۔اچھا۔۔حور نے مصنوعی حیرت سے کہا۔۔۔۔اور پھر بولی۔۔۔کیا تم میرے شیر بھائی کی بیوی نہیں ہو۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔پری بھابھی۔۔۔۔میجر شہریار کی ڈرپوک بیوی۔۔۔ہائو فنی۔۔۔

حور کے چھیڑنے پر پری نے اسکی تکیوں سے پٹائی کرنی شروع کر دی۔۔۔۔۔دونوں کو دیکھ کر لگتا ہی نہیں تھا۔۔۔۔کہ رات کو انکی مایوں ہے۔۔۔

اور پھر دونوں ساتھ ہنسنے لگی۔۔۔

اسکے ہاں کرنے پر الطاف صاحب بہت خوش ہو گئے تھے وہ کافی پریشان تھے۔۔۔ کہ پری مانے گی بھی کہ نہیں۔۔۔۔۔۔ اسے اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ شہریار سے بہتر جیون ساتھی اسکی پری کو نہیں مل سکتا۔۔۔۔۔

شاید وہ اس سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے اور اسکی بیٹی کے لیے شہریار کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا تھا بھی نہیں۔۔۔۔۔۔

بہر حال ہر کوئی تہہ دل سے انکی خوشیوں کے دعا گو تھا۔۔۔۔ ایک بار پھر ملک ولا کو دلہن کی طرح سجایا ہوا تھا۔۔۔۔ بے انتہا محبت کرنے والوں کو جوڑنے کے لیے

۔۔۔۔۔۔

دیوانے کو اپنی دیوانگی مل گئی اور آوارہ کو سدھارنے والی مل گئی۔۔۔۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

لان میں اسٹیج کو گلاب گیندے اور چمبیلی کے پھول سے سجایا ہوا تھا۔۔۔

سارے مہمان آگئے تھے۔۔۔۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی۔۔۔۔

سفیان اسٹیج پر بیٹھا تھا اور شہریار پری سے حساب برابر کرنے کے موقعے تلاشنے میں تھا۔۔۔۔ پر شاید نہیں ملنا تھا آج اسے یہ موقعہ۔۔۔۔۔

شہریار سفیان دراب حسن چاروں نے سفید شیروانیاں پہنی ہوئی تھی اور ساتھ یلو کلر کے مفلر۔۔۔ جس میں وہ کافی ڈیشنگ اور ہینڈسم لگ رہے تھے۔۔۔۔۔

مشال نوشین پری اور حور کے پاس پارلر والی کے ساتھ انہیں تیار کر رہی تھی۔۔۔۔

ملک ولا کی عورتوں نے سب نے یلو رنگ کے ہی لہنگے پہنے ہوئے تھے۔۔۔ عالیہ اور عائمہ بیگم سمیت۔۔۔۔۔

پری نے یلو بھاری خوبصورت لہنگے میں پھولوں کے زیورات پہنے۔۔۔ خوبصورت لائیٹ میک اپ بالوں کی لمبے چوٹی بنائے بھاری دوپٹہ لیے۔۔۔۔۔ کوئی سپنوں کی خوبصورت گڑیا ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ اسکی گرے آنکھوں میں چھپی شرم گھبراہٹ سب کے دل کو بھا رہی تھی۔۔۔۔۔

حور نے بھی یلو بھاری لہنگا پھولوں کے زیور پہنے ہوئے تھے۔۔۔۔ سنہری آنکھوں میں سفیان کے سجے سپنے تھے۔۔۔۔

خوبصورت سے کیے گئے میک اپ میں۔۔۔۔ پتھر دل بنا گھوم رہا سفیان کو گرانے ہی والی تھی۔۔۔۔

کسی کی نظر نا لگے دونوں کو ماشا اللہ بہت ہی پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔۔ مشال دونوں کے ماتھے پر لب رکھکر بولی۔۔۔۔۔

پر چھ۔۔۔ چھوٹی آپی یہ تو بہت بھ۔۔۔ بھاری ہے۔۔۔۔ آپ شش۔۔۔ شیری کو بلائے نا ۔۔۔۔۔ اسکی بات پر تین نے گھور کر اسے دیکھا۔۔۔۔

جو مصروفیت سے لہنگا سنبھالتی بولی۔۔۔۔

کیوں۔۔۔مشال سنبھل کر بولی۔۔۔

وہ۔۔وہ مجھے اٹھا کر چلے گا۔۔۔ آ آ۔۔ آج تو سچ میں مجھ سے نن۔۔ نہیں چلا جائے گا۔۔۔وہ کچھ پریشانی سے لہنگے کو دیکھ کر انہیں بتانے لگی۔۔۔

ایک پل کو تو تینوں اسے دیکھتی رہی پھر جو ہنسی ہنستیں ہی چلی گئی۔۔۔۔

پہلے تم سب سے شکایت کر رہی تھی کہ وہ تمہیں کھانے والا تھا۔۔۔اور اب خود بول رہی ہو آشیر مجھے کھا۔۔۔نوشین بمشکل ہنسی کے درمیان بولی۔۔۔

پری اسکی بات پر گھبرا گئی۔۔۔نن۔۔ نہیں کھانے کے لیے نہیں۔۔ صرف مجھے اٹھا کک۔۔ کر اسٹیج پر بٹھائے۔۔۔ورنہ میں کیسے چلونگی گر جائونگی۔۔۔۔وہ انکی غلط بات درست کرتی سمجھانے لگی۔۔۔

پر میری معصوم بھابھی ایسی قیامت لگ رہی ہو کہ بھائی سچ میں کھا جائینگے۔۔۔۔ اور تمہیں اسکی گود میں شرم نہیں آئے گی۔۔۔

مشال اسکے حسین چہرے کو دیکھ شرارت سے بولی جس پر نوشین ہنس پڑی۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں وہ کھا نن۔۔۔ نہیں رہے تھے میں تو۔۔۔ بس بدلا لے رہی تھی اسے ڈڈ۔۔ ڈانٹ پڑوا کر۔۔۔۔ اور چھوٹی مم۔۔۔ مما نے بولا ہے وہ میرے شوہر ہیں اس لیے مجھ ش۔۔ شرمانا نہیں چاہیے۔۔۔

پری ایک ایک لفظ انہیں تحمل سے سمجھاتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔ اور وہ سب منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی مسکراہٹ روکنے لگی۔۔۔

چلو جی دیکھتے ہیں شادی کے بعد ہماری چھوٹی سی گڑیا پھر بھائی کے گود میں جاتی ہے کہ نہیں۔۔۔ اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ شوہر سے شرماتی ہے کہ نہیں۔۔۔ نوشین کہتی مسکراتی عالیہ بیگم کے کہنے پر انہیں گھونگھٹ کرواتی ساتھ لے آئیں۔۔۔

لان میں اسٹیج پر۔۔۔۔۔

وہاں پر عالیہ اور عائمہ بیگم انہیں سنبھالتی اسٹیج پر آئی۔۔۔۔۔اور پھر شیری کو بھی خاموش سا بیٹھنا پڑا۔۔۔۔

پر دماغ نے دوسرا راستہ نکال لیا تھا۔۔۔۔

پری شہریار کے ساتھ جب آ کر بیٹھی تو خود بے خود اسے گھبراہٹ سی ہونے لگی۔۔۔۔سرخ ہتھیلیاں بھی پسینے میں بھیگ گئی۔۔۔۔۔ٹانگوں میں لرزش ہونے لگی۔۔۔۔

اور سفیان کے ساتھ بیٹھی حور کا بھی کچھ یہی حال تھا۔۔۔۔سفیان بھی پھر جان بوجھ کر اسکی ہاتھوں کی کانپتی انگلیوں کو چھونے لگا۔۔۔۔۔جس پر وہ سب کا سوچتی لب بھینچ کر

سمٹ سی جاتی۔۔۔۔پروہ لاپروہ سا بیٹھا اسکی حالت کی پروہ کیے بغیر کبھی کندھا کندھے سے مس کرتا تو کبھی بازو۔۔۔۔

اور حور بیچاری جلدی سے رسم ختم ہونے کی دعا کرنے لگی۔۔۔سفیان کی حرکتوں پر کچھ ہو یا نا ہو پر خود کی سانسیں ضرور تھمتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔اسے لگ رہا تھا وہ بے ہوش ہو جائے گی۔۔۔

مم۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔پری کی کانپتی سرگوشی نما آواز شیری کے سماعتوں سے ٹکرائی۔۔۔۔تو وہ مسکراہٹ روکنے کے لیے لب بھینچ گیا۔۔۔

لگنا بھی چاہیے۔۔۔اور آہستہ سے بولا۔۔۔

کک۔۔۔کیوں لگنا چاہیے۔۔۔؟اسکے ہاتھ کی پشت پر چٹکی کاٹے بولی۔۔۔۔کچھ بھی تھا۔۔۔شہریار سے ایک مہینا دور رہ کر وہ اتنی ہمت والی تو ہو گئی تھی کہ سب کے سامنے اس سے بدلا لے سکے۔۔۔اور اس سب سے وہ بھرپور فائدہ اٹھا رہی تھی۔۔۔

کیونکہ آج رات میں سچ میں تمہیں کھا جائونگا۔۔۔۔وہ معنی خیزی سے بولا۔۔۔۔

اسکی بات پر پری کی بولتی بند ہو گئی۔۔۔۔ریڑھ کی ہڈی میں جیسے سرسراہٹ سی پھیلی

۔۔۔۔

اا۔۔۔اگر ایسا کیا تو میں بھی آ آ۔۔۔۔آپکو کھا جائونگی۔۔۔۔۔مم۔۔میرے دانت بہت تیز ہیں یہ۔۔۔یہ تو آ آ۔۔۔آپکو پتا ہوگا۔۔۔۔وہ اسے دھمکی دیتی کچھ جتاتے بولی

۔۔۔۔۔

چلو ٹھیک ہے۔۔۔۔رات کو میرے کمرے میں آنا پھر دیکھتے ہیں کون کسے کھاتا ہے

۔۔۔۔

وہ جھک کر گھمبیر آواز میں ذو معنی لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔

نن۔۔۔نہیں روم مم۔۔۔میں نہیں آئو نگی۔۔۔وہ گھبر اکر گھو نگھٹ میں ہی نفی کرتی بولی۔۔۔

دیکھتے ہیں۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں پھر ہلدی کی رسم شروع ہوئی۔۔۔۔ جیسے جیسے سب ہلدی لگاتی گئ۔۔۔انکا چہرا دیکھتی ماشااللہ کرتی گئ۔۔۔

ہاں بتائو شیر آگئے ناپنجرے میں۔۔۔اسکا ایک کزن مسکراتا بولا۔۔۔

پنجرے میں میں نہیں پنجرے اپنی شیرنی قید کی ہے۔۔۔ کہتا پری کے ہلدی لگے ہاتھ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر اسے چھپا گیا۔۔۔ اور چہرے پر ناگواری کے تاثر سمالیے

۔۔۔۔۔

اور اسکا کزن بھی کچھ سمجھ کر وہاں سے ہٹ گیا۔۔۔

تم اپنے ہاتھ دوپٹے میں نہیں کر سکتی۔۔۔ اسکے دھمکتے ہاتھوں کو دوپٹے کے اندر کرتے ناگواری سے بولا۔۔۔۔ کیونکہ اسکا کزن بول اس سے رہا تھا پر اسکی نظریں پری کے ہاتھ پر تھی جو یلو کلر کے لہنگے پر رکھے گلابی چھوٹے سے چمک رہے تھے۔۔۔

پری بھی اسکے آواز کی سختی محسوس کرتی ہاتھ چھپا گئی۔۔۔

بلال اسکی کی بیوی سمیر مہک۔۔۔ اور اسکے دوست سب آئے تھے۔۔۔

جہونے اسکے سر پر ضد کر لی تھی پری کو ہلدی لگانے کی۔۔۔۔سب کی ہوٹنگ شور شرابے کو دیکھتے اور اپنے مچلتے دل کو کی سنتے۔۔۔۔شیری ٹھیک ہے بولا۔۔۔۔

اسنے ہلدی اپنے ہاتھ پر لیکر پری کا رخ اپنی طرف کرتے اسکا گھونگھٹ اوپر اٹھائے بغیر کسی کو دیکھنے کا موقعہ دیے خود بھی اندر آ گیا۔۔۔۔۔سب کے منہ کھل گئے۔۔۔۔۔کوئی ہنس رہا تھا تو کوئی شرما۔۔۔۔۔۔اسکو پری کے گھونگھٹ میں دیکھکر۔۔۔۔۔۔

سمیر اپنا سر تو کتنا رومانٹک ہے۔۔۔۔۔ہائے اللہ مجھے بھی کوئی ایسا مل جاتا۔۔۔۔۔نا کے بندر۔۔۔۔وہ شہریار کو دیکھتے دعائی دل سے بولی۔۔۔۔۔ سمیر تو جل بھن گیا۔۔۔۔۔

ساری تمنائے پوری کر دونگا۔۔۔۔۔ صرف شادی ہونے دو۔۔۔۔وہ غصے سے جل کر بولا ۔۔۔۔ جس پر اسکا قہقہہ لگا۔۔۔۔

شیری گھونگھٹ میں اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھ کر کھو سا گیا۔۔۔

وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی کہ اسکا دل زور سے دھڑکا گئی۔۔۔۔ اسنے ہلدی آہستہ سے اسکی ناک پر لگائی تو پری نے ڈرتے ڈرتے میچی آنکھیں کھولی۔۔۔۔

اور سامنے گھونگھٹ میں اسکی جزبے سے چور آنکھوں میں دیکھ کر ہڑبڑا گئی۔۔۔۔

آ آ۔۔۔ آپ ایسے نا دیکھیں۔۔۔۔ وہ مدہم سا نظریں جھکائے بولتی شیری کو تڑپا گئی

۔۔۔۔

کیوں نا دیکھوں۔۔۔۔۔ اسکے صرف لب پھڑپھڑائے۔۔۔۔۔ جس پر شیری کی نظریں گئی اور جھک کر اسکے سرخ لبوں کو چھو لیا۔۔۔۔۔

اسے کوئی پروہ نہیں تھی کہ سب کیا اور کچھ بھی بولے۔۔۔۔

پری نے ایکدم اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔وہ پوری سرخ ہو گئی کسی لال ٹماٹر کی طرح

۔۔۔۔

شیری ہنس کر گھونگھٹ ٹھیک کرتا دور ہوا۔۔۔۔تو سب اسے گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔۔۔۔جس پر اسنے آئی برو اچکا کر سوالیہ نظروں سے دیکھا تو۔۔۔۔۔سب کے قہقہے گونجے۔۔۔۔

ہمیں نہیں پتا تھا شہریار بھائی اتنے دیوانے ہیں۔۔۔۔

اچھی بات ہے یہ صرف میری شیرنی کو پتا ہونا چاہیے۔۔۔وہ بھی اپنی کزن کے سوال پر پیار بھری نظر پری پر ڈال کر بولا۔۔۔

اگر ایسا ہے تو ہمیں اب پری سے جلن ہونے لگی ہے۔۔۔۔ان میں سے دوسری بولی

۔۔۔

اسکے سوال کو شیری نے نظر انداز کر دیا وہ نہیں چاہتا تھا جو پری کا حسین روپ دیکھ اسکا بگڑا موڈ درست ہوا پھر سے بگڑے۔۔۔۔

سفیان کو جب حور کو ہلدی لگانے کا کہا گیا تو اسنے سہولت سے انکار کر دیا اور بولا یہ چونچلے رسمیں عورتوں کی ہوتی ہیں نہ کہ مردوں کی۔۔۔۔

اسکا مقصد صرف حور کو جلس کروانا تھا جس میں وہ پوری طرح کامیاب ہوا تھا۔۔۔۔

حور نے دکھے دل سے ہیل آہستہ سے اسکے شوز پر ماری جس پر وہ لب بھینچ کر مسکراہٹ روک گیا۔۔۔۔

مطلب اسکا پلان کامیاب ہو رہا تھا۔۔۔۔

گڈ ویری گڈ سفیان ویلڈن۔۔۔۔ ہمیشہ خوش رہو۔۔۔ وہ مسکراتا دل میں خود کو ہی داد دینے لگا۔۔۔۔

فنکشن اپنے عروج پر تھا۔۔۔۔

دوپٹے کے نیچے چھپے پری کی انگلیاں شیری کی انگلیوں سے آزاد ہونے کی بھرپور کوشش کررہی تھی پر ناکام۔۔۔۔

سفیان نے بھی آہستہ سے لوگوں کو کھانے کی طرف متوجہ دیکھ کر حور کے گرد اپنا بازو پھیلا لیا۔۔۔۔

جس پر حوریہ جل بھن گئی تھی۔۔۔۔

جس کی سانسیں پینا چاہتا ہے اسکے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتا جا کر۔۔۔۔ہونہہ۔۔۔

کہاں چھپتی پھر رہی ہیں ہم سے بیگم ؟۔۔۔۔۔ دراب ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی مشال کے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیکر شرارت سے بولا۔۔۔۔

مشال نے دیکھا جب دراب روم میں نہیں تھا تو پہلے ہی تیار ہو کر اسکی شیروانی رکھ کر وہاں سے بھاگ گئی تھی اور دراب اسکا انتظار کرتے کرتے تیار ہو کر باہر آ گیا پر وہ وہاں بھی نہیں دیکھی۔۔۔۔ پھر حماد صاحب کے ساتھ وہ بھی مصروف ہو گیا۔۔۔۔ یہ تو جان گیا تھا کہ وہ اس سے چھپ رہی ہے۔۔۔۔

کچھ دیر میں وہ اسے نظر آئی جو نوشین کے ساتھ چپکی ہوئی کوئی ایسا موقعہ نہیں دیر ہی تھی کہ وہ تھوڑی بہت اسکی تعریف ہی کر دے۔۔۔۔ اور مشال چوری چوری آنکھوں سے اسکا حال دیکھتی اندر ہی اندر ہنس رہی تھی۔۔۔۔

اب بھی وہ اسکے آنے سے پہلے فریش ہو کر سونا چاہتی تھی پر ہائے یہ قسمت۔۔۔

کیا سوچ رہی ہیں۔۔۔ کہ بچ جائو گی مجھ سے۔۔۔ پیچھے سے اسکی گردن پر لب رکھ کر بولا۔۔۔

میں تو ایسا نہیں سوچ رہی۔۔۔ مشال اپنے کنگن اتارتی ناک چڑھا کر بولی۔۔۔

اچھا جی تو چلو دیکھتے ہیں۔۔۔ وہ اسے بازو میں اٹھا کر بیڈ پر لایا۔۔۔

یی۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں دراب میں تھک گئی ہوں۔۔۔ وہ دوسری طرف سے جمپ کے انداز میں اترتی بھاگنے لگی جب وہ ایک جست میں اسکی طرف آکر اسکا دوپٹا پکڑ لیا اور آہستہ سے اسے اپنی طرف کھینچنے لگا۔۔۔

میں بھی تھک گیا ہوں۔۔۔اب دونوں تھکے ہوئے ہیں تو کچھ تمہاری تعریف کرونگا تو میری تھکن اتر جائے گی۔۔اور اسکا تمہیں ثواب ملے گا۔۔۔۔اور تم شوہر کی تعریف پر خوش ہو جائو گی۔۔۔وہ معنی خیزی سے کہتا اسے واپس اپنی بازو میں لیکر بیڈ پر آیا

۔۔۔

آپ بہت برے ہیں۔۔۔وہ منہ بنا کر بولی۔۔۔جب وہ اسے بیڈ پر ڈالکر جھکا۔۔۔

اچھا تمہارے بھائی سے بھی زیادہ۔۔۔ مینے تو ہلدی میں ایسا نہیں کیا تھا۔۔۔۔وہ اسے کچھ جتاتے بولا اور دونوں ہنس دئے۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

فنکشن ختم ہوا تو وہ تھکی سی روم میں آئیں۔۔۔اس روم میں حور فریش ہونے چلی گئی تو پری عائمہ بیگم کے سہارے اپنے روم میں آئی نائیٹ سوٹ لیے۔۔۔باتھروم میں گھسی۔۔۔ندحال سی۔۔۔

مہمانوں کے جانے کے بعد سفیان والے بھی چلے گئے تھے۔۔۔عائمہ بیگم اسے اسکے روم میں چھوڑ کر دعائیں دیتی خود بھی چلی گئی۔۔۔وہ بہت خوش تھی اتنی کہ اسکے پاس الفاظ نہیں تھے۔۔۔

پری کو جب پتا لگا کل پھر مہندی ہے تو اسنے ضد کرلی تھی کہ وہ ایسے نہیں بیٹھے گی یا شیری کے ساتھ نہیں بیٹھے گی۔۔۔ آج جو سب کے سامنے اسنے کیا اسکا دل باہر کو آرہا تھا ۔۔۔ایک طرف تو خوش تھی کہ چلو اسکا روپ تو سب کے سامنے آیا پر دوسری طرف ڈرئی ہوئی بھی تھی۔۔۔۔پتا نہیں عجیب سی گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔۔

شیری بھی فریش ہو کر باہر نکلا تو اسے عائمہ بیگم کے ساتھ اپنے روم جاتے دیکھ جیسے پر نکل آئے۔۔۔۔جو موقعہ وہ چاہتا تھا وہ اتنی آسانی سے مل جائے گا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔

اپنی ماں کے ساتھ چلتی پری کی رونی شکل دیکھ کر اسکے لب مسکرا دئے۔۔۔۔۔

وہ شاید بہت تھک گئی تھی۔۔۔۔شیری کو خود پر غصہ آنے لگا کہ اسنے اسکا خیال کیوں نہیں کیا۔۔۔۔

دبے پائوں یہاں وہاں دیکھ آہستہ سے خود بھی انکے پیچھے روم میں داخل ہوا۔۔۔۔اور دروازے کے سائیڈ پر ہو کر عائمہ بیگم کی نظروں سے محفوظ ہو گیا۔۔۔۔

عائمہ بیگم جب بغیر اسکی طرف دیکھے چلی گئی تو اسنے سکون کا سانس لیا اور انکے دور جانے پڑ دروازہ بند کرتے صوفے پر بیٹھ کر پری کا انتظار کرنے لگا۔۔۔

اب تو شاید ہی اسے اسکے بغیر نیند آنی تھی۔۔۔

وہ اسکا عادی ہونا چاہتا تھا۔۔۔ اسے صرف اب پری چاہیے تھی۔۔۔ اور کچھ بھی نہیں ۔۔۔ وہ اسے اپنا نشہ بنانا چاہتا تھا۔۔۔ اپنی سانسوں میں بسانا چاہتا تھا روح میں چھپا کر ۔۔۔

شیری بہت خوش ہوا جب اسنے شادی کی رسموں پر بغیر ضد کیے ہاں کی اور عائمہ بیگم سے اسکی فرمائشیں سن کر دل کھول کر ہنسا۔۔۔۔

وہ بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا جب وہ بیزار بیزار تھکی سی باتھ روم سے نکلی۔۔۔۔ تولیے کو بالوں سے نکال کر پھنکتی بیڈ کی طرف جانے لگی تو نظر صوفے پر ریلیکس بیٹھے پیار سے دیکھتے شہریار پر پڑی۔۔۔۔۔

پری کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہوا اسے لگا اسکا وہم ہے۔۔۔ تو اپنی آنکھیں مسلنے لگی اور پھر کھولکر دیکھا تو تب بھی وہ موجود تھا۔۔۔۔۔

وہ ہڑبڑا کر خوفزدہ ہوتی چیخنے ہی والی تھی جب شیری تیزی سے اٹھ کر اسکے منہ پر اپنا بھاری ہاتھ آہستہ سے رکھ لیا۔۔۔

ششش۔۔۔۔ پھر اسکی پھٹی آنکھوں میں اپنی مسکراتی بھوری آنکھیں گاڑھ کر ایک انگلی اپنے منہ پر رکھے بولا۔۔۔۔

آ آ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ وہ آنکھیں پھاڑے پٹر پٹر دیکھ کر بولی۔۔۔

ہاں میں۔۔۔۔وہ مسکرا کر کہتا اسے اپنے بازوں میں لیکر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

تھک گئی ہو۔۔۔۔اسکے چہرے سے بھگے بال ہٹا کر پوچھا۔۔۔۔اسکے ہر انداز میں محبت کی شدت تھی۔۔۔۔

آ آ۔۔۔آپ مجھے کھ۔۔۔کھانے آئے ہیں۔۔۔وہ آنسوں بھری آنکھوں سے اسکے سوال کو نظر انداز کرتی خوف سے بولی۔۔۔اسے لگا وہ بھی اسے ایسے کاٹے گا جیسے اسنے کاٹا تھا۔۔۔تبھی سوچ کر جھرجھری لی۔۔۔

تم پھر ڈر رہی ہو۔۔۔اب تو تم بہادر ہونا۔۔۔۔وہ اسے اپنے سینے سے لگائے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا اسے سکون دینے لگا۔۔۔۔اور پری کو بھی کافی سکون محسوس ہو رہا تھا

۔۔۔۔

تو آ آ۔۔۔ آپ نا کھائو مجھے۔۔۔۔ وہ نیند سے بھاری آواز میں بولی۔۔۔۔ شیری کے بالوں میں انگلیاں چلانے پر وہ کافی ریلیکس ہو گئی تھی۔۔۔۔ اور آہستہ آہستہ آنکھیں بند ہونے لگی تھی۔۔۔۔

میں کیسے اپنی جان کو کھا سکتا ہوں۔۔۔۔ میں تو اسے دل میں چھپانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ آہستہ سے بال ہٹا کر بولا۔۔۔

پپ۔۔ پر آپنے کہا آ آ۔۔ آپ مجھے۔۔۔۔۔ آگے کے وہ بول نا پائی۔۔۔۔۔ تھکی اتنی ہوئی تھی کہ شیری کے بالوں میں انگلیاں چلانے پر ہی نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔۔۔۔۔ وہ شاید اب کافی شیری سے خوف ختم۔ کر گئی تھی۔۔۔۔۔

ویسے تو مایوں کے بعد دلہا دلہن کو دیکھتا نہیں پر مجھ سے یہ ظلم برداشت نہیں ہوتا کہ تمہارے بنا ایک پل بھی گذاروں۔۔۔۔۔

کافی دیر ایسے ہی بیٹھا اسکی بالوں میں انگلیاں چلاتا اسے سکون پہنچاتا رہا۔۔۔۔جب اسکے چہرے پر سکون کی تاثرات لہرائے تو خود میں بھی جیسے سکون پھلنے لگ گیا۔۔۔

آہستہ سے اسکے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھے اور بازوں میں اٹھا کر بیڈ پر لایا پھر تکیہ درست کرتے اس پر آرام سے ڈالا۔۔۔۔اور دوسری طرف سے خود بھی آ کر لیٹ گیا

۔۔۔۔۔

پری کو قریب کرتے اپنے بازو پر اسکا سر رکھا اور کمبل دونوں پر ڈالکر۔۔۔۔خود بھی سکون سے آنکھیں موند گیا۔۔۔۔۔

آج اگر وہ اسے نا ملتی ایسے تو شاید وہ ساری رات بیٹھا رہتا۔۔۔۔بے سکونی میں۔۔۔۔۔

اور کچھ بھی کر جاتا اسے اپنے پاس لانے کے لیے۔۔۔۔پر شاید خدا کو اسکے حال پر رحم

آ گیا تھا تبھی اسے موقعہ دے دیا۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

صبح پانچ بجے اسکی آنکھ کھلی تو اسکی نیند سے خمار زدہ آنکھوں نے پہلے پری کا دیدار کیا

۔۔۔۔۔اور وہ مسکرا دیا۔۔۔۔۔

کچھ پل تو وہ اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔بے خود ہو کر پھر۔۔۔۔آہستہ سے اپنے گرد اسکے ہاتھ

کو ہٹا کر احتیاط سے بیڈ پر رکھا۔۔۔۔

جس پر وہ تھوڑا سا کسمسائی اور پھر سے سو گئی۔۔۔۔ شیری مسکراتا ہوا جھکا اور اسکے کان سے بال ہٹا کر مدھم سا بڑبڑایا کہ اسکی نیند خراب نا ہو۔۔۔۔

گڈ مورنگ جانم۔۔۔ شیرنی۔۔۔۔ ہنی ڈارلنگ۔۔۔۔ سب نام کہتا آہستہ سے اسکے ہونٹوں کو چھوا پھر اسے پر کمبل درست کرتا۔۔۔۔

اپنے روم میں آگیا۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

ناشتے کے بعد سب مہندی کی تیاروں میں لگ گئے۔۔۔۔

پری صبح گیارہ بجے اٹھی تب اسے ناشتہ کروایا گیا۔۔۔ اور وہ پریشان سی تھی کہ رات کو سچ میں شیری اسکے پاس تھا کہ اسنے خواب دیکھا۔۔۔۔

پر جو بھی تھا خواب یا حقیقت اسے نیند بہت مزے کی آئی تھی کی ساری تھکن اتر گئی تھی ۔۔۔۔

مہندی کا فنکشن گھر میں رکھا گیا تھا۔۔۔۔ دونوں کو تیار کر کے اسٹیج پر بٹھایا گیا۔۔۔۔

شہریار نے عائمہ بیگم سے کہہ کر پری کو کوئی نفیس سا ہلکا پھلکا سوٹ پہنایا تھا۔۔۔ رات کو بھی کافی اسکی بری حالت تھی۔۔۔

پری گرین نفیس سے سوٹ لائیٹ میک اپ اور بالوں کو سٹائل سے باندھے بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

حور پرپل کلر کے پیارے سے لہنگے اور لائٹ میک اپ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی کہ دونوں پر جس کی نظر جاتی ماشااللہ کیے بنا نا رہ سکتی۔۔۔

دونوں کو بھرے ہاتھوں مہندی لگائی گئی تھی۔۔۔۔پری تو مہندی کو دیکھ دیکھ کر کھل رہی تھی۔۔۔۔

سب اسکے معصوم چہرے کی پیاری سی مسکان دیکھتے نہال ہو رہے تھے۔۔۔۔

اسنے پہلے ہی کھانا کھالیا تھا کہ کہیں پھر سے پہلے جیسا نا ہو جائے۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

١٤

وہ تہہ خانے میں داخل ہوا جہاں فواد اور اسکا آدمی کے بے ہوش وجود لٹکے ہوئے تھے ۔۔۔

بلال نے ٹھنڈے یخ پانی کی بالٹی دونوں پر الٹ دی تو پورے تہہ خانہ میں اچانک انکی چیخوں سے گونج اٹھا۔۔۔۔

بھوک پیاس سے وہ ندحال تھے۔۔۔۔ دو دن سے کچھ بھی نہیں ملا تھا نا کھانے کو نا پینے کو۔۔۔۔ اب تو جیسے سانسیں نکلنے کو تھی۔۔۔۔ پھر سے اسنے ہوش کی دنیا میں بلا لیا۔۔۔۔

دونوں کو وہاں سے کھول کر انکے بے جان وجود کو کرسی پر باندھا۔۔۔۔ تب بھی دونوں میں کوئی مزاحمت نا ہوئی۔۔۔۔۔

بلال مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔۔ میری جان کا کمینہ مامو دو دن سے بھوکا پیاس ہے۔۔۔۔

شیری نے کچھ حساس دل سے ٹیبل کے دوسری سائیڈ انکے مقابل رکھی چیئر پر بیٹھ کر کہا۔۔۔۔ جس پر فواد اور اسکے آدمی کی بے جان آنکھیں چمکی۔۔۔۔

ہاں سر میں بھی آپکی تکلیف میں شریک ہوں ظاہر ہے رحم دل انسان ہوں۔۔۔۔۔عالم نہیں۔۔۔۔۔کہتے ایک قہقہہ لگایا۔۔۔۔پر فواد کا تو برے سے برا حال ہو گیا عالم لفظ پر ۔۔۔۔

ع۔۔ع۔۔ع۔۔عا۔۔لم کک۔۔کہا۔۔ں ہے۔۔۔۔ سوکھے گلے سے اٹک اٹک کر آواز نکلی۔۔۔۔خوف اسکے پورے وجود میں سمایا ۔۔۔۔

چہرے پر موت کے سائے لہرانے لگے۔۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔۔ڈرو نہیں۔۔وہ یہاں نہیں ہے۔۔۔۔

اسکی حالت دیکھ شیری کو لگا بغیر کچھ کیے ہی وہ مرنے والا ہے اس لیے قہقہہ لگا کر تمسخرے سے گویا ہوا۔۔۔تب جا کر فواد کی اٹکتی سانسیں رواں ہوئی۔۔۔

بھوک لگی ہے۔۔۔۔ شیری نے کچھ نرمی سے پوچھا۔۔۔ ٹیبل پر رکھے انکے لرزتے ہاتھوں پر نظریں جمائے۔۔۔

ہہ۔۔ہاں۔۔۔ہہ۔۔ہاں۔۔۔ فواد سے پہلے اسکا آدمی بولا۔۔۔ جس پر فواد نے ہونٹ بھینچ لیے۔۔۔ بلال دلچسپی سے انکا چہرا دیکھ رہا تھا۔۔۔ خاص کر کے فواد کے آدمی کا۔۔۔

جائو بلال لے آئو۔۔۔ شیری کے حکم پر وہ سر کو خم دیتے گیا اور کچھ ہی دیر میں۔۔۔ پلیٹ میں پکے مصالے دار گوشت بھر کر لایا اور انکے آگے رکھا۔۔۔ جس میں سے ابھی تک تھوڑی بو آرہی تھی۔۔۔

شیری ناک منہ پر ہاتھ رکھ کر چیئر کو پیچھے کھسکا گیا۔۔۔

آج اسکا موڈ کافی خوشگوار تھا اس لیے اپنے ہاتھ سے کوئی ایسا ویسا کام نہیں کرنا چاہتا تھا ۔۔۔۔۔ تو اسنے عالم کی طرف سے بیجی گئی ڈش میں فواد کی موت کا پتا ڈالکر خود ہاتھ صاف کر گیا۔۔۔۔۔

وہ کیسے انہیں ہاتھوں سے پری کو چھوتا جو کافی بے رحم تھے۔۔۔۔ اس لیے وہ اپنے ہاتھوں کو آئندہ کے لیے صاف ہی رکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔ باقی جو اسکی جانم پر نظریں ڈالتا یا اسکے پاک وطن پر نظریں ڈالتا اسکی آنکھیں نوچتے وہ دیر نہیں لگاتا۔۔۔۔۔ اسکی سانسیں ایک پل کے لیے بھی رہنے نا دیتا۔۔۔۔۔

بلال نے فواد کے سامنے پلیٹ رکھی اور دوسرے اسکے آدمی کے سامنے رکھی تو شیری بولا۔۔۔۔

اس نمونے کو اپنے ہاتھ سے ہینڈل کر لو۔۔۔۔ میری تھوڑی خاطر داری کے بعد

۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ کہہ کر اسکے آگے سے پلیٹ اٹھالی جس پر وہ ترسے اور نا سمجھی سے دیکھتا

رہا۔۔۔۔

فواد نے درد کرتی گردن اکڑا کر اپنے آدمی کو دیکھتے۔۔۔ گوشت کا ایک ٹکرا منہ میں

ڈالا۔۔۔ جسے وہ ترسا دیکھتا رہا۔۔۔۔

فواد کو اس میں سے بو سی آنے لگی پر بھوک میں وہ ہضم کر گیا۔۔۔ بلال کو تو الٹیا آنے

والی تھی۔۔۔

ایک درندہ دوسرے درندے کا گوشت نوچ رہا تھا۔۔۔۔ یہ سین ہی بڑا دلچسپ لگا

شیری کو۔۔۔

اسکے ایک نوالے سے اندر درد کی لہر اٹھی۔۔۔ جیسے سارے اعضاء نچوڑنے لگے ہوں ۔۔۔ وہ دوسرے اپنے آدمی کی ترسی نگائیں دیکھ کر اسے تکلیف دینے کے چکر میں خود کو فنا کر رہا تھا۔۔۔

تیسرے نوالے پر درد کی شدت سے آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔۔۔ پورا وجود نیلا ہو گیا ۔۔۔ منہ ناک سے پھواروں کی صورت میں خون بہنے لگا۔۔۔ آنکھیں دھندلی سی ہو گئی۔۔۔ جب فنا کرنے والی آواز کان میں گونجی۔۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے کس کا فرائی گوشت کھا رہے ہو۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔ تمہیں کیسے پتا۔۔۔ میں ہی بتا دیتا ہوں۔۔۔ اپنے باس کا۔۔۔

کہنے کے ساتھ دونوں کے قہقہے گونجے۔۔۔

شیری نے بلال کو اشارہ کیا تو وہ اسے کرسی سے گھسیٹ کر تہہ خانے کے ایک کونے میں پٹکا۔۔۔۔ جہاں وہ غوغو کرتا زمین پر تڑپنے لگا۔۔۔۔۔ بس کچھ ہی تڑپانے والی سانسیں باقی تھی۔۔۔۔ اور وہ دنیا سے رخصت۔۔۔

فواد کی حالت پر اسکے آدمی کی خوفناک چیخیں تہہ خانے میں گونجی۔۔۔۔۔ جب شیری اپنی نظریں جھٹک کر اسکے آدمی کی طرف مڑا۔۔۔ اسے پتا تھا کچھ پل میں ہی اسکا کام تمام تھا۔۔۔۔۔

جیسے جیسے شیری کے ہاتھوں میں حرکت ہوتی گئی ویسے ہی وہ نیم مردہ ساغر غر کرنے لگا ۔۔۔۔ آخر کار وہ آواز بھی دم توڑ گئی جب منہ سے مادے کا ٹکرا کٹر کی مدد سے باہر کو گرا

۔۔۔۔۔

رات کے بارہ بجے وہ سجے ملک ولا میں داخل ہوا۔۔۔ ملازم یہاں وہاں پھیلے اپنے اپنے کام سرانجام دے رہے تھے۔۔۔ گھر کے تمام افراد اپنی اپنی تھکن کو مٹانے کے لیے اپنے اپنے روم میں تھے۔۔۔۔

آج سے وہ آزاد تھا اب صرف فرض اور مرض جو اسے لگا تھا۔۔۔ وہی رہ گئے تھے ۔۔۔ جنہیں اپنی آخری سانسوں تک سانسوں سے جوڑ کر رکھنا تھا۔۔۔۔

وہ چلتا ہوا سیڑھیاں طے کرتے اپنے روم میں آیا اور فریش ہو کر۔۔۔ کچن میں ایک کپ کافی کا بنا کر چیئر پر بیٹھا تو۔۔۔ سپ لیتے ہوئے اسکی آنکھوں کے سامنے ملتا جلتا منظر لہرانے لگا جس پر سنجیدہ چہرے پے مسکراہٹ کھل اٹھی۔۔۔ اسکی یاد پر عنابی ہونٹ مسکرانے لگے۔۔۔

کتنا فرق تھا۔۔۔اس پری اور اب کی میں۔۔۔پہلے تو اسکی آواز نہیں نکلتی تھی اور اب وہ بے خوف ہر جواب دے دیتی تھی۔۔۔اور ضد بھی کرنے لگی تھی۔۔۔جیسے ہی وہ اپنی عادتیں بدل رہی تھی۔۔۔شیری کو اور خود میں جکڑ رہی تھی۔۔۔اسکے دل و دماغ پر زنجیر ڈال کر اپنے سے قید کرنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔جو اسکے سوائے کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

کافی کا آخری سپ لیتے اسنے کپ ٹیبل پر رکھا۔۔۔جسے ملازمہ نے اٹھا کر واش کر کے رکھ دیا۔۔۔۔

وہ بلیک ٹرائوزر سفید ہاف سلیو شرٹ میں کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔۔ہاف سلیو میں سے اسکے کسرتی بازوں نمایا تھے۔۔۔بھوری آنکھیں شدید بے صبری سے اس تک پہنچنے کے لیے اکسا رہی تھی۔۔۔

دروازے پر پہنچ کر اسنے آہستہ سے کھولا۔۔۔جو بغیر آواز کے کھلتا گیا۔۔۔وہ اندر داخل ہو کر دروازہ لاک کرتا۔۔۔مڑا تو چہرے پر پریشانی کے تاثر نمایا ہوا۔۔۔۔

جہاں پری صوفے پر بیٹھے بیٹھے ہی سوئی ہوئی تھی۔۔۔سر لڑھک کر نیچے کو آرہا تھا۔۔۔

گرین نفیس سے سلیولیس ڈریس میں۔۔۔فل کہنیوں تک مہندی لگائے بالوں کا جڑا بنائے جس میں سے نکلتی شریر لٹیں چہرے کو چوم رہی تھی۔۔۔۔

اور وہ دنیا جہاں سے بیگانی سو رہی تھی۔۔۔شیری کو اسکا ایسے سونا ذرا بھی پسند نا آیا اور نا ہی سمجھ۔۔۔پر کچھ تو ضرور دماغ میں ہو گا جس کی وجہ سے وہ ایسے تکلیف میں سو رہی تھی۔۔۔

اسنے ماتھے پر پڑے بل پر ہاتھ پھیر کر پری تک پہنچا۔۔۔اور کندھے سے پکڑ کر صوفے کی پشت سے آہستہ اسکا سر ٹکایا۔۔۔

اس دوران وہ کافی قریب ہو گیا تھا۔۔۔اتنا کہ دونوں کی سانسیں ایک ساتھ الجھ رہی تھی ۔۔۔۔

اسکی مدہم نرم گرم سانسیں شیری خود پر محسوس کرتا بے خود سا ہونے لگا۔۔۔وہ اور اسکے قریب ہوتا ناک اسکی ناک سے مس کرنے لگا۔۔۔

اسکی آنکھیں پری کی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی جس میں لرزش ہو رہی تھی۔۔۔بدن میں ہوتی کپکپاہٹ اسے اپنے ہاتھوں میں محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

مم۔۔۔مجھے پتا تھا رر۔۔۔رات کو بھی آپ تھ۔۔۔تھے۔۔اس لیے میں بھی جاگتی رہی چچ۔۔۔چور کو پکڑنے کے لیے۔۔۔۔وہ بغیر آنکھیں کھولے ہولے سے گھبراتی بڑبڑائی۔۔۔

شہریار اسکی بڑبڑاہٹ سن کر مسکرا دیا اور دور ہو کر اسکے ساتھ بیٹھا۔۔۔

اچھا تو جانم آج چور کو پکڑنے کے لیے جاگ رہی ہو۔۔۔ مطلب برو گرل۔۔۔ اب تو مجھے بہت کچھ سوچنا پڑیگا۔۔۔ وہ اسے کندھے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتا دوسرا ہاتھ اسکی نازک کمر میں ڈالتا معنی خیزی سے گویا ہوا۔۔۔

پری آنکھیں میچے سانسیں روکے اسکے سینے سے آلگی۔۔۔

کب سے جاگ رہی ہو جانم ؟۔۔۔ اسکے چہرے سے آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔

اا۔۔ ابھی آپکے کندھے سے پکڑنے پر۔۔۔ وہ جھکی نظروں سے بولتی سیدھا اسکے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔۔ اور اسکے گلابی کانپتی پنکھڑیوں نما ہونٹ اسے بے خود کر گئے ۔۔۔ اور شیری نے اسکے ہونٹوں کو فوکس میں لیے آہستہ سے اپنے لبوں سے چھونے لگا

۔۔۔

اسکی اچانک گستاخی پر پری سرخ ٹماٹر ہوتی چہرا موڑ گئی۔۔۔اور خود کو سنبھالنے لگی۔۔۔

ہنی۔۔۔۔۔

کچھ دیر اسکے چہرے کو دیکھتے وہ جزباتوں سے چوڑ اسکا سر اپنے کندھے پر رکھتے کان میں سرگوشی میں پکارا۔۔۔

جج۔۔جی۔۔۔پری شیری کے بھاری آواز میں پکارنے اور خود کے بے حد قریب کرنے پر گھبراتی بولی۔۔۔

مجھ سے پیار کب کروگی۔۔۔آہستہ سے اسکے بالوں کے کھولا۔۔۔جس پر پری اپنی گردن پر اسکی انگلیوں کا لمس محسوس کرتی سمٹ سی گئی۔۔۔

مم۔۔مجھے ن۔۔نیند آرہی ہے۔۔۔وہ گھبراتی بولی اور اس سے دور ہوئی۔۔۔۔شیری اسکی بات گھمانے پر مسکرادیا۔۔۔

پر پری کی پھٹی حیران نظریں پھر اپنے کسرتی بازوں پر دیکھ کر الجھنے لگا۔۔۔جب وہ حیران پریشان سی بولی ۔۔۔۔

آ آ۔۔ آپ کتنے مم۔۔۔ موٹے ہیں۔۔۔ وہ کانپتے ہاتھ سے اسکے بازو کو چھوتے بولی ۔۔۔۔

اور پھر اپنے نازک گلابی بازو کو دیکھنے لگی۔۔۔۔ شیری سمجھ کر نرم تاثرات سے اسکے حیران چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔ دل تو کر رہا تھا قہقہے لگائے۔۔۔

کیوں تمہیں موٹا شہریار پسند نہیں۔۔۔ اسے بازو میں اٹھائے بیڈ پر لایا اور دوسرے طرف خود لیٹ کر اسکا رخ اپنی طرف کرتے شرارت سے بولا۔۔۔۔

نن۔۔۔نہیں۔۔و۔وہ لڑکیاں ہنسے گی مم۔۔۔مجھ پر کہ میرا شوھر موٹا۔۔۔۔

مم۔۔ مینے اور حور نے ڈرامے دیکھا تھا۔۔۔اس میں لل۔۔۔لڑکیاں ہنس رہی تھی ۔۔۔او۔۔اور میں بھی۔۔۔۔حور بھی۔۔۔۔وہ اسے سمجھاتی اور کچھ شرمندہ سی۔۔۔۔ کہیں برا نا مان لے اس لیے حور کا بھی بتایا۔۔۔۔

اگر میری جانم پر کوئی ہنسا تو بتانا ایسا حال کرونگا کہ ساری عمر یاد کریں گے۔۔۔۔وہ اپنی ہنسی دبانے کے لیے گہرا سانس لیتا کچھ سنجیدہ سے گویا ہوا۔۔۔۔

پر اب میرا تو کچھ نہیں ہو سکتا ایسے ہی ساری عمر موٹا ہی رہونگا۔۔۔۔اس لیے سب ہنستی ہیں لڑکیاں مجھ پر اور تم اس لیے پیار بھی نہیں کرتی۔۔۔۔وہ پریشان ہوا۔۔۔ چہرے پر مایوسی سی پھیلی۔۔۔۔

جسے پری دیکھ کر شرمندہ سی ہو گئی۔۔۔۔

آئی ایم سوری آپ بب۔۔۔ بہت اچھے لل۔۔ لگتے ہیں اا۔۔ ایسے۔۔۔ آ۔۔ آپ بالکل بھی موٹے نہیں۔۔۔۔

میں دد۔۔۔ دیکھو موٹی ہو گئی۔۔۔ دد۔۔ دیکھو۔۔۔۔ وہ اٹھ کر بیٹھتی اپنے بازو پریشانی سے سامنے کرتی اسکی مایوسی کو دور کرنے لگی۔۔۔۔

جس پر شیری اپنا قہقہہ دبا نا سکا اور منہ پر ہاتھ رکھ کے دل کھول کر ہنسا اور پری اسکے سحر انگیز قہقہے میں کھو سی گئی۔۔۔

وہ بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔ اسکے دل نے ایک بیٹ سی مس کی ۔۔۔ جس پر اسنے اپنا مہندی سے سجا ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔

کتنا خوبصورت لگ رہا تھا ہنستے ہوِئے۔۔۔۔ ایک مکمل حسین مرد۔۔۔۔

اچانک وہ رکا اور پری کی طرف دیکھا جو بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اگر جانم ایسے دیکھو گی تو ٹیکس لگے گا تم پر۔۔۔۔ اور ابھی تو شاید لگ بھی چکا ہے

۔۔۔۔ شرارت سے کہنے کے ساتھ اسے بازو سے پکڑ کر اپنے اوپر گرایا۔۔۔۔۔ اور اسے بیڈ پر ڈال کر خود اوپر جھکا جب پری ہڑبڑا کر چہرا اپنے ہاتھو میں چھپالیا۔۔۔۔

آ آ۔۔۔ آپ دیکھتے ہیں مم۔۔۔ مجھے ایسے میں تو ٹ۔۔۔ ٹیکس نہیں لگاتی۔۔۔ وہ کچھ خفگی سے بولی۔۔۔۔

اچھا تو لگالیا کرو ٹیکس، میں پورا کرنے کے لیے تیار رہونگا ہر وقت۔۔۔۔ وہ ذو معنی لہجے سے بولتا پری کا حلق خشک کر گیا۔۔۔۔

آ آ۔۔ آپ ہٹے نا۔۔۔۔ وہ ایک ہاتھ منہ پر رکھتی معصومیت سے بولتی دوسرے ہاتھ سے اسے پیچھے کرنے لگی۔۔۔۔ جس پر وہ بھی مدہم قہقہہ لگاتا پیچھے ہوا۔۔۔۔

اچھا چھوڑو ان سب کو یہ بتائو کھانا کھایا تمنے۔۔۔۔

ہہ۔۔۔ہاں۔۔۔پری اسکے پوچھنے پر پچھلا واقعہ یاد کرتی حواس باختہ سی بولتی دوسری طرف اپنا رخ موڑ گئی۔۔۔۔

شیری بھی مسکراتا اسکا سر اپنے بازو پر ڈالکر۔۔۔۔کان میں سرگوشی سے بولا۔۔۔

گڈ نائٹ سوئیٹ ہارٹ۔۔۔پھر اسکے کان کو چوم لیا۔۔۔پری سمٹتی آنکھیں موند گئی۔۔۔۔اور کچھ ہی دیر میں دونوں ایک سنگ ایک ہی راستے پر رواں تھے۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

فراز ولا کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔۔نوشین اکیلی ملازموں کے ساتھ گھنچکر بنی ہوئی تھی۔۔۔سفیان نے اپنے روم کو حور کی پسند کے مطابق ہر چیز کو سجایا تھا۔۔۔

اسکے چہرے پر مسکراہٹ ہی نرالی تھی۔۔۔۔ اور اسے پتا تھا۔۔۔ وہ اپنی چشمش کو بہت ہی ستانے والا ہے۔۔۔۔ اور اس چکر میں اپنا اللہ ہی خیر تھا۔۔۔۔

خوش لگ رہے ہو۔۔۔۔ حسن اسکے پاس بیٹھتا مسکراہٹ دبا کر چھیڑنے والے انداز میں بولا۔۔۔۔

ہاں بہت۔۔۔۔ وہ بھی کچھ بے شرمی سے آنکھ دبا کر بولا۔۔۔

بڑے ہی کوئی بے شرم بندے ہو۔۔۔۔

اب اس میں میں کیوں شرم کروں۔۔۔۔ شرم کے لیے میری جانو ہی کافی ہے۔۔۔ اور شرم سوٹ بھی اس پر کرے گا۔۔۔۔ نا کے مجھ پر۔۔۔۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا ۔۔۔۔ جہاں تک مجھے یاد ہے بھابھی کے ٹائم آپکے پورے دانت باہر تھے۔۔۔۔ قہقہہ لگاتے وہاں سے بھاگا۔۔۔۔

اور پیچھے حسن بھی ہنستے بولا۔۔۔ دیکھ لونگا تمہیں بچو۔۔۔۔

بھابھی ماں آپ اپنے شوھر کو سمجھائو۔۔۔۔ ایسے ہی بچے کے پیچھے پڑ گیا ہے۔۔۔۔ اور کہہ رہاں ہے زیادہ پیار دیکر میری چڑیل بیوی کی طرح اسے بھی میری طرح سر پے نا بیٹھا دینا۔۔۔ وہ معصوم شکایتی انداز میں نوشین کے پاس بیٹھ کر بولتا دونوں کے بیچ مزید ار لڑائی پیدا کر گیا۔۔۔۔

نوشین اسکی بات سن کر آنکھیں پھاڑے بے یقینی اور صدمے سے حسن کو دیکھنے لگی ۔۔۔ اور وہ بیچارہ سفیان کو کوستہ نانا کرنے لگا۔۔۔۔

تم چھوڑو اسے سیفی۔۔۔کوئی ضرورت نہیں ہے اسکی باتوں پر دھیان دینا کی۔۔۔تم خوش رہو۔۔۔بس اس سے میں پوچھتی ہوں کون چڑیل ہے اور کس کو سر پر بیٹھایا ہے ۔۔۔وہ ایک خفگی بھری نظر حسن پر ڈالتی سفیان کے سر پر ہاتھ رکھتی بولی۔۔۔

اور سفیان جی حضوری سے سر کو خم دیتا۔۔۔ایک نظر پریشان سے حسن پر ڈالکر سیٹی بجاتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

تمہیں تو میں دیکھ لونگا بچے۔۔۔اچھی خاصی سیٹنگ خراب کر دی۔۔۔۔وہ غصے سے دانت پیس کر بڑبڑا۔۔۔جو نوشین نے واضح سن لی۔۔۔

کیا کرو گے ہاں۔۔۔۔وہ غصے سے بولتی وہاں سے اٹھ کر نارضگی سے چلی گئی۔۔۔پیچھے حسن ارے ارے کرتا رہ گیا۔۔۔۔

یہ کونسی مصیبت سے پنگا لینے چلا تھا۔۔۔۔ الٹا خود ہی اپنے پائوں پر کلہاڑی مار دی

۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

عالیہ بیگم اور عائمہ بیگم مہمانوں کے ساتھ میرج ہال میں موجود تھی۔۔۔۔ مشال پری اور حوریہ کے ساتھ پارلر میں تھی۔۔۔۔

دراب اور حسن بارات کے ساتھ آرہے تھے۔۔۔۔ حماد احمد صاحب اور فراز صاحب تینوں ہال میں موجود تھے۔۔۔۔

لڑکیاں بارات کے انتظار میں پھولوں کی تھال ہاتھ میں لیے ویلکم کے لیے کھڑی تھی

۔۔۔۔۔

ہر طرف خوشی ہنسی کھکھلاہٹ گونج رہی تھی۔۔۔لوگ بے صبری سے بارات کے انتظار میں تھے۔۔۔۔

جب ہر طرف شور سا اٹھا۔۔۔۔بارات آگئی۔۔۔

شہریار اور سفیان حسن اور دراب باقی سب کے ساتھ کسی ریاست کے مغرور شہنشاہ کی آن بان رکھتے ہال میں داخل ہوئے تو ہر طرف سے ان پر پھول برسنے لگے۔۔۔

اور یہ پھول احمد صاحب اور عائمہ بیگم کے اندر بھی برس رہے تھے۔۔۔۔احمد صاحب تو خوشی سے نہال ہو رہے تھے اپنے سپوت پر۔۔۔اور فراز صاحب کا بھی یہی حال تھا ۔۔۔۔وہ خوش ہوتے اپنے لاڈلے بیٹے کی خوشی کی دعا کرنے لگے۔۔۔

الطاف صاحب اپنی بیٹی کی قسمت پر فخر کر رہے تھے اور آئندہ خوشحال زندگی کی دعا کرنے لگے۔۔۔چھوٹا سا مصطفیٰ مہمانوں کے بیچ ایک سائیڈ پر چیئر پر بیٹھا خاموش

ہو گیا تھا۔۔۔ اب اسے پتا تھا اسکی بہن بہت دور ہو گئی ہے۔۔۔ اور اسے دور کرنے والے ملک ولا کے لوگ ہیں۔۔۔۔ بس یہی اسکے دماغ میں گردش کر رہا تھا۔۔۔۔ جب عائمہ بیگم اسکے قریب آئی اور اسکا ماتھا چوم کر اسے اپنے ساتھ لیکر گئی۔۔۔

دراب اور حسن تھری پیس سوٹ میں بہت ڈیشنگ لگ رہے تھے۔۔۔ شہریار نے بھی بلیک تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔۔۔ سفیان نے گولڈن شیروانی پہنی تھی۔۔۔۔ چاروں ہی ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔۔۔۔ ہر کوئی دیکھتا تو پلکیں جھپکانا بھول جاتا

۔۔۔۔.

شہریار بے صبری سے اسٹیج پر بیٹھا پریہ کے انتظار میں تھا۔۔۔ اور سفیان کا بھی یہی حال تھا۔۔۔۔

دونوں کو جتنی جلدی ہو رہی تھی سب انکا اتنا ہی امتحان لے رہے تھے..

اففف یہ کیا۔۔۔۔لگتا ہے آج شیر الو بن گیا۔۔۔۔پھر سے اسکا کزن شہریار کے سر پر تھا۔۔۔۔سفیان ہنسی دباتے سنجیدہ ہونے کی بھرپور ایکٹنگ کر رہا تھا۔۔۔۔پر دل میں ہوتی خوشی کی وجہ سے مسکراہٹ کو روکنا محال لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

مچھر صبر سیکھ پتا لگ جائے گا کون الو ہے اور کون شیر۔۔۔۔وہ ایک مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائے لفظ کو چبا چبا کر بولا۔۔۔

اسکی بات پر سفیان قہقہہ لگا اٹھا تو سب ہنس پڑے۔۔۔۔اور وہ اسکا کزن بھی زبردستی مسکراہٹ لیے شیری اور سفیان سے ملتا اسٹیج سے اتر گیا۔۔۔

یہ کہاں رہ گئی۔۔۔۔سفیان بڑبڑایا۔۔۔

آجائے گی بچے صبر۔۔۔۔بلال نے سن کر ہنستے کہا جس پر وہ آنکھ دبا گیا۔۔۔اور تینوں ہنسنے لگے۔۔۔

حسن نوشین کو منتیں کر رہا تھا کہ اسنے کچھ نہیں کہا۔۔۔ پر وہ سنے تو۔۔۔۔ گردن اکڑا کر اسے اگنور کرتی عالیہ بیگم کے ساتھ تھی۔۔۔۔

وہ بیچارہ سفیان کو دیکھتا۔۔۔ کہ کہہ دے بیٹے ایسا نہیں بولا۔۔۔ اشاروں سے سمجھانے لگا۔۔۔۔ پر سفیان صحیح ٹائم کے انتظار میں تھا۔۔۔۔ کہ خود کا بھی کام ہو اور اس بیچارے کا بھی۔۔۔

نوشین نے اور ینج کلر کا بھاری لہنگا پہنا تھا۔۔۔ ساتھ خوبصورتی سے کیے گئے میک اپ سے حسن کو بے چین کر رہی تھی۔۔۔ اپنی خفا خفا سی نظریں اس پر ڈالتی ظلم کی انتہا پر تھی۔۔۔۔ پر نوشین اسکی حالت پر دل میں ہی دل میں خوب مزے لے رہی تھی

۔۔۔۔۔

پھر دلہنے آگئی۔۔۔۔کا شور مچا تو سب انکی طرف ہوئی۔۔۔جہاں سرخ نگینوں اور کندن سے جڑے بھاری خوبصورت لہنگے میں گھونگھٹ لیے عائمہ بیگم کے سہارے پھولوں کی برسات میں کھڑی پری کپکپارہی تھی۔۔۔۔گھبراہٹ اسکی جان لینے کے قریب تھی۔۔۔

سرخ ہاتھوں کی ہتھیلیاں پسینے سے نم تھی۔۔۔۔اگر عائمہ بیگم کا سہارہ ناہوتا تو شاید آج یہی پر پڑی ہوتی۔۔۔

حور عالیہ بیگم کے ساتھ گولڈن بھاری نگینوں سے جڑے لہنگے میں گولڈن ہی بھاری دوپٹے سے گھونگھٹ کیے دلہن میک اپ میں سچ کی حور لگ رہی تھی۔۔۔۔

گھبراہٹ تو تھی پر پری جیسا حال نہیں تھا۔۔۔

وہ تو آتے ٹائم رونے جیسی تھی۔۔۔۔ یہ مشال اور دراب تھے جہنوں نے اسے سنبھالا تھا

۔۔۔۔۔

دونوں آہستہ آہستہ سب کے ساتھ قدم اٹھاتی مووی اور پھولوں کے ساتھ اسٹیج پر پہنچی ۔۔۔۔۔جب شہریار نے محبت سے پری کے سامنے ہاتھ کیا۔۔۔۔ اور پری اپنا لرزتا کپکپاتا سرخ ہاتھ اسکی چوڑی ہتھیلی میں رکھا۔۔۔۔ اور شہریار سرشار سا ہو کر اسے اپنے ساتھ اسٹیج پر بٹھایا۔۔۔۔

پھر سفیان نے حور کے سامنے ہاتھ کیا جس پر حور نے مہندی سے سجا ہاتھ رکھا۔۔۔۔ پر سفیان یہاں بھی باز نا آیا۔۔۔۔ اسکے نازک ہاتھ پر اپنے مضبوط ہاتھ کا تھوڑا دباؤ ڈالکر اپنے ساتھ محبت سے بیٹھایا۔۔۔۔ اسکی حرکت پر وہ سرخ لب بھینچ کر رہ گئی۔۔۔

یہ توسفیان صرف ایسے ہی ستانے کے لیے کر رہا تھاورنہ اندر میں وہ کتنا خوش تھا اسکا اندازہ کوئی لگا نہیں سکتا تھا۔۔۔۔

مشال پرپل بھاری لہنگے میں خوبصورت میک اپ کے ساتھ دراب کی نظروں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔۔۔

اسے بار بار چکر آرہے تھے جس کا ذکر وہ کسی سے نہیں کر رہی تھی۔۔۔۔

اگر کسی سے ذکر کرتی تو ایسے ہی سب پریشان ہو جاتے اس لیے وہ خاموش تھی۔۔۔

کیا ہوا ہے مشی طبعیت ٹھیک ہے تمہاری۔۔۔۔ دراب اسکے ساتھ ایک چیئر بیٹھتا ہاتھ تھام کر پیار اور فکر مندی سے پوچھنے لگا۔۔۔۔ وہ کب سے اسکا مرجھایا چہرا دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔

ہاں۔۔۔ ہاں سب ٹھیک ہے۔۔۔ بس ایسے ہی بیٹھ گئی۔۔۔ جلدی سے بولی۔۔۔

پر مجھے تو نہیں لگ رہا۔۔۔ دراب اسکے بجھے چہرے کو دیکھتے بولا۔۔۔۔

نہیں ٹھیک ہوں بس تھوڑی تھکن ہو رہی ہے۔۔۔۔ وہ اسے بہانا بنا کر ٹالنے لگی۔۔۔

اگر کافی تھکی ہوئی ہو تو کہو تمہیں گھر چھوڑ آئوں۔۔۔۔ کچھ دیر ریسٹ کرنے کے بعد واپس آتے ہیں۔۔۔

نہیں دراب ایسے ٹھیک ہو بس تھوڑا بولا ہے۔۔۔ پر اب آپکے پوچھنے پر ٹھیک ہوں ۔۔۔۔ وہ زبردستی مسکراتی اسے یقین ڈلانے لگی جس میں تھوڑی کامیاب بھی ہو گئ تھی۔۔۔

اگر تم کہتی ہو تو ٹھیک ہے۔۔۔ پر مجھے پتا نہیں کیوں تسلی نہیں ہو رہی۔۔۔۔

افففف۔۔۔ دراب آپ بھی ناقسم سے بال کی کھال اکھاڑ دیتے ہو۔۔۔

وہ مصنوعی خفگی سے بولی۔۔۔ جس پر وہ مسکرا دیا۔۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

تم کانپ کیوں رہی ہو جانم۔۔۔۔ شہریار اسکے سرخ نازک ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے اسکی کپکپاہٹ محسوس کرتا پوچھنے لگا۔۔۔

اسکی بات پر پری لب کاٹتی نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔ اب کیا بتاتی کیوں کپکپا رہی تھی ۔۔۔۔۔

تم میرے ساتھ چلنا چاہو گی ابھی یہاں سے ۔۔۔۔ اسنے آہستہ سے سرگوشی میں پوچھا ۔۔۔۔۔

کک۔۔۔ کہاں۔۔۔ پری ایکدم گھبراتی بولی۔۔۔۔

وہاں جہاں صرف ہم دونوں ہونگے۔۔۔۔ وہ پھر بولا۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں مم۔۔۔ مجھے نہیں آ آ۔۔۔ آنا۔۔۔ وہ صرف ہم دونوں کا لفظ سن کر کچھ شرم اور گھبراہٹ سے بولی۔۔۔۔۔

اسکے انکار پر بھوری آنکھوں سمیت عنابی لب مسکرائے۔۔۔۔۔۔

سوچ لو وہاں برف بھی ہوگی چاکلیٹ اور پھول بھی۔۔۔۔۔ وہ لالچ دینے لگا۔۔۔۔۔

جس پر وہ گھونگھٹ کے نیچے بے بس سی ہونٹ بھینچ کر رہ گئی۔۔۔۔ دل تو سوچ کر ہی اچھل رہا تھا جانے کو پر کہیں خطرے کی گھنٹیاں بھی بج رہی تھی۔۔۔۔۔

جواب دو۔۔۔۔ شیری نے اسے خاموش دیکھ کر ہاتھ پر نرم سا دباؤ ڈالتا بولا۔۔۔۔۔

آ آ آ۔۔۔ آپ کچھ ک۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ میرا مطلب ہے مم۔۔۔ مجھ سے دور رہیں گے۔۔۔۔ وہ اپنے اندر کے خوف کو سامنے لائی۔۔۔۔۔

جس پر شیری مسکرا دیا۔۔۔۔ یہ تو نا ممکن ہے ڈارلنگ۔۔۔۔ گہری سانس خارج کرتے بے بسی بتانے لگا۔۔۔

ت۔۔تو میں ن۔۔ نہیں آ رہی۔۔۔ وہ انکار کر گئی۔۔۔۔

اگر وہاں نہیں چلنا تو یہاں کیسے بچو گی مجھ سے جانم۔۔۔۔ میرا تو کمرا ابھی سجایا گیا ہے ۔۔۔۔ تمہارے لیے۔۔۔ اور اگر وہاں چلو گی تو بہت کچھ دیکھنے کو ملے گا تمہاری پسند کا ۔۔۔

وہ اسے حقیقت دیکھانے لگا۔۔۔ جس پر پری پھر سے حلق تر کرنے لگی۔۔۔

پرامس سب میری پپ۔۔۔ پسند کا ہو گا۔۔۔۔ پہلے وہ کچھ سوچتی پھر ہتھیلی کھول کر اسکے سامنے پھیلائی۔۔۔۔ جس پر شہریار نے اپنی ہتھیلی رکھ کر اسے یقین ڈلایا۔۔۔

یس پرامس سوئیٹ ہارٹ۔۔۔

پھر خاموشی موقعے کے انتظار کرنے لگا۔۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

سفیان سنجیدہ سا بیٹھا تھا دوست کزنز آکر دونوں سے مل رہے تھے۔۔۔۔

جب اسکے زبان پر خارش ہونے لگی۔۔۔۔

سب سے نظریں بچا کر موبائل نکالا اور اس پر کال ٹون لگایا۔۔۔

پھر اسے کال کی طرح کاٹ کر کان سے لگائے دوسری طرف سے مخاطب ہوا جیسے کال آئی ہو۔۔۔

یس مائے سوئیٹ ہارٹ۔۔۔۔ موبائل کان سے لگائے پیار نچھاور کرنے کے انداز میں بولا

۔۔۔۔۔۔اور حور کو تو جیسے صدمہ سا لگا۔۔۔۔ اپنی شادی میں شوہر کو دوسری لڑکی

سے سوئیٹ ہارٹ کے خطاب سے ہی شاک میں تھی۔۔۔۔

وہ ایسے کیسے کر سکتا ہے میرے ساتھ۔۔۔۔ اسکے لب پھڑ پھڑائے۔۔۔۔

غصے اور حسد کی لہر اسکے وجود میں اٹھی۔۔۔۔بے ساختہ اپنے ہاتھ کے ناخون اسکی

ہتھیلی میں گاڑھے۔۔۔ جس ہاتھ کو وہ دنیا کو محبت دیکھانے کے لیے پکڑے بیٹھا تھا

۔۔۔۔

سفیان نے اسکی حرکت پر جیسے قہقہہ گلے میں دبایا۔۔۔۔

پھر بولا۔۔۔۔

نہیں جانم آج نہیں آسکتا۔۔۔ تمہیں تو پتا ہے نا کزن کی میرج ہے آج اس لیے ٹائم نہیں۔۔۔۔

ایک آنکھ اس پر ٹکائے دوسری سے لوگوں کا خیال کرتا موبائل آہستہ سے جیب میں ڈالکر مصنوعی جزبات سے چوڑ بولا۔۔۔

سوری بےبی میں کل آئونگا اپنی جانم کے پاس۔۔۔۔ اور میری پیاری سی جان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے کچھ اسپیشل کرونگا۔۔۔۔

حور کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو اسکے پیر پر اپنی ہیل مارتی غصے سے بولی۔۔۔

سیفی اگر تمنے اپنی چیپ باتیں بند نا کی تو چیخ چیخ کر سب کو تمہارے کرتوت بتائونگی۔۔۔۔

اسکی غصے اور بھرائی آواز پر سفیان نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا۔۔۔۔ قہقہہ گھونٹ کر اسکا برا حال ہو رہا تھا۔۔۔۔

تمہیں کسی نے تمیز نہیں سکھائی دلہن شادی کے ٹائم نہیں بولتی۔۔۔۔وہ آہستہ سے مصنوعی غصے سے بولا۔۔۔۔

تمہیں کسی نے تمیز نہیں سکھائی بیوی کے سامنے دوسری عورتوں سے ایسے بات نہیں کرتے۔۔۔۔۔وہ بھی اپنی شادی میں۔۔۔۔۔

ابھی اسنے کچھ اور بولنے کے لیے منہ کھول ہی رہا تھا جب اسٹیج کی طرف عائمہ بیگم کو آتے دیکھ چپ ہو گیا۔۔۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

شہریار نے سمیر کو سمجھایا اور وہ یس باس کہتا۔۔۔۔۔اسٹیج سے اترا مہک کو بھی اشارہ کیا تو وہ بھی مسکراہٹ روکے ہاں میں سر ہلا کر ساتھ ہوئی۔۔۔۔۔

شیری نے باہر کے سمیت کا راستا اپنی آنکھوں میں سمایا۔۔۔۔

پری تو آنکھیں پھاڑے اپنے شیر کی باتیں سن رہی تھی۔۔۔۔وہ ابھی کچھ کہتی جب

۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں پورا ہال اندھیرے میں نہا گیا۔۔۔۔۔

اسنے گھبرا کر شیری کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔۔۔۔

اندھیرے میں ہر طرف سے۔۔۔۔یہ کیا ہوا۔۔۔۔لائٹ کہاں گئی۔۔۔۔کا شور سا ہونے لگا۔۔۔۔۔

جب شہریار نے پری کے سر سے دوپٹہ اوپر کر کے اسکا نازک ہاتھ پکڑ کر اندھیرے میں سنبھالتا باہر کی سمیت روانا ہوا۔۔۔۔

پری کو سنبھال کر کار میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھایا اور دوسری طرف سے خود آکر بیٹھا اسکے سرخ دوپٹے میں معصوم سجے حسن کی انتہائی کو چھوتے گھبرائے مسکرائے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

جب وہ کھکھلائی بولی۔۔۔۔

کک۔۔۔ کتنی مزے کی بات ہہ۔۔ ہے نا ہم شادی سے بھ۔۔ بھاگ رہے ہیں۔۔۔ ہاہاہاہا ۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ سے تالی بجاتی ہنسی لگی۔۔۔۔

تم خوش ہو۔۔۔۔ وہ کار میرج ہال سے نکالتا پوچھنے لگا۔۔۔۔

ہاں بب۔۔۔ بہت۔۔۔ مم۔۔۔ میں یہ حور کو بتاؤ نگی۔۔۔۔ وہ چہکتی بولی۔۔۔۔

فکر نا کرو وہاں سب کو پتا لگ گیا ہو گا۔۔۔۔اسکی چمکتی نوز پن کو آنکھوں میں لیے جو اسکے جزباتوں کو بھڑ کا رہی تھی۔۔۔۔

اور ہاتھ اسکے چھونے پر اکسا رہے تھے۔۔۔۔

مشکل سے نظریں راستے پر جمائے بولا۔۔۔۔۔

ہم جا کہاں رہے ہیں۔۔۔۔ پری انجان راستے دیکھ کر پوچھنے لگی۔۔۔۔

کہانا جانم وہاں جہاں صرف میں اور تم ہوں گے اور تنہائی۔۔۔۔اسکے کہنے پر پری گھبراتی اپنے ہاتھ مسلنے لگی۔۔۔۔جو پسینہ پسینہ ہو رہے تھے۔۔۔۔

اسکی حرکت پر خاموش سفر میں چوڑیوں کی کھنک سی پیدا ہوئی۔۔۔۔۔جو شیری کا دل دھڑکا گئی۔۔۔۔یہی حال پری کا بھی تھا۔۔۔۔وہ ماحول کی بدلنے پر شرم سے نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

شہریار ایک خاموش پیار بھری نظر اسکے خوبصورت معصوم دلہن کے روپ پر ڈالتا راستے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

شہریار کے نکلتے ہی پیچھے پورا میرج ہال روشن ہوا۔۔۔۔ جہاں سب نے شکر کا سانس لیا وہیں اسٹیج پر صرف سفیان اور حور کو دیکھ کر وہ سب پریشان ہو گئے۔۔۔۔

سفیان نے دیکھ کر قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔ یہ تو مجھ سے بھی کافی قدم آگے نکلا۔۔۔۔ دراب سب ہنس رہے تھے۔۔۔۔ پر اسے کہاں پرواہ تھی۔۔۔

اور حماد صاحب احمد صاحب کے پریشان ہونے پر دراب نے کال کی تو شہریار نے کہا ہمیں کوئی ڈسٹرب نا کرے کل ملیں گے۔۔۔. کہہ کر کال کاٹ دی۔۔۔۔

بڑے ہی کوئی مجنو ٹائپ ہو۔۔۔۔۔ میسج سینڈ کیا جس کا رپلائے یوں ملا۔۔۔۔۔

تھا تو نہیں پر سوئیٹ ہارٹ نے بنا دیا۔۔۔۔۔ اور نیچے آنکھ دبانے والا ایموجی تھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ نفی میں سر ہلا کر۔۔۔۔۔ حماد صاحب اور احمد صاحب کو تسلی دینے لگا کہ وہ

ٹھیک ہے۔۔۔۔ اور یہ انکے لاڈلے کا پلان ہے۔۔۔۔۔

شادی سے بھاگنے کا۔۔۔۔۔ اسکی بات پر سب ہنس دیے۔۔۔۔۔ اور خوش رہنے کی دعا

کرنے لگے۔۔۔۔۔

کھانے کا دور چلا تو سب مہمان کھانا کھانے لگے۔۔۔۔۔ پر سب نے شہریار کی حرکت کو

کافی انجوائے کیا تھا۔۔۔۔

پھر شادی کی باقی رسمیں کر کے کچھ دیر بعد رخصتی کا شور مچا۔۔۔۔حور کا بیٹھ کر برا حال تھا۔۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

روتے ہوئے رخصتی کے بعد اسے اب سفیان کے کمرے میں اسکی سجی سجائی سیج پر بٹھایا گیا تھا۔۔۔۔

کمرے میں ہر طرف سرخ گلاب بچھے ہوئے تھے۔۔۔۔جہازی سائیز بیڈ کے سفید کور کو سرخ اور سفید پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔۔۔۔

اور چاروطرف پھولوں کی لڑیاں لٹک رہی تھی۔۔۔۔کمرے میں ہوش اڑا دینے والی مہک پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔

اسکا دل اس ماحول سے گھبرانے لگا۔۔۔

ابھی نوشین اور اسکی کزنز اسے بیٹھا کر اور سمجھا گئی تھی۔۔۔۔ کہ خوفزدہ نا ہو۔۔۔

مشال کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی تو وہ ملک ولا چلی گئی تھی۔۔۔۔ حور کو اسکی بھی پریشانی تھی۔۔۔۔ اور سفیان پر غصہ۔۔۔۔

وہ اسکے گلے سے پکڑ کر پورا حساب لینا چاہتی تھی کہ یہ کون تھی جسے وہ اپنی شادی کو کزن کی شادی بول رہا تھا۔۔۔

ہونہہ۔۔۔ پتا نہیں چپکلی کون تھی۔۔۔ صرف آنے دو اسے اچھے سے خبر لیتی ہوں۔۔۔۔ باتوں سے تو لگ رہا تھا کافی کلوز تھی۔۔۔ مینڈ کی نا ہو تو۔۔۔۔۔

وہ غصے سے بڑبڑانے لگی۔۔۔۔۔

مجھے اپنے ماں باپ سے جدا کر کے خود آوارگی کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔

؛؛؛

سفیان کو کمرے کی طرف جاتے دیکھ سب نے اسے گھیرا جس میں حسن بھی اپنا حساب برابر کرنے آیا۔۔۔۔۔

کہاں چلے لاڈلے۔۔۔۔۔اور سب سے پہلے منہ بھی اسنے کھولا۔۔۔۔۔

جی بھائی اپنے روم میں بہت نیند آرہی ہے۔۔۔۔۔وہ بھی منہ پر ہاتھ رکھ کر برابر بولا

جس پر سب ہنسے

میرے لاڈلے بھائی کو آج کچھ جلد ہی نیند نہیں آ رہی۔۔۔۔وہ کلائی پر بندھی واچ کو دیکھتے ہوئے کچھ حیریت سے بولا۔۔۔۔

نہیں بڑے بھائی آپ کو شاید بھابھی ماں نے روم سے نکال دیا ہے اس لیے آپکو ابھی رات لمبی لگ رہی ہے۔۔۔۔ورنہ تو دو بج رہے ہیں۔۔۔۔اور اس وقت واقعے میں سوتا ہوں۔۔۔۔۔کیوں ٹھیک کہانا۔۔۔۔۔

سفیان کی بات پر جہاں سب کے قہقہے لگے تھے وہیں حسن نے مسکینی صورت بنالی

۔۔۔۔۔

کچھ رحم کر بے شرم بڑا بھائی ہوں۔۔۔۔۔ حسن بیچارگی سے کہتا اسے شرم ڈلانے لگا

۔۔۔۔۔

میں تو شرم کر لونگا۔۔۔۔ اگر آپ رستا صاف کروائیں تو۔۔۔۔ سفیان اسے آس پاس کزنز کے گھیرے کی طرف اشارہ کرتے بولا۔۔۔۔

جہاں حسن کا منہ کھلا۔۔۔۔ وہیں سب بولے۔۔۔۔

نا بچو۔۔۔۔ بغیر تنگڑی رقم دینے تک جانے سے تو رہے۔۔۔۔ اور ایک ساتھ باقیوں نے بھی ہاں میں سر ہلایا اور بالکل راستہ بلاک کر دیا۔۔۔

انکی بات پر سفیان نے آئی بروا چکا کر حسن کو دیکھا۔۔۔۔

اور حسن نے دل میں اپنے سے چھوٹے مگر چالاک بھائی پر صدمہ۔ کھاتے اپنی جیب کی طرف اشارہ دیکھا۔۔۔۔

اسے کیا پتا تھا تھوڑی سی بات اسکے گلے میں ہزاروں کا پھندا ڈالے گی۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی اس بیچارے کی کوئی غلطی نہیں تھی جس کے پاس سفیان جیسا بھائی ہو انکا یہی حال ہوتا ہے۔۔۔۔۔

حسن کو ایمانداری کی طرف آتے دیکھ کر وہ جانے لگا۔۔۔

کہاں چلے نیک۔۔؟ اسکا خالازاد بولا۔۔۔۔

بیوقوفوں ایسے ٹائم پر منہ پر نہیں جیب کی طرف نظریں رکھا کرو۔۔۔۔ اور اس وقت میرے بھائیوں کے بھی شہنشاہ بھائی دے حسن ملک کی جیب کی طرف نظروں پھیرو اور دے سفیان ملک کو اپنی ملکہ کے پاس جانے دو۔۔۔۔ ملکہ ہمارے انتظار میں ہو گی ۔۔۔۔

وہ حسن کی حالت پر قہقہہ لگاتا سیڑھیاں طے کرتے روم کی طرف جانے لگا۔۔۔۔ اور پیچھے حسن بیچارے کی جیب غریب سے بھی غریب تر ہو گئی۔۔۔۔

سفیان جب روم کی طرف آیا تو وہی بھو کی عوام وہاں بھی موجود تھی۔۔۔۔

ہٹو پیچھے آج میرا موڈ بہت خراب ہے۔۔۔۔ وہ چہرے پر مصنوعی سخت تاثر لیے لڑکیوں سے مخاطب ہوا۔۔۔۔

اوہ۔۔۔۔ سیفی بھائی بٹ یہاں آپکے موڈ سے کسی کو واسطہ نہیں۔۔۔ ہمیں صرف نیک چاہیے۔۔۔۔ ان میں سے ایک بولی۔۔۔

نیک یا بھیک۔۔۔ وہ بھی تمسخرے سے گویا ہوا۔۔۔ مطلب صرف انہیں ہٹانا تھا۔۔۔ جنہوں نے ساری کاروائی کے دوران تیس منٹس یہی لے لیے تھے۔۔۔

جو بھی سمجھو ہمیں صرف نیک چاہیے۔۔۔۔نوشین بھی شامل ہوئی۔۔۔اگر آج کی تاریخ میں دلہن کو دیکھنا ہے تو۔۔۔۔وہ اپنے ناخونوں کو دیکھتی مغروریت سے گویا ہوئی۔۔۔۔

بھابھی آپ بھی۔۔۔۔اپنی بہن کی خوشیوں کے بیچ ہیں۔۔۔وہ صدمے کی حالت میں بولا۔۔۔

میں بہن کی خوشیوں کے بیچ نہیں۔۔۔دیور سے نیک لینے آئی ہوں۔۔۔اور بہن کی خوشیوں کا رکاوٹ شوہر خود ہے اسکا۔۔۔

وہ بھی ہاتھ جھاڑتی بولی۔۔۔

پھر سب حیران ہوئی جب سفیان نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔۔ہاہاہا۔۔

مجھے لگتا ہے یہاں ساری عوام شادی شدہ ہے۔۔۔ٹھیک کہانا۔۔۔۔

اسنے اندازہ لگایا جو نشانے پر لگا۔۔۔

ہاں کیوں۔۔۔۔نوشین ناسمجھی سے پوچھنے لگی۔۔۔

تو میری بھولی بھابھی۔۔۔تم لوگ شادیوں میں بھیک مانگنے میں مصروف ہو جاتی ہو ۔۔۔اور میری بھولی بھالی بہنوں کے تیز ترار شوھر انکی ناموجودگی کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔۔۔انکی پھٹی آنکھوں کو دیکھ اور بولا۔۔۔

اگر مجھ پر یقین نہیں تو بھابھی آپ صرف سیڑھیوں تک جا کر نیچے لائونج میں دیکھیے ۔۔۔اور میں یقین سے بولتا ہوں اگر آپکی آنکھیں آئی برو تک نا آئی تو میں سیفی نام ہٹا کر ہمیشہ کے لیے سفیان ہی کہلائونگا۔۔۔۔

اسکی بھرپور چالاکی میں سب ہی آگئی۔۔۔۔اور نوشین اسے آنکھیں دیکھاتی بولی

۔۔۔۔۔

سیفی اگر ایسا کچھ ناہوا تو دیکھنا کیسا حال کرتی ہوں میں تمہارہ ساری رات یہی دروازے پر نا کھڑا کیا تو میرا نام بھی نوشین نہیں۔۔۔۔۔

اور دوسری لڑکیوں کو وہیں رہنے کا اشارہ کرتی خود وارن کرتی ایک نظر سفیان پر ڈالکر جانے لگی۔۔۔۔

اور لائونج کا جو منظر اسنے دیکھا وہ آنکھیں کیا منہ بھی کھل گیا۔۔۔۔وہ جیسے شاک کی حالت میں تھی۔۔۔۔۔

اور سفیان بغیر وقت لیے دوسری کزنز اور نوشین کی دوستوں کو دیکھ اسکی حالت کی طرف توجہ ڈلانے لگا۔۔۔۔۔تو یہاں تو ویسے بھی شکی عوام تھی دروازے کو چھوڑتی سب دعا کرتی جانے لگی کہ یا اللہ جیسا ہم سوچ رہے ہیں ویسا نا ہو۔۔۔۔

راستہ صاف دیکھ کر سفیان دروازہ کھولا بغیر آواز کے۔۔۔ اندر آکر تھوڑا سا منہ نکال کر بولا۔۔۔۔

ذرا سنو پیاری بھابھی ماں۔۔۔۔اسکی بات پر نوشین گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگی ۔۔۔۔

وہ کیا ہے نا بھائی نے کل چھیڑنے کی غلطی کی تھی یہ اسکی سزا ہے اور جو میںنے آپسے بولا تھا کل وہ اس لیے تھا کہ میں صحیح سیدھا اپنی بیگم کے پاس پہنچوں۔۔۔۔اب آپ ذرا تکلیف کر کے بھائی کو وہاں سے نکالیں۔۔۔۔

وہ کہتا انکو شاک میں چھوڑ کر ایک شرارتی مسکراہٹ پاس کرتا دروازہ بند کر گیا۔۔۔۔

نوشین یہ سفیان تو کتنا چالاک ہے۔۔۔۔ایک کزن کی صدمے بھری آواز آئی۔۔۔۔

وہ تو چہرے سے ہی ایسا لگتا ہے چالاک ایسے ہی ہم دروازے سے ہٹ گئے۔۔۔۔

پر شکر ہے ہماری بے یقینی کا انہیں تو نہیں پتا۔۔۔۔ورنہ تو اس سیفی تو کہیں کا نا چھوڑا

۔۔۔۔

سب اپنی غلطی کو چھپا کر اسے کوستی نیچے لائونج میں آئی نوشین کے ساتھ۔۔۔۔

میں تمہیں چھوڑونگی نہیں۔۔۔۔نوشین بڑبڑاتی

جہاں حسن بیچارہ نیک دینے کے چکر میں پھنسا ہوا تھا۔۔۔۔اور اسکی حالت پر سب کا ہنس ہنس کے برا حال تھا۔۔۔۔

اب آ گیا اپنے سیفی لاڈلے بھائی پر یقین۔۔۔۔وہ نوشین کو دیکھ طنزیہ بولا۔۔۔۔جس پر وہ شرمندہ ہو گئی۔۔۔۔۔

مجھے کیا پتا تھا کہ اسنے جھوٹ بولا۔۔میں تو بس ایسے ہی مزاق میں آپسے ناراض تھی ۔۔۔۔پر سیفی نے تمہیں تو چھوڑو ہمیں بھی نہیں چھوڑا۔۔۔۔۔۔۔حسن کو قریب دیکھ وہ صفائی دیتے سفیان کا بتانے لگی۔۔۔۔

اور کرو اپنے شریف شوھر پر شک۔۔۔۔وہ خفگی سے گویا ہوا۔۔۔۔

سوری نا۔۔۔۔نوشین معصومیت سے بولی۔۔۔۔جس پر حسن اپنی مسکراہٹ چھپانے لگا۔۔۔۔۔

صرف سوری سے کام نہیں چلے گا اتنا ستایہ ہے اسکا حساب بھی دینا پڑے گا۔۔۔۔وہ قریب ہو کر اسکے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے معنی خیزی سے بولا۔۔۔۔

تو کیسے معافی ملے گی۔۔۔۔وہ شرم سے سر جھکا کر بولی۔۔۔۔

بتاؤں۔۔۔۔۔وہ بھی جھک کر بولا۔۔۔۔ابھی وہ اور جھکتا۔۔۔۔

جب پیچھے سب کے قہقہے گونجے اور نوشین سرخ سی شرمندہ ہوتی حسن کے سینے پر آہستہ مکہ مارتی وہاں سے بھاگ گئی۔۔۔۔۔

اسکی اس ادا پر حسن بھی دل کھول کر ہنسا۔۔۔۔

اور ایک نظر سب کو گھورتا اسکے پیچھے جانے لگا۔۔۔۔اسکے قدموں کی چاپ کر اپنی چاپ چھوڑتا۔۔۔۔۔

فراز صاحب اپنے کمرے میں باہر اپنے بچوں کے خوشی بھرے قہقہے سنتے خوش ہوتے آئندہ خوشحال زندگی کی دعا کرنے لگے۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

مشال کی ملک ولا آتے ہی طبعیت اور خراب ہوگئی تھی۔۔۔ مسلسل وومیٹنگ کے وہ ندحال سی ہوگئی تھی۔۔۔

دراب خود پریشان ساواش بیسن پر جھکی اسکی پیٹھ سہلا رہا تھا۔۔۔۔

جو مسلسل روتے ہوئے وومیٹنگ کر رہی تھی۔۔۔

مشی جان مجھے اب بہت پریشانی ہو رہی ہے۔۔۔۔ میں جا رہا ہوں ڈاکٹر کو لینے۔۔۔۔

ن۔۔نہیں درد۔۔۔ وہ ابھی بھی انکار کرتی جب وہ کچھ سخت آواز میں بولا

چپ ایکدم چپ۔۔۔۔ اپنی حالت دیکھو۔۔۔۔ کسی ندحال سی ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ کب سے وومیٹنگ اور چکر آرہے ہیں ابھی بھی نہیں کر رہی ہو۔۔۔۔۔ میں اب کچھ نہیں سنو گا۔۔۔۔

وہ کہتا اسے باتھروم سے باہر لایا۔۔۔۔ اور مشال تو لیے سے منہ پونچھ کر بیڈ پر بیٹھی تو دراب نے جاکر ساری بات عالیہ بیگم کو بتائی۔۔۔۔ اور انہیں مشال کے پاس جانے کا کہتے خود رات کے دو بجے ڈاکٹر کو لینے گیا۔۔۔۔۔

اور عائمہ بیگم کو پتا چلا تو دونوں خوشی سے سرشار سی روم میں آئی۔۔۔۔ اور ندحال سی لیٹی مشال کے پاس بیٹھی۔۔۔۔۔ جو انہیں دیکھ کر رونے لگی تھی۔۔۔۔۔

وہ تو پریشان ہو گئی ایسی حالت میں یہ دونوں کیوں خوش ہو رہی ہیں۔۔۔۔۔

میری جان تمنے آج ہم سب کو بہت خوش کر دیا اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے۔۔۔۔۔

دونوں انتہائی خوشی کا اظہار کرتی اسکا ماتھا چومنے لگی اور عائمہ بیگم آنسوں صاف کرنے لگی۔۔۔

پر مشال اب بھی نا سمجھی سے دیکھنے لگی جب عالیہ بیگم اسکا چہرا اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیکر بولی۔۔۔۔

میں دادی اور عائمہ نانی بننے والی ہے میری جان۔۔۔۔ اب سمجھی۔۔۔۔ اور یہ خوشی اور محبت والا لقب تمنے دیا ہے ہم سب کو۔۔۔

اور مشال جب سمجھی تو سرخ ہو گئی اور گھبرا کر عائمہ بیگم کو دیکھنے لگی جسنے آنکھوں سے ہی ریلیکس رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔

پر وہ شرم سے اپنے چہرا ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔۔۔۔ جس پر عالیہ بیگم اور عائمہ بیگم کا قہقہہ لگا۔۔۔۔

اور تب ہی دراب ڈاکٹر کو لیکر اندر آیا۔۔۔۔ پر وہاں کا ہنستا ماحول اور مشال کی شرمائی سی ادا اسے الجھا گئی۔۔۔۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر نے اسے بھی شاک دینے والی خوشخبری سنائی۔۔۔۔

وہ اسی ہی بے یقینی کے حال میں اسے واپس چھوڑ کر آیا اور جب کمرے میں واپس آیا تو ۔۔۔۔

عالیہ بیگم عائمہ بیگم اسکا اور مشال کا ماتھا چومتی دعائیں دیتی مسکراتی اپنے روم میں چلی گئی جب دراب خوشی سے سرخ چہرے لیے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ نظر سیدھا کمبل میں چھپی مشال پر پڑی جو شاید شرما رہی تھی۔۔۔۔

وہ دروازہ لاک کرتا بیڈ کے قریب آیا اور اسکے پاس بیٹھ کر کمبل میں چھپے اسکے وجود کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

افففف۔۔۔۔یہ سر درد۔۔۔۔۔وہ درد بھری آواز میں بولا۔۔۔۔

جس پر مشال شرم کو دور پھینکتی کمبل سے نکلتی ہڑبڑا کر بولی۔۔۔۔

۔کب سے آپنے مجھے بتایا نہیں۔۔۔۔ وہ بغیر اسکی آنکھوں میں محبت کے ٹھاہ ٹھی مارتے سمندر کو دیکھے اسکے ماتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر دبانے لگی۔۔۔۔۔

یہ سب سچ ہے۔۔۔۔مجھے یقین نہیں آرہا میری زندگی اتنی حسین ہے۔۔۔۔۔وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر محبت سے چوڑ آواز میں بولا۔۔۔۔۔

مشال تمہارے آنے سے میری زندگی پہلے ہی حسین ترین ہو گئی تھی پر اب تو جیسے تمنے مجھے دنیا کا سب سے خوش نصیب اور مکمل شخص بنا دیا ہے۔۔۔۔۔۔

مشال سرخ سی چہرا جھکائے اسکی محبت کو لفظوں سے محسوس کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

بتائو جانِ دراب میں تمہارا کیسے شکر ادا کروں میری زندگی میں آ کر مجھے مکمل کرنے کے لیے۔۔۔۔۔.

آ آ۔۔۔ آپ کیوں شکریہ ادا کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ شکریہ تو مجھے اس پاک ذات کا کرنا ہے جسنے ایک حسین جیون ساتھی کے ساتھ ممتا کی خوشی سے مالا مال کر دیا۔۔۔۔۔ شکریہ تو مجھے آپ کا ادا کرنا چاہیے کہ آپنے مجھے اتنی محبت دی کہ سمیٹوں تو سمیٹ نا سکوں

۔۔۔۔۔۔

آئی لو یو دراب۔۔۔۔۔وہ شرسارسی محبت کا اظہار کرتی شرما کر اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔۔

اور دراب محبت سے اسے خود میں دھڑکتا محسوس کرتا۔۔۔۔اس پاک ذات کا شکر ادا کرتا آنکھیں موند گیا۔۔۔۔۔

؛؛

سفیان دروازہ بند کرتا مسکراہٹ دبا کر مڑا جہاں سامنے ہی حور گولڈن بھاری دوپٹے میں گھونگھٹ کیے سر جھکائے پھولوں کے بیچ بیٹھی اسکے جزبات بھڑکا رہی تھی۔۔۔دل مچل کر اس تک پہنچنے پر اکسا رہا تھا۔۔ہمیشہ دیکھنے والا خواب آج حقیقت کے رنگوں میں موجود تھا۔۔۔۔

آج وہ اس پاک ذات کا جتنا بھی شکر ادا کرتا کم تھا۔۔۔۔

وہ ایک قدم آگے بڑھاتا سوچنے لگا کہ اب کیسے شیرنی کو جگائے۔۔۔وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا جب موبائل پر حمیرا اسکے خالازاد کی کال آنے لگی۔۔۔۔

وہ پورے دانت نکالتا حور کو دیکھنے لگا۔۔۔

اور حور اسکے کمرے میں آنے پر جو شرمائی گھبرائی سمٹ سی گئی تھی اور ڈر بھی رہی تھی اسکے پچھلے برتائو کو یاد کر کے۔۔۔۔

پر جب اسکے بجتے موبائل کی آواز اسکے کان میں پڑی تو وہ پھر سر سے پیر تک غصے سے بھڑک اٹھی۔۔۔۔

دل تو کر رہا تھا سارے حساب لے پر اب جب وہ اسکے رحم کرم پر تھی تو خاموش ہو کر اسکی گفتگو سننے لگی۔۔۔۔آنکھیں نم سی ہو گئی۔۔۔۔

اور اپنے ری ایکشن کے بابت سوچنے لگی۔۔۔

سفیان موبائل پر ایرو پلین موڈ لگا کر اسے کان سے لگایا۔۔۔ اور چلتا ہوا آئینے کے سامنے آیا نظریں ابھی بھی حور پر تھی۔۔۔ پر شو ایسے کر رہا تھا جیسے روم میں اسکے علاوہ کوئی نا ہو۔۔۔

بہت مس کر رہا تھا ابھی تمہیں اور دیکھو میری قسمت شاید تمہیں بھی میری یاد ستانے لگی تبھی بات کیے بنا رہا نہیں گیا۔۔۔ ویسے بھی میں بہت بور ہو رہا تھا۔۔۔ وہ مسکراتا پیار بھرے آواز میں بولتا بیڈ پر لیٹ گیا جیسے اکیلا ہو۔۔ کان سے موبائل لگائے۔۔۔

اور حور اپنی اتنی انسلٹ اور پہلی رات پر نظر انداز کرنے پر منہ پر ہاتھ رکھتی سسکنے لگی ۔۔۔

اسے کیا پتا تھا یہ اتنا گر جائے گا۔۔۔ وہ تو اب تک شاید اسکا غصا سمجھتی چپ تھی اسے لگ رہا تھا وہ اسے بہت پیار کرتا ہے اور جب وہ اس کے سامنے آئے گی تو شاید اسکا غصہ

بھی ٹھنڈا ہو جائے۔۔۔۔وہ بچپن کا دوست ایک اچھا ساتھی تھا۔۔۔۔ایسے کیسے بدل گیا

۔۔۔۔

اسکے آنسوں روانی سے بہنے لگے۔۔۔۔سارا چہرا بھیگ گیا۔۔۔۔سفید موتیوں سے

۔۔۔۔

آہستہ سے کانپتے ہاتھوں سے آنسوں صاف کرنے لگی۔۔۔۔اور ایک درد بھری ہچکی لی

۔۔۔۔اسکی آواز پر۔۔۔۔

میرا دل جانم تمہیں محسوس کرنے کے لیے تڑپ رہا ہے اور اب مجھ سے یہ دوریاں برداشت نہیں ہوتی۔۔۔۔میں آرہاں ہوں۔۔۔۔وہ جو بھی کہہ رہا تھا اپنے الفاظ حور کے لیے چن رہا تھا۔۔۔۔وہ اپنے خیالوں میں حور کو لا کر بول رہا تھا۔۔۔۔

اور حور کو لگا اسکی سانسیں رک جائیں گی۔۔۔۔وہ اپنی پہلی رات کی دلہن کو چھوڑ کر دوسری لڑکی کی یاد میں تڑپ رہا تھا۔۔۔۔

سفیان اسے جلانے میں ہی مگن تھا بغیر اسکی حالت پر توجہ دیے۔۔۔۔وہ آج پورا حساب برابر کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

اسکے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ رو رہی ہے۔۔۔وہ تو اسکے رد عمل کے انتظار میں تھا۔۔۔۔

حوریہ ایک جھٹکے سے اپنا گھونگھٹ الٹ کر غصے سے روتے وہاں سے اٹھی۔۔۔۔

سفیان نے جب اسکے اچانک بھیگے چہرے کو دیکھا تو ہڑبڑا گیا۔۔۔۔اور موبائل پھینک کر اٹھا۔۔۔۔

حور روتے ہوئے اسکی آواز سے بھاگنے کی کوشش کرتی کمرے سے ہی نکل رہی تھی ۔۔۔۔

جب سفیان ایک جست میں اٹھ کر اسکے قدم روکے اور نازک بازوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا جو لڑکھتی اسکے چوڑے سینے سے لگی ۔۔۔۔

کہاں جا رہی تھی ۔۔۔۔ اسکا بھیگا چہرا اوپر کر کے تیز آواز میں پوچھنے لگا ۔۔۔۔

تم سے مطلب ہٹو پیچھے ۔۔۔ جائو اپنی جانم چپکلی کے پاس ۔۔۔۔ میں کہاں بھی جائوں تمہیں فرق نہیں پڑنا چاہئے ۔۔۔۔ وہ غصے سے سرخ بھرائی آواز میں بولتی اسے خود سے دور کرتی اپنا بازو اسکی مضبوط گرفت سے آزاد کروانے لگی ۔۔۔۔ پر آنسوں ابھی رواں تھے ۔۔۔۔

مجھے فرق نہیں پڑے گا تو کیا تمہیں پڑے گا۔۔۔ باہر سب موجود ہیں کیا سوچیں گے میرے بارے میں۔۔۔۔۔۔۔

وہ کچھ سخت آواز میں مصنوعی غصے سے بولتا اسکی مزاحمت کو ناکام کرنے لگا۔۔۔۔

حور نے سرخ آنکھوں سے حیریت لیے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

اسے یقین نہیں ہو رہا تھا یہ سفیان ہے۔۔۔۔ وہ تو سوچ رہی تھی کہ اسکے ایسا کرنے سے یقیناً وہ اسے روکے گا اور اس سے سوری کر کے بتائے گا کہ وہ سب یہ اسے ستانے کے لیے کر رہا ہے۔۔۔ پر وہ تو الٹا غصہ ہو رہا تھا۔۔۔۔ حور کو مزید رونا آیا۔۔۔۔

اسکی آنکھیں سفیان کی تو جیسے جان نکال گئی۔۔۔۔ اگر وہ غصے کے علاوہ محسوس کرتی تو شاید اسکی دل کی دھڑکن ہی اسے خوفزدہ کر دیتی۔۔۔۔ اور وہ بھی مزید کوئی ایسی بیوقوفی کیے بنا اس سے معافی مانگنے کا سوچنے لگا۔۔۔۔

وہ تیز آواز میں اس لیے بولا تھا کہ اسے لگا وہ اس سے لڑے گی جھپٹے گی پوچھے گی ۔۔۔۔پر نہیں یہاں تو میڈم الٹا ناراض ہو کر باہر بھاگ رہی تھی ۔۔۔۔

چھوڑو مجھے ۔۔۔۔۔وہ چیخی ۔۔۔۔

جب سفیان نے قہقہہ لگایا ۔۔۔۔ چھوڑنے کے لیے تھوڑی لایا ہوں اپنی زندگی میں ۔۔۔۔ کہنے کے ساتھ اسکی خطرناک مزاہمت کو رد کرتا اسے بازو میں اٹھا کر واپس بیڈ پر لایا ۔۔۔۔

اور اسے بیڈ پر ڈالکر بغیر کوئی بھاگنے کا موقعہ دیے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ بیڈ سے لگائے اور خود اس پر جھک گیا ۔۔۔۔

حور غصے اور رونے کے باوجود اسکی حرکت پر بوکھلا گئی۔۔۔۔

اسکے اتنے قریب آنے پر وہ رونا بھول کر حلق تر کرنے لگی۔۔۔۔

ہاں بتائو کونسی شکایت ہے جانم کو۔۔۔۔اسکی سرخ غصے اور گھبرائی آنکھوں میں دیکھ کر گھمبیر آواز میں پوچھا۔۔۔۔اور خمار زدہ آنکھوں سے اسکے حسین چہرے کے ہر سجے نقش سے ہو کر اسکے سرخ ہونٹوں کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

بکواس نا کرو۔۔۔۔کبھی مجھے جانم کہتے ہو کبھی اپنی ان چپکلیوں کو۔۔۔اسے بولنے میں ہی مشکل ہو رہی تھی۔۔۔سفیان کے اتنی قریب ہونے پر۔۔۔۔

پر میں اب تمہارا سارا گھٹیا چہرا اس۔۔۔۔۔باقی کے الفاظ سفیان نے اسکے حلق میں ہی دبا دیے۔۔۔۔

اسکے لبوں کو اپنے لبوں سے قید کر کے۔۔۔۔۔

اور اسکا سارا غصا۔۔۔ شکایت۔۔۔ الزام۔۔۔ محبت۔۔۔ ہچکیاں سب اپنے اندر اتارنے لگا۔۔۔۔

حور کی تو اچانک سفیان کی حرکت پر ہی سنہری سرخ آنکھیں پھٹی رہ گئی۔۔۔ باقی کے الفاظ گلے میں ہی اٹک گئے۔۔۔

اسکی شدت بھری جسارت پر وہ سرخ سی ہو گئی۔۔۔ سانسیں اکھڑنے لگی پر وہ تبھی بھی جھکہ رہا۔۔۔

اور اپنی ساری محبت اسکے اندر اتارنے لگا۔۔۔

سفیان کو جب اسکی حالت پر ترس آیا تو تھوڑا سا دور ہو کر اسکو دیکھنے لگا جو سرخ میچی آنکھوں اور بھیگے لبوں سے لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔۔۔

پر ابھی بھی تھی اسکے قید میں۔۔۔۔

وہ مسکرا دیا۔۔۔ اور اسکے کان میں جھک کر سرگوشی میں بولا۔۔۔

کتنا بولتی ہو۔۔ اتنی شکایتیں۔۔۔ غصہ۔۔۔ محبت۔۔ میرے خلاف جمع کر کے بیٹھی ہو

۔۔۔۔۔۔

پر یہ ہے کہ کچھ ہی دنوں میں بہت میٹھی سی ہو گئی ہو۔۔۔ اتنی کہ شوگر ملز بھی پھیکی پڑ جائیں تمہارے آگے۔۔۔

میری جان ۔۔۔ جانم۔۔ عاشقی ۔۔ دیوانگی۔۔۔ آوارگی سب تم ہو۔۔۔ تم سے میں ہوں مجھ سے تم ہو۔۔۔ تمہارے علاوہ کسی دوسری کا تصور بھی اپنے لیے گناہ سمجھتا ہوں۔۔۔

تم کو ہی چاہنا محسوس کرنا دل لگانا چاہتا ہوں۔۔۔

اور جو تم سوچ رہی ہو وہ سب غلط ہے میں صرف تمہیں تنگ کر رہا تھا۔۔۔ میں صرف تم سے پیار کرتا ہوں۔۔۔۔ سفیان صرف اپنی چشمش کا ہے اور اسی کا ہی رہے گا۔۔۔۔ مرنے تک۔۔۔۔ اسکے بعد بھی۔۔۔

حور ایک ایک لفظ میچی آنکھوں اور کان میں اسکی سرگوشی میں سنتی۔۔۔ بلش کر رہی تھی۔۔۔۔

ہر ایک لفظ دل میں قید کر رہی تھی۔۔۔۔ پر اسکے آخری لفظ پر تو جیسے تڑپ سی اٹھی ۔۔۔

اور تڑپتی غصے سے چیخی۔۔۔۔ سیفی۔۔۔۔

جی جانِ سیفی۔۔۔۔ وہ غصے سے سرخ آنکھوں میں دیکھ جزبات سے چوڑ آواز میں بولا ۔۔۔۔

حور کی بلند ہوتی دھڑکنیں بے ترتیب سی ہونے لگی۔۔۔۔پپ۔۔۔پلیز ایسا نا بولو۔۔۔۔

وہ بولتی پھر سے مزاہمت کرنے لگی۔۔۔۔

جب سفیان نے اسکی آنکھوں کو چوم کر ایک ہاتھ سے بیڈ سے گلاب کی پتیاں اٹھا کر اسکے چہرے پر انکی بارش کرنے لگا۔۔۔

وہ مچلنے سی لگی۔۔۔

اور اسے دیکھ کر آہستہ سے اسکے گردن اور چہرے سے وہی سرخ گلاب کی پتیاں چننے لگا ۔۔۔اور وہ کپکپاتی آنکھیں موندیں پڑی تھی۔۔۔اور بار بار خشک حلق کو تر کرنے لگتی۔۔۔۔

اسکی ہاتھ کی ہتھیلیاں سفیان کے چوڑے ہاتھ کے قید میں پسینے سے نم تھی۔۔۔۔

کیا مجھے معافی ملے گی۔۔۔۔ میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا۔۔۔ تمہاری حسین آنکھوں کو نم کرنے کا۔۔۔۔

وہ سرگوشی میں بولنے لگا۔۔۔۔

جس پر حور اپنی لرزش کرتی آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔ جو آنکھوں میں محبت کا سمندر بسائے اسے پُر امید سا دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ اور حور کو اسکے علاوہ چاہیے ہی کیا تھا۔۔۔۔ وہ اسے ایسے ہی تنگ کر رہا تھا۔۔۔ اور صرف اس سے محبت کرتا ہے۔۔۔ دوسری لڑکیوں کے بارے میں سوچنا بھی گناہ سمجھتا ہے۔۔۔۔

اور اسکی غلطیوں کو نظر انداز کر کے اسے محبت کی بلندیوں پر رکھتا ہے۔۔۔۔ وہ شرمائی سی مسکان چہرے پر سجائے اثبات میں سر ہلا گئی۔۔۔۔ اور اب اسے پتا تھا اسکی زندگی اس آوارہ پاگل کے ساتھ کسی گذرنے والی ہے۔۔۔۔۔

سفیان سرشار سا ہو کر اسکی گردن پر جھکنے لگا۔۔۔اور حور کی مسکراہٹ کہیں گھم ہوئی وہ ہڑبڑا کر اپنی پوری طاقت کا استعمال کرتی اسے پیچھے دھکیلتی اسکے قید سے آزاد ہوتی بیڈ سے دور بھاگی۔۔۔۔

یا شاید سفیان نے ہی آزاد ہونے دیا۔۔۔وہ بیڈ سے دور کھڑی سر جھکائے سرخ سی لب کاٹ رہی تھی۔۔۔اور کافی الجھن میں تھی۔۔۔کیونکہ سفیان کے نیچے اسکا دوپٹہ پڑا تھا۔۔اور خود اس پر پھیلا ہوا تھا۔۔۔

وہ مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔اور آہستہ سے اسکا دوپٹہ تھوڑا سا نیچے سے نکال کر چہرے پر ڈال گیا۔۔۔اور اس سے آتی مدہوش کرنے والی مہک کو اپنے اندر اتارنے لگا۔۔۔

حور اور بوکھلا گئی۔۔۔۔

سس۔۔۔ سیفی میرادوپٹہ۔۔۔۔ وہ دور کھڑی التجا سی کرنے لگی۔۔۔۔

جس پر وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔۔ اور اسکی التجا پر ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

آکر لے جائو۔۔۔۔ اسکی گھمبیر آواز پر وہ کچھ اور قدم دور ہوئی۔۔۔۔

یا جاکر فریش ہو آئو۔۔۔۔ وہ دوسرہ آپشن دینا لگا جو حور کو بہتر بھی لگا۔۔۔۔ ویسے بھی وہ کافی ٹھک گئی تھی اس بھاری لہنگے۔۔۔۔ اور ہیوی جیولری میں۔۔۔

وہ ایک نظر بیڈ پر پڑے سفیان پر ڈالکر ڈریسنگ مرر کے سامنے آئی اور اپنی جیولری اتارنے لگی۔۔

ابھی سیکنڈ بھی نہیں گذرا تھا کہ اچانک اسکی کمر پر کچھ سڑکتا محسوس ہوا۔۔۔۔ حور کے ہڑبڑا کر دیکھنے پر سفیان کا ہاتھ تھا۔۔۔۔ جو اسکے گرد مضبوط حصار ڈال رہا تھا۔۔۔۔

وہ گھبر اسی گئی اور مڑ کر میں دیکھنے لگی جہاں سفیان مسکرا رہا تھا۔۔۔وہ شرم سے نظریں جھکا گئی۔۔۔

بہت خوبصورت ہو تم حور۔۔۔بالکل ایک حور۔۔۔وہ کہتا اسکی گردن میں کچھ پہنانے لگا۔۔۔جس پر حور نے ذرا سی نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔۔تو خوبصورت نفیس سا ڈائمنڈ نیکلیس تھا۔۔۔

تمہاری منہ دیکھائی۔۔۔وہ بولتا اسکی گردن پر اپنے دہکتے لب رکھ کر دور ہوا۔۔۔اور اسکے دور ہوتے ہی حور وہاں سے بھاگی اور باتھروم میں بند ہو گئی۔۔۔۔

سفیان بھی ڈریسنگ روم میں نائیٹ ڈریس پہن کر آیا اور بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔

کافی دیر کے بعد بھی وہ باہر نہیں آئی تو سفیان سے اپنا قہقہہ دبانہ مشکل ہو گیا۔۔۔

اور وہ مصنوعی فکرمندی سے بولا۔۔۔۔

حور آر یو اوکے۔۔۔۔۔جب پھر بھی کوئی جواب نا آیا تو وہ اٹھ کر باتھروم کے قریب آیا

۔۔۔۔

حور جانم تم ٹھیک ہو؟۔۔۔۔۔وہ ہنسی دبا کر پھر سے بولا۔۔۔۔

جج۔۔۔جی۔۔۔۔مم۔۔میرا مطلب نن۔۔نہیں۔۔۔۔مجھے دوسرا اڈریس دیں۔۔۔۔۔

وہ ایک نظر پہنی ہوئی سلیولیس پرپل گھٹنو تک آتی نائٹی کو شرمندہ سی دیکھ کر رونے جیسی

آواز میں بولی۔۔۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔۔ناممکن۔۔۔۔وہ ہنستا ہوا بولا۔۔۔۔

باہر آئو حور میں تمہارا محرم ہوں۔۔۔

اگر نہیں آئو گی تو میں آئوں اندر۔۔۔۔

نن۔۔۔نہیں پلیز سیفی مجھے دوسرا سوٹ دیں۔۔۔میں ورنہ ساری رات یہی کھڑی رہو نگی۔۔۔۔وہ بھرائی آواز میں التجا کرتی دھمکانے لگی۔۔۔

میں تمہیں ایسا کرنے دوں تب نا۔۔۔وہ کہتا باتھروم کالاک کھول کر اندر داخل ہوا ۔۔۔

جس پر حور چیخ اٹھی۔۔۔اور شرمندہ سی کانپتی خود میں سمٹتی چہرا ہاتھوں میں چھپا گئی ۔۔۔

سیفی۔۔۔۔

اسکی چیخ کو نظر انداز کرتا دیوار سے لگی۔۔۔حور کو بازوں میں اٹھا کر باہر آیا اور اسکے ہاتھوں میں چھپے چہرے کو دیکھتے بیڈ پر ڈالا۔۔۔۔

بہت ہی بد تمیز انسان ہو۔۔۔۔وہ غصے سے بولی۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔وہ پیدائشی ہوں۔۔۔

وہ کہتا ہاتھ بڑھا کر لیمپ کی مدہم روشنی پورے کمرے میں پھیلا دی۔۔۔۔

اور پھر بیڈ پر پڑی حور کو اپنی جانب کھسکا کر اس پر جھکا۔۔۔ایک بار پھر حور کی دل کی دھڑکنے بے ترتیب ہوئی اور ہاتھ پائوں یخ سے ہو گئے۔۔۔۔

اب بتائو محبت کرتی ہو کہ نہیں۔۔۔۔اسکے چہرے کے ہر نقش پر انگلیاں پھیرتے پوچھنے لگا۔۔۔وہ خود میں ہی سمٹنے لگی۔۔۔

سس۔۔۔ حور ہکلا کر کچھ بولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔جب اسنے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔۔۔۔

ششش۔۔۔۔۔ جواب۔۔۔۔۔اسکی سانسیں خشک ہو گئی۔۔۔

ہاں بتائو۔۔۔۔؟ وہ پھر بولا۔۔۔۔

ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔ کرتی ہوں۔۔۔بہت۔۔۔۔پیار کرتی ہوں آپ سے۔۔۔۔وہ ایک سانس میں بولتی آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔

سفیان تو پہلے سے ہی جانتا تھا پر اسکے منہ سے سنکر وہ سرشار ہو گیا۔۔۔۔

اور اسکے یخ کانپتے ہاتھوں کو نرمی سے اپنے ہاتھوں میں لیکر تمام تر شدتوں سے اس پر جھکا۔۔۔۔اور اسکی بوکھلاہٹ شرمانا جھجھکنا خود میں سمٹنے لگا۔۔۔۔

اس کی گستاخیوں اور شدت بھری جسارتوں پر حور سرخ سی ہو جاتی۔۔۔۔

جیسے جیسے رات بیت رہی تھی ویسے ہی سفیان کی شدتیں بڑھتی جارہی تھی۔۔۔

کھڑکی سے جھانکتا چاند شرما کر بادلوں میں چھپ گیا۔۔۔

سفیان نے حور پر صحیح واضح کردیا تھا کہ جسکی وجہ سے تم مجھے آوارہ کہتی ہو وہ شہریار نے اس لڑکی کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے کہا تھا۔۔۔

اور اسے گمراہ کرکے شہریار اسکی جروں تک پہنچ گیا۔۔۔اور حور نے سفیان کو کافی بار اس لڑکی کے ساتھ دیکھا تب سے وہ اسے آوارہ کہنے لگی۔۔۔۔اور چڑنے سی لگی اس سے۔۔۔

پر وہ آوارہ کسی اور کا نہیں صرف اسکا تھا۔۔۔ہمیشہ اسی کا رہے گا۔۔۔۔

پری تو شہریار کی ساری کاروائی کے دوران چپ سی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔وہ اسے کراچی سے اسلا آباد لیکر آیا تھا۔۔۔۔ملطب وہ پورا پلان تیار کر کے بیٹھا تھا ۔۔۔۔

وہ دونوں ائرپورٹ سے نکل کر واپس وہاں اسکے لیے کھڑی کار میں اسے بیٹھا کر خود بیٹھا اور پھر سے ڈرائیونگ شروع کر دی۔۔۔۔

پری اور تو کچھ نہیں پر صرف ایک چیز غصہ ڈلا رہی تھی وہ تھی سرخ شرارے کے اوپر پہنی گھٹنوں تک آتی ہُڈ جس وہ بالکل چھپ سی گئی تھی۔۔۔۔

وہ آنکھوں کے سامنے بلیک ہُڈ کے علاوہ کسی کو دیکھ تو نہیں رہی تھی پر اسے پتا تھا سب اسے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے ہونگے۔۔۔۔

ظاہر ہے پہلی دفعہ اسی طرح کی دلہن دیکھی ہو گی جو لہنگے کے اوپر بلیک ہُڈ پہنتی ہو گی ۔۔۔۔ اسکا سجا حسین معصوم چہرا اور منہ پھولا ہوا تھا ۔۔۔۔

آ آ ۔۔۔ آپنے مجھے جوکر بنا دیا ہے ۔۔۔ وہ خاموش ڈرائیو کرتے شیری کو دیکھ چہرے سے ہُڈ ہٹا کر غصے اور بھرائی آواز میں بولی ۔۔۔۔

اچھا کس نے کہا تمہیں جوکر سوئیٹ ہارٹ ۔۔۔۔ وہ خاموش اپنے مچلتے جزباتوں پر کنٹرول کر رہا تھا ۔۔۔ جب پری کی شکایتی آواز پر پیار سے پوچھنے لگا ۔۔۔۔ اور اپنے ہاتھ پر کنٹرول نا رکھتے اسکی چھوٹی سے ناک میں چمکتی ڈائمنڈ کی نوز پن کو چھوا ۔۔۔۔

پری کھسک کر دور ہوئی ۔۔۔ اور کار کے دروازے سے چپک کر بیٹھی ۔۔۔۔

کک۔۔۔کسنے کہاں۔۔۔نہیں پر میں محسوس کر سکتی ہہ۔۔ہوں۔۔۔شیری کی جب آنکھوں میں دیکھا تو اس سے بولنا مشکل تر ہو گیا۔۔۔

تم ان سب کو محسوس کرنا چھوڑو مجھے محسوس کرو دل میں۔۔۔اپنی دھڑکنوں کا رقص محسوس کرو جو مجھے بے چین کر رہی ہیں۔۔۔

پری نے گھبرا کر سر جھکا دیا۔۔۔کیا اتنی بلند تھی اسکی دھڑکنے۔۔۔

ہہ۔۔۔ہم جا کہاں رہے ہیں۔۔۔۔وہ مدھم سا بولی۔۔۔۔

البتہ نظریں ویسی ہی جھکی ہوئی تھی۔۔۔اچھا سوال ہے۔۔۔۔اور وہ صرف اتنا ہی بولا

۔۔۔

پری غصے سے اپنے کنگن اتار کر پھینکنے لگی۔۔۔۔اب شاید یہ اسکی عادت بنتی جا رہی تھی کہ جب بھی اسے شیری پر غصہ آتا تو خود کا نقصان کرتی۔۔۔

شیری صرف مسکرا کر ایک پیار بھری نظر اس پر ڈالکر واپس ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہو گیا اور کبھی کبھی اسے دیکھتا محظوظ ہو رہا تھا ۔۔۔

اور وہ اسے غصہ ڈلانے کے لیے ہُڈ اتارنے لگی ۔۔۔ گھنی پلکوں کے جالر سے اسے دیکھتی

۔۔۔

پر اسکی معصوم حرکتیں کوئی اثر نہیں دیکھا رہی تھی ۔۔۔

ایییییی ۔۔۔۔ وہ غصے چیخی ۔۔۔۔

آ آ ۔۔۔ آپ جواب کیوں نن ۔۔ نہیں دے رہے ۔۔۔۔ ہہ ۔۔ ہم اتنی دور کیوں آئے ہیں ۔۔۔ جب کپڑوں کے علاوہ کچھ نا بچا تو اپنے چھوٹے نازک ہاتھ کا مکہ بنا کر اسکے کندھے پر وار کرتی غصے سے بولی ۔۔۔ وہ چڑ گئی ۔۔۔

شیری اسکی حالت پر قہقہہ لگا اٹھا ۔۔۔

ریلیکس جانم ۔۔۔۔ وہ اسکا مکہ اپنے ہاتھ میں لیکر چومتا نرمی سے بولا ۔۔۔

ا۔۔اب مجھ سے بب۔۔بات نا کریں۔۔۔۔ وہ بلش کرتی جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر ناراضگی سے بولی اور منہ بنا کر دوسری طرف اپنا رخ کر گئی۔۔۔۔

اسکی یہ چھوٹی چھوٹی معصوم حرکتیں جیسے شیری کے جینے کی وجہ بن رہی تھی۔۔۔۔وہ جنون تھی اسکا۔۔اسکے دل کی دھڑکن آنکھوں کا سکون تھی۔۔۔۔

تو وہ کیسے اسے ناراض دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔پر مجبور تھا اسے پتا تھا کچھ ہی دیر میں وہ اسکی ساری ناراضگی خود میں سمیٹ لیگا۔۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد کار ایک خوبصورت سے بنگلے نما گھر کے سامنے رکی۔۔۔۔تو گیٹ کھلا اور کار اندر داخل ہوئی تو پیچھے گارڈ نے واپس گیٹ لاک کیا ۔۔۔

پری نے مڑ کر شیری کو دیکھا۔۔۔جو کار سے نکل کر اسکی طرف آرہا تھا۔۔۔۔اسنے اپنے معصوم چہرے پر سخت تاثر سجا لیے۔۔۔

وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اسے کہے گا آئو باہر اور خود اسے نخرے دیکھا کر باہر نہیں جائے گی تو شیری اسے منت کریگا اور سوری بولے گا۔۔۔۔

پر یہ اسکی سوچیں۔۔۔۔

شیری نے کار کا فرنٹ دروازہ کھول کر بغیر اسے سمجھنے کا موقعہ دیے بازو سے کھینچ کر قریب کیا اور اپنے بازوں میں اٹھا کر گھٹنے سے دروازہ بند کرتا اور کار کو لاک کیے اندر کی جانب مڑا۔۔۔۔

پری بوکھلا کر خود کو چھڑوانے اور نیچے اترنے کوشش کرنے لگی۔۔۔

چھ۔۔۔۔ چھوڑو مجھے مینے کہا نا میں ناراض ہوں۔۔۔ وہ اسکی بازوں میں مچلتی غصے سے بولی۔۔۔۔

افففف۔۔۔۔ اتنا غصا۔۔۔۔ شیری اسے کندھے پر ڈالکر مصنوعی حیرت سے بولا ۔۔۔۔

مم۔۔۔ مجھے نہیں آنا آپکے ساتھ۔۔۔۔

میں پھر کاٹ دونگی۔۔۔۔ ورنہ مجھے نن۔۔۔ نیچے اتارو۔۔۔۔ وہ کندھے سے سیدھی ہو کر اسکی گردن کو اپنے چھوٹے ہاتھ میں لیے۔۔۔ خطرناک ارادوں سے بولی۔۔۔۔

جس پر شیری نے رک کر اسے تھوڑا نیچے کھسکا کر اپنے برابر کیا۔۔۔۔

کاٹ دو۔۔ مار دو کوئی غم نہیں۔۔۔ میری سانسیں تم میں بسی ہیں۔۔۔ اپنی ناک اسکی گردن سے مس کرتے ایک جزبے سے بولا۔۔۔۔

پری گھبرا کر اسکے شانے پر چہرا چھپا گئی۔۔۔۔ اور شیری ہنس دیا۔۔۔۔

بس اتنی سی ہمت۔۔۔۔ اسکے کہنے پر پری نے مکہ کندھے پر مارا جس پر وہ قہقہہ لگا اٹھا ۔۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔۔

جیسی تم نازک ویسے ہی تمہارے وار نازک۔۔۔۔ پر یہ جسم پر نہیں دل پر اثر کرتے ہیں ڈارلنگ۔۔۔۔

وہ بولتا اندر داخل ہوا۔۔۔

خوبصورت سالان کراس کرتے اندر داخل ہوا۔۔ اور لائونج سے نکلتا سیڑھیاں طے کرتا ایک روم میں آیا۔۔۔ گھر میں کوئی بھی نہیں تھا سوائے گیٹ پر گارڈ اور ان دونوں کے علاوہ۔۔۔

باہر اندھیرا ہونے کی وجہ سے شیری کو کوئی فکر نہیں تھی اسے کندھے پر اٹھانے کی اور ویسے بھی گارڈ کی نظریں جھکی ہوئی تھی شہریار کے سامنے۔۔۔ وہ ایک آدھی عمر کا ملازم تھا۔۔۔

پری اسکے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے۔۔ حیریت سے اپنی گرے بڑی آنکھیں پھاڑے ہر چیز دیکھ رہی تھی۔۔۔

لان تو وہ نہیں دیکھ سکی پر خوبصورت سا لائونج سیڑھیوں سے ہوتے روم ۔۔۔

ہر ایک چیز پر اسکی آنکھوں میں پسندیدگی کے عنصر نمایاں ہو رہے تھے۔۔۔

یہ بب۔۔۔ بھی آپکا ہائوس ہے۔۔۔۔ وہ آنکھوں میں چمک لیے پوچھنے لگی۔۔۔ ابھی کچھ دیر والی ناراضگی کی تو کہیں بھی دیکھ نہیں رہی تھی۔۔۔ جیسے وہ ایک خواب تھا۔۔۔۔ ویسے وہ تھی ہی ایسی سیکنڈ سیکنڈ میں روٹھنے اور خود ہی بولنے والی۔۔۔

نہیں میرا نہیں۔۔۔۔ ہمارہ ہائوس ہے۔۔۔۔ ہمارے بچوں کا۔۔۔۔ وہ اسکے سامنے ایک ڈیپ ریڈ گائون رکھتا سنجیدہ بولا جس پر پری کی بولتی بند ہو گئی۔۔۔۔۔ اور وہ خاموش اسکے قریب ہوتے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔۔۔ البتہ آنکھوں میں ایک سوال تھا ۔۔۔ بیس بچوں والا۔۔۔۔

شیری اسکے سوال کو نظر انداز کرتا اسکے ماتھے پر اپنے محبت کی مہر ثبت کرتے مزید بولا

جلدسے چینج کر کے آئو میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔وہ کہتا اسے بیڈ سے اٹھانے لگا۔۔۔

اور پری خاموشی سے دھڑکتے دل کے ساتھ وہ گائون اٹھا کر باتھروم میں چلی گئی۔۔۔۔

شیری وہیں بیٹھ کر اسکا انتظار کرنے لگا۔۔۔

جب کچھ ہی دیر میں وہ قالین پر بیچھے سرخ گائون کو تھوڑا سا اوپر اٹھا کر سر جھکائے باہر آئی۔۔۔۔

اسکے لمبے کالے بال کسی آبشار کی طرح کچھ آگے اور باقی پیچھے بکھرے ہوئے تھے

وہ بے خود ہو کر اٹھا اور چلتا ہوا اسکے سامنے آیا۔۔۔پری اسکے سامنے آنے پر گھبرائی نظریں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

سرخ گائون دلہن کے میک اپ اور کھلے کالے بالوں میں وہ کوئی اپسرہ ہی لگ رہی تھی --

شیری نے اسے دیکھتے اپنا ہاتھ اسکے بالوں میں ڈالنے لگا۔۔۔ اور کھینچ کر قریب کیا۔۔۔۔ دونوں کی دل بے ترتیب ہوئے۔۔۔ اور ساتھ دھڑکنے لگے اپنی منزل پر پہنچ کر۔۔۔۔

کیا یہ حقیقت ہے۔۔۔۔ شہریار کی سرگوشی پری کے کان میں پڑی۔۔۔۔ جس پر پری نے معصومیت سے سر ہلا دیا۔۔۔۔ وہ خاموش ہو کر اسنے دیکھتا گیا۔۔۔۔ اور پھر بولا ----

ہمیشہ ایسی ہی رہنا۔۔۔۔ کہنے کے ساتھ دور ہوا اور خود کے بھی شوز اور کوٹ اتار کر پھینکے اور اسکا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر آہستہ سے باہر قدم اٹھائے۔۔۔۔ پری حیران سی اسے دیکھنے لگی پر بولی کچھ نہیں۔۔۔

پری بھی خاموشی سے ساتھ ہوئی۔۔۔شہریار اسے لیکر سیڑھیاں اترتا نیچے آیا اور وہاں سے دائیں جانب مڑا پری بھی اسکے ساتھ اسکے قدم پر قدم رکھتی چلنے لگی کہ شیری رکا اور اسکی جانب مڑا۔۔۔۔

اب اپنی آنکھیں بند کرو۔۔۔اسکے کہنے پر پری آنکھیں پھیلا گئی۔۔۔

بند کرو۔۔۔شیری اسکی پھیلی آنکھیں دیکھ لفظوں پر زور دیا۔۔۔پری خاموش لب کاٹتی ایک آنکھ بند کر گئی اور دوسری آنکھ سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

پری آنکھیں دونوں بند کرو۔۔۔اسکی معصوم حرکت پر مسکراہٹ روکے سخت سا بولا ۔۔۔

نن۔۔۔نہیں۔۔۔وہ بھی ضدی ہوئی۔۔۔

ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی۔۔۔ کندھے اچکا کر جیب سے سرخ کپڑا نکالا اور اسکے پیچھے ہو کر وہ آنکھوں پر باندھنے لگا۔۔۔ اسکے ایسا کرنے پر پری نے ہڑبڑا کر اپنے آنکھوں کی طرف ہاتھ کیے جب تک شیری وہ باندھ کر اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر آگے چلا۔۔۔

مم۔۔۔ میں دیکھوں کیا۔۔۔ وہ گھبرائی سی اسکے ہاتھ پر پکڑ مضبوط کرتی بولی۔۔۔

کہہ تھا تم صرف مجھے محسوس کیا کرو۔۔۔۔

وہ اسے ساتھ لیکر ایک بڑے سے دروازے کے سامنے آیا اور اسے کھول کر اندر داخل ہوا تو دونوں کی نتھنوں سے مختلف پھولوں کی خوشبو ٹکرائی۔۔۔

اور قدم زمین پر بیچھے پھولوں پر رکھا ایک ساتھ مختلف پرندوں کی آوازیں اسکے کان میں پڑی۔۔۔ اور پھولوں کی نرماہٹ سے پری کے بدن میں سرسراہٹ سی پھیلی

۔۔۔۔

پری کے چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیلی۔۔۔

شیری اسکے ساتھ قدم بڑھاتا اسے جگہ کے پورے بیچ میں کھڑا کیا اور خود اسکی ناک میں چمکتی نوز پن کو چوم کر وہاں سے دور ہو گیا۔۔۔

پری شیری کے دور ہونے پر بدحواس سی ہو گئی اور اپنی آنکھوں پر بندھی سرخ پٹی کو جلدی سے اتار کر جیسے ہی نظریں اٹھائی تو آنکھیں ساکت ہو گئی۔۔۔۔

اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہونا مشکل ہو گیا۔۔۔

جہاں ہر طرف مدہم روشنی میں ہر کلر کے پھول ہی پھول تھے۔۔۔ جن سے نکلتی محسور کن خوشبو چاروطرف سے اسے گھیرے ہوئی تھی۔۔۔ آسمان پر پورا چاند اپنی آب و تاب سے چمکتا ستاروں کو بھی اس حسین منظر کی جانب متوجہ کر رہا تھا۔۔۔

جہاں شہریار کی معصوم پری سرخ گائون میں کالے کمر پر بکھرے آبشار اور سجے حسین چہرے پر گرے آنکھوں میں حیرت سرخ لبوں پر مسکان لیے ہر ایک چیز کو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

پری کو وہ کوئی پریوں کی ہی دنیا لگی۔۔۔ وہ گول گول گھوم کر ہر چیز دیکھنے لگی۔۔۔ اسکے دونوں طرف چھوٹے قد کے مصنوعی پھولوں کے درخت تھے اور انکے بیچ سے ظاہر ہوتا بہتا آبشار۔۔۔

وہ بے خود سی قدم دائیں طرف اٹھانے لگی جہاں سے وہ آبشار نظر آرہا تھا۔۔۔ اور ساتھ ساتھ پھولوں کو اپنے نازک ہاتھوں سے چھوتی گئی۔۔۔ خوشی سے اسکی کھکھلاہٹ پورے باغیچے میں گونجی۔۔۔

جو شیری کے دل پر ٹھنڈک برسانے لگی۔۔۔

پری نے قریب جانے پر دیکھا تو وہاں آبشار کے چاروں اطراف میں لگے پھولوں پر رنگ برنگی تتلیاں منڈلا رہیں تھی۔۔۔۔ مور اپنے رقص میں مدہوش تھا۔۔۔۔ اوپر پھولوں کے درخت پر چھوٹی چھوٹی چڑیاں طوطے۔۔۔۔ اپنی مدہر آواز میں گا رہے تھے۔۔۔۔

اسکے ہاتھ خود بے خود اپنے منہ کی طرف گئے۔۔۔۔

کک۔۔۔ کیا یہ حقیقت ہے۔۔۔؟؟ اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا۔۔۔۔

ہاں۔۔۔ یہ حقیقت ہے۔۔۔۔ کان کے قریب سرگوشی ہوئی۔۔۔۔

وہ سنتی مسکرا دی۔۔۔۔ کیا یہ س۔۔ سب میرے لیے ہے۔۔۔۔ وہ بھی سرگوشی میں بولی۔۔۔۔

ہاں یہ سب تمہارے لیے ہے۔۔۔۔ اور بھی بہت کچھ۔۔۔۔ اسکا رخ اپنی طرف کرتے بولا۔۔۔

اور پری ہاں میں سر ہلاتی مسکرا کر اسکے سینے سے لگ گئی۔۔۔۔ اور وہ مسکرا کر اسکے بالوں پر اپنے لب رکھے۔۔۔۔۔

اور اسے ایسے ہی ساتھ لیے آبشار کے پاس لایا اور وہاں پر لٹکتی پھولوں کی لڑیوں کو ہٹا کر اندر داخل ہوا۔۔۔۔ ایک بار پھر پری کا منہ کھلا۔۔۔۔ اور آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔۔۔۔

اس طرف صرف اوپر سے گرتی روئی نما برف ہی برف تھی۔۔۔۔ وہ بے یقینی سے شیری کو دیکھنے لگی۔۔۔۔ جو اسے ہی مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

اور جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ پری اشارہ ملتے ہی اسکے حصار سے بھاگی۔۔۔ یہ ایک حیرت انگیز منظر تھا۔۔۔ اسے اپنی قسمت پر یقین ہونا مشکل ہو گیا۔۔۔ کبھی وہ اپنی قسمت پر روتی تھی اور آج خوش ہو رہی تھی۔۔۔

برف اسکے اوپر گرنے لگی۔۔۔ اور وہ جھومتی بازو پھیلا کر سر اوپر کر کے گول گول گھومنے لگی۔۔۔ اسے خود پر غصہ آنے لگا کہ آج اگر وہ اسکے ساتھ نا آتی تو وہ یہ سب مس کر دیتی۔۔۔ پر یہ اسکی غلط فہمی تھی۔۔۔

ٹھنڈی ٹھنڈی برف اسکے چہرے پر گرتی اسکے روح تک کو سکون پہچانے لگی۔۔۔ مری کے نسبت یہاں پر اتنی ٹھنڈ نہیں تھی۔۔۔ صرف باڈی ٹمپریچر کے حساب سے تھی

۔۔۔

سرخ سیلولیس گائون میں وہ جھومتی برف اور پھولوں کی ملکہ ہی لگ رہی تھی۔۔۔۔

اچانک اسے شیری کا خیال آیا۔۔۔ اپنی خوشی میں وہ اسے تو بھول ہی گئی تھی۔۔۔

ایکدم رک کر وہ سامنے دیکھنے لگی۔۔۔ جہاں وہ آنکھوں میں محبت کا جہاں بسائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

پری کے دیکھنے پر وہ مسکرادیا۔۔۔

کک۔۔۔ کیا آ۔۔۔ آپ میرے ساتھ کھیلیں گے نہیں۔۔۔ آپنے کہا تھا نن۔۔۔ نیکسٹ ٹائم دونوں ساتھ انجوائے کریں گے۔۔۔ وہ اسے اسکا وعدہ یاد ڈلانے لگی۔۔۔

تمنے مجھے بلایا ہی نہیں۔۔۔ وہ کندھے اچکا کر افسردگی سے کہنے لگا۔۔۔

جس پر پری شرمدہ ہو گئی۔۔۔۔ سوری آ یئے نا۔۔۔۔ وہ اپنی غلطی مانتے ہوئے اسے بلانے لگی۔۔۔۔ شیری اپنے مسکراہٹ روکے اسکے جانب آیا۔۔۔ اور مقابل رکا ۔۔۔اسکی آستین اوپر کہنیوں تک مڑی ہوئی تھی۔۔۔پائوں اسکی طرح ننگھے تھی ۔۔۔ بلیک پینٹ اور سفید شرٹ میں وہ اسے اپنا پرنس ہی لگ رہا تھا۔۔۔ یہ سوچ آتے ہی وہ شرما کر نظر جھکا گئی۔۔۔

بھوری آنکھوں نے اسکا ایک ایک تاثر بغور دیکھا اور پھر مسکرا دیں انمول چمک کے ساتھ۔۔۔۔

پری اس فسوں خیز خاموشی سے گھبرا کر لب کاٹنے لگی۔۔۔ شیری کی نظریں بھی اپنا مرکز بدلنے لگی۔۔۔

شیری کی ہاتھوں کی انگلیاں اسکے سفید نازک بازوں پر پھیرنے لگی۔۔۔ پری کپکپا سی گئی ۔۔۔اور بوکھلا کر ایک قدم پیچھے کھسکی۔۔۔

ہہ ۔۔۔ ہم کھ ۔۔۔ کھیلیں ۔۔۔۔وہ حلق تر کرتی بولی ۔۔۔۔

کھیلیں ۔۔۔؟؟ ۔۔۔ شیری نے مسکرا کر پوچھا ۔۔۔ جس پر پری نے اثبات میں سر ہلایا ۔۔۔۔۔

تو شیری نے برف اٹھا کر اسکے نازک سرخ رخسار سے لگائی ۔۔۔ جس پر پری کھکھلا اٹھی ۔۔۔۔

اا ۔۔۔ ایسے نہیں ۔۔۔وہ کہتی اسے برف کا گولا بنا کر مارا جس پر وہ ہنس دیا ۔۔۔۔ اچھا ایسے ۔۔۔ کہتا خود صرف اسے ڈرانے کے لیے برف اٹھانے لگا جب پری مدھر قہقہہ لگاتی نہیں نہیں کرتی بھاگی ۔۔۔۔

جب سفید دیوار نما دروازے سے منہ پر ہاتھ رکھ کر ۔۔ ہنسنے لگی کہ اسکے دباؤ پر دروازہ پیچھے کو کھسکا اور وہ گھبرا کر دور ہوتی دیکھنے لگی ۔۔۔۔

ایک بار پھر وہ کھکھلا کر شیری کو انگوٹھا دیکھاتی اندر بھاگی۔۔۔اور شیری بھی مسکرا کر بالوں میں ہاتھ پھیرتا کندھے اچکا کر ہنس دیا۔۔۔۔اور قدموں کو اسکی جانب اٹھایا

۔۔۔۔

پری یہاں آکر سرخ چہرے سے سر جھکا گئی۔۔۔۔یہ ایک روم نما جگہ تھی۔۔۔جہاں فرش پر سرخ گلاب کی پتیاں بیچھی ہوئی تھی جس پر اسکے قدم رکھے تھے۔۔۔۔۔

اور ایک شیشے کی میز پر بڑا سا چاکلیٹی کیک رکھا ہوا تھا اور اسکے آپس پاس گلابوں کے ساتھ مختلف چاکلیٹ رکھے جو شاید اسنے کبھی دیکھے بھی نہیں ہونگے۔۔۔۔

اور سامنے ہی جہازی سائیز بیڈ تینوں طرف سرخ پردے اور سامنے گلابوں سے ہارٹ شیپ میں بنا دروازے نما۔۔۔۔ جہاں سے بیڈ جانے کا راستا تھا۔۔۔ اور ہر طرف کنڈلز جل رہی تھی جنکی روشنی ہر کونے کو روشن کر رہی تھی۔۔۔

وہ اپنے یخ پسینہ ہوتے ہاتھوں کو مسلنے لگی۔۔۔ چہرا اس ماحول سے سرخ پڑنے لگا آنکھوں میں شرم حیا سی ناچنے لگی۔۔۔ جب پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔۔۔ اسکی ٹانگیں کانپنے لگی۔۔۔ ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی پھیلی۔۔۔

وہ جیسے جیسے قدموں کی چاپ قریب سن رہی تھی ویسے ویسے وہ کپکپانے لگی۔۔۔ ہاتھ پائوں سرد سے پڑ گئے۔۔۔ ہر طرف اسے اپنی دل کی دھڑکن سنائی دینے لگی۔۔۔ جس کی ہر دھڑکن میں شہریار کا نام تھا۔۔۔ وہ خود کو کوس نے لگی۔۔۔ اچھی خاصی کھیل رہی تھی کیوں شیری کو پکارہ۔۔۔۔

شیری مسکراہٹ روکے اسکی کپکپاہٹ کو دیکھتے قریب پیچھے کھڑا ہوا۔۔۔اور اسکے کان سے بال ہٹا کر سرگوشی میں بولا۔۔۔ کھیلیں۔۔۔

پری اسکی گرم تیز سانسوں اور معنی خیز کی سرگوشی پر سمٹ سی گئی۔۔۔اور خود کی حالت سے گھبراتی ایکدم مڑ کر شیری کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔۔

اور شیری ہنستا اسکے گرد اپنا حصار ڈالتے ہاتھ کی مدد سے اسے ریلیکس کرنے لگا۔۔۔

پری اسکی شرٹ کو مٹھی میں مضبوطی سے پکڑنے لگی۔۔۔

جب شیری نے آہستہ سے اسکا چہرا اوپر کر کے بولا۔۔۔

ششش۔۔۔ریلیکس جانم کچھ نہیں ہوا۔۔۔ڈرو نہیں۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔وہ اسکے نارمل کرتا چاکلیٹ کیک کی طرف آیا اور اسے وہاں رکھی چیئر پر بیٹھایا۔۔۔

پری لال چہرے سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔جب کچھ دیر شیری گھٹنوں کے بل اسکے مقابلے قریب بیٹھا اور اسکے نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے انہیں انہیں گرمائش پہنچانے لگا۔۔۔۔

اور پری اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔۔۔ جس ماتھے پر سلکی کالے بال بکھرے ہوئے تھے ۔۔۔اسکی دل میں شدید خوائش اٹھی کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوئے۔۔۔۔

کون تھا یہ شخص ظالم۔۔۔جلاد۔۔دیو۔۔یا ایک کٹ پتلی جس کے اندر احساسات نام کی کوئی چیز نہیں تھی جو صرف ایک مٹی کا بنی سانسیں لیتی ایک وجود تھی۔۔۔جسکے اندر اسنے ہر احساس ڈالا۔۔کمتری۔۔نفرت۔۔خوف۔۔محبت۔۔ضد۔۔چڑنا۔۔ہنسنا ۔۔رونا۔۔سوچنا۔۔سننا اور سب سے بڑھ کر بولنا۔۔جو وہ کسی کے سامنے بولنے سے ڈرتی تھی خاص کر کے اسکے سامنے۔۔۔جو پہلے اسکے بولنے سے چڑتا نفرت کرتا تھا اور

اب وہ اسے اسکا دیوانہ تھا اسکے بولنے پر وہ خاموش اسے سنتا اسکا بولنا پسند کرتا تھا۔۔۔ اب تو شاید وہ اسکا جنون تھی اسکی عاشقی تھی۔۔۔ یا اس سے بھی بڑھ کر۔۔۔ وہ اسے سمجھ نہیں پارہی تھی۔۔۔ پر خود کو ضرور سمجھ گئی تھی کہ اسے شہریار ملک سے محبت ہے ۔۔۔ جو کبھی اس سے نفرت کا دوا کرتی تھی۔۔۔۔

سوچتے کب اسکی آنکھیں نم ہوئی وہ محسوس نا کر پائی۔۔۔ اور کرسی سے اتر کر اسکے سامنے بیٹھی اسکے مقابلے بیٹھی۔۔۔ شیری اسکی نم آنکھوں پر پریشان سا ہو گیا اور اسکا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں لیکر فکر مندی سے پوچھا۔۔۔

کیا ہوا جانم۔۔۔ کیا ابھی بھی ڈر لگ رہا ہے۔۔۔؟ اسکے سوال پر پری نفی کرتی اسے ماتھے سے اپنے چھوٹے ہاتھوں سے بال ہٹانے لگی۔۔۔ اور قریب ہو کر اسکی پیشانی پر اپنے نازک لب رکھ کر شرماتی چہرا اسکے سینے میں چھپا گئی۔۔۔

شیری کچھ پل تو وہ تو سمجھ نا سکا اور جیسے شاک میں تھا۔۔۔ پر جب اسکی بلند دھڑکنے خود میں محسوس کرتا زوردار قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔۔ ہاہاہاہا

اور محبت سے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔۔۔ بس اتنی سی جان ہے۔۔۔ کہ کچھ کرو تو ٹھر ٹھر کانپنے لگو۔۔۔۔

اسکی بات پر پری مسکرا دی۔۔۔ جب وہ اسے دور کر کے اسکا چہرا دیکھنے لگا۔۔۔

اا۔۔ ایسے نا د۔۔ دیکھیں۔۔۔ وہ اسکے چہرے پر اپنے ہاتھ رکھ کر بے بسی سے التجا کرنے لگی۔۔۔ جب وہ پھر ہنسا۔۔۔

کیوں نا دیکھوں۔۔۔۔ وہ اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ لیکر گھمبیر آواز میں پوچھنے لگا۔۔۔۔

مم۔۔۔ مجھے شرم آتی ہے۔۔۔ وہ لب کاٹتی بھرائی آواز میں بولی۔۔۔ شیری صرف اسکی جان لیوا ادا پر گہرا سانس لیکر رہ گیا۔۔۔۔

وہ اسے اٹھا کر خود بھی اٹھا اور اسکے پیچھے سے آ کر دونوں نے کیک کاٹا۔۔۔ اور وہ ٹکرا پری کے منہ میں ڈالا۔۔۔ اور کان میں بولا۔۔۔

چاکلیٹی کوئین۔۔۔ اب جتنا کھانا ہو کھالو۔۔۔ میں نہیں روک رہا۔۔۔ اور اسکی کان کی لو کو چوم لیا۔۔۔ پری بے ترتیب دھڑکنوں کے ساتھ پیچھے کھسکی۔۔۔

شیری خاموش سا اسے اپنی آنکھوں میں سمائے چاکلیٹ کھاتے دیکھتا رہا۔۔۔

پری کو کھاتے ہوئے اچانک شرمندگی سی محسوس ہوئی۔۔۔ اسنے شیری کو تو کہا بھی نہیں کھانے کا۔۔۔

پھر سرخ چہرے سے اسے دیکھ کر بولی۔۔۔ آ آ۔۔۔ آپ کھائینگے۔۔۔

شیری اسکے چہرے کے تاثرات اور چاکلیٹ سے پھیلے منہ کو دیکھتا محظوظ ہونے لگا۔۔۔

تم ہر بار مجھے بھول جاتی ہو۔۔۔وہ کچھ مایوسی اور افسردگی سے بولا۔۔۔اور اسے ہی یہاں وہاں نظر دورانے لگا۔۔۔۔

سس۔۔۔سوری۔۔۔وہ کہتی کیک کا ٹکرا لیے اسکی جانب مڑی۔۔۔جسے دیکھ کر شیری نے سوالیہ آئی برو اچکائے۔۔۔

کھ۔۔۔کھائیں۔۔۔پری اسکے سوال پر مدہم سا بولی۔۔۔

شیری مسکراتا اسکے ہاتھ سے کیک لیکر واپس ٹیبل پر رکھا اور اسے کھینچ کر خود پر گرایا ۔۔۔۔

ایسے نہیں جانم مجھے اسے پھیکا لگے گا۔۔۔وہ اسکے چاکلیٹ سے چھپے لبوں پر اپنی خمار زدہ نظریں گاڑھ کر بولا۔۔۔

پری بوکھلا گئی۔۔۔ ابھی وہ کوئی مزاہمت کرتی کہ شہریار نے اسکے بالوں کو آہستہ سے اپنی مٹھی میں جکڑا۔۔۔۔

پری کی آنکھیں پھٹ گئی شیری کے ایسا کرنے پر۔۔۔ اسے بالوں میں درد تو نہیں ہو رہا تھا کیونکہ شیری کی پکڑ بہت نرم تھی۔۔۔ اسے تو شہریار کے ارادہ بوکھلا رہا تھا۔۔۔ شیری نے جب اسکا سر اونچا کیا تو پری نے آنکھیں میچلیں۔۔۔۔ اور اپنے ہاتھوں کو اسکے شانوں پر رکھا۔۔۔۔

کمرے میں کنڈلز کی مدہم روشنی ماحول کو خوابناک بنا رہی تھی۔۔۔ سرخ گلابوں کی خوشبو اور فسوں خیز خاموشی۔۔۔۔ اوپر سے دونوں کے دلوں کا میوزک۔۔۔۔ ہر چیز کو سنگ گنگنانے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔۔

شیری اسکی لرزش کرتی آنکھوں کو دیکھ کر اس پر جھکا اور پھر آہستہ آہستہ دونوں ایک دوسرے میں گھم ہوتے گئے۔۔۔ پری کی سانسیں بکھرنے لگی جنہیں شیری سمیٹتا گیا ۔۔۔

اسکا دوسرا ہاتھ آہستہ بالوں سے سرکتا نیچے ڈوریوں سے الجھنے لگا۔۔۔ جب وہ گھبرا کر بدحواس سی اس سے دور بھاگی۔۔۔

اور شیری اسکے اچانک ایسے کرنے پر مسکرا دیا۔۔۔ وہ دوسری طرف رخ کیے اپنی بکھری سانسیں درست کر رہی تھی۔۔۔ اسکے ہاتھ پائوں یخ ہونے لگے تھے۔۔۔ اور ٹانگوں میں بھی لرزش شروع ہوگئی۔۔۔ وہ اپنے پسینے سے بھیگے ہاتھوں کو دیکھتی خود میں سمٹنے لگی۔۔۔

جب پیچھے سے شیری نے اسے بازوں میں اٹھایا۔۔۔

شش۔۔۔شیری۔۔۔پری کے منہ سے ہلکی بڑبڑاہٹ نکلی۔۔۔وہ بہت نروس ہو رہی تھی۔۔۔۔

ششش۔۔۔شیری اسے گلے سے لگائے کان میں بولا۔۔۔اور اسے لیے اس ہارٹ شیپ گلاب سے سجے بیڈ پر لایا۔۔اور اس پر ڈالا۔۔۔

مم۔۔مجھے ڈ۔۔۔ڈر لگ رہا ہے۔۔۔وہ گھٹی آواز میں بولی۔۔۔البتہ آنکھیں بند تھی۔۔۔شیری کی تیز گرم سانسیں خود پر محسوس کرتی وہ گلاب سمیت بیڈ شیٹ کو اپنی نازک مٹھیوں میں جکڑنے لگی۔۔۔

شش۔۔۔ریلیکس۔۔۔وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا اسے ریلیکس کرنے لگا۔۔۔

پر پری اسکے لب اپنی شہ رگ پر محسوس کرتی اس میں سمٹ گئی۔۔۔

اور شہریار اسکے اقرار پر سرشار سا ہو کر اس پر اپنی محبت کی بارش کرنے لگا۔۔۔

وہ جیسے جیسے سمٹنے لگی شیری اسے خود میں سمانے لگا۔۔۔

اور پری خود کو شہریار کے نام کرتی اسکے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔۔۔

اور شہریار اسکے پور پور پر اپنی محبت کی بارش کرتا اسکے کانوں میں سر گوشیاں کرتے اس پر واضح کر رہا تھا کہ وہ اسکے لیے کتنی اہم ہے۔۔۔ اس پر اپنی تمام تر شدتیں اور چاہتیں لٹانے لگا۔۔۔ اسے اپنے ہر انداز سے جنونیت دیکھانے لگا۔۔۔

آج پہلی دفعہ ایک معصوم سی پری نے دیو کو اپنے قید میں کر لیا تھا۔۔۔

آ آ۔۔۔ آپ چ۔۔چور ہیں۔۔۔ میجر نہیں۔۔۔ پری نے جب شیری کو اپنا کلپ بالوں میں لگاتے دیکھ منہ بنا کر بولی۔۔۔ اسکی بات پر شیری قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

میں اور بھی بہت کچھ ہوں۔۔۔وہ اسکے بالوں میں کلپ لگائے پیچھے سے اپنی گرفت میں لیکر بولا۔۔اور منہ اسکی گردن میں چھپا گیا۔۔۔

مم۔۔۔میں ناراض ہوں۔۔۔آ آ۔۔۔آپ مجھے حور کے ولیمے میں ب۔۔بھی نہیں لیکر گئے۔۔۔وہ زبردستی اسکے گرفت سے مچلکر دور ہوتی بھرائی آواز میں بولی۔۔۔۔

شیری خاموشی سے اسکی کاروائی دیکھنے لگا۔۔۔جو پیروں میں پہنی اینکلٹ کی مدھر آواز کے ساتھ چلتی صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔اور پیروں میں پہنے پنک شوز کو دور پھینکا اور کلائی میں شیری کے پہنائے بریسلیٹ کے علاوہ کنگن دوپٹہ کلپ ہر چیز کو پھینکنے لگی۔۔۔ہمیشہ کی طرح۔۔۔

اور شیری بھی خاموش سا ساتھ بیٹھا جیب سے چاکلیٹ نکال کر کھانے ہی والا تھا جب وہ غصے سے جھپٹی۔۔۔۔

دو مجھے۔۔۔ اور اسکے ہاتھ سے لیکر غصے میں خود کھول کر کھانے لگی۔۔۔

شیری اسکے غصے سے کھانے پر ہنسنے لگا جب وہ اسے اپنی نم گرے آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔

اور یہ۔۔۔ وہ اپنی سرخ ہتھیلی پھیلا کر بولی۔۔۔ مقصد خود کا ابلتا غصہ ختم کرنا تھا۔۔۔

پہلے مجھے یہ تو کھانے دو۔۔۔۔ وہ اسے اپنی طرف کھینچ کر گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔۔ اور پری شرمائی بلش کرتی اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

نوں سال بعد💕۔۔

مصطفیٰ بیٹا کھانا کھالو۔۔۔نوشین کھانے کی ٹرے لیے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔اور مصطفیٰ سے کہنے لگی جو شاید کمرے میں تھا بھی نہیں۔۔۔

افف یہ لڑکا۔۔۔وہ کہتی ٹرے ٹیبل پر رکھتی روم کی بگڑی حالت درست کرنے لگی جو شاید اسکے غصے کا اظہار تھا۔۔۔اور غصہ کس وجہ سے تھا یہ اسکے غائب ہونے کی جگہ بتا رہا تھا۔۔۔۔

آٹھ سال پہلے الطاف صاحب کے وفات کے بعد پری نے مصطفیٰ کو اپنے ساتھ اسلام آباد لیجانے کا کہا پر اس نے منا کر دیا اور بالکل منہ موڑ کر اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی نا ہٹا ۔۔۔۔

پری روتی اسے منتیں کرنے لگی پر وہ نا مانا اور یہی ملک ولا میں رہ گیا۔۔۔

نوشین کو کوئی اولاد نا ہوئی تو اسنے مصطفیٰ کو اپنی اولاد مان لیا اور اسے اپنے ساتھ فراز ولا لے آئی۔۔۔ جس پر وہ کچھ نا بولا۔۔۔ اور آہستہ آہستہ حسن اور نوشین کو اپنے ماں باپ کے روپ میں ماننے لگا۔۔۔۔

حسن اس سے بہت پیار کرتا تھا اور یہ تصور بھی نہیں کرتے تھے کہ یہ انکی سگی اولاد نہیں ۔۔۔ وہ اسے اپنی سگی اولاد سے بھی بڑھ کر محبت دیتے تھے۔۔۔ اور آج وہ فراز ولا کا بڑا بیٹا تھا۔۔۔

مصطفیٰ بھی انسے بہت محبت کرتا تھا۔۔۔۔ پر جب پری ملک ولا یا فراز ولا آتی تو غصہ ہو جاتا اور کہیں چھپ کر اسے دیکھ لیتا پر پری کو دیکھنے نا دیتا۔۔۔ خود کو۔۔۔ وہ تڑپتی روتی واپس چلی جاتی۔۔۔۔ شہریار سے اسنے کبھی اس بات کا ذکر نا کیا۔۔۔

ورنہ وہ تو نا جانے اسکے یوں تڑپنے پر مصطفیٰ کا کیا حال کرتا اتنا تو وہ اسے جان ہی گئی تھی

۔۔۔۔۔

کیا ہوا بیگم ۔۔۔ کھانا کھایا میرے جگر نے ۔۔۔ حسن بھی روم میں آتے بولا اور وہاں مصطفیٰ کو نا پا کر اور کمرے کی حالت دیکھ کر ہنس دیا ۔۔۔

یہ تم سفیان کو کہتی نہیں کہ حور حیا کو نا ڈانٹے اسکی وجہ سے ہمارے جگر کی پرنسس روتی ہے اور وہ اسکا غصہ ہم غریبوں پر نکالتا ہے ۔۔۔

حسن صوفے پر بیٹھ کر کمرا سمیٹتی نوشین سے بولا ۔۔۔

میں کیا بولوں آپ خود دیکھی اتنی سی ہے اور باہر جا کر بچوں کو مار پیٹ آتی ہے کہ اب جو بھی ہو گا ۔۔۔ مصطفیٰ دیکھ لے گا ۔۔۔

آج صبح بھی اسکول سے بخار کا بہانا کر کے رونے لگی جب سیفی بھائی نے اس کے نقلی آنسوں دیکھ پگل گیا تو سب کے جانے کے بعد چھپ کر باہر چلی گئی۔۔۔اور باہر جا کر حمیدہ (ملازمہ) کی بیٹی کو پیٹ کر آئی اور جب وہ روتی گھر میں داخل ہوئی تو وہ پہلے ہی روم میں پڑی تھی۔۔۔۔

اس بچی کے سر سے خون نکال دیا وجہ صرف یہ تھی کہ اسنے مصطفیٰ کے دی ہوئی سائکل کو چھوا۔۔۔

اب اتنی سے بات پر کوئی ایسے کرتا ہے۔۔۔پر ناجی یہاں تو قصہ ہی الٹا ہے۔۔۔۔

نوشین فکرمندی سے پانچ سال حیا کی ساری کارستانی بتانے لگی۔۔۔اور حسن ہنسنے لگا

۔۔۔۔

اب ہنسیے نا جا کر ایک کا غصہ ختم کریں اور دوسری کی ظلم کی دستانے سنے۔۔۔۔اب کی بار وہ خود بھی ہنس دی۔۔۔

اور دونوں حیا کے روم کی طرف ہوئے جہاں انکا جگر مصطفیٰ اپنی پرنس کے ظلم کی داستان پر بپھرا بیٹھا اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہا ہو گا۔۔۔۔

اور وہ ڈرامہ کوئین اسکی ہمدردیاں سمیٹتی مزید مصنوعی ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔۔

جو گرے آنکھوں کو تڑپا رہی تھی۔۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

تمنے میری پرنس کو کیوں ڈنٹہ چشمش۔۔۔۔سفیان حیا کو چپ کرواتا اور مصطفیٰ اسے کھانا کھلاتا روم میں آکر غصے میں بیٹھی حور سے پوچھنے لگا۔۔۔۔

آپ اپنی ڈرامہ پرنسس کو چھوڑ کر ذرا اس بچی پر دھیان دیں جسکی بخار میں حالت خراب ہو گئی ہے۔۔۔

اسے پتا تھا۔۔۔ سفیان کا آتے ہی سوال اس لیے پہلے ہی غصے میں بھری بیٹھی تھی ۔۔۔

مینے اسے علاج کے لیے پیسے دیے ہیں اور معافی بھی مانگی ہے۔۔۔ وہ اسے غصے میں دیکھ لائن پر آیا۔۔۔

یوں روز کرتے ہیں ہر دوسرے دن وہ ایسا کرتی ہی اور آپ آفس یا گھر آ کر ان سے معافیاں مانگتے رہتے ہیں۔۔۔ کچھ کرو اس لڑکی کا سفیان سب گھر والوں نے ملکر اسے سر پر بیٹھا دیا ہے۔۔۔ اور سب سے اول نمبر ایک تم دوسرا وہ اسکا سپر ہیرو مصطفیٰ۔۔۔

وہ غصے میں غرائی۔۔۔ حقیقت ہی تھی۔۔۔ حور روز اسے سمجھاتی کہ وہ ایسی حرکتیں نا کریں اور وہ اسکے سامنے زور شور سے گردن ہلاتی ایسا ثابت کرتی کہ اسکے علاوہ کوئی سمجھدار اور لائق بچی نہیں۔۔۔۔ پر اسکول جا کر ہی وہ اپنے کارنامے ساتھ لاتی۔۔۔

کبھی کسی کو پین نا دینے سے مارہ کبھی اسنے اسکے سپر ہیرو کے خلاف کچھ بولا۔۔۔۔

کچھ نہیں یار اتنا پریشان نا ہوا کرو ابھی معصوم بچی ہے بڑی ہو کر جب عقل آئے گی تو انشاللہ بہت سمجھدار ہو گی میری شیرنی۔۔۔۔

بس کریں یہ روز سنتی ہوں۔۔۔ اور پلیز معصوم تو نا بولیں۔۔۔۔

اگر آپکی نالائق بچی کے ہاتھ میں ہوتا تو ایک دن میں ہی مجھے پاگل کر دے۔۔۔۔

سفیان بیچارہ خاموش سا اپنی معصوم شیرنی کے خلاف اپنی جانم کے منہ سے الفاظ سنتا نائٹ ڈریس لیکر باتھروم میں گھس گیا۔۔۔۔

اور پیچھے بے جان چیزوں کو زخمی ہوتے انکی خیچیں سنتا رہا۔۔۔

خود کم ہے جو میری معصوم بچی کے بارے میں کہتی ہے۔۔۔وہ بڑبڑاتا باہر آیا۔۔۔

اور بیڈ پر منہ پھولائے بیٹھی اپنی چشمش کو دیکھ سر کھجانے لگا۔۔۔۔

آج بہت خوبصورت لگ رہی ہو بالکل حور۔۔۔۔دوسری طرف سے بیٹھ کر اسے اپنے اوپر گراتا اسکا غصہ کم کرنے لگا۔۔۔

مجھے مسکے نا لگائو سمجھ رہی ہوں۔۔۔

وہ خود کو چھڑواتی بولی۔۔۔

چھوڑو بھی اب غصہ آئو تمہیں لو سٹوری سنائو۔۔۔۔

وہ اسے بیڈ پر گراتا اوپر جھک کر ہمیشہ والی بات کرنے لگا۔۔۔

سنی ہے آپکی یہ فالتو کہانی ایک چشمش اور پرنس کی۔۔۔ ہونہہ۔۔۔

وہ اسے ہاتھوں کی مدد سے پیچھے کرتی بوریت سے بولی۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا چلو آج اس چشمش کو بھی پرنسس بناتا ہوں۔۔۔ وہ کہتا اسکے دونوں ہاتھ جکڑ کر اسکی گردن پر جھک گیا۔۔۔

اور اپنے ہونٹوں سے چھوتا کان میں کہانی سنانے لگا۔۔۔ اور اسکی ہمیشہ والی کہانی پر وہ سرخ ٹماٹر ہوتی خود کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ سب ناکام۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتا اسکی کمزور سی مزاہمت کو ناکام کرتا اسکی سانسیں روک گیا۔۔۔۔

اور حور بیچاری ہمیشہ کی طرح ایک ہی سٹوری سنتی اسکی شدتیں جھیلنے لگی۔۔۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

مما آپ دیکھا میں اس چپکلی کو نہیں چھوڑونگا۔۔۔ آٹھ سال شہروز پانچ سالا پریہا کی تصویر دیکھتے اپنی بھوری آنکھوں میں غصہ لیے سنہری آنکھوں والی پریہا کو دیکھتا بولا ۔۔۔۔

مشال اسکے پاس بیٹھی ہنسنے لگی۔۔۔ دراب بھی مسکراہٹ روکے فائل دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

پر بیٹا اس بار کیا پریہا نے۔۔۔۔ مشال سرخ سفید چہرے کو دیکھتے بولی۔۔۔

مما کیا نہیں کیا وہ بولو۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے میرے شیر بتائو کیا نہیں کیا ہماری پریہا نے۔۔۔ دراب بھی سنجیدہ سا ہو کر پوچھنے لگا۔۔۔

ابھی سوئیٹی (معصومہ پریہ کی چھوٹی بیٹی) سے بات کر رہا تھا کہ یہ چپکلی اس سے موبائل چھینکر بولی کہ یہاں جانور کال نا کریں میری معصوم بہن ڈر جاتی ہے۔۔۔

تو مینے کہا شیر تو چاچو کو بھی کہتے ہیں۔۔۔ تو بولی خبر دار اپنے بندر جیسے منہ سے میرے پاپا کا نام لیا اور مجھے بہت سی دھمکیاں دے کر کال کاٹ گئی۔۔۔

اب آپ بتائیں میں کہاں سے بندر لگتا ہوں۔۔۔ وہ اپنا چہرا دونوں کو دائیں بائیں کر کے دیکھاتا بولا۔۔۔

اور انہیں دیکھنے لگا کہ کتنی زیادتی کرتی ہے میرے ساتھ۔۔۔

یہ تو واقعے غلط کہا پریہانے۔۔۔

مشال افسوس سے بولی ورنہ انکا شیر انسے ہی ناراض ہو جاتا۔۔۔

اس لیے میں کہہ رہا ہوں۔۔ کبھی اسے ہمارے پاس لیکر آئیں ایسا سبق سیکھائونگا کہ آئندہ شرافت سے شہروز نا بولی تو میرا نام شہروز نہیں۔۔۔۔

وہ مشال کو دیکھتا انہیں سمجھانے لگا۔۔۔۔

شیر ایسا نہیں بولتے وہ آپکی چھوٹی بہن ہے۔۔۔۔ دراب اسکے لفظوں پر کچھ سخت سا بولا

۔۔۔۔

نہیں پاپا میری بہن صرف معصومہ ہے پیاری اور گڑیا جیسی یہ چالاک مینڈ کی نہیں

۔۔۔۔

وہ غصے سے کہتا اسکی تصویر وہیں پھینک کر خود روم سے نکل گیا۔۔۔ اور یہ واضح ناراضگی کا علان تھا۔۔۔۔

مشال افسوس سے اسے جاتے دیکھتی رہی۔۔۔ اور پھر گردن موڑ کر دراب کو دیکھنے لگی جو اسے ریلیکس رہنے کا اشارہ کرتا خود اسکے پیچھے گیا۔۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

بیڈ پر پڑا اپنی نیلی آنکھوں سے مسلسل آنسوں بہاتا دس سالہ سالار کمیل کی تصویر کو دیکھتے ہچکیاں لینے لگا۔۔۔

ایک ماہ ہو گیا تھا کمیل کو گذرے ہوئے۔۔۔ ناہی نسرین بیگم کے آنسوں سوکھ رہے تھے اور ناہی سالار کے۔۔۔

کمیل نے نوں سال پہلے ہی اپنا بیٹا لے لیا تھا اسکی دوست سے اور اپنے ماں باپ سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے لگا۔۔۔۔

جس پر دونوں اسے معاف کر دیا پہلے ہی اسکی حالت خراب تھی۔۔۔۔

اور اپنے بیٹے کو سالار نام دیکر اپنے سینے سے لگائے پالنے لگا۔۔۔۔ اور ہر دم اپنے گناہ کی معافی آنسوں کے ذریعے مانگتا تھا۔۔۔ کہ اسنے اسے ناجائز طریقے سے دنیا میں لایا اور اسکی ماں بھی چھین لی۔۔۔۔

وہ اپنے ہر لفظ ہر گناہ ہر چیز ڈائری میں لکھتا گیا۔۔۔ شہریار کے بارے میں بھی اور یہ بھی لکھا کہ وہ حق پر تھا اگر وہ بیچ میں نا آتا تو شاید آج وہ خود کو اپنے ہاتھوں ختم کر دیتا۔۔۔۔

پر سالار وہ سب کہا سمجھا وہ تو صرف یہی پر رک گیا۔۔۔ کمیل اور شہریار کی لڑائی پر۔۔۔ اور آگے اس سے پڑھا نہیں گیا۔۔۔ یہ بھی اسے پتا لگ گیا تھا کہ وہ ایک ناجائز اولاد ہے ۔۔۔۔

ابھی تو اسے سمجھ نا آیا پر امریکہ میں رہنے والا ایک تیز دماغ بچے کو کتنا عرصہ لگتا ہے یہ سب سمجھتے ہوئے۔۔۔۔

اور اسکے دماغ میں ایک جھنگ تھی۔۔۔ شہریار سے۔۔۔

میں ہر حساب لونگا مسٹر شہریار اپنے باپ کو کھونے کا بھی۔۔۔ یہ سب میں تمہیں تڑپا کر لونگا تمہاری کمزوری سی۔۔۔ وہ ایک بڑے آدمی کی طرح بولتا خود سے احد کرنے لگا ۔۔۔

سالار بیٹا کل ہم جا رہے ہیں پاکستان تمہاری پیکنگ ہو گئی ہے۔۔۔ اپنے مائنڈ کو فریش کر لو

۔۔۔۔

نسرین بیگم کمرے میں داخل ہوتی بولی۔۔۔۔

سالار نے جلدی سے وہ ڈائری چھپا دی اور غصے سے بولا۔۔۔۔

نو مام میں کہیں نہیں جا رہا جب تک میں بڑا نہیں ہو جاتا۔۔۔۔

اسکی سخت آواز پر نسرین بیگم ہکہ بکہ رہ گئی۔۔۔۔

پر بیٹا۔۔۔۔وہ ابھی آگے کچھ بولتی جب وہ ڈھارا۔۔۔۔

میںنے کہانا نو مین نو۔۔۔۔۔وہ ٹیبل پر رکھی فیملی تصویر کو دیوار پر مارتا بولا۔۔۔۔

اسکی نیلی آنکھوں میں جیسے خون ٹپکنے لگا۔۔۔۔ نسرین بیگم تو جیسے کانپ گئی اور ہڑبڑا کر بولی۔۔۔

اوکے اوکے ریلیکس۔۔۔ ہم تو بس آپکے لیے یہاں سے جا رہے تھے۔۔۔

جس پر وہ صرف ایک نظر فریم پر ڈال کر باتھ روم میں گھس گیا۔۔۔

اللہ خیر۔۔۔ نسرین بیگم فریم اٹھاتی بولی۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

مما پاپا کب آئے گا۔۔۔ پریہا بیڈ پر معصومہ کے سنہری بالوں میں انگلیاں چلاتی پری سے پوچھنے لگی

اسکی آواز پر پری اپنے نوں سال کی بیٹے خیالوں سے نکل کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

شہریار کو گئے تین ماہ ہو گئے تھے ابھی تک اپنے مشن سے نہیں لوٹا تھا۔۔۔۔

آجائے گا۔۔۔۔ آپ آنکھیں بند کرو اور سو جائو صبح اسکول بھی جانا ہے۔۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھتی غصے سے بولی۔۔۔۔ کب سے دونوں کو سلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ ایک ہر سوال کے اوپر سوال کرتی دوسری اسکے سوالوں پر رو دیتی ۔۔۔۔اب تو پری چڑ گئی۔۔۔۔

تو کب آ آ۔۔۔ آئے گا۔۔۔۔۔ معصومہ کہتی رو دی۔۔۔۔

افففف۔۔۔۔۔ بس بس آجائے گا کل۔۔۔ وہ گہرا سانس لیکر بولی۔۔۔ اور اپنی تین سالہ بیٹی معصومہ کے آنسوں صاف کرنے لگی۔۔۔

وہ بالکل پری کی کاپی تھی اور شہریار کی جان۔۔۔وہ گھر پر ہوتا تو ہر لمحہ اسے اپنے ساتھ رکھتا۔۔۔پر یہا کو بھی بہت محبت کرتا تھا پر وہ بہادر تھی اور اسکے نسبت معصومہ ڈری سہمی ہوئی گول مٹول سی گڑیا اور بہت ہی حساس۔۔۔۔

اور اندونوں کے ساتھ پری کی بھی چھیڑ چھاڑ جاری رہتی۔۔۔

جائو بیٹا اب تم سو جائو انکے پاس میں ہوں۔۔۔عائمہ بیگم کمرے میں داخل ہوتی آنسوں صاف کرتی پری سے بولی۔۔۔

احمد صاحب کے جانے کے بعد وہ شہریار کے پاس ہی آگئی تھی۔۔۔اور اب یہی انکے ساتھ رہتی۔۔۔۔

مشال کے ساتھ عالیہ بیگم اور حماد صاحب تھے۔۔۔۔ مہینے میں ایک دوبار وہاں سے چکر لگا لیتی تھی۔۔۔۔

یا شہروز کو یہی بلا لیتی تھی یہاں اسکا اور پریہا کا جھگڑا سارا دن جاری رہتا اس لیے اب وہ بھی نہیں آتا تھا۔۔۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔ پری بڑبڑاتی اٹھی۔۔۔۔ اور معصومہ چپ ہو کر دروازے کو دیکھنے لگی ۔۔۔۔

پری دونوں کے سر پر بوسہ دیکر آہستہ سے روم سے چلی گئی اسکے جانے کے بعد دونوں بہنیں اٹھ کر زمین پر گھٹنو کے بل باہیں پھیلائے بیٹھے شہریار کے گلے لگی اور اسکے چہرے پر بوسہ دینے لگی۔۔۔

وہ مسکراتا کبھی اسکی طرف کس لیتا کبھی اسکی طرف۔۔۔

پاپا آپ مما سے کیوں چھپ گئے۔۔۔پریہا نے شیری سے پوچھا۔۔۔جب وہ اسکے کان بولا۔۔۔

سرپرائز مائے ڈول۔۔۔۔اور ٹکر ٹکر دیکھتی معصومہ کے چھوٹی ناک کو چوم لیا وہ کھکھلا کر اسکے گلے سے چمٹی۔۔۔۔

اور پریہا اپنی معصوم بہن سے۔۔۔۔

عائمہ بیگم نم آنکھوں سے یہ حسین منظر دیکھتی انکی خوشیوں کی دعا مانگنے لگی۔۔۔۔۔

اور ایسے ہی ہنستے مسکراتے زندگی کی خدا سے بھیک مانگنے لگی۔۔۔۔شیری سب سے پہلے عائمہ بیگم سے ملا تھا اور پھر یہاں اپنی بیٹیوں کی طرف آیا تھا۔۔۔

پاپا تو چلیں مما کو سرپرائز کرنے۔۔۔۔ پریہا پرجوش سی بولی۔۔۔۔

نہیں پاپا کی جان چلو سو جائو پہلے ہی مما کا بہت سر کھا چکی ہیں۔۔۔۔

اب صبح بات کریں گے۔۔۔۔

معصومہ دونوں کی باتوں سے لاپروہ شیری کی ناک اور موچھوں سے کھلنے میں لگی ہوئی تھی۔۔۔۔ اور سونے کا سنتی منہ پھولا کر اپنی سبز نم آنکھوں سے بھوری آنکھوں کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

شیری نے اسکی معصوم ادا پر خود میں بھینچ لیا اور سر پر بوسہ دینے لگا۔۔۔۔

پھر دونوں کو بیڈ پر ڈالکر انکے سونے تک ساتھ بیٹھا دونوں معصوم پھولوں کو دیکھنے لگا

۔۔۔۔

جب عائمہ بیگم بولی۔۔۔۔

بیٹا اب وہ دونوں سو گئی ہیں تم بھی جا کر فریش ہو جائو۔۔۔۔

اور شیری اثبات میں سر ہلا کر دونوں کے ماتھے پر اپنے لب رکھ کر اٹھا۔۔۔اور اپنی ماں کے ہاتھوں کو چوم کر اسکی دعائیں لیتا روم سے نکلا۔۔۔۔

عائمہ بیگم آہستہ سے معصومہ کے ساتھ لیٹ گئی۔۔۔۔کیونکہ وہ رات کو ڈر کر اٹھ جاتی تھی۔۔۔۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

شہریار آہستہ سے روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور واپس بند کرتے مڑا تو سامنے ہی لیمپ کی مدہم روشنی پر پری آنکھیں موندے پڑی تھی۔۔۔۔

قریب جانے پر محسوس ہوا تو اسکی گھنی پلکیں بھیگی ہوئی تھی۔۔۔۔

شہریار کے گھنی موچھوں تلے عنابی لب مسکرا اٹھے۔۔۔۔

آ آ۔۔۔ آپ اس بار بہت لیٹ آئے ہیں۔۔۔ وہ اپنی بھیگی آنکھیں صاف کرتی بولی

۔۔۔۔

سوری جانم۔۔۔۔ وہ مسکراتا شوز اتار کر معذرت کرنے لگا۔۔۔۔

مجھے آپکی بہت یاد آئی۔۔۔۔ وہ پھر بولی۔۔۔۔

مجھے بھی۔۔۔۔ شاید تم سے زیادہ۔۔۔۔۔ وہ اپنا نائٹ ڈریس نکال کر محبت سے بولا

۔۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں مجھ سے زیادہ نہیں۔۔۔۔ مینے بہت مس کیا آپکو۔۔۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور اسے باتھروم میں جاتے دیکھ کر پیچھے غصے سے بولی۔۔۔۔۔

وہ صرف مسکرا دیا۔۔۔ یہ تو خود ہی جانتا تھا کیسے دور رہتا ہے اس سے۔۔۔۔۔

انہیں دیکھتے ہوئے بھی بے چین سا رہتا تھا۔۔۔۔

وہ فریش ہو کر باتھروم سے نکلا بلیک ٹرائوزر میں۔۔۔ اور شرٹ نا پہنے کی وجہ سے اسکا کسرتی چوڑا سینا نمایا تھا۔۔۔ اور اس پر اپنا نام آب و تاب سے جگمگا رہا تھا۔۔۔ جیسے اسے کئی بار لکھا گیا ہو۔۔۔ نا مٹانے کے لیے۔۔۔۔ پری نے جب شروع میں دیکھا تو چیخیں مار کر رونے لگی۔۔۔ تب شیری نے اسے محبت سے سمجھایا اور خود میں سمیٹا۔۔۔۔

پری دیکھ کر سر جھکا گئی۔۔۔۔

شیری تولیے کو پھینکتا بیڈ پر آیا۔۔۔

آآ۔۔۔ آپ کے لیے کھانا لائوں۔۔۔ وہ اسکے قریب دیکھ کر ہمیشہ کی طرح نروس ہوتی گھبرائی بولی۔۔۔

نہیں۔۔۔ مجھے بھوک نہیں۔۔۔ صرف یہ بتائو کتنا مس کیا۔۔۔ وہ اسے اپنے سینے پر گراتا اسکے گرد اپنا حصار ڈالکر سنجیدہ سے گویا ہوا۔۔۔

پری اسکے سینے پر سر رکھ کر آنکھ موندتی پرسکون سی بولی۔۔۔

بب۔۔۔ بہت۔۔ سے بھی بہت زیادہ۔۔۔

اسکے کہنے پر شہریار نے آہستہ سے بالوں کو کھولا جو لڑکھ کر دونوں پر بکھر گئے۔۔۔

اور اسے بیڈ پر الٹ کر اسکے اوپر جھکا۔۔۔

پر مجھ سے زیادہ نہیں۔۔۔وہ اسے غصہ دلانے لگا اور سچ میں اسکی چھوٹی سی ناک کی نتھنیں پھولنے لگی۔۔۔۔

نن۔۔۔نہیں کرتی آپ سے بات۔۔۔۔۔وہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر روٹھی سی گویا ہوئی۔۔۔۔

ایسے کیسے ہاں۔۔۔۔وہ کہتا اسکے ہاتھوں کو پکڑ کر بیڈ سے لگا گیا۔۔۔۔

ابھی ویسی ہی نازک جان ہو جانم۔۔۔۔وہ سرگوشیانہ کہتا اسکی شہ رگ کو ہونٹوں سے چھونے لگا ہنسانے کے لیے۔۔۔اسے پتا تھا اسکی موچھوں کی چھبن سے وہ کھکھلا جاتی تھی۔۔۔۔

اور اب بھی ایسا ہی ہوا پری اسکے گدگدانے والے لمس پر کھکھلانے لگی۔۔۔۔

کمرے کے خوابناک ماحول میں شہریار کی پری کی کھکھلاہٹ گونج رہی تھی۔۔۔۔

یاد ہے نا ابھی میرے ۱۸ بچے آنے ہیں۔۔۔۔ شیری شرارت سے بولا اور اسکی رونی صورت دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔

🌹🌹🌹🌹🌹🌹

ختم شد۔۔💕

سیکنڈ پارٹ (انتہائی جنونیت)